بستان المحدثین

تالیفِ لطیف

امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء

اُردو ترجمہ

مولانا عبدالسمیع دیوبندی

عربی ترجمہ اور حواشی

مولانا ڈاکٹر محمد اکرم ندوی صاحب

اُردو ترجمہ کا فارسی متن سے جزوی مقابلہ تصحیح، عربی حاشیہ کا ترجمہ
جزوی اضافے اور ترمیمات زیرِ نگرانی ومشورہ
نور الحسن راشد کاندھلوی

MAKTABA-E-REHMANIA

Marfat.com

Marfat.com

بستان المحدثین

تالیفِ لطیف

امام الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء

اردو ترجمہ

مولانا عبد السمیع دیوبندی

عربی ترجمہ اور حواشی

مولانا ڈاکٹر محمد اکرم ندوی صاحب

اردو ترجمہ کا فارسی متن سے جزوی مقابلہ، تصحیح، عربی حاشیہ کا ترجمہ
جزوی اضافے اور ترمیمات' زیرِ نگرانی و مشورہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

MAKTABA-E-REHMANIA

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

نام کتاب

بُستانُ المحدِّثین

مترجم

مولانا عبدالسمیع دیوبندی

ناشر

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

مطبع

خضر جاوید پرنٹرز لاہور

اِقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37224228-37355743

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملنے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کارروائی کا حق رکھتا ہے۔

Marfat.com

مقدمہ کے مندرجات

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	بستان کے اردو ترجمہ کی تازہ اشاعت، معلومات و متعلقات	۳۳
۲	وجہ تالیف اور سن تالیف	۳۳
۳	کیا بستان المحدثین نا تمام ہے۔	۳۴
۴	بستان کے خطی نسخے	۳۵
۵	طبع اول: لاہور: ۱۲۷۷ھ	۳۵
۶	طبع دوم	۳۶
۷	طبع سوم	۳۶
۸	طبع چہارم	۳۶
۹	فارسی کا نیا محقق نسخہ	۳۸
۱۰	پہلا اردو ترجمہ، مولانا عبدالسمیع دیوبندی	۳۸
۱۱	روض الریاحین	۳۹
۱۲	ترجمہ بستان کی نور محمد، کراچی کی اشاعت	۴۰
۱۳	بستان کے عربی ترجمے	۴۰
۱۴	الف:	۴۰
۱۵	ب:	۴۱
۱۶	ج:	۴۱
۱۷	انگریزی ترجمہ	۴۶
۱۸	نسخہائے بستان فارسی، اردو، عربی ترجموں کی چند فروگذاشتیں	۴۸

Marfat.com

فہرست مضامین ترجمہ

"بستان المحدثین فی تذکرۃ الکتب الحدیث و المحدثین"

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
	عرض مترجم	
۱	"بستان المحدثین" کی تالیف کا مقصد	۱
۲	موطا، امام مالک	۱
۳	امام مالک کا حلیہ اور لباس	۴
۴	روایۃ الاکابر عن الاصاغر	۹
۵	سند حدیث کے دو طریقے	۱۰
۶	امام مالک کی مجالس حدیث	۱۰
۷	امام مالک کی مدح میں امام سفیان ثوری کے چند اشعار	۱۲
۸	مؤطا کا تدریجی انتخاب	۱۸
۹	مؤطا کی مدح میں قاضی عیاض کے اشعار	۲۰
۱۰	امام مالک سے مؤطا کی سماعت	۲۱
۱۱	**مؤطا کا پہلا نسخہ**	۲۲
۱۲	علامہ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا تذکرہ	۲۳
۱۳	اہل عرب کا ہاتھی دیکھنے پر اظہار فخر	۲۷
۱۴	امام مالک کے مسلک کا مغرب و اندلس میں رواج	۲۸

Marfat.com

۱۵	علامہ زیاد بن عبدالرحمٰن کا تذکرہ	۳۲
۱۶	**مؤطا کا دوسرا نسخہ**	۳۴
۱۷	علامہ عبداللہ بن وہب کا تذکرہ	۳۵
۱۸	**مؤطا کا تیسرا نسخہ**	۴۲
۱۹	علامہ قعنبی کا تذکرہ	۴۳
۲۰	**مؤطا کا چوتھا نسخہ**	۴۷
۲۱	علامہ ابن القاسم کا تذکرہ	۴۷
۲۲	**مؤطا کا پانچواں نسخہ**	۵۲
۲۳	علامہ معن بن عیسیٰ کا تذکرہ	۵۲
۲۴	**مؤطا کا چھٹا نسخہ**	۵۳
۲۵	علامہ عبداللہ بن یوسف تینسی کا تذکرہ	۵۴
۲۶	**مؤطا کا ساتواں نسخہ**	۵۵
۲۷	علامہ یحییٰ بن بکیر کا تذکرہ	۵۶
۲۸	**مؤطا کا آٹھواں نسخہ**	۵۶
۲۹	علامہ سعید بن عفیر کا تذکرہ	۵۸
۳۰	**مؤطا کا نواں نسخہ**	۵۸
۳۱	علامہ ابو مصعب زہری کا تذکرہ	۵۸
۳۲	**مؤطا کا دسواں نسخہ** بروایت مصعب بن زبیری	۶۰
۳۳	**مؤطا کا گیارہواں نسخہ** بروایت محمد بن المبارک صوری	۶۱
۳۴	**مؤطا کا بارہواں نسخہ** بروایت سلیمان بن برد	۶۲

Marfat.com

۳۵	مسند غافقی	٦٢
۳٦	علامہ ابو القاسم غافقی کا تذکرہ	٦٢
۳۷	**مؤطا کا تیراھواں نسخہ** بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی	٦۳
۳۸	**مؤطا کا چودھواں نسخہ** بروایت ابو حذافہ سہمی	٦۴
۳۹	علامہ ابو حذافہ سہمی کا تذکرہ	٦۴
۴۰	**مؤطا کا پندرھواں نسخہ** بروایت سوید بن سعید	٦۵
۴۱	علامہ سوید بن سعید کا تذکرہ	٦٦
۴۲	**مؤطا کا سولھواں نسخہ** بروایت امام محمد بن الحسن الشیبانی	٦۷
۴۳	تاخیر عصر پر بحث	٦۹
۴۴	تفصیل شروح مؤطا	۷۰
۴۵	مسانید، امام اعظم	۷۲
۴٦	مسانید، امام شافعی	۷۴
۴۷	مسانید، امام احمد بن حنبل	۷۷
۴۸	مسند احمد کی روایات کی تعداد	۸۰
۴۹	مسانید، ابو داؤد طیالسی	۸۱
۵۰	طیالسی کا تذکرہ	۸۲
۵۱	مسانید، عبد بن حمید	۸۴
۵۲	ابن حمید کا تذکرہ	۸۵
۵۳	مسانید حارث بن ابی اسامہ	۸٦
۵۴	حارث ابن ابو اسامہ کا تذکرہ	۸۷

Marfat.com

۵۵	ابن ابی اسامہ کا روایت حدیث پر اجرت لینے کا سبب	۸۸
۵۶	مسند بزار	۸۹
۵۷	قصہ تزویج ام المؤمنین حفصہؓ	۸۹
۵۸	ابوبکر بزار کا تذکرہ	۹۱
۵۹	مسند، ابویعلی	۹۳
۶۰	صحیح ابوعوانہ	۹۶
۶۱	ابوعوانہ کا تذکرہ	۱۰۰
۶۲	صحیح اسماعیلی	۱۰۱
۶۳	اسماعیلی کا تذکرہ	۱۰۲
۶۴	صحیح ابن حبان	۱۰۵
۶۵	علامہ ابن حبان کے قول ''النبوۃ العلم والعمل'' پر بحث	۱۱۰
۶۶	ابن حبان کی تحقیق	۱۱۱
۶۷	صحیح (مستدرک) حاکم	۱۱۱
۶۸	حاکم اور مذہب تشیع	۱۱۳
۶۹	مستدرک میں احادیث موضوعہ کا اندراج	۱۱۴
۷۰	علم حدیث کی چار بے مثال شخصیات	۱۱۴
۷۱	حاکم کا تذکرہ	۱۱۶
۷۲	مستخرج علی صحیح مسلم، ابونعیم اصبہانی	۱۱۹
۷۳	ابونعیم اصفہانی کا تذکرہ	۱۱۹
۷۴	مسند، دارمی	۱۲۴

Marfat.com

۷۵	دارمی کا تذکرہ	۱۲۵
۷۶	سنن، دارقطنی	۱۲۷
۷۷	دارقطنی کا تذکرہ	۱۲۸
۷۸	دارقطنی کی مہارت وذہانت	۱۲۹
۷۹	علامہ دارقطنی سے متعلق لطائف وظرائف	۱۳۰
۸۰	سنن، ابو مسلم الکشی	۱۳۲
۸۱	ابو مسلم کشی کا تذکرہ	۱۳۲
۸۲	سنن، سعید بن منصور	۱۳۳
۸۳	اذان کی ابتداء	۱۳۳
۸۴	سعید بن منصور کا تذکرہ	۱۳۵
۸۵	مصنف، عبدالرزاق	۱۳۶
۸۶	عبدالرزاق کا تذکرہ	۱۳۶
۸۷	حافظ عبدالرزاق اور تشیع	۱۳۷
۸۸	مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ	۱۳۸
۸۹	فن حدیث کی چار ممتاز ہستیاں	۱۳۹
۹۰	کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف ابن المنذر	۱۴۰
۹۱	ابن المنذر کا تذکرہ	۱۴۱
۹۲	سنن کبریٰ، بیہقی	۱۴۳
۹۳	کتاب معرفۃ السنن والآثار، بیہقی	۱۴۴
۹۴	امام شافعی اور مسئلہ تقدیر	۱۴۴

Marfat.com

۹۵	امام بیہقی کا تذکرہ	۱۴۵
۹۶	امام بیہقی کو صحاح ستہ میں سے بعض پر اطلاع نہ تھی۔	۱۴۶
۹۷	امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان	۱۴۷
۹۸	امام بیہقی کے چند اشعار	۱۴۸
۹۹	شرح السنۃ، بغوی	۱۴۹
۱۰۰	معاجم ثلاثہ، طبرانی	۱۵۰
۱۰۱	طبرانی کا تذکرہ	۱۵۲
۱۰۲	کتاب الدعاء، طبرانی	۱۵۳
۱۰۳	طبرانی اور جعابی کے درمیان مذاکرۂ حدیث	۱۵۷
۱۰۴	معجم، اسماعیلی	۱۵۸
۱۰۵	موت مومن کے گناہ کا کفارہ ہے	۱۶۱
۱۰۶	کتاب الزہد والرقائق، ابن المبارک	۱۶۲
۱۰۷	امام ابن المبارک کے والد کی دیانت اور امانت	۱۶۳
۱۰۸	امام ابن المبارک کی عبادت گذاری	۱۶۶
۱۰۹	امام ابن المبارک کا رقہ میں داخلہ اور کیفیت استقبال	۱۶۸
۱۱۰	امام ابن المبارک کا ابتدائی زمانہ اور طلب علم کی طرف توجہ	۱۶۸
۱۱۱	امام ابن المبارک کے اشعار اور نصائح	۱۷۰
۱۱۲	امام ابن المبارک اور موسم حج	۱۷۱
۱۱۳	فردوس، دیلمی	۱۷۲
۱۱۴	دیلمی کا تذکرہ	۱۷۳

Marfat.com

۱۱۵	نوادرالاصول، حکیم ترمذی	۱۷۵
۱۱۶	حکیم ترمذی کا تذکرہ	۱۷۶
۱۱۷	حکیم ترمذی کا ترمذ سے اخراج	۱۷۷
۱۱۸	حکیم ترمذی کے چند اقوال	۱۷۸
۱۱۹	کتاب الدعاء، ابن ابی الدنیا	۱۷۸
۱۲۰	وہ تین اشخاص جنہوں نے حالت شیرخواری میں کلام کیا۔	۱۷۸
۱۲۱	ابن ابی الدنیا کا تذکرہ	۱۸۰
۱۲۲	کتاب الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد، بیہقی	۱۸۲
۱۲۳	کتاب اقتضاء العلم والعمل، خطیب	۱۸۲
۱۲۴	تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرجال	۱۸۴
۱۲۵	ابن معین کا تذکرہ	۱۸۵
۱۲۶	امام ابن معین کے چند اشعار	۱۸۶
۱۲۷	جہلاء کا اہل حدیث پر طعن	۱۸۷
۱۲۸	علامہ حمیدی کا قصیدہ اور مطاعن کا رد	۱۸۸
۱۲۹	عبدالسلام اشبیلی کا قصیدہ	۱۹۰
۱۳۰	کتاب الکنی والاسامی، نسائی	۱۹۲
۱۳۱	تاریخ الثقات، ابن حبان	۱۹۳
۱۳۲	الارشاد فی معرفۃ المحدثین، ابویعلی	۱۹۴
۱۳۳	حلیۃ الاولیاء، ابونعیم اصفہانی	۱۹۵
۱۳۴	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن عبدالبر	۱۹۵

Marfat.com

۱۳۵	ابن عبدالبر کا تذکرہ	۱۹۶
۱۳۶	علامہ ابن عبدالبر کے چند اشعار	۱۹۷
۱۳۷	تاریخ بغداد، خطیب	۱۹۹
۱۳۸	خطیب بغدادی کا تذکرہ	۲۰۰
۱۳۹	علامہ خطیب بغدادی کی دعا اور اس کی قبولیت	۲۰۳
۱۴۰	علامہ خطیب بغدادی کے چند اشعار	۲۰۴
۱۴۱	امالی، محاملی	۲۰۶
۱۴۲	محاملی کا تذکرہ	۲۰۷
۱۴۳	فوائد، ابوبکر شافعی	۲۰۹
۱۴۴	ابوبکر شافعی کا تذکرہ	۲۱۰
۱۴۵	چہل حدیث، ابوالحسن طوسی	۲۱۲
۱۴۶	ابوالحسن طوسی کا تذکرہ	۲۱۳
۱۴۷	چہل حدیث، ابوالقاسم قشیری	۲۱۵
۱۴۸	ابوالقاسم کی تصانیف	۲۱۵
۱۴۹	علامہ قشیری کے چند اشعار	۲۱۵
۱۵۰	ابوالقاسم قشیری کا تذکرہ	۲۱۶
۱۵۱	چہل حدیث، ابوبکر آجری	۲۱۷
۱۵۲	ابوبکر آجری کا تذکرہ	۲۱۸
۱۵۳	نزہۃ الحفاظ، ابوموسیٰ مدینی	۲۱۹
۱۵۴	مدینی کا تذکرہ	۲۱۹

Marfat.com

۱۵۵	حصین حصین، ابن الجزری	۲۲۲
۱۵۶	امام ابن الجزری کا تذکرہ	۲۲۵
۱۵۷	امام ابن الجزری کے چند اشعار	۲۲۷
۱۵۸	کتاب الجمع بین الصحیحین، حمیدی	۲۲۸
۱۵۹	حمیدی کی تصنیفات	۲۳۰
۱۶۰	علامہ حمیدی کے چند اشعار	۲۳۱
۱۶۱	الشہاب المواعظ والآداب، قضاعی	۲۳۴
۱۶۲	قضاعی کا تذکرہ	۲۳۵
۱۶۳	کتاب الشہاب کی مدح میں چند اشعار	۲۳۶
۱۶۴	صحیح، ابن خزیمہ	۲۳۷
۱۶۵	کتاب المنتقی، ابن الجارود	۲۳۸
۱۶۶	کتاب الادب المفرد، بخاری	۲۳۹
۱۶۷	عمل الیوم واللیلہ، نسائی	۲۴۰
۱۶۸	مسند، حمیدی	۲۴۱
۱۶۹	معجم، ابن جمیع	۲۴۳
۱۷۰	معجم، ابن قانع	۲۴۵
۱۷۱	شرح معانی الآثار، طحاوی	۲۴۶
۱۷۲	امام طحاوی کا تذکرہ	۲۴۸
۱۷۳	امام طحاوی اور مزنی کا واقعہ	۲۴۹
۱۷۴	کتاب المائتین، صابونی	۲۵۱

Marfat.com

۱۷۵	علامہ صابونی کی وسعت علمی	۲۵۲
۱۷۶	ابوالحسن داؤدی کا علامہ صابونی کی موت پر اظہار غم	۲۵۴
۱۷۷	کتاب المجالسۃ، دینوری	۲۵۵
۱۷۸	سلاح المؤمن، ابن الامام عسقلانی	۲۵۷
۱۷۹	امام عسقلانی کا تذکرہ	۲۵۹
۱۸۰	احادیث الحنفاء، ابزاری	۲۶۰
۱۸۱	فوائد، تمام رازی	۲۶۰
۱۸۲	مسند، عدنی	۲۶۲
۱۸۳	معجم، دمیاطی	۲۶۲
۱۸۴	علامہ دمیاطی کے چند اشعار	۲۶۵
۱۸۵	علامہ دمیاطی کی طرف سے علم منطق کی مذمت	۲۶۶
۱۸۶	دمیاطی کی اربعینات	۲۶۹
۱۸۷	کرامات الاولیاء، خلال	۲۷۰
۱۸۸	جزء، ابن نجید	۲۷۱
۱۸۹	ابن نجید کا تذکرہ	۲۷۲
۱۹۰	علامہ ابن نجید کی خدمات اور ان کے عدم اظہار پر اصرار	۲۷۳
۱۹۱	علامہ ابن نجید کے چند ملفوظات	۲۷۴
۱۹۲	جزء الفیل، ابوعمرو بن السماک	۲۷۴
۱۹۳	ابن السماک کا تذکرہ	۲۷۶
۱۹۴	جزء فضائل اہل البیت، ابوالحسن بزاز	۲۷۷

Marfat.com

۱۹۵	ابوالحسن بزاز کا تذکرہ	۲۷۹
۱۹۶	اربعین، شحامی	۲۸۰
۱۹۷	جنید اور ایک لونڈی کا واقعہ	۲۸۳
۱۹۸	الامتناع بالاربعین المتباینة بشرط السماع ابن حجر عسقلانی	۲۸۵
۱۹۹	مسلسلات صغریٰ، سیوطی	۲۸۸
۲۰۰	مختصر حصین حصین (عدۃ) ابن الجزری	۲۸۹
۲۰۱	تخریج احادیث الاحیاء، عراقی	۲۹۰
۲۰۲	صحیح بخاری	۲۹۲
۲۰۳	امام بخاری کی بصارت کا واپس آنا	۲۹۲
۲۰۴	امام بخاری کی بے مثال قوت حافظہ	۲۹۲
۲۰۵	امام بخاری کا تالیف صحیح میں اہتمام	۲۹۳
۲۰۶	امام بخاری پر مصائب وابتلاء	۲۹۶
۲۰۷	صحیح بخاری کی فضیلت	۲۹۸
۲۰۸	امام بخاری کے چند اشعار	۲۹۹
۲۰۹	امام بخاری کی مدح میں شیخ تاج الدین سبکی کا قصیدہ	۳۰۱
۲۱۰	صحیح مسلم	۳۰۳
۲۱۱	صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا موازنہ	۳۰۳
۲۱۲	امام مسلم کی موت کا سبب	۳۰۶
۲۱۳	سنن ابوداؤد	۳۰۶
۲۱۴	امام ابوداؤد کا تذکرہ	۳۰۷

Marfat.com

۲۱۵	سنن ابی داؤد کی وہ چار حدیثیں جو دین میں کفایت کے درجہ میں ہیں	۳۱۰
۲۱۶	سنن ابی داؤد کی مدح میں حافظ ابو طاہر سلفی کی نظم	۳۱۲
۲۱۷	جامع کبیر، ترمذی	۳۱۴
۲۱۸	جامع ترمذی کی بعض خصوصیات	۳۱۶
۲۱۹	جامع ترمذی کی مدح میں علمائے اندلس کی نظم	۳۱۶
۲۲۰	ابوعیسیٰ کنیت رکھنے پر بحث	۳۱۷
۲۲۱	سنن صغریٰ، نسائی	۳۱۹
۲۲۲	سنن کبریٰ، نسائی	۳۲۰
۲۲۳	مجتبیٰ کی تالیف کا سبب	۳۲۱
۲۲۴	امام نسائی کی موت کا واقعہ	۳۲۱
۲۲۵	سنن، ابن ماجہ	۳۲۲
۲۲۶	مشارق، قاضی عیاض	۳۲۵
۲۲۷	شرح بخاری، کرمانی	۳۲۶
۲۲۸	فتح الباری شرح البخاری، ابن حجر عسقلانی	۳۲۷
۲۲۹	علامہ بن حجر کے قرأت حدیث میں عجائبات	۳۲۸
۲۳۰	علامہ ابن حجر کے لطائف وظرائف	۳۲۹
۲۳۱	علامہ ابن حجر کے چند اشعار	۳۳۰
۲۳۲	ابن حجر کی تصانیف	۳۳۱
۲۳۳	تنقیح لالفاظ الجامع الصحیح، زرکشی	۳۳۵
۲۳۴	تعلیق المصابیح ابواب الجامع الصحیح، بدر الدین دمامینی	۳۳۷

Marfat.com

۲۳۵	ابی فراس بن حمدان کے چند اشعار	۳۳۷
۲۳۶	علامہ بدر الدین دمامینی کے چند اشعار	۳۳۹
۲۳۷	اللامع الصحیح فی شرح الجامع الصحیح شمس الدین برماوی	۳۴۲
۲۳۸	ارشاد الساری، قسطلانی	۳۴۳
۲۳۹	علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی کے مابین واقعہ	۳۴۴
۲۴۰	حاشیہ بخاری، سید زرّوق فاسی	۳۴۵
۲۴۱	بہجۃ النفوس، ابن ابی جمرہ	۳۴۷
۲۴۲	توشیح علی الجامع الصحیح، سیوطی	۳۴۸
۲۴۳	معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، خطابی	۳۵۰
۲۴۴	علامہ خطابی کے چند اشعار	۳۵۰
۲۴۵	عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی	۳۵۲
۲۴۶	تفسیر انوار الفخر	۳۵۴
۲۴۷	ابن العربی کے چند اشعار	۳۵۶
۲۴۸	الالمام فی احادیث الاحکام، ابن دقیق العید	۳۵۹
۲۴۹	علامہ ابن دقیق العید کی کرامات	۳۶۲
۲۵۰	علامہ ابن دقیق العید کے چند اشعار واقوال	۳۶۴
۲۵۱	کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، قاضی عیاض	۳۶۸
۲۵۲	کتاب الشفاء کی مدح میں لسان الدین الخطیب کے اشعار	۳۶۸
۲۵۳	کتاب الشفاء کی مدح میں ابو الحسین ربذی کے اشعار	۳۷۰
۲۵۴	قاضی عیاض کی تالیفات کی فضیلت	۳۷۱

Marfat.com

۲۵۵	قاضی عیاض کا تذکرہ	۳۷۲
۲۵۶	قاضی عیاض کے چند اشعار	۳۷۳
۲۵۷	کتاب المصابیح، بغوی	۳۷۵
۲۵۸	ضمیمہ	۳۷۶
۲۵۹	چہل احادیث کے دیگر مرتبین	۳۷۷
۲۶۰	ترغیب وترہیب، کی کتابیں	۳۷۷
۲۶۱	تخریج احادیث پر کتابیں	۳۷۸
۲۶۲	چند اور معاجم	۳۷۹
۲۶۳	کتب حدیث سے منتخب کی ہوئی کتابیں	۳۸۰
۲۶۴	چند اہم مسانید	۳۸۱
۲۶۵	احوال رجال پر تصنیف کتابیں	۳۸۲
۲۶۶	چند اہم اجزاء حدیث	۳۸۶
۲۶۷	مسلسلات کی چند اہم مصنفات	۳۸۸
۲۶۸	فقہی ابواب پر مرتب مصنفات	۳۸۹
۲۶۹	چند ضروی اصطلاحات	۳۹۰

Marfat.com

متن میں جن اعلام کا تذکرہ ہے اس کی فہرست

نمبر شمار	اسماء	صفحہ نمبر	نمبر شمار	اسماء	صفحہ نمبر
۱	ابن ابی الدنیا	۱۸۰	۲۱	ابو مسلم کشی	۱۳۲
۲	ابن امام، تقی الدین	۲۵۹	۲۲	ابو مصعب زہری	۵۸
۳	ابن جمیع	۲۴۳	۲۳	ابو موسیٰ مدینی حافظ	۲۱۹
۴	ابن حبان	۱۰۹	۲۴	ابو نعیم اصبہانی حافظ	۱۱۹
۵	ابن حجر العسقلانی	۳۲۷	۲۵	ابو یعلی	۹۴
۶	ابن دقیق العید	۳۶۲	۲۶	ابو یعلی خلیلی	۱۹۴
۷	ابن عبد البر حافظ	۱۹۶	۲۷	اسماعیل بن نجید	۲۷۲
۸	ابن عربی، ابو بکر	۳۵۲	۲۸	اسماعیلی، ابو بکر	۱۰۲
۹	ابن ماجہ	۳۲۲	۲۹	بخاری، محمد بن اسماعیل	۲۹۲
۱۰	ابو بکر آجری	۲۱۸	۳۰	بدر الدین مخزومی	۳۳۸
۱۱	ابو بکر بن ابو شیبہ حافظ	۱۳۸	۳۱	بغوی، حسین بن مسعود	۱۴۹
۱۲	ابو بکر بزار	۹۱	۳۲	بیہقی	۱۴۵
۱۳	ابو بکر شافعی	۲۱۰	۳۳	ترمذی	۳۱۴
۱۴	ابو بکر ابن منذر	۱۴۱	۳۴	تمام رازی	۲۶۰
۱۵	ابو حذافہ سہمی	۶۴	۳۵	جزری، شمس الدین	۲۲۵

Marfat.com

۱۶	ابوداؤد	۳۰۷	۳۶	حارث بن ابواسامہ	۸۷
۱۷	ابوداؤد طیالسی	۸۲	۳۷	حاکم نیشاپوری	۱۱۶
۱۸	ابوعمرو بن سماک	۲۷۶	۳۸	حکیم ترمذی	۱۷۶
۱۹	ابوعوانہ حافظ	۱۰۰	۳۹	حمیدی، ابوبکر	۲۴۲
۲۰	ابوالقاسم قشیری	۲۱۶	۴۰	حمیدی ابوعبداللہ	۲۲۸
۴۱	خطابی	۳۵۰	۶۲	عبداللہ بن مبارک	۱۶۳
۴۲	خطیب بغدادی	۲۰۰	۶۳	عبداللہ بن مسلمہ قعنبی	۴۳
۴۳	خلال، ابومحمد	۲۷۰	۶۴	عبداللہ بن وہب	۳۵
۴۴	دارقطنی	۱۲۸	۶۵	عبداللہ بن یوسف تنیسی	۵۴
۴۵	دارمی	۱۲۵	۶۶	علی بن معروف بزاز	۲۷۹
۴۶	دمیاطی، عبدالمؤمن بن خلف	۲۶۲	۶۷	عیاض، قاضی	۳۷۲
۴۷	زرکشی، بدرالدین	۳۳۵	۶۸	غافقی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ جوہری	۶۲
۴۸	زروق	۳۴۵	۶۹	قسطلانی	۳۴۳
۴۹	زیاد بن عبدالرحمٰن	۳۲	۷۰	قضاعی	۲۳۵
۵۰	سعید بن عفیر	۵۸	۷۱	کرمانی	۲۲۶
۵۱	سعید بن منصور	۱۳۵	۷۲	مالک بن انس	۱
۵۲	سوید بن سعید ہروی	۶۶	۷۳	محاملی	۲۰۷

Marfat.com

۵۳	شہردار بن شیرویہ	۱۷۳	۷۴	محمد بن عبدالدائم	۳۴۲
۵۴	شیرویہ بن شہردار	۱۷۳	۷۵	محمد بن اسلم طوسی	۲۱۳
۵۵	صابونی، ابوعثمان	۲۵۱	۷۶	مسلم بن حجاج	۳۰۳
۵۶	طبرانی	۱۵۲	۷۷	معن بن عیسیٰ	۵۲
۵۷	طحاوی	۲۴۸	۷۸	نسائی	۳۲۰
۵۸	عبد بن حمید	۸۵	۷۹	یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر	۵۶
۵۹	عبدالباقی بن قانع	۲۴۵	۸۰	یحییٰ بن معین	۱۸۵
۶۰	عبدالرحمٰن بن قاسم	۴۷	۸۱	یحییٰ بن یحییٰ الیثی	۲۳
۶۱	عبدالرزاق	۱۳۶			

Marfat.com

حواشی میں جن اعلام کا تذکرہ ہے اس کی فہرست

نمبر شمار	اسماء	نمبر صفحہ
۱	ابراہیم حربی	۸۸
۲	ابراہیم بن سعد	۵۹
۳	ابراہیم بن ابوطالب	۲۷۲
۴	ابراہیم بن عبدالصمد ہاشمی	۲۷۹
۵	ابراہیم بن منذر	۳۲۳
۶	ابراہیم بن ہیثم بلدی	۲۴۵
۷	ابن ابوجمرۃ	۳۴۷
۸	ابن ابوحاتم	۱۸۱
۹	ابن ابی ذئب	۱۴
۱۰	ابن احمر	۳۲۰
۱۱	ابن اخرم، محمد بن یعقوب	۱۱۶
۱۲	ابن اخی عبداللہ بن وہب	۳۹
۱۳	ابن اعرابی	۳۰۷
۱۴	ابن بشران	۱۲۳-۱۲۷
۱۵	ابن بشکوال	۳۰
۱۶	ابن جارود	۲۳۸
۱۷	ابن جریج	۳۵
۱۸	ابن حاج	۳۴۸

Marfat.com

۱۹	ابن حبیب	۲۶
۲۰	ابن حزم	۲۸
۲۱	ابن خزیمہ	۲۳۷
۲۲	ابن داسہ	۳۰۷
۲۳	ابن رواحہ	۲۶۳
۲۴	ابن سنی	۳۱۹
۲۵	ابن شوذب	۱۲۰
۲۶	ابن صاعد	۱۲۹
۲۷	ابن صلاح	۳۲۵
۲۸	ابن عدی	۳۸
۲۹	ابن علیہ	۲۱۱
۳۰	ابن عمید، وزیر	۱۵۶
۳۱	ابن فرحون	۳
۳۲	ابن فورک	۱۴۶
۳۳	ابن کثیر	۳۳۶
۳۴	ابن لبابہ	۲۶
۳۵	ابن لہیعہ	۳۶
۳۶	ابن ماکولا	۱۳۱
۳۷	ابن مدینی	۴۴
۳۸	ابن مذہب، حسن بن علی	۷۸

Marfat.com

۳۹	ابن مقیر	۲۶۳
۴۰	ابن مندہ، ابوعبداللہ	۱۱۴
۴۱	ابن مندہ، ابوزکریا	۱۵۶
۴۲	ابوالاحوص	۱۳۹
۴۳	ابواسحاق شیرازی	۱۴۲
۴۴	ابوبکر آجری	۱۲۱
۴۵	ابوبکر دمیاطی	۱۴۳
۴۶	ابوبکر شاشی	۲۳۰
۴۷	ابوبکر نجاد	۱۸۰
۴۸	ابوبکر بن ابوداؤد	۱۲۹
۴۹	ابوبکر جعابی	۱۲۰
۵۰	ابوبکر بن مقری	۱۴۳
۵۱	ابوحاتم رازی	۵۴
۵۲	ابوالحسن بیضاوی	۱۳۰
۵۳	ابوالحسن قطان	۳۲۴
۵۴	ابوحنیفہ	۷۲
۵۵	ابوخلیفہ	۱۰۴
۵۶	ابوذر ہروی	۱۱۷
۵۷	ابوزرعہ دمشقی	۱۵۳
۵۸	ابوسعد مطرز	۱۲۲

Marfat.com

۵۹	ابوالشیخ	۹۲
۶۰	ابوصالح مؤذن	۱۲۳
۶۱	ابوطالب ابن غیلان	۲۰۹
۶۲	ابوطاہر بن محمش	۱۴۵
۶۳	ابوالعباس بن عقدہ	۲۴۳
۶۴	ابوعثمان حیری	۲۷۲
۶۵	ابوعلی روذباری	۱۴۶
۶۶	ابوعلی بن شاذان	۲۴۵
۶۷	ابوعلی صواف	۱۲۱
۶۸	ابوعلی حداد	۱۲۲
۶۹	ابوعلی نیشاپوری	۱۱۷
۷۰	ابوعمران	۱۲۴
۷۱	ابوعوانہ	۱۳۵
۷۲	ابوالفتح بن سید الناس	۲۶۴
۷۳	ابوالفضل مقدسی	۲۲۰
۷۴	ابوقلابہ رقاشی	۲۱۲
۷۵	ابوالمعالی امام الحرمین	۱۴۷
۷۶	ابوالوقت سجزی	۱۲۶
۷۷	ابوالولید طیالسی	۳۰۸
۷۸	ابویوسف قاضی	۲۸

Marfat.com

۷۹	احمد بن ابو عمران حنفی	۲۵۰
۸۰	احمد بن حنبل	۷۷
۸۱	احمد بن خزیمہ	۱۸۱
۸۲	احمد بن قاسم، خشاب	۲۴۹
۸۳	احمد بن مقدام	۲۰۷
۸۴	احمد بن منصور شیرازی	۱۵۷
۸۵	اسحاق بن راہویہ	۲۴۹
۸۶	اسد بن فرات	۵۰
۸۷	اسماعیل صفار	۱۲۹
۸۸	اسماعیل بن محمد بن فضل	۹۵
۸۹	اشہب	۵
۹۰	الاصم ابو العباس محمد بن یعقوب	۷۵
۹۱	اوزاعی	۲۹
۹۲	بحر بن نصر	۲۴۹
۹۳	برقانی، ابوبکر	۶۴
۹۴	بشر حافی	۱۲
۹۵	بشر بن موسیٰ اسدی	۱۵۳
۹۶	بغوی، ابو القاسم	۱۲۸
۹۷	بلقینی	۳۴۲
۹۸	بویطی، یوسف بن یحییٰ	۷۵
۹۹	جبارۃ بن مغلس	۳۲۳

Marfat.com

۱۰۰	جریر بن عبد الحمید	۱۳۹
۱۰۱	جعفر خلدی	۱۲۰
۱۰۲	حارثی، محمد بن یعقوب	۷۴
۱۰۳	حازمی، محمد بن موسیٰ	۲۲۱
۱۰۴	حاشد بن اسماعیل بخاری	۲۹۴
۱۰۵	حبیب	۴۵
۱۰۶	جنید بغدادی	۲۷۲
۱۰۷	حسن بن رشیق	۶۲
۱۰۸	حسن بن سفیان	۱۰۳
۱۰۹	حسن بن شجاع بلخی	۱۲۵
۱۱۰	حسن بن عرفہ	۱۶۶
۱۱۱	حسن بن علی بن راشد	۹۲
۱۱۲	حسن بن مکرم	۲۷۷
۱۱۳	حسین بن حسن مروزی	۱۶۲
۱۱۴	حسین بن محمد قاضی	۱۴۹
۱۱۵	حسین بن محمد بن خسرو	۷۴
۱۱۶	حماد بن زید بن درہم	۴۳
۱۱۷	حماد بن سلمہ دینار	۴۳
۱۱۸	حنبل بن اسحاق	۲۷۶
۱۱۹	خالد حذاء	۱۶۵

Marfat.com

۱۲۰	خالد ذہلی	۲۹۶
۱۲۱	خلف بن ہشام	۱۸۰
۱۲۲	خوارزمی، ابوالمؤید	۷۳
۱۲۳	خیثمہ بن سلیمان	۱۲۰
۱۲۴	دعلج	۲۰۸
۱۲۵	دینوری، ابوبکر	۲۵۵
۱۲۶	ذہبی	۲
۱۲۷	ذہلی	۱۰۱
۱۲۸	ربیع بن سلیمان مرادی	۷۵
۱۲۹	روح بن عبادۃ	۸۷
۱۳۰	زبیر بن بکار	۲۰۸
۱۳۱	زکریا ساجی	۳۱۲
۱۳۲	زکی الدین منذری	۲۶۴
۱۳۳	زہری	۸
۱۳۴	سبکی، تاج الدین	۱۴۴
۱۳۵	سعید بن سلیمان	۱۸۰
۱۳۶	سفیان بن سعید ثوری	۱۱
۱۳۷	سفیان بن عیینہ	۲۵
۱۳۸	سکن بن جمیع	۲۴۴
۱۳۹	سلفی، ابوطاہر	۳۱۱

Marfat.com

۱۴۰	سلمہ بن وردان	۴۴
۱۴۱	سلمی، ابو عبد الرحمٰن	۱۴۶
۱۴۲	سلیمان تیمی	۱۶۵
۱۴۳	سلیمان بن برد	۶۱
۱۴۴	سہیلی، ابو القاسم	۲۵۳
۱۴۵	سیوطی	۲۸۸
۱۴۶	شافعی	۷۴
۱۴۷	شحامی	۲۸۰
۱۴۸	شریک، قاضی	۱۳۹
۱۴۹	شعبہ بن حجاج	۴۴
۱۵۰	صاحب بن عباد	۱۵۶
۱۵۱	صالح بن عبداللہ	۱۷۷
۱۵۲	صغانی	۲۶۵
۱۵۳	طارق بن زیاد	۲۴
۱۵۴	عاصم احول	۱۶۴
۱۵۵	عباد بن محمد	۳۹
۱۵۶	عبد الاعلی بن حماد	۹۱
۱۵۷	عبد الرحمٰن بن مہدی	۱۶۵
۱۵۸	عبد العزیز بن احمد کتانی	۲۶۱
۱۵۹	عبد الغنی بن سعید	۱۱۴

Marfat.com

۱۶۰	عبدالغنی مقدسی	۲۲۰
۱۶۱	عبدالقادر رہاوی	۲۲۰
۱۶۲	عبداللہ بن احمد بن حنبل	۷۷
۱۶۳	عبداللہ بن عبدالحکم	۲۴۲
۱۶۴	عبداللہ بن عون	۸۳
۱۶۵	عبداللہ بن معاویہ جمحی	۹۲
۱۶۶	عبدان	۱۰۴
۱۶۷	عبیداللہ بن عمر عمری	۱۳۶
۱۶۸	عثمان بن ابوشیبہ	۱۶۵
۱۶۹	عدنی، حافظ	۲۶۲
۱۷۰	عراقی، زین الدین	۲۹۱
۱۷۱	علقمہ بن وقاص لیثی	۳۰۴
۱۷۲	علی بن جعد	۹۵
۱۷۳	علی بن عاصم واسطی	۸۷
۱۷۴	علی بن عبدالعزیز	۱۰۲
۱۷۵	علی قاری حنفی	۷۰
۱۷۶	علی بن مختار	۲۶۳
۱۷۷	علی بن یوسف جوینی	۱۵۰
۱۷۸	عمرو بن شاہین	۲۱۲
۱۷۹	عمرو بن علی فلاس	۸۴
۱۸۰	عیسیٰ خیاط	۲۶۳

Marfat.com

۱۸۱	عیسیٰ بن دینار	۲۶
۱۸۲	فاروق بن عبدالکبیر خطابی	۱۲۱
۱۸۳	فربری	۲۹۶
۱۸۴	فریابی	۱۰۴
۱۸۵	فضیل بن عیاض	۲۴۱
۱۸۶	فلیح بن سلیمان	۱۳۵
۱۸۷	قتیبہ بن سعید	۳۲۰
۱۸۸	قطیعی، ابوبکر	۷۸
۱۸۹	کریمہ مروزیہ	۲۲۹
۱۹۰	لیث بن سعد	۱۶
۱۹۱	لؤلؤی	۳۰۷
۱۹۲	مالینی	۱۱۸
۱۹۳	محبوبی	۱۱۷
۱۹۴	محمد بن اسماعیل صائغ	۱۴۲
۱۹۵	محمد بن ایوب رازی	۱۰۳
۱۹۶	محمد بن بشر حافظ	۸۶
۱۹۷	محمد بن حسن شیبانی	۶۷
۱۹۸	محمد بن رافع	۲۱۴
۱۹۹	محمد بن رمح تجیبی	۱۵
۲۰۰	محمد بن شداد مسمعی	۲۱۱

Marfat.com

۲۰۱	محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم	۱۴۲
۲۰۲	محمد بن عبداللہ بن نمیر	۳۲۴
۲۰۳	محمد بن عبید اللہ بن منادی	۲۷۶
۲۰۴	محمد بن عثمان بن ابوشیبہ	۱۰۴
۲۰۵	محمد بن علی صوری	۲۴۳
۲۰۶	محمد بن مبارک صوری	۶۱
۲۰۷	محمد بن مثنی	۲۰۸
۲۰۸	محمد بن سلمہ	۲۴۵
۲۰۹	محمد بن مطر	۷۶
۲۱۰	محمد بن میمون	۱۴۲
۲۱۱	مزنی	۱۰۰
۲۱۲	مسلم بن خالد زنجی	۲۴۱
۲۱۳	مصعب بن عبداللہ زبیری	۶۰
۲۱۴	مطرف بن عبداللہ	۶
۲۱۵	معتضد، عباسی خلیفہ	۱۸۱
۲۱۶	معتمر بن سلیمان	۱۸۵
۲۱۷	معمر بن راشد	۱۳۷
۲۱۸	مغلطائی	۳۳۶
۲۱۹	منصور، عباسی خلیفہ	۷۹
۲۲۰	موسیٰ بن سہل	۲۱۱
۲۲۱	موسیٰ بن ہارون	۳۰۹

Marfat.com

۲۲۲	نافع بن عبد الرحمٰن	۲۵
۲۲۳	نضر بن شمیل	۲۱۴
۲۲۴	ہدبہ بن خالد	۹۱
۲۲۵	ہشام دستوائی	۸۳
۲۲۶	ہشام بن عبد الرحمٰن الداخل	۳۳
۲۲۷	ہشام بن عروۃ	۱۶۴
۲۲۸	ہشام بن عمار	۳۲۴
۲۲۹	ہشیم بن بشیر	۱۸۵
۲۳۰	ہیثمی نورالدین	۷۹
۲۳۱	واقدی	۴
۲۳۲	وکیع بن جراح	۸۴
۲۳۳	ولی اللہ محدث دہلوی	۷۱
۲۳۴	یحییٰ بن سعید قطان	۲۱۱
۲۳۵	یحییٰ بن منصور	۱۷۷
۲۳۶	یحییٰ بن یحییٰ تمیمی	۶۳
۲۳۷	یزید بن ہارون	۸۵
۲۳۸	یعقوب بن ابراہیم دورقی	۲۰۷
۲۳۹	یعقوب بن احمد صیرفی	۱۵۰
۲۴۰	یونس بن عبدالاعلیٰ	۱۰۰
۲۴۱	یونس بن یزید	۳۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بستان المحدثین کے اردو ترجمہ کی تازہ اشاعت
چند معلومات ومتعلقات

نور الحسن راشد کاندھلوی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

ضروری گذارش اور معذرت: بستان المحدثین جیسی بلند، مفید اور بابرکت کتاب کا حق اور مطالبہ تھا کہ اس پر مفصل مقدمہ لکھا جاتا، اس کے جلیل القدر مصنف کے احوال پر بھی چند صفحات رقم کئے جاتے، اس کے مترجمین کے کچھ احوال ذکر کئے جاتے، لیکن اس وقت جب کتاب پریس جا چکی ہے، مفصل لکھنے کا موقع نہیں، بہت عجلت میں اور رواروی میں، بھاگتے دوڑتے چند صفحات لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جس میں صرف بستان کی اشاعتوں، ترجموں کا مختصر تعارف پیش نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی، تو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں مفصل مقدمہ لکھا جائے گا۔ [نور]

●

بستان المحدثین کی وجہ تالیف اور سنہ تالیف: بستان المحدثین کی تحریر وتصنیف کا کیا سبب ہوا تھا، اس کی صراحت نہیں ملی، قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز کی اکثر کتب ومؤلفات، تقریباً پچاس سال کی عمر کے بعد کی یادگار ہیں اور بینائی سے خاصی معذوری کی وجہ سے، ان کا اکثر حصہ املاء کرایا گیا تھا، اور ان میں سے بیشتر، کسی سوال کے جواب میں تحریر فرمائی گئی ہیں۔ غالباً بستان المحدثین کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے، یہ اہم کتاب بھی کسی عالم یا طالب علم کے سوال کے جواب میں املاء ہوئی ہوگی۔

بستان المحدثین کا سنہ تالیف معلوم نہیں اور اس وقت تک ایسی کوئی تحریر بلکہ اشارہ بھی نہیں ملا، جس کی مدد سے بستان کا سنہ تالیف متعین کیا جاسکے۔ بستان المحدثین کے آغاز واختتام پر، اس کتاب کی وجہ

Marfat.com

تالیف یا سنہ تالیف یا اختتام کی صراحت نہیں۔

کیا بستان المحدثین ناتمام ہے؟ یہ سوال بھی توجہ چاہتا ہے کہ بستان المحد ثین، حضرت مصنف کے خیال اور منصوبہ کے مطابق مکمل ہوگئی تھی یا نہیں! بستان کی آخری سطور میں بغوی کی مصابیح السنہ کا تذکرہ ہے، اسی پر کتاب ختم ہو جاتی ہے، اس عبارت کے علاوہ ایسا کوئی لفظ یا فقرہ موجود نہیں، جس سے یہ اندازہ کیا جا سکے کہ حضرت مصنف کے سامنے جو مباحث تھے، وہ یہاں مکمل ہو گئے ہیں اور مصنف نے اس تذکرہ پر کتاب کو ختم کر دیا ہے۔ مصابیح السنہ کے تعارف پر مشتمل سطور ملاحظہ ہوں، جس میں حضرت شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

> از عجائب اتفاقات آنکہ! ابتداء ایں کتاب بحدیث نیت واقعہ شدہ ونیت سر ہر کار ست، وختم ایں کتاب بر لفظ آخرہ است کہ از آخر شدن کتاب خبر میدہد۔ زیرا کہ بریں حدیث ختم کردہ است، در فصل حسان درباب ثواب هذه الامه کہ آخرین ابواب اوست، مے گوید: **عن أبي هريرة رضى الله تعالىٰ عنه، أنّ رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال: وردت انى رأيت اخواننا الذين ياتون بعدى وانا فرطهم على الحوض وعن انس رضى الله عنه قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: مثل امتي مثل المطر لا يدرى اوله خير ام آخره.**

ان ہی سطور پر، مزید کسی صراحت واطلاع کے، بستان کا اختتام ہو گیا ہے۔ اگر حضرت مصنف نے اس کو مکمل کر دیا ہوتا، تو آخر میں کلمات اختتام، حمد وشکر، مصنف کا نام، یا اس کا سنہ تالیف وغیرہ ضرور لکھا جاتا۔

اس لئے مولانا عبدالحی حسنی، رائے بریلوی کی یہ اطلاع صحیح معلوم ہوتی ہے کہ بستان المحدثین ناتمام ہے۔ مولانا حسنی نے لکھا ہے:

> "ومنها كتابه بستان المحدثين، وهو فهرس كتب الحديث وتراجم أهلها ببسط وتفصيل، ولكنه لم يتم"[1]

(۱) نزہۃ الخواطر ج: ۷، ص: ۲۸۰۔ [حیدرآباد: ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء]

Marfat.com

بستان کے خطی نسخے: اگرچہ ہند پاکستان وغیرہ کے قومی کتب خانوں، لائبریریوں اور ذاتی ذخیروں، میں بستان المحدثین کے بیس سے زائد قلمی نسخے معلوم ہیں، مگر ان میں غالباً کوئی نسخہ ایسا نہیں، جو حضرت مصنف کی زندگی کا، ان کے قریبی دور کا، یا ان کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہو، یا کسی اور پہلو سے معتمد اور دستاویزی نسخہ قرار دیا جاسکے۔ حضرت مصنف کی سال وفات ۱۲۳۹ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ، جو معلوم نسخوں میں سب سے پرانا نسخہ ہے، جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ میں تھا۔[1] اس کے عمدہ نسخوں کی تلاش اور ان کی مدد سے صحیح محقق نسخہ مرتب ہونا ضروری ہے۔

(۱) طبع اول: لاہور: ۱۲۷۷ھ اگرچہ حضرت شاہ عبدالعزیز کی تصانیف و رسائل کی طباعت کا، حضرت شاہ صاحب کی زندگی [وفات: ۱۲۳۹ھ] میں آغاز ہو گیا تھا، مگر بستان ان کتابوں میں شامل نہیں تھی۔ بستان حضرت شاہ صاحب کی وفات کے تقریباً تینتیس سال بعد، پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

بستان المحدثین کی اس اشاعت پر سنہ اور مقام طباعت درج نہیں۔ سرورق پر صرف یہ الفاظ درج ہیں:

"باہتمام منشی محمد منیر پروپرائٹر، مسٹر جیکب صاحب پرنٹر مطبوع گردید"

مقام طباعت کی آخر میں بھی صراحت نہیں، قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ یہ لاہور کی طباعت ہے، جو نسبۃً بڑی پیمائش کے ایک سو چھیالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر کتاب میں مولانا غلام رسول [؟] کا دس شعروں پر مشتمل قطعۂ تاریخ ہے، جس کے آخری مصرعہ میں درج فقرۂ تاریخ: "بگو سر سبز و تازہ بوستانے" کے اعداد سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ طباعت ۱۲۷۷ھ [۱۸۶۰-۶۱ء] کی ہے۔ یہ قطعہ یہ ہے:

باحوال اکابر خوش بیانے ز گلہائے فوائد گلستانے
شگفتہ جا بجایش لالہ و گل بہر شاخش ز بلبل داستانے
نسیمش جانفزائے طالبِ دیں عجب باغ و عجیبے باغبانے
جناب مولوی عبدالعزیز است محدث دہلوی فرد الزمانے

(۱) فہرست قدیم، کتب خانہ محمدی، جامع مسجد بمبئی، ص:.....

Marfat.com

فلک پشتِ خمیدہ گشت جویان　　نمی بیند زمثل اونشانے
زاصحاب حدیث، اوکرد تحقیق　　کہ گشتہ کور زہر بدگمانے
بیا اے شایقِ اتباع سنت　　بجز چندین جمادی دادہ جانے
بطبعش احمد جامی مثاب است　　بود ازآفات درحفظ وامانے
بوصف ومدح او در ضمن تاریخ　　خرد گفتا مرا، بعد اززمانے
بہ بے خبری کہ می پرسد کہ ایں چیست؟　　بگو! **سرسبز وتازہ بوستانے**

(۲) **طبع دوم، گلزار محمدی۔ لاہور بلا سنہ:** یہ نسخہ عبدالعزیز محمد عبدالرشید، علی محمد تاجر کتب، کشمیری کی فرمائش وکوشش سے گلزار محمدی لاہور چھپا تھا، ہلکے زرد کاغذ پر چھپا ہوا ہے، تینتیس سطری مسطر ہے، ایک سوچھتیس [۱۳۶] صفحات پر مشتمل ہے، جس میں سے ایک سوبتیس [۱۳۲] صفحات پر، اصل کتاب بستان المحدثین آئی ہے، اس کے بعد، حضرت شاہ عبدالعزیز کی تالیف: عجالۂ نافعہ سے اخذ کرکے، اصول حدیث پر ایک مختصر رسالہ مرتب کرکے، شامل کیا گیا ہے، جو صرف ڈھائی صفحات پر مشتمل ہے۔ آخری پونے صفحہ پر، کتاب کی فہرست مضامین ہے، اس کے بعد ناشر کی شائع کی ہوئی، کتابوں کی مختصر فہرست پر کتاب ختم ہوجاتی ہے۔

(۳) **طبع سوم:** بستان کی ایک اشاعت، مطبع نصرت المطابع دہلی کی ۱۲۹۳ھ کی ہے،[۱] عام مروج پیمائش سے کسی قدر بڑا اسائز، بہتر کتابت اور نسبتہً باریک کاغذ پر چھپی تھی۔ میں نے اس طباعت کی ایک جھلک سی دیکھی ہے، اطمینان سے دیکھنے، پڑھنے کا موقع نہیں ملا، اس لئے مفصل تعارف سے قاصر ہوں۔

(۴) **طبع چہارم: مطبع مجتبائی، دہلی: ۱۳۳۳ھ:** بستان کی آخری فارسی طباعت، مطبع مجتبائی دہلی کی ہے، جو ۱۳۳۳ھ [۱۹۱۵ء] میں، پہلی دونوں طباعتوں سے بہتر کتابت کے ساتھ اور کسی قدر عمدہ کاغذ پر چھپی تھی، اس کا بھی تیس سطری مسطر ہے، کتابت عمدہ ہے، طباعت بھی مناسب ہے، مگر تصحیح کا بہت اہتمام نہیں ہوسکا، اس کی وجہ بستان المحدثین کے قلمی نسخوں کا فقدان ہے۔

(۱) ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبانہائے پاکستان۔ اختر راہی صاحب [اسلام آباد: ۱۹۸۶ء]

Marfat.com

مطبع مجتبائی کا یہ معمول تھا کہ اگر مطبع میں کسی کتاب کی، قلمی نسخوں سے مطابقت وتصحیح کی جاتی تھی، تو اس اشاعت کی تمہید یا خاتمۃ الطبع میں، اس کا تذکرہ ہوتا تھا، لیکن اس طباعت میں اس طرح کا اشارہ بھی نہیں ہے۔ مگر خاتمۃ الطبع میں مولانا عبدالاحد [مالک مجتبائی کتب خانہ] نے، اس کی صراحت کی ہے کہ پرانا مطبوعہ نسخہ اغلاط سے پُر تھا، اور ایسا قلمی نسخہ میسر نہیں ہوا، جو صحیح و معتمد ہو اور اس کو بنیاد بنا کر، فارسی متن کی تصحیح کر لی جائے، بات یہاں تک ہے کہ بعض الفاظ تبدیل ہو کر، اس درجہ غلط ہو گئے ہیں کہ یہ اندازہ کرنا بھی آسان نہیں رہا کہ اصل لفظ اور عبارت کیا تھی، جب کسی طرح یہ عبارتیں حل نہ ہوئیں، تو ان کو اسی طرح نقل کر دیا۔ آخر میں اس غلطی مضامین اور فروگذاشتیں چھوڑ دینے پر، معافی طلب کی ہے، خاتمۃ الطبع ملاحظہ ہو:

> تمام شد کتاب بستان المحدثین، تصنیف عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین، ذوالادب والتمیز، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
>
> برائے ثاقب ناظرین وفکر صاحب شائقین، کتاب مستطاب، بستان المحدثین! مخفی نماند کہ اصل ایں کتاب بسیار غلط نمود، ونسخہ از جائے دیگر، میسر نیامد، لہٰذا حتی الامکان در تصحیح آں، دقیقہ فرونگذاشتیم، وسعی بلیغ را بکار بردیم، اما از یک دوجا کہ از اختلاط عبارت، وتبدیل الفاظ صورتے دیگر پیدا شدہ بود، وفہم معانی ازاں دشوار، بلکہ بغایت دشوار بنا بر مطابقت اصل اکتفا نمودیم
>
> امید کہ صاحبان اولی الابصار معذور داشتۂ معاف فرمایند۔ والعفو عند کرام الناس مامول."

مرتب وناشر کے ان الفاظ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بستان المحدثین فارسی کی، تمام طباعتیں کس قدر تصحیح طلب اور نظر ثانی کی محتاج ہیں، مگر مقابلہ کے لئے عمدہ نسخے موجود نہیں، اس وجہ سے مطبع مجتبائی نے بھی، اسی ناتمام وغیر صحیح کو شائع کر دیا تھا، اس خاتمۃ الطبع کے ساتھ کتاب بھی پوری ہو گئی۔ یہ طباعت ایک سو اکتیس صفحات پر مشتمل ہے۔

اس اشاعت کے حاشیوں پر، حضرت مصنف کی بعض اطلاعات کی وضاحت وتفصیل ذکر کی گئی

Marfat.com

ہے، جس کی وجہ سے اس اشاعت کی افادیت اور طباعتوں سے کسی قدر بڑھ گئی۔ مذکورہ بالا تینوں طباعتیں بفضلہٖ تعالیٰ، ہمارے ذخیرۂ کتب میں موجود ہیں۔

مطبع مجتبائی سے، بستان المحدثین غالباً ایک مرتبہ اور چھپی تھی، مگر وہ طباعت اس وقت میری دسترس میں نہیں ہے۔ مطبع مجتبائی کی یہی طباعتیں، بستان المحدثین کے فارسی متن کی آخری اشاعت تھیں، راقم سطور کی معلومات میں، مجتبائی کی طباعتوں کے بعد سے آج تک، بستان المحدثین کا کوئی نیا فارسی نسخہ نہیں چھپا، مجتبائی کی اس طباعت کا عکس [R-Print] پاکستان میں غالباً ایک سے زائد مرتبہ چھپا ہے مگر کسی نئی طباعت کی اطلاع نہیں اور غالباً، ہند پاکستان میں ان قدیم طباعتوں اور نسخوں پر تصحیح و تعلیق کا کوئی نیا کام نہیں ہوا۔

فارسی کا نیا محقق نسخہ: یہ صفحات کمپوز ہوکر، آخری پرنٹ نکلنے کے لئے جارہا تھا[1] کہ یہ خوشخبری ملی کہ دارالعلوم زاہدان [ایران] کے ایک فاضل، مولانا عبدالرحمٰن سلیمی خراسانی نے بستان المحدثین کے فارسی متن کا متعدد نسخوں سے مقابلہ کر کے، محقق نسخہ تیار کیا ہے، اس کی روایات و اطلاعات کی تخریج و تعلیق کی ہے، یہ نسخہ عمدہ فارسی ٹائپ پر چھپ رہا ہے، امید ہے انشاءاللہ چند مہینوں میں منظر عام پر آجائے گا۔

پہلا اردو ترجمہ، مولانا عبدالسمیع دیوبندی: بستان المحدثین کے اردو ترجمہ کے لئے، حاجی محی الدین صاحب سوداگر لشکر بنگلور نے، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، سے بستان کے اردو ترجمہ کی خواہش کی تھی، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے اردو ترجمہ کے لئے، دارالعلوم کے استاد حدیث، مولانا عبدالسمیع صاحب دیوبندی کو ہدایت کی، مولانا عبدالسمیع صاحب نے، ہدایت کے مطابق اردو ترجمہ پر توجہ کی اور اس کو پورا کردیا۔ مولانا عبدالسمیع صاحب نے لکھا ہے:

> حمد و صلوٰۃ کے بعد، یہ نیاز مند بارگاہ رفیع، عبدالسمیع دیوبندی برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ، جب مصدر حسنات بیکراں، جناب کے حاجی محی الدین

(۱) ٦ رجمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ کی صبح، ایران، زاہدان کے ایک بڑے عالم، مولانا محمد قاسم صاحب قاسمی، زاہدان، ایران سے یہاں، کاندھلہ ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

Marfat.com

صاحب نے، بحر العلوم وحید العصر، استاذی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب متع الله بطول بقائه و ادام فیوض بر کاته مددگار مہتمم دار العلوم دیوبند سے بستان المحدثین کا ترجمہ، اردو زبان میں کرانے کے لئے اپنی خواہش کو ظاہر فرمایا، تو حضرت استاذی مدظلہ نے مجھ کو اس کام کے لئے مامور فرمایا، اگر چہ میں اس اہم امر کے لائق نہ تھا لیکن تعمیل ارشاد کو اپنا فخر سمجھا اور اس خیال کو پیش نظر رکھ کر کہ حق تعالیٰ اس کتاب سے مخلوق کو نفع پہنچائے، بامداد الٰہی سلیس عبارت میں اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نام روض الریاحین رکھا۔

مولانا نے اس ترجمہ کو روض الریاحین کے نام سے موسوم کیا تھا، مگر اس نام کی شہرت نہیں ہوئی، یہ ترجمہ بستان المحدثین کے نام سے ہی مشہور ہے، اصل نام گویا مفقود ہے، اس ترجمہ کی تمہید کی تاریخ تالیف، ۲۵ / ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ [مئی ۱۹۱۶ء] ہے۔

یہ ترجمہ ۱۳۳۴ھ [۱۹۱۶ء] میں مطبع قاسمی دیوبند سے شائع ہو گیا تھا۔ پہلی اشاعت کا سرورق، ان الفاظ وکلمات پر مشتمل ہے:

قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم انما أنا قاسم واللّٰه یعطي

الحمد للّٰه علی احسانه کتاب

روض الریاحین

ترجمہ اردو

۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء

بستان المحدثین

مصنفہ جامع کمالات صوری ومعنوی، حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ۔

مترجمہ

مجمع الفضائل والکمال، جناب مولانا مولوی عبد السمیع صاحب دیوبندی

مدرس دار العلوم دیوبند

Marfat.com

حسب فرمائش
جناب حاجی محمد محی الدین صاحب سوداگر لشکر بنگلور
باھتمام: جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب مالک مطبع
مطبع قاسمی دیوبند میں طبع ہوئی۔

تعداد طبع اول ۵۰۰ کاپی رائٹ محفوظ ہے قیمت فی جلد ۱۲

مطبوعہ ۱۳۳۴ھ۔ ۱۹۱۶ء، اختتام تحریر مقدمہ: ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

کل ۲۱۶ صفحات

الحمد للہ کہ ترجمہ بستان المحدثین مطبع قاسمی دیوبند میں ۱۳۳۴ھ میں چھپ کر تیار ہوا۔

کاغذ نفیس سفید چکنا

ترجمہ بستان کی نور محمد، کراچی کی اشاعت: ترجمہ بستان المحدثین کی ایک عمدہ صاف اشاعت، نور محمد [اصح المطابع] کراچی کی ہے، اس کی کتابت طباعت پرانی نسخوں کی نسبت بہت عمدہ اور صاف ستھری ہے، اس ترجمہ کی تصحیح ونظر ثانی، مولانا بشیر محمد دہلوی نے کی تھی، یہ طباعت سوا دوسو [۲۲۶] صفحات پر مشتمل ہے، سنہ کتابت وطباعت درج نہیں۔

اس طباعت کا ایک عمدہ نسخہ، میرے نہایت محسن اور کرم فرما جناب حافظ توفیق احمد صاحب کیرانوی نے عنایت کیا تھا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، اور رحمتوں سے نوازے۔ نور محمد کی اس طباعت سے کثرت سے استفادہ ہوا، اس کے عکس بار بار چھپتے رہے، اور اب بھی شائع ہوتے رہتے ہیں، نور محمد کی اشاعت کے بعد اور نئی طباعتوں کا مجھے علم نہیں۔

بستان کے عربی ترجمے: بستان المحدثین کے عربی میں کم سے کم تین ترجمے ہوئے ہیں۔

(۱) پہلا ترجمہ مولانا محمد اشفاق السلفی کا ہے، نظر ثانی ومراجعت دکتور محمد لقمان سلفی نے فرمائی ہے، دار الداعی للنشر والتوزیع ریاض اور ہندوستان: بنارس سے صفر ۱۴۲۱ھ [مئی ۲۰۰۰ء] میں شائع ہوا، یہ نسخہ اچھے سفید کاغذ پر نیلی روشنائی سے چھپا ہے، کمپوزنگ عمدہ واضح ہے، اور بظاہر اغلاط کتابت بھی کم ہیں۔

Marfat.com

اگر چہ اس کے سرورق پر اور اندرون کتاب میں بھی: ''نقلہ من اللغة الفارسية الى العربيه'' کی صراحت ہے، مگر ترجمہ پر نظر ڈالنے سے خیال ہوتا ہے کہ شاید، اس ترجمہ میں، فارسی متن سے زیادہ، اردو ترجمہ [مولانا عبدالسمیع] سے استفادہ ہوا ہے۔

اس ترجمہ کے حاشیہ مختصر تخریج احادیث وروایات ہے اور کہیں کہیں، بستان المحدثین میں درج وہ چند کتابیں جو پہلے کم یاب اور نادر تھیں، عصر حاضر میں پہلی مرتبہ چھپی ہیں، حاشیہ میں مرتبین محققین اور ناشرین کے ناموں کی مجمل اطلاع دی گئی ہے، جو نئے مطالعہ کرنے والوں کے لئے بلاشبہ مفید ہے۔

(۲) بستان کا ایک اور عربی ترجمہ، مشہور فاضل، مولانا ڈاکٹر محمد اکرم صاحب ندوی کے قلم سے نکلا، اس کو دارالغرب الاسلامی، بیروت نے ۲۰۰۲ء [۱۴۲۳ھ] میں شائع کیا تھا۔ یہ طباعت باریک سفید کاغذ پر آئی، جلد بھی خوش نما ہے، حواشی میں مصنف کی اطلاعات واقتباسات کی اصل مآخذ سے، مراجعت کی اچھی کوشش کی گئی ہے، اشعار کے مآخذ کی جستجو بھی عمدہ ہے، مگر افسوس کہ کمپوزنگ کی درستگی پر توجہ نہیں کی گئی، ترجمہ میں بھی تصحیح کا اہتمام نہیں، حاشیوں کا حال اس سے بھی کم تر ہے؟ تاہم ان حواشی میں بنیاد تک پہنچنے کی جو کوشش کی گئی ہے، وہ لائق تحسین ہے۔ اس طباعت وترجمہ کے حواشی کے مندرجات کی وجہ سے، ان کے ترجمہ کا ارادہ ہوا، جو بحمد اللہ مکمل ہو کر پڑھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے، اس ترجمہ اور اس کے حواشی ومتعلقات کے چند پہلوؤں پر آئندہ صفحات میں گفتگو ہوگی، اور اس ترجمہ وحواشی کے سقطات اور فروگذاشتوں پر بھی اجمالی نظر ڈالی جائے گی، جس میں کئی جگہ مولانا اکرم صاحب کی اطلاع ومندرجات سے اختلاف کی ضرورت محسوس ہوئی، اس کی اپنے اپنے موقع پر صراحت آئے گی۔

(۳) بستان کا ایک عربی ترجمہ، معروف عالم اور محقق، شیخ صبحی الصالح، السامرائی نے کیا تھا، راقم کو اس کی تفصیل معلوم نہیں، مکتبہ جمعۃ الماجد، دبئی کے علمی تحقیقی مجلہ آفاق التراث کے ملحق میں اس ترجمہ کی اطلاع دی گئی ہے۔[1]

(۲)

زیر نظر اردو ترجمہ واشاعت بستان کے ترجموں اور حاشیوں کی ترتیب واشاعت کی ایک توسیع

(۱) اخبار المرکز دبئی۔ شعبان ۱۴۳۴ھ۔ نمبر: ۴۲۔

Marfat.com

ہے، جس میں بنیادی طور پر ڈاکٹر اکرم ندوی صاحب کی کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے، اس کے حاشیوں کی کسی قدر مراجعت و تحقیق کے بعد اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

- ہمارے دور کی کتب و مؤلفات اور اس دور کی کتابوں، ایک قابل توجہ فرق اختلاف نسخ کا ہوتا ہے۔ ہم عموماً ایک چھپی ہوئی کتاب دیکھتے، پڑھتے ہیں اور اسی کو مستند و معتبر اور بعض مرتبہ، حرف آخر خیال کر لیتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کے عہد میں بلکہ ان کے بعد تک ایسا نہیں تھا، بلکہ ہر ایک کتاب کے کبھی کبھی سو، سو پچاس پچاس خطی نسخے ہوتے تھے، کوئی عالم اور مصنف کسی نسخہ سے استفادہ کرتا، دوسرے کے سامنے کوئی اور نسخہ ہوتا تھا، اس کی وجہ سے ان کی عبارتوں اور اقتباسات میں اختلاف ہو جانا، غیر متوقع نہیں تھا، حضرت شاہ صاحب بے نظیر عالم تھے اور غیر معمولی، بلکہ محیر عقول حافظہ سے ممتاز و سرفراز تھے، اس لئے حضرت شاہ صاحب کی نقل کی ہوئی عبارتوں اور اقتباسات کو، صرف اس لئے، مسترد یا نظر انداز کر دینا، کہ وہ ہمارے سامنے موجود نسخوں کے مطابق نہیں ہیں، قرین انصاف نہیں۔
- مصنف کتاب، حضرت شاہ عبدالعزیز، جوانی سے کئی امراض کے شکار تھے، جس کی وجہ سے خود تحریر و تصنیف کا معمول نہیں تھا، حضرت شاہ صاحب کی دریافت اکثر تصانیف و کتب املاء ہیں، بستان المحدثین بھی، غالباً ان ہی کتابوں میں شامل ہے۔ اگر یہ زمانۂ بصارت کی خودنوشت تالیف ہو، اس صورت میں بھی اس کا امکان کم ہے کہ تصنیف کے وقت وہ تمام کتابیں، جن کی عبارتیں اور اقتباسات بستان المحدثین میں آئے ہیں، حضرت مصنف کے سامنے کھلی ہوئی رہتی ہوں۔ قدیم مصنفین، اپنی تصانیف و تحریرات میں قدیم مصنفین اور کتابوں سے اخذ و اقتباس، اصل کتاب کی مدد کے بغیر اپنے حافظہ سے کرتے تھے اور مختلف کتابوں کی عبارتیں بلا تامل لکھتے چلے جاتے تھے۔
- بہر حال! بستان المحدثین کے مطبوعہ فارسی متون اور ان کتابوں کی تازہ اشاعتوں میں، جن کے

Marfat.com

بستان میں اقتباسات اور عبارتیں آئی ہیں، پوری یکسانیت اور کامل اتفاق کی تلاش شاید درست نہیں، ہراک موقع پر کسی قدر اختلاف متوقع بلکہ عین ممکن ہے، اسی وجہ سے میرا خیال ہے کہ مطبوعہ نسخوں سے مطابقت اور ان کے حوالوں سے بات تو بالکل صحیح ہے، مگر قدیم مصنفین کی نقل کی ہوئی عبارتوں کا تبدیل کر دینا صحیح طریقہ کار معلوم نہیں ہوتا۔

- حضرت مؤلف [شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ] جب کسی کتاب سے عربی عبارت نقل کرتے ہیں، تو اس کے ساتھ، بعض اہم نکات اور مزید فوائد بھی شامل فرما دیتے ہیں، جس کے ذریعہ سے قارئین کی نظر کئی مرتبہ بہت دور تک پہنچ جاتی ہے، مگر محترم ندوی صاحب نے ایسے اضافات وافادات کو اکثر نظر انداز کر دیا ہے، جس کا ایک نقصان یہ ہوگا کہ جو شخص صرف عربی [یا اس کے انگریزی] ترجمہ سے استفادہ کرے گا، اس کو یہ معلوم ہی نہیں ہوسکتا، کہ حضرت مصنف نے یہاں کیا ارقام فرمایا تھا اور وہ مختصر افادہ یا عبارت، کس قدر بافیض اور معنویت سے بھرپور تھی، ہم نے شاہ صاحب کے اس قسم کے تمام فقروں اور کلمات کو، اصل کے مطابق رکھنے کی کوشش کی ہے، کہ قارئین کرام اس سے پورا استفادہ کرسکیں۔
- مولانا اکرم صاحب ندوی نے عربی ترجمہ میں، اصل کی ترتیب میں بھی کچھ تبدیلی کی ہے، چند مقامات پر اضافے اور ترمیمات بھی ہوئی ہیں، مگر راقم سطور کا خیال ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز جیسی بڑی شخصیت اور ایسی معتبر ومرجع علماء کتاب میں، ترمیم وتغیر نہیں کرنا چاہئے، اگر کوئی بڑی غلطی یا ضروری اصلاح طلب بات ہو، اس کی حاشیہ میں وضاحت ضروری ہے، مگر متن کتاب میں ترمیم مناسب نہیں۔ اس لئے عربی ترجمہ میں، کہیں کہیں جو ترمیمات اور اصل سے تغیر ہوگیا تھا، اس کو ختم کر کے اردو ترجمہ کو فارسی متن کی ترتیب پر باقی رکھا ہے، مولانا اکرم صاحب کے جو زوائد تھے، ان میں سے جو مختصر تھے، ان کو حاشیہ میں اور مفصل کو، آخر کتاب میں، ضمیمہ کے طور پر شامل کر دیا ہے۔
- اردو ترجمہ پر مکمل نظر ثانی کا ارادہ نہیں تھا، مگر ترجمہ اور اصل فارسی متن میں جہاں کہیں شبہ ہوا، اس کی اصل سے مطابقت کی کوشش کی گئی، جس کی وجہ سے اردو ترجمہ میں کئی

Marfat.com

جگہ خفیف ترمیمات کا اضافہ ہوا ہے، جو قوسین میں درج ہیں، اس کی جہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ یہ زیر نظر اشاعت و ترجمہ، فارسی متن سے زیادہ مطابق اور قریب ہوگی۔

- حضرت شاہ صاحب نے جو عربی اقتباسات نقل فرمائے ہیں، ان میں سے چار، پانچ عبارتوں کا، خود حضرت شاہ عبدالعزیز نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے، اکثر عبارتیں بلا ترجمہ کے ہیں۔ مولانا عبدالسمیع صاحب نے سب کا ترجمہ کردیا ہے، یہاں تک کہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے عربی عبارتوں میں جو دعائیہ فقرے لکھ دیئے ہیں، ان سب کا بھی اردو میں ترجمہ کردیا ہے۔
- پہلے ایڈیشن میں طباعت کی غلطیوں کا عموماً مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، مگر ترجمہ میں جو عبارت درست تھی، اس میں تبدیلی نہیں کی گئی۔ لیکن حاشیہ میں دونوں کے فرق کا تذکرہ ہے، نیز عربی عبارتوں اور اقتباسات کی، معتبر و معتمد عربی نسخوں سے، مطابقت کی بھی کوشش کی گئی ہے۔
- عربی اشعار کی عبارت بھی بہت سے مقامات پر، ناتمام، مجمل یا غلط تھی، ان کی اصل سے مطابقت، ان کے شاعروں کی جستجو اور بنیادی حوالوں سے مراجعت کے لئے ڈاکٹر ندوی صاحب نے خاصا اہتمام کیا ہے، اس لئے ایسے اشعار کے متن کی ڈاکٹر اکرم صاحب کی اطلاعات کے مطابق تصحیح کردی گئی، لیکن اغلاط کتابت کے باوجود، تعجب ہے کہ مولانا عبدالسمیع کا ترجمہ، اکثر موقعوں پر نہایت عمدہ اور بھرپور ہے، اس لئے ترجمہ وہی باقی رکھا گیا ہے۔
- بستان کی فارسی، اردو، عربی تینوں طباعتوں میں، واقعات اور حضرات محدثین کی ولادت اور وفات کا تذکرہ نہیں تھا، انگریزی سنین کا حوالہ نہیں تھا، چوں کہ آج ہمارے علماء بھی انگریزی، عیسوی سنین کے پابند ہوکر رہ گئے ہیں، اسلامی ہجری تاریخوں سے مانوس نہیں رہے، خصوصاً نوجوان اور طلبہ تو ہجری تاریخوں سے صحیح وقت اور تاریخ کا اندازہ کرنے سے بھی قاصر رہتے ہیں، اس لئے ہجری سنین کے ساتھ

Marfat.com

عیسوی سنین کا قوسین میں اضافہ کر دیا ہے، جس میں کہیں کہیں مہینہ اور تاریخ کا بھی تذکرہ ہے۔ ان سنین اور اطلاعات کے لئے مولانا عبدالقدوس ہاشمی ندوی کی تقویم تاریخی سے استفادہ کیا گیا ہے۔[۱]

- عربی ترجمہ اور حاشیوں میں کمپوزنگ کی خاصی غلطیاں ہیں، چند کتابوں کے نام، ان کے صفحات، جلد یا ناشر کا نام بھی رہ گیا ہے، اس کی تکمیل اور تلافی کی بھی کوشش کی گئی ہے۔
- اردو مترجم، مولانا عبدالسمیع صاحب دیوبندی کے تمام حاشیوں کو باقی رکھا ہے، ان کے آخر میں مولانا کے نام کی مناسبت سے [ع] بنا ہوا ہے۔
- چند مختصر توضیحات یا حاشیے، راقم سطور نورالحسن راشد کاندھلوی کے قلم سے ہیں، ان کے اختتام پر [ن] بنا ہوا ہے۔

مراجع: ڈاکٹر اکرم صاحب نے اپنے تمام مصادر کا تذکرہ نہیں کیا، مراجع واصول کی مختصر فہرست اہم المصادر کے عنوان سے دیدی ہے، اس میں بھی بعض کے ناشرین اور سنین طباعت کا تذکرہ نہیں آیا۔

- ہمیں جن مراجع ومؤلفات سے استفادہ کا موقع ملا، ان کے نام الف بائی ترتیب پر، ندوی صاحب کی اہم المصادر سے پہلے آ گئے ہیں، جو طباعتیں ڈاکٹر اکرم صاحب کے پیش نظر تھیں، ان میں سے چند ہمیں دستیاب نہیں ہوئیں، نیز ڈاکٹر ندوی صاحب کے سامنے موجود، کتابوں کے علاوہ چند اور طباعتوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے ان سب کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔ جن طباعتوں سے استفادہ ہوا ہے ان سب کے نام، ان کے محققین وناشرین کی تفصیلات درج کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم ان میں سے چار، پانچ کتابوں پر، سنین طباعت بلکہ ناشرین کا نام بھی موجود نہیں ہے۔

(۱) اگرچہ تقویم تاریخی کے بعض مندرجات مشتبہ ہیں، ان پر اعتماد صحیح نہیں، لیکن اور تقویمات کم دستیاب ہیں، اسی لئے اس کو سامنے رکھا گیا، جہاں غلطی محسوس ہوئی، اور جنتریوں سے بھی مدد لی گئی اور حاشیہ میں اس کی وضاحت کر دی گئی۔

تقویم تاریخی پہلی مرتبہ مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی سے ۱۹۶۵ء میں چھپی تھی، دوسری طباعت جو پہلی طباعت سے بہتر ہے، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ دونوں طباعتیں سامنے رہیں، ضروری استفادہ: "مختصر سالانہ تقابلی تقویم" مرتبہ جناب ضیاء الدین لاہوری [دارالکتاب لاہور: مئی ۲۰۰۹ء] وغیرہ سے بھی ہوتا رہا ہے۔

Marfat.com

انگریزی ترجمہ: مولانا اکرم صاحب کے ترجمہ کی پذیرائی ہوئی اور جلد ہی اس کو انگریزی میں بھی منتقل کردیا گیا تھا، یہ انگریزی محترمہ عائشہ (Aisha Bewley) نے کیا، اس کا نام اور عنوان اس طرح ہے:

The Garden of
the Hadith Scholars
Bustan al- Muhaddithin

IMAM' ABD AL-AZIZ AD-DIHLAWI (1159-1239 AH)

Translated from the Persain into Arabic and annotated by

Mohammd Akram Nadwi

Translated from Arabic into English by Aisha Bewley

یہ اشاعت کمپوزنگ، کاغذ، طباعت، سرورق ہر پہلو سے قابل تعریف اور اعلیٰ ترین عالمی، علمی معیارات کے مطابق ہے، جس میں ظاہر پہلو سے کچھ بھی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

یہ ترجمہ ۱۴۲۸ھ - ۲۰۰۷ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہوا، تین سو اٹھاون صفحات پر مشتمل ہے، مگر جیسا کہ اس نے سرورق اور اندرون کتاب میں وضاحت ہے، کہ یہ ترجمہ تمام تر مولانا اکرم صاحب ندوی کے ترجمہ پر مبنی ہے، ہمیں اس ترجمہ کے اندرون سے تفصیلی واقفیت نہیں، لیکن ڈر ہے کہ اس میں وہ تمام فروگذاشتیں شامل ہوگئی ہوں گی جو اس کے اصل ترجمہ میں ہیں۔

(۳)

آخر میں اس دینی علمی خدمت پر حق تعالیٰ شانہ کے حضور سجدہ ریز اور شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ ناچیز و بے علم کو اس سعادت و توفیق سے نوازا، اس کو ایک حد تک مکمل کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ **اللّٰھم لک الحمد حمداً کثیرا طیباً مبارکا فیہ مبارکا علیہ کمایحب ربنا ویرضی.**

ساتھ ہی حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ کے ان کارکنوں کا شکریہ بھی ضروری ہے، جن کے

Marfat.com

تعاون سے، اس بڑی خدمت کو پایۂ اختتام تک پہنچانے کی توفیق ارزانی ہوئی، یہ ہیں:

(۱) مولوی فواد منصوری صاحب ندوی [فرزند جناب فاروق منصوری صاحب] بھٹکل، [کرناٹک]

(۲) مولوی محمد فرقان صاحب ندوی [فرزند سید محمد مالکی صاحب] بھٹکل، [کرناٹک]

(۳) مولوی مقبول عالم صاحب قاسمی [فرزند، حافظ سراج الحق صاحب] مغربی چمپارن، بہار

نیز اکیڈمی کے کمپوزر مولوی شہاب الدین صاحب بستوی کی، محنت وتوجہ کے لئے بھی شکریہ ادا کیا جانا چاہئے۔

یہ کتاب اگرچہ چھپنے جا رہی ہے، مگر طبیعت مطمئن نہیں ہے۔ اس کا کام پوری طرح مکمل نہیں ہوا، اس میں دقت نظر کے ساتھ مزید محنت وتوجہ کی ضرورت ہے۔ ترجمہ کی حواشی کی تصحیح، متن سے مطابقت اور متعلقات ومراجع سے زیادہ باریکی اور مزید اہتمام سے نظر ثانی ومطابقت، ان سب کے علاوہ فارسی متن کے صحیح وقدیم ترین نسخوں کی تلاش اور ان کی مدد سے، متن کی علمی تدوین بے حد ضروری ہے، دیکھئے اور انتظار کیجئے کہ یہ بڑی سعادت وخدمت کس کے حصہ میں آتی ہے۔

اصحاب علم وکمال سے گذارش ہے کہ اس اشاعت کی فروگذاشتوں سے مطلع فرماتے ہوئے، آئندہ طباعتوں کو زیادہ معتبر ومفید بنانے کے لئے اپنے مشوروں اور علمی افادات سے نوازیں۔ والأجر علی اللّٰہ جس کی مدد سے اس ترجمہ اور خدمت کو بہتر سے بہتر، زیادہ نافع اور کارآمد بنایا جاسکے، واللہ ولی التوفیق.

عبد خاصی وعاصی

نور الحسن راشد کاندھلوی

مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

مولویان، کاندھلہ، ضلع شاملی [یوپی]

۷؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ

۱۶؍فروری ۲۰۱۶ء

Marfat.com

ضمیمہ

بستان المحدثین کے متن اور اردو، عربی ترجموں کی چند فروگزاشتیں اور اختلافات

مطالعہ کے دوران فارسی، اردو، عربی تمام اشاعتیں سامنے رہیں، ان میں کئی موقعوں پر اختلاف نظر آیا، جس میں سے کچھ متقدمین کی تصریحات کی وجہ سے تھا، بعض میں حضرت مصنف سے سہو ہوا، بعض میں کتابت کی غلطی تھی اور اکثر موقعوں پر، فارسی، اردو، عربی تینوں میں فرق تھا، اس لئے چاہا کہ ان سب کی ایک مختصر یادداشت مرتب کرلی جائے، وہ یادداشت اگرچہ ناتمام ہے، مگر بستان کے متن کی صحت کی ضرورت کو واضح کرنے کے لئے یہاں شائع کی جارہی ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔ [نور]

(۱) ص:۲- ابو مالک کے دادا کی جگہ، مالک کے والد کے دادا ہونا چاہئے۔

(۲) ص:۵- اردو ص:۱۵- ع،ص؛۲۵- امام مالک نے ایک ہزار احادیث لکھی ہیں، عربی میں ایک لاکھ کا تذکرہ ہے۔

(۳) اردو، ص:۱۷ فارسی:۶- عربی ص:۲۷ فارسی اور عربی میں مھاب ہے، اردو میں مطاع ہے۔

(۴) ص:۱۶/ امام مالک نے ان سے سنا ہے، عربی میں ہے، ص:۲۶ "سمع من مالک" فارسی میں ہے "چھاردہ بار کتاب موطا، موطا را از امام مالک بقرائۃ ایشاں شنیدہ"

(۵) اردو ص:۲۵- ایک جماعت کثیر کو پایا۔ عربی ص ۳۴ "وادرک جمیعا من أصحاب" فارسی ص:- ۱۰-۱۱- ایک جماعت کثیر کو پایا، آنا چاہیے۔

اردو ص:۲۵- فارسی ص:۱۱- عربی ص:۳۵۔ فارسی اور اردو میں ابن لبابہ کا شعر لکھا ہے،

Marfat.com

جبکہ عربی میں انکا قول دیا ہے۔

(۶) اردو ص ۳۲۔ فارسی ص: ۱۶ عربی ص: ۴۳۔ فارسی اور اردو میں ابن یوسف اور عربی میں ابن یونس ہے۔

(۷) اردو: ۳۸ فارسی: ۲۰ میں اسد بن قاسم فرات ہے، عربی میں ص ۱۵۰ اسد بن فرات ہے، حاشیہ میں ان کا جو ترجمہ دیا گیا، اس میں ''اسد بن فرات بن سنان ہے، غالباً فرات کا نام قاسم ہوگا؟

(۸) اردو: ۴۴ فارسی: ۲۴ عربی: ۵۷، اردو فارسی میں فسطاس ہے، اور عربی میں قسطاط ہے۔

(۹) اردو: ۴۷ فارسی: ۲۶۔ عربی: ۶۲۔ بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب فضل القرآن علي سائر الكلام. اردو اور فارسی میں من أشاء ہے اور عربی میں '' من شئت'' ہے۔

(۱۰) اردو: ۵۵، فارسی: ۳۴ عربی: ۱۳۵۔ اردو اور فارسی میں مسند عبد بن حمید کشی ہے، عربی میں ''کسی'' ہے۔

(۱۱) اردو: ۵۶ فارسی ۳۴ عربی: ۱۳۶۔

(۱۲) اردو: ۵۶ فارسی: ۳۵۔ عربی: ۱۴۴۔ فارسی میں مسند حارث بن اسامہ ہے اور اردو عربی میں '' حارث بن أبو اسامه'' ہے۔

(۱۳) اردو: ۵۷ فارسی ۳۵۔ عربی: ۱۴۵۔ ابراھیم جبرتی فارسی اور اردو میں ہے، عربی میں ''حربی'' ہے۔

(۱۴) اردو: ۶۸۔ عربی: ۹۲ اردو میں "الله يجعل حيث رسالته" ہے، عربی و فارسی میں صحیح ہے۔

(۱۵) اردو: ۷۲، فارسی: ۴۵، عربی: ۱۰۵۔ عربی میں ربیع الاول ہے، فارسی اور اردو میں ربیع الثانی ہے۔

(۱۶) اردو صفحہ: ۷۲، فارسی: ۴۵، عربی۔ ۱۰۶

(۱۷) اردو اور فارسی میں ''أبو سعيد مالينى'' ہے اور عربی میں ''أبو سعيد ماليني'' ہے۔
اردو: ۷۳، فارسی ۴۶، عربی، ۹۹۔

Marfat.com

سیر [اعلام النبلاء، ۱۹۔ ۱۸۴-۱۸۶] میں ''بن صواف'' ہے، شذرات میں '' ابو علی صواف'' ہے۔

(۱۸) اردو ص: ۴۳۷ فارسی ۱-۴۶ ،عربی: ۱۰۰۔

(۱۹) اردو ص: ۴۳۷، فارسی، ۴۶، عربی/ ۱۰۰۔ اردو میں ''فاروق بن عبد الکریم'' ہے، فارسی اور عربی میں ''فاروق بن عبد الکبیر'' ہے۔

(۲۰) اردو ص: ۴۳۷ فارسی: -۴۶ ،عربی: ۱۰۰۔ اردو اور فارسی میں ابو سعید مالینی ہے، عربی میں ''اَبو سعد مالینی'' ہے۔

(۲۱) اردو ص ۴۴۷، فارسی ص ۴۶ ،عربی ۱۰۱۔ اردو اور فارسی میں ''ابو سعید محمد بن محمد بن مطرز'' ہے، عربی کے متن میں ''ابو سعد محمد بن محمد مطرز'' ہے اور حاشیہ میں ''ابو سعد محمد بن احمد مطرز'' ہے۔

(۲۲) اردو ص: ۴۴۷، فارسی: ۴۷ ،عربی: ۱۰۲۔ اردو اور فارسی میں عبد الملک بن بشر ہے، عربی میں بشران ہے۔

(۲۳) اردو: ۴۴۷، فارسی ۴۷ ،عربی ۱۰۲۔ عربی اور فارسی میں '' کـلـهـم '' ہے اور اردو میں '' کلھا''، مذکور ہے۔

(۲۵) اردو: ۴۵۷، فارسی: ۴۸ ،عربی: ۱۱۳

اردو میں عبارت یوں ہے: دارمی کی ولادت ۱۸۱ھ میں اور وفات پنجشنبہ کو، عرفہ کے روز ۲۵۵ھ میں ہوئی، جمعہ کے روز جو یوم النحر تھا، دفن کئے گئے، یہی سال عبد اللہ بن مبارکؒ کی وفات کا ہے۔

فارسی میں یوں ہے'' تولد دارمی در سنہ ۱۸۱ھ ،وفات عبد اللہ بن مبارک است وآں سال یک صد وہشتا دو یک است از ہجرت ووفات او، روز عرفہ کہ پنجشنبہ بود ودفن او، روز جمعہ اتفاق افتاد کہ یوم النحر بود، درسال ۲۵۵ھ''۔

عربی میں یوں ہے '' ولد فی العام الذی توفی فیه ابن المبارک '' ۱۸۱ھ۔

Marfat.com

"مات يوم التروية سنة خمس و خمسين ومأتين ودفن يوم عرفة ،يوم الجمعة" [تاریخ بغداد ۵/ ۱۲۱-۲۲،تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۹۶]

(۲۶) اردو: ۷۹، فارسی: ۵۰، فارسی ۱۱۵۔ اردو اور فارسی میں ایک ہزار چالیس سے زائد صاحب ادوات کا تذکرہ ہے، عربی میں چالیس ہزار سے زائد صاحب ادوات کا ہے۔

(۲۷) اردو: ۸۰، فارسی: ۵۱، عربی ۱۱۲۔

اردو اور فارسی میں ہے کہ سعید بن منصور نے امام احمد و مسلم و ابوداؤد سے روایت کی ہے، عربی میں " حدث عنه أحمد و مسلم و ابو داؤد" ہے۔ سعید بن منصور کی وفات ۲۲۷ھ اور ابوداؤد کی پیدائش ۲۰۲ھ اور مسلم کی بھی ۲۰۲ھ میں پیدائش ہوئی۔

(۲۸) ۸۵: فارسی: ۵۵ عربی: ۱۲۸۔ عربی اور فارسی میں "السنن الصغير مجلدان "کا تذکرہ ہے،، اردو میں نہیں ہے۔

(۲۹) اردو: ۸۵، فارسی: ۵۵، عربی: ۱۲۸۔

اردو اور فارسی میں کتاب الاسرار ہے، عربی میں کتاب الأسری ہے (ابوبکر احمد حسین بیہقی)

(۳۰) اردو: ۸۶، فارسی: ۵۶، عربی: ۱۲۸۔ اردو اور فارسی میں عزا ہے اور عربی میں عز ہے۔

(۳۱) اردو: ۸۶ فارسی: ۵۶، عربی: ۲۳۰۔ فارسی اور اردو میں بغوی کی مکمل تشریح کی گئی ہے، عربی میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

(۳۲) اردوص: ۸۹، فارسی: ۵۸، عربی ۱۵۱۔ کتاب الدعاة للطبرانی ۲/ ۷۸۵۔ ۷۸۶.

اردو اور فارسی میں "باب تأويل قول الله تعالى" ہے اور عربی میں "قولہ تعالیٰ" ہے۔

(۳۳) اردو: ۹۱، فارسی: ۵۹-۵۵، عربی: ۱۵۳۔ فارسی اور عربی میں سو سال دس ماہ مذکور ہے، اردو میں سو سال دو ماہ لکھا گیا ہے۔

(۳۴) اردو: ۹۳، فارسی: ۶۱، عربی: ۱۶۱۔ عربی اور فارسی میں "کتاب الزهد و الرقاق "ہے، اردو میں رقایق مذکور ہے۔

Marfat.com

(۳۵) اردوص:۹۹،فارسی:۶۶،عربی:۱۶۷-۱۶۸۔عبداللہ بن مبارکؒ کا واقعہ قدرے مختلف ہے۔

(۳۶) اردو:۱۰۱،فارسی ۶۷،عربی:۱۸۰۔اردو اور فارسی میں ۹ رجب اور عربی میں ۱۹رجب مذکور ہے۔اردو اور فارسی میں حکیم ترمذی کے معافی مانگنے اور عذر بیان کرنے کا ذکر عربی میں ''......فأكرموه لموفقه اياه ''لکھا ہے۔

(۳۸) اردو:۱۰۴،فارسی:۷۰،عربی:۱۷۰۔اردو اور فارسی میں ابوبکر نجار ہے،عربی میں ابوبکر نجاد ہے۔

(۳۹) اردو:۱۰۸،فارسی:۷۲،عربی۲۱۶۔اردو اور فارسی میں''یکسب اهله'' ہے،عربی میں تکسب كفه'' ہے،اردو کے حاشیہ میں'' تکسب کفه ''بھی درج ہے۔

(۴۰) اردو:۱۱۴،فارسی ۷۵،عربی:۲۲۰۔اردو اور فارسی میں سفیان سے منسوب قول ہے، عربی میں اسی قول کی نسبت شعبی کی طرف ہے۔اردو:۱۱۴،فارسی:۷۶،عربی:۱۲۱، عربی وفارسی میں ہے''ومن تواليفه الكافي على مذهب مالك خمسة عشر جزء ''اردو میں''ان کی تصانیف میں سے بھی

(۴۲) ایک کتاب مذہب مالکی میں کافی ہے،جس کی پندرہ جلدیں ہیں۔اردو:۱۱۵،فارسی:۷۶،عربی:۲۲۱۔عربی میں ہے''ومع ذالک فليس أقل علما مَن الخطيب والبيهقي وابن حزم بل اختص بأشياء من دون غيره و كان ديناه ثقة'' فارسی اور اردو میں اسطرح ہے کہ صدقا،دیانت حسن اعتقاد اور اتباع سنت،جوان کو حاصل تھا،علماء میں سے بہت کم کو نصیب ہوتا ہے۔

(۴۳) اردو:۱۱۷،فارسی:۷۸،عربی:۲۲۴۔
اردو اور فارسی میں ہے''واز کشمیہنی نیز بخاری راسماع نمودہ''۔اور عربی میں ہے''قرأ الصحيح على أبى عبدالرحمان اسماعيل المعروف بالضرير الذى سمعه من الكشميهني''مولانا اکرم ندوی صاحب نے اس پر حاشیہ بھی لکھا۔

Marfat.com

(۴۴) اردو:۱۲۶،فارسی۸۴،عربی:۲۰۵۔اردو میں "یتمنی" ہےاورعربی میں" تیمنی" ہے،فارسی میں غیرواضح ہے۔

(۴۵) اردو۱۲۷،فارسی:۸۵،عربی:۲۱۰

اردواورفارسی میں" قال ابن سنان :هذارخصة من الانتخا ب " اورعربی میں "قال ابن شيبان :هذا رخصة فى الانتخاب "ہے۔

(۴۶) اردو:۱۲۷،فارسی:۸۵،عربی:۲۱۰۔فارسی وعربی میں مطلقا" ذی قعدہ ہے"،اردو میں "۲ذی قعدہ" لکھا ہے۔

(۴۷) اردو:۱۳۳،فارسی:۸۹،عربی:عربی میں" میورقی "اردو میں وفارسی میں" مسیرفی" مذکور ہے۔

(۴۸) اردو:۱۳۳،فارسی:۹۰،عربی:۱۴۰۔اردو میں" فى الصفات لا فى الفروع " کا ترجمہ نہیں ہے،فارسی میں ہے۔

(۴۹) اردو:۱۳۴،فارسی:۹۲،عربی:۱۴۱۔"شامی"اردو میں ہے،بقیہ دونوں جگہ"شاشی" لکھا ہے۔

(۵۰) اردو:۱۳۶،فارسی:۹۲،عربی:۱۷۷۔اردواورفارسی میں"الشهاب المواعظ والآداب" کتاب کا نام ہے۔عربی میں ہے۔

عربی میں ہے"الشهاب فى المواعظ و الآداب"۔

شهاب الأخبار فى ......والأمثال والآداب(كشف الظنون ،۲/۲۰۶۷)

(۵۱) کریمہ کے شاگردوں میں تذکرہ،سیر ۱۸/۲۳۴..........تذکرہ نہیں ہے۔

(۵۲) اردو:۱۳۷،فارسی۹۲،عربی ۱۷۷۔اردو میں محمد بن برکات سعدی ہے،عربی اور فارسی میں محمد بن برکات السعید ہے۔

(۵۳) اردو:۱۳۷،فارسی:۹۲،عربی:۱۷۷۔اردو میں" ابو سعيد عبد الجليل ساوى" ہے،فارسی میں"ابو سعيد عبدالجليل نشاپورى" ہےاورعربی میں "ابو سعد عبدالجليل نشاپورى" ہے۔سعداورسعیداورساوی ونشاپوری میں فرق ہے۔

Marfat.com

(۵۴) اردو:۱۳۹، فارسی:۹۳، عربی:۱۰۳۔ اردو اور فارسی میں "لم یبدأ بأول منهم" اور عربی میں "بأولی منهم" مذکور ہے۔

(۵۵) اردو:۱۳۹، فارسی:۹۳، عربی:۱۰۳۔ اردو میں "شئی" ہے اور عربی و فارسی میں "سبی" ہے۔

(۵۶) اردو:۱۴۲، فارسی:۹۵، عربی:۱۴۸۔ اردو و فارسی میں موت سے دو سال قبل کا تذکرہ نہیں ہے، عربی میں ہے۔

(۵۷) اردو ۱۴۵، فارسی:۹۶، عربی:۱۱۹۔ اردو میں بیاسی سال کی عمر لکھی ہے، عربی اور فارسی میں "تسع و ثمانین" لکھا ہے۔

(۵۸) اردو:۱۴۷، فارسی:۹۸، عربی ۱۷۱۔ اردو اور فارسی میں "علیک با عتقاد الصابونی" لکھا ہے، عربی میں با اعتقاد ابن الصابونی لکھا ہے۔

(۵۹) اردو:۱۵۱، فارسی:۱۰۱، عربی:۱۸۵۔ فارسی و عربی میں "فجأة" کا لفظ ہے، اردو میں اس کے معنی ذکر نہیں کیے گئے ہیں۔

(۶۰) اردو:۱۵۲، فارسی:۱۰۱، عربی:۱۹۸۔ فارسی اور اردو میں ابزاری اور عربی میں ابرازی ہے۔

(۶۱) اردو:۱۶۱، فارسی ۱۰۷، عربی ۱۹۲، اردو میں "خذ من البازی الأبیض"، فارسی میں "خذ من الباری الأبیض" اور عربی میں حدثنا الباز الأبیض ہے، عمر بن سماک کی وفات ۳۴۴ھ اور خطیب کی پیدائش ۳۶۲ھ میں ہوئی۔

(۶۲) اردو:۱۶۵، فارسی:۱۰۹، عربی ۲۰۷۔ عربی میں یہ نہیں ہے، فارسی و اردو میں ہے۔

(۶۳) اردو:۱۶۶، فارسی:۱۰۹، عربی:۲۰۷۔ عربی میں "ان ألتقی شرّدنی ہے، اردو میں "أن التقیشرّدنی" ہے اور معنی تقوی سے کئے گئے ہیں۔

(۶۴) اردو:۱۶۶، فارسی ۱۰۹، عربی ۲۰۷، تیّمنی اور اردو میں ہے اور عربی میں یلیمنی مذکور ہے۔

(۶۵) اردو:۱۶۶، فارسی ۱۰۹، عربی ۲۰۷۔ اردو میں وناھو ا فلم یدروا من التیه منا ھم

Marfat.com

ہے۔فارسی میں ''وذاهو کم یدروامن النیة من هم'' ہے۔عربی میں وذاهو فلم یدروامن من هم''.

(۶۶) اردو:۱۶۶، فارسی:۱۰۹، عربی ۲۰۸۔اردو میں ''الامتناع بالاربعین المتباینه بشرط السماع''

فارسی میں ''الامتناع بالأربعین المبائنةبشرط السماع'' ہے۔

عربی میں ''الامتناع بالاربعین المبانية بشرط السماع'' ہے۔

(لقمان)الامتناع باالأربعین المتبانية بشرط السماع لابن حجر عسقلانی.

(۶۷) اردو:۱۸۳، فارسی ۱۲۰، عربی:۸۲۔اردوفارسی میں ستون ہے اور عربی میں عهد الاسلام مذکور ہے۔

(۶۸) اردو:۱۸۹، فارسی:۱۲۴، عربی ۸۶۔اردواور فارسی میں ۲۱۴، عربی میں ۲۱۵ ہے۔

(۶۹) اردو:۱۹۱، فارسی:۱۲۵، عربی:۸۹۔

عربی کی عبارت یوں ہے:۔حدث عنه ابو الحسن القطان ومحمد بن عیسی الابهری وآخرون.

اردو میں ہے:۔ابوالحسن قطان ان کے شاگرد ہیں مگرابوعیسی ابھری اور دوسرے لوگوں نے ان کو بڑوں میں شمار نہیں کیا ہے۔فارسی میں بھی تقریباً اردو ہی کی طرح ہے۔

(۷۰) اردو:۱۹۸، فارسی:۱۳۰، عربی:۲۳۷

عربی میں ہے وله شعر متوسط. اردو میں ہے:۔اور متوسط درجہ کی شرح بھی لکھی ہے۔فارسی میں ہے:''وشعری هم دارد متوسط الدرجه''.

(۷۱) اردو:۲۰۳، فارسی ۱۳۳، عربی ۲۴۱

اردوفارسی میں ساوی اور عربی میں نشاوی ہے۔

(۷۲) اردو ۲۰۵، فارسی:۱۳۴، عربی:۲۴۲

Marfat.com

اردو فارسی میں سے سالوں بعد ذکر ہے اور عربی میں قبل تماماسبوعه ذکر ہے۔

(۷۳) اردو: ۲۰۸ فارسی: ۱۳٦، عربی: ۲۴۴

اردو و فارسی میں لمنه ویمنه ہے، عربی میں لمنّه و کرمه ہے۔

(۷۴) اردو: ۲۱۰، فارسی: ۱۳۷۔ عربی ۲۴٦۔

فارسی اور اردو میں شحنه ہے، عربی میں نجبه ہے۔

(۷۵) اردو: ۲۲۴، فارسی: ۲۴۵، عربی: ۱۸۳۔ اردو میں ۴۹٦، فارسی میں ۴۴٦ اور عربی میں ۴۷٦ لکھا ہے۔

(۷٦) اردو ۲۲۳، فارسی ۱۴۴، عربی ۱۸۲۔ اشعار کے بعد ایک واقعہ ہے، جو عربی میں مذکور نہیں ہے۔

(۷۷) اردو: ۲۲۳، فارسی: ۱۴۵، عربی ۱۸۲۔ عربی اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم کا تذکرہ اور مالک بن مزجل کے اشعار نہیں ہے۔

(۷۸) اردو: ۲۱۹، فارسی ۱۴۳، عربی ۲۵۴۔ اردو و فارسی میں "المتجرع" اور عربی میں المترجّع ہے۔

Marfat.com

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ علی حلمہ بعدعلمہ وعلی عفوہ بعد قدرتہ اللھم الی اعوذبک ان اقول زوراً أو اغشی فجوراً وصلی اللّٰہ علی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیراً.

حمدوصلوٰۃ کے بعد یہ نیازمند بارگاہ رفیع عبدالسمیع دیوبندی برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب مصدر حسنات بیکراں جناب کے حاجی محی الدین صاحب نے بحرالعلوم وحیدالعصر استاذی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب متع اللہ بطول بقاءٗ وادام فیوض برکاتہ مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند سے بستان المحدثین کا ترجمہ اردوزبان میں کرانے کے لئے اپنی خواہش کوظاہر فرمایا تو حضرت استاذی مدظلہ نے مجھ کواس کام کے لئے مامور فرمایا، اگرچہ میں اس اہم امر کے لائق نہ تھا؛ لیکن تعمیل ارشاد کو اپنا فخر سمجھا، اور اس خیال کو پیش نظر رکھ کر کہ حق تعالیٰ اس کتاب سے مخلوق کو نفع پہنچائے باامداد الٰہی سلیس عبارت میں اس کا ترجمہ کیا، اور اس کا نام روض الریاحین رکھا۔

اب اس ترجمہ کے متعلق چند باتیں ضروری عرض کردینا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) اس کتاب کا ترجمہ لفظی نہیں ہے، بلکہ محاورہ اردو کے موافق کیا گیا ہے، اسی سبب سے اردو میں متن الفاظ کی تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے۔

(۲) چونکہ دارالعلوم دیوبند کے دفتر میں صرف دو نسخے موجود تھے اوران میں بھی اکثر مقامات میں غلطیاں بہت تھیں، اس وجہ سے اکثر جگہ تو دوسری کتابوں سے دیکھ بھال کر درست کیا، اور بعض جگہ میرے استاد موصوف الصدر نے قرائن سے الفاظ کاردوبدل کر کے ترجمہ کی اصلاح فرمائی۔

پھر بھی چند مواقع ایسے ہیں کہ وہ بالکل سمجھ میں نہیں آئے، اصل کتاب میں جس طرح موجود تھے، اسی طرح ان کا ترجمہ کردیا گیا ہے، اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

Marfat.com

(۳) اصل الفاظ کی رعایت و درستی محاورات کو حتی الوسع ملحوظ رکھنے میں کوتاہی نہیں کی گئی۔ اولاً میں نے خود اصل نسخہ کی کامل تصحیح کرنے میں پوری کوشش کی، اور ثانیاً بوقت طبع جو غلطیاں میرے محترم استاذ مذکور کو سرسری نظر میں محسوس ہوئیں، اس کی انہوں نے اصلاح فرمادی، بہر حال میں نے کمال جانفشانی اور دردسری اس ترجمہ میں اٹھائی ہے۔ مگر بایں ہمہ قارئین کرام سے بصد ادب یہ التماس ہے کہ وہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس کی اصلاح فرما کر ماجور ہوں، اور اصل نسخہ کی طرف اس کو منسوب کرنے کے ساتھ مترجم کو بری سمجھیں۔

(۴) چونکہ میں کثیر المشاغل تھا، اپنے کار مفوضہ سے جب مہلت ملتی تھی، تو اسکے ترجمہ میں مصروف ہو جاتا تھا، اس وجہ سے صرف ترجمہ ہی پر اکتفا کیا گیا ہے، مگر بعض بعض مقامات پر فائدہ کی ''ف'' بنا کر اس کے ذیل میں بقدر ضرورت لکھ دیا ہے۔

اور اس کتاب میں ایک معما تھا اس کے حل کا اضافہ بھی اپنی طرف سے کر دیا۔ اس کے علاوہ اور کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔

(۵) اصل کتاب میں جو لفظ مشکل یا اصطلاح محدثین و اہل فقہ کا آیا ہے ان کے معنی و تشریح کو حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے۔

(۶) جناب حاجی صاحب نے (جو اس کے اصل محرک ہیں) اس ترجمہ کو پسند فرمایا، اور اپنی طرف سے رفاہ عام کے لئے طبع کرایا، جو شخص اس ترجمہ سے مستفید ہو وہ اپنی دعاؤں میں حاجی صاحب اور اس ناچیز کو فراموش نہ فرمائے۔

بندہ عبدالسمیع دیوبندی

۲۵ / ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[الحمد لله حق حمده، والصلاة والسلام الأتمان الأكملان علىٰ محمد رسوله و عبده، و علىٰ آله و أصحابه الموفين بعهده و من اتبعهم من العلماء الراسخين وراث علومه من بعده أما بعد]

حمد وصلوٰۃ کے بعد (یہ عرض ہے) کہ اس رسالہ کا نام بستان المحدثین ہے، چونکہ اکثر رسالوں اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں سے حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جن پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے سننے والوں کو حیرانی پیش آتی ہے، اس وجہ سے اصل مقصود تو ان ہی کتابوں کا ذکر ہے، مگر تبعاً ان کے مصنفین کا بھی ذکر کیا جائے گا، کیونکہ مصنف سے اس کی تصنیف کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ نیز ہمارا مقصود فقط متون کا ذکر ہے، مگر بعض شرحوں کا بھی اس وجہ سے ذکر کیا جائے گا کہ کثرت شہرت اور کثرت نقل اور زیادتی اعتماد کی وجہ سے اگر ان کو متون کا حکم دیا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو خطاو لغزش سے محفوظ رکھنے کے ساتھ پھسلنے کے مقامات سے بچا کر ثابت قدم رکھے، ہم کو دنیا و آخرت میں ہر امر کی اسی سے امید ہے اور فقط اسی پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔

موطا امام مالک

یہ کتاب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، جو صاحب مذہب ومقتدا ہیں، اور ان کے کمالات علمی و عملی کی شہرت کو پیش نظر رکھ کر ان کی تعریف وتوصیف کرنا اگرچہ فضول امر معلوم ہوتا ہے، لیکن تبرکاً ان حالات میں سے جو ازسرتاپا کرامتوں سے پُر ہیں، کچھ تھوڑا سا اس وجہ سے لکھا جاتا ہے کہ اس رسالہ کے لئے باعث زینت ہو۔ اسی طرح دوسری کتابوں کے مصنفین کا ذکر بھی اسی وجہ سے کیا جائے گا۔ بایں ہمہ فن تاریخ کے جاننے والوں اور واقعات وحالات زمانہ کے لکھنے والوں پر پوشیدہ نہ رہے گا کہ جو کچھ لکھا جاتا ہے کسی فائدہ زائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

امام صاحب کا مبارک نسب یہ ہے: مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بنِ عمرو (عین کے زبر

Marfat.com

کے ساتھ) بن الحارث بن غُیمان (غین معجمہ کا زبر اُس کے بعد یاء تحتانی ساکنہ) بن خُثَیل (خاء معجمہ مضمومہ اور ثاء مثلثہ مفتوحہ بصیغہ تصغیر)، [كذا ضبطه الحافظ ابن حجر في الاصابة في ذكر أبي عامر بن عمرو] چنانچہ اصابہ میں حافظ ابن حجر نے ابی عامر بن عمرو کے ذکر میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔ (۱) ذہبی (۲) بھی تجرید الصحابہ میں ابو عامر کا ذکر لائے ہیں اور کہا ہے کہ [لم أر من ذكره و قد كان في زمن النبي صلى الله عليه و سلم و لابنه مالك رواية عن عثمان و غيره من الصحابة] میں نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں پایا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ضرور تھے، ان کے بیٹے مالک نے عثمانؓ اور دوسرے صحابہ سے روایت کی ہے، (۳) شیخ محمد بن ابراہیم بن خلیل نے شرح مختصر خلیل میں جو فقہ مالکی کا مشہور رسالہ ہے، اور دیار مغرب میں رائج اور بہت کار آمد ہے، ایسا ہی بیان کیا ہے۔ [و أما ابو عامر فهو جد أبي مالك صحابي شهد المغازي كلها مع رسول الله صلى الله عليه و سلم خلا بدراً انتهى ملخصاً من الديباج المذهب لابن فرحون]

لیکن ☆ ابو عامر ابو مالک ☆ کے دادا اور صحابی ہیں سوائے بدر کے اور سب مغازی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں۔

---

(۱) الاصابة في تمييز الصحابة ۴/۱۴۴

(۲) ذہبی: شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، ترکمانی، ذہبی، ولادت ۶۷۳ھ [۷۵-۱۲۷۴ء] میں اور وفات ۷۴۸ھ [۱۳۴۸ء] میں ہوئی، اٹھارہ سال کی عمر سے حدیث کا علم حاصل کرنے لگے تھے، انہوں نے مختلف ممالک کا سفر کیا اور وقت کے نامور علماء سے کسب فیض کیا۔ ان کی کئی تصانیف ہیں، جن میں سے سير أعلاء النبلاء، تاريخ الإسلام، تذهيب التهذيب، ميزان الاعتدال، المغني، التجريد في أسماء الصحابة اور تذكرة الحفاظ وغیرہ بہت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔ انہیں جرح وتعدیل اور نقد میں کمال حاصل تھا۔ تاج الدین سبکی نے انہیں جرح وتعدیل کا امام کہا ہے۔ الدرر الكامنة ۳/۳۳۶-۳۸ شذرات الذهب ۶/۱۵۶[۶/۵۷-۱۵۳، دار الفكر بيروت: ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۴ء نور] مقدمه سير اعلام النبلاء ـ مقدمه ميزان الاعتدال.

(۳) تجريد أسماء الصحابة ۲/۱۸۱ بعض لوگوں نے ابو عامر کو صحابہ میں شمار کیا ہے، جس طرح کہ خود مؤلف نے شرح مختصر خلیل سے نقل کیا ہے، ابن فرحون نے الديباج المذهب میں لکھا ہے کہ قاضی ابو بکر بن علاء قشیری ابو عامر کو صحابہ میں شمار کرتے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ سوائے غزوۂ بدر کے تمام غزوات میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے۔ ص: ۱۷

☆ امام مالک کے والد۔

☆ یہاں ترجمہ میں غلطی ہوئی ہے، لیکن کے بعد کی عبارت عربی عبارت کا ترجمہ ہے، اصل عربی میں لیکن کا مفہوم موجود نہیں، ترجمہ اس طرح ہونا چاہیے: "شیخ محمد بن ابراہیم نے شرح مختصر خلیل میں ...... اس طرح بیان کیا ہے، ابو عامر ......"

Marfat.com

یہ عبارت الدیباج المذہب[1] سے جو ابن فرحون[2] کی تصنیف ہے بطور خلاصہ کے نقل کی گئی ہے، واللہ اعلم۔

خثیل کو جو امام مالک کے جداعلیٰ ہیں دارقطنی نے خاء معجمہ کے بدلے جیم مضموم کے ساتھ ضبط کیا ہے[3] اور ابن خثیل عمرو بن الحارث کے بیٹے ہیں، اور حارث ذی اصبح کے ساتھ مشہور ہیں،[4] اسی وجہ سے امام مالک کو اصبحی کہتے ہیں۔[5]

امام مالک ۹۳ھ [۷۱۲-۷۱۱ء] میں پیدا ہوئے[6] چنانچہ یحییٰ بن بکیر نے جو امام مالک کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں یہی بیان کیا ہے۔[7] امام مالک شکم مادر میں معمول سے زیادہ رہے، اس مدت کو بعض نے دوسال بیان کیا ہے اور بعض نے تین سال کہا ہے۔[8] آپ کی وفات ۱۷۹ھ [۷۹۵ء] میں ہوئی ہے۔[9] آپ کی پیدائش اور انتقال کی تاریخ کو ایک بزرگ نے اس قطعہ میں نظم کیا ہے اور اسی سے ان کی عمر کی مدت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

قطعہ

فَخْرُ الأئِمَّةِ مَالِكُ نِعْمَ الإمَامُ السَّالِكُ
مَوْلَدُہ نَجْمُ هُدے وَفَاتُہ فَازَ مَالِكُ

---

(١) الدیباج المذهب فی علماء المذهب ص: ١٧. [ص: ٥٧، تحقیق: مامون بن محی الدین الجنّان دار الكتب العلمية بيروت: ١٤١٧هـ. ١٩٩٦ء، نور] کشف الظنون [ع]

(٢) ابن فرحون: ابراہیم بن علی بن محمد بن ابوالقاسم بن محمد بن فرحون یعمری ولادت مدینہ میں ہوئی، اور وہیں پروان چڑھے، ۷۹۲ھ [۱۳۹۰ء] میں مصر و شام کا سفر کیا۔ آپ نے ۷۹۳ھ [۹۱-۱۳۹۰ء] میں مدینہ کے قضاء کا عہدہ سنبھالا، اخیر عمر میں فالج کی وجہ سے ان کے جسم کا بایاں حصہ مفلوج ہو گیا تھا۔ ۷۹۹ھ [۹۷-۱۳۹۶ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ "الدیباج المذهب فی تراجم أعيان المذهب المالكي" اور "تبصرة الاحکام فی أصول الأقضية ومناهج الأحكام" ان کی تصنیفات ہیں۔ مالکیہ کے کبار شیوخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ دیکھئے: الدرر الكامنه ٤٨/١۔ نیل الابتهاج علی هامش الديباج ص: ٣٠-٣٢.

(٣) المدارك ١١٨/١. [ص: ١٠٣/١، تحقيق: ڈاکٹر احمد بكير محمود، عكس طبع: دار مكتبة الحياة بيروت. نور] سير أعلام النبلاء ٧١/٨. [مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت: ١٤٠٢هـ/١٩٨٢ء، نور]

(٤) الديباج المذهب ص: ١٧. [ص: ٥٦، نور]

(٥) سير أعلام النبلاء ٤٩/٨.

(٦) بعض نے سن ولادت ۹۵ھ لکھا ہے۔ [ع]

(٧) ترتيب المدارك ١١٨/١. [١١٠/١، نور]

(٨) ترتيب المدارك ١٢٠/١. [١١١/١، نور]

(٩) ترتيب المدارك ١١٩/١. [١١١/١، نور]

Marfat.com

امام مالک خدا کے راستہ کے چلنے والے بہت اچھے امام اور دینی پیشواؤں کے لئے باعث فخر ہیں۔

ان کی ولادت کا سال ''نجم'' کے اعداد سے اور سن رحلت ''فاز مالك'' کے اعداد سے نکلتا ہے۔

امام مالکؒ کا حلیہ اور لباس

دراز قد، موٹا بدن، سفید رنگ مائل بہ زردی، کشادہ چشم، خوبصورت ناک بلند رکھتے تھے۔ ان کی پیشانی میں سر کے بال کمی کے ساتھ تھے۔ ایسے شخص کو عربی میں اصلع کہتے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی اصلع تھے۔ ڈاڑھی گنجان اور اس قدر لمبی تھی کہ سینہ تک پہنچتی تھی۔ اور مونچھوں کے ان بالوں کو جو لبوں کے کنارے پر ہوتے تھے کترواتے تھے، اور منڈوانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مونچھ کا منڈوانا مثلہ میں داخل ہے۔ اور مونچھ بھی آپ کی وافر تھی، اور اس میں جناب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے، چنانچہ منقول ہے کہ ''إنه رضي الله عنه كان يفتل سبلته إذا أهمّه امرٌ''، یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی امر عظیم پیش آتا تھا تو اپنی مونچھ کو پیچ دیا کرتے تھے۔ (۱)

واقدی (۲) نے بیان کیا ہے کہ امام مالک کی ۹۰ رسال کی عمر ہوئی ہے لیکن آپ نے ڈاڑھی کا کبھی خضاب نہیں کیا، اور نہ کبھی حمام میں تشریف لے گئے۔ (۳) امام مالک خوش پوشاک، عدن کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ عدن ملک یمن کا ایک شہر ہے۔ اور وہاں کے کپڑے نہایت نفیس اور بیش قیمت ہوتے ہیں۔

---

(۱) ترتيب المدارك ۱/۱۲۱. [۱/۱۱۲، نور]

(۲) واقدی: ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد، ولاء کے اعتبار سے اسلمی تھے، ۱۲۰ھ [۷۳۸ء] کے بعد پیدا ہوئے، مغازی، اور سیر کے امام تھے۔ ان کی وفات ۲۰۷ھ [۸۲۲ء] میں اٹھہتر سال کی عمر میں ہوئی۔ صحیح غلط، ثقہ اور غیر ثقہ سے روایت کرنے کی وجہ سے ان کی احادیث کو قبول نہیں کیا گیا ہے، لیکن مغازی میں ان سے استغناء نہیں برتا جا سکتا۔ بغداد میں قاضی بھی رہے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں مالک، ابن ابوذئب، اوزاعی، اور فلیح بن سلیمان وغیرہ ہیں۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۹/۴۵۴-۴۷۱۔ [۹/۶۹-۴۵۴، نور] ميزان الاعتدال ۳/۶۶۲۔ تذكرة الحفاظ ۱/۳۱۹۔ [۱/۱۸-۳۱۷ مطبوعہ (ثانیا) دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۳۳ھ، نور] تاريخ بغداد ۳/۳-۲۱۔ وفيات الاعيان ۱/۵۰۶۔ [۲/۳۹۵ محقق نسخہ مطبوعہ دار النفائس ریاض۔ نور] تهذيب التهذيب ۹/۳۶۳. [۹/۶۸-۳۶۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف نظامیہ حیدر آباد، نور]

(۳) الديباج المذهب ص: ۲۹۔ [۶۰، نور]

Marfat.com

علاوہ ازیں خراسان اور مصر کے اعلیٰ قسم کے کپڑے بھی پہنتے تھے، آپ کا لباس اکثر سفید ہوتا تھا، اور اکثر اوقات عطر لگایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نے ثروت یعنی مال و دولت عطا کیا ہو اور اس کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو تو میں ایسے شخص کو اپنا دوست رکھنا پسند نہیں کرتا ہوں، (۱) کیونکہ اس نے حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو چھپا کر کفران نعمت کیا ہے۔

کاتب حروف کہتا ہے کہ سلف صالحین عمدہ اور خراب کپڑے پہننے میں اچھی نیت رکھتے تھے، جو شخص نفیس کپڑے پہنتا تھا اور نفاست کو دوست رکھتا تھا اس میں اُس کی یہ نیت ہوتی تھی کہ اچھی پوشاک استعمال کر کے خدا کی نعمتوں کو ظاہر کرنے کی کوشش کرے، اور جو شخص موٹے کپڑوں کا استعمال کرتا تھا اس میں تواضع اور عجز وانکساری کی نیت ہوتی تھی شہرت کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس واسطے دونوں حق بجانب ہیں اور ہر ایک کو اس کی نیت کے موافق حصہ ملے گا۔

وللناس فیما یعشقون مذاهب

(اور محبت کی راہ میں ہر عاشق کا مسلک جداگانہ ہے)

اشہب (۲) جو امام مالک کے شاگرد رشید ہیں کہتے ہیں کہ جس وقت امام صاحب ممدوح عمامہ باندھتے تھے تو اس کا ایک پلہ ٹھوڑی کے نیچے کر کے سر پر باندھتے تھے، اور اس کی ایک جانب کو (جس کو اس ملک کے رواج کے مطابق شملہ اور اہل عرب عذبہ کہتے ہیں) دونوں شانوں کے درمیان ڈالتے تھے۔ (۳)

---

(۱) ترتیب المدارک ۱/۱۲۳۔[۱/۱۱۴،نور]

(۲) اشہب: اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد بن ابراہیم قیسی، عامری۔ ۱۴۰ھ[۵۸-۷۵۷ء] میں پیدا ہوئے، دوسرا قول ۱۵۰ھ[۷۶۷ء] کا ہے، امام مالک، لیث، فضیل بن عیاض اور دیگر اہل علم سے انہوں نے روایت کی ہے۔ مسلکاً مالکی تھے۔ آپ سے حارث بن مسکین، عبدالملک بن حبیب اور سحنون بن سعید نے رُوایت کی ہے۔ امام شافعیؒ نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ ۲۰۴ھ[۸۲۰ء] میں امام شافعی کی وفات کے اٹھارہ دن بعد مصر میں وفات پائی۔
دیکھئے: الدیباج المذهب ص: ۹۸-۹۹ ۔[۱۶۲،نور] سیر أعلام النبلاء ۹/۵۰۰-۵۰۳۔[۹/۵۰۰-۵۰۳،نور] ترتیب المدارک ۲/۴۴۷۔ تهذیب التهذیب ۱/۳۵۹۔ شذرات الذهب ۲/۱۲۔ الجرح والتعدیل ۲/۴۳۲۔ وفیات الاعیان ۱/۲۳۸۔[۱/۱۲۷،نور]

(۳) ترتیب المدارک ۱/۱۲۳۔[۱/۱۱۴،نور] سیر أعلام النبلاء ۸/۷۰۔ تذکرة الحفاظ ۱/۱۸۸۔[۱/۱۹۴،نور] الدیباج المذهب ص: ۱۹۔[۶۱،نور]

Marfat.com

عذر (مجبوری) اور بیماری کے سوا سرمہ لگانے کو مکروہ خیال فرماتے تھے۔ آپ جب کبھی کسی ضرورت سے سرمہ لگاتے تھے تو باہر تشریف نہ لاتے تھے بلکہ گھر ہی میں بیٹھے رہتے تھے۔ (۱) امام صاحب کی انگشتری چاندی کی تھی اس میں سیاہ رنگ کا نگینہ جڑا ہوا تھا، اور ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيْلُ'' اُس پر کندہ تھا، مطرف (۲) نے جو امام صاحب ممدوح کے شاگردوں میں سے ہیں انگشتری پر اس آیت کو کندہ کرانے کا سبب دریافت کیا، تو یہ فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ حق تعالیٰ کلام مجید میں مؤمنین کے حق میں فرماتا ہے'' قَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيل'' (۳) پس اس وجہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ آیت کا مضمون میرا نصب العین رہے، اور ہر وقت میرے پیش نظر رہ کر میرے دل پر یہ نقش ہو جائے۔ (۴) امام صاحب کے دروازہ پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا، ''مَاشَاءَ اللّٰهُ'' اس کا سبب بھی کسی سائل نے دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَاءَ اللّٰه'' (۵) اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ اپنے باغ میں داخل ہوتے ہوئے ماشاء اللہ کہتا، اور میری جنت میرا مکان ہے، پس یہ چاہتا ہوں کہ جب گھر میں آؤں تو یہ کلمہ مجھ کو یاد آ کر میری زبان پر جاری ہو جائے۔ (۶) مدینہ منورہ میں جس مکان میں رہتے تھے وہ مکان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا جو جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ مسجد نبوی میں امام کی نشست اس جگہ ہوتی تھی جہاں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھتے تھے۔ (۷) امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے تمام عمر

---

(۱) ترتیب المدارک، ۱/۱۲۳۔ [۱/۱۱۴، نور]

(۲) مطرف: ابومصعب مطرف بن عبداللہ بن مطرف یساری، مدنی ..... آپ امام مالک کے بھانجے تھے، امام مالک سے علم حدیث حاصل کیا اور سترہ سال تک انہی کی صحبت میں رہے۔ امام بخاری نے صحیح میں اور ابوحاتم وابوزرعہ وغیرہ نے بھی ان سے روایت کیا ہے۔ مسلکاً مالکی تھے۔ مدینہ میں ۲۲۰ھ [۸۳۵ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ ۸۰ سال سے زائد عمر پائی۔ الدیباج المذہب ص: ۳۴۶۔ [۲۲۴، نور] تقریب التہذیب ص: ۲۴۷۔ [محقق نسخہ، شیخ محمد عوامہ، ص ۵۳۴، نور]

(۳) سورہ آل عمران: ۱۷۳۔

(٤) ترتیب المدارک ۱/۱۲۳۔ [۱/۱۱۴، نور] التمہید ۱/۹۲۔ تمہید میں یہ بات تھوڑے فرق کے ساتھ ہے۔

(٥) سورہ کہف: ۳۹۔

(٦) ترتیب المدارک ۱/۱۳۰۔ [۱/۱۱۵، نور]

(۷) ترتیب المدارک ۱/۱۲٤۔ [۱/۱۱۵، نور]

Marfat.com

میں کبھی کسی بے وقوف یا کوتاہ عقل والے کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے تھے کہ یہ ایک ایسی بڑی بات ہے کہ جو سوائے امام مالک کے اور کسی کو میسر نہیں ہوئی، علماء کے زمرہ میں اس سے بہتر اور کوئی فضیلت نہیں ہوتی۔ [1] اس لئے کہ بیوقوفوں کی صحبت نور علم کو تاریک کر دیتی ہے، اور تحقیق کی بلند چوٹی سے گرا کر تقلید کی پستی میں ڈال دیتی ہے، جس کی وجہ سے علم کی نفاست میں ایک گونہ خرابی اور نقصان آ جاتا ہے۔ چونکہ امام صاحب کھانا پینا خلوت میں رکھتے تھے، اس وجہ سے کسی شخص نے آپ کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔ [2] امام صاحب باوجود وقار اور خودداری کے اپنے اہل وعیال اور نوکر چاکر کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے، اور اس معاملہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش (سنت) کی پیروی فرماتے تھے۔

علم طلب کرنے کی حرص اور خواہش بہت تھی، زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس ظاہری سرمایہ کچھ زیادہ نہ تھا، مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیوں کو فروخت کر کے کتب وغیرہ کے صرف میں خرچ فرمایا کرتے تھے، اس کے بعد دولت کا دروازہ اُن پر کھل گیا، [3] اور کثرت سے بڑی بڑی فتوحات شروع ہو گئیں۔ آپ کا حافظہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا، یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کو میں نے محفوظ کر لیا اس کو پھر کبھی بھولا نہیں۔ [4] سترہ سال کی عمر میں آپ نے مجلس افادہ تعلیم کی ابتدا فرمائی تھی۔ [5] لوگ یہ نقل کرتے ہیں کہ اسی زمانہ میں مدینہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی جب غسل دینے والی عورت نے اس کو غسل دیا تو اس نیک بخت مردہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ فرج کس قدر زنا کار تھی، فوراً اس کا ہاتھ فرج پر ایسا چسپاں ہوا کہ اس کے جدا کرنے کی سب نے کوشش وتدبیر کی مگر فرج سے اس کا ہاتھ جدا نہ ہوا، انجام کار اس مشکل کو علماء اور فقہاء کی خدمت میں پیش کر کے اس کا علاج اور تدبیر دریافت کی، سب کے سب اُس

(۱) ترتیب المدارک ۱/۱۲۷۔ [۱/۱۱۷، نور]

(۲) ترتیب المدارک ۱/۱۲۸۔ [۱/۱۱۷، نور]

(۳) ترتیب المدارک ۱/۱۳۱۔ [۱/۱۱۹، نور]

(٤) ترتیب المدارک ۱/۱۳۵۔ [۱/۱۲۲، نور]

(۵) ترتیب المدارک ۱/۱٤۰۔ [۱/۱۲۵، نور]

Marfat.com

سے عاجز ہوئے لیکن امام صاحب نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا اور کامل فہم سے دریافت کر کے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی کو حد قذف (یعنی وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق جب اُس کے اسّی درّے لگائے تو ہاتھ فرج سے فوراً جدا ہو گیا۔ (۱) سب کے دلوں میں امام صاحب کی امامت و ریاست اُسی دن سے راسخ طور سے جاگزیں ہو گئی، امام صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ (۲)

دار قطنی جو محدثین میں بڑے پایہ کے ہیں یہ فرماتے ہیں جو اتفاق امام مالک کو پیش آیا ہے ایسا کسی کو نصیب نہیں ہوا، امام مالک سے دو شخصوں نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے اور دونوں شخصوں کی وفات کے درمیان ۱۳۰ سال کی مدت ہے، ایک ان میں سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری (۳) ہیں جو امام مالک کے استاذ بھی ہیں، انہوں نے فریعہ بنت مالک بن سنان کی حدیث کو جو معتدہ کے سکنی کے بارے میں ہے، امام مالک سے روایت کیا ہے، اور زہری کی وفات ۱۲۵ھ [۴۳-۷۴۲ء] میں ہوئی ہے۔ (۴) دوسرے ابو حذافہ سہمی ہیں، جو امام مالک کے شاگرد اور راوی نسخہ موطا ہیں، انہوں نے بھی اُسی حدیث کو امام مالک

(۱) انوار المسالك ص: ۳۴۴، انہوں نے یہ واقعہ التجرید الصریح کی شرح، علامہ شرقاوی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ ص: ۳۴۳۔

(۲) ترتیب المدارك ۱/ ۱۳۷۔ [۱/۱۲۴، نور] فارسی کے نسخے میں ہزار حدیثیں ہیں شاید یہ کاتب کی غلطی ہے۔

(۳) زہری: ابوبکر محمد بن مسلم بن شہاب قرشی زہری، ان کی ولادت ۵۰ھ میں ہوئی۔ ابن عمرؓ، انس بن مالکؓ، سعید بن مسیب، سہل بن سعد، محمد بن ربیع وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ ان کے شاگردوں میں اوزاعی، لیث، مالک، سفیان بن عیینہ، فلیح بن سلیمان جیسے کبار محدثین ہیں۔ ان کی وفات رمضان المبارک ۱۲۴ھ [۴۲-۷۴۱ء] میں ہوئی۔ امام مالکؒ فرماتے تھے کہ زہری عدیم النظیر ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے انہیں سنت کا سب سے بڑا عالم قرار دیا ہے۔ انہوں نے اسّی دنوں میں قرآن کریم حفظ کیا تھا۔

تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۹۶-۱۰۰۔ [۱/ ۱۰۶-۱۰۲، نور] سیر اعلام النبلاء ۵/ ۳۲۶-۵۰۔ الجرح والتعدیل ۸/ ۷۱۔ حلیۃ الاولیاء ۳/ ۳۶۔ [۳/ ۸۱-۳۶۰، نور] وفیات الاعیان ۴/ ۷۹-۱۷۷۔ [۲/ ۳۱۸، نور] تہذیب التہذیب ۹/ ۴۴۵۔ [۹/ ۵۱-۴۴۵، نور] شذرات الذہب ۱/ ۱۶۲۔

(۴) ذہبی کے بقول ان کی وفات ۱۲۴ھ [۴۳-۷۴۲ء] میں ہوئی۔

Marfat.com

سے روایت کیا ہے، (۱) اور ابو حذافہ کی وفات کچھ اوپر ۲۵۰ھ [۸۶۵ء] میں ہوئی ہے۔

کاتب الحروف کہتا ہے، زہری کا امام مالک سے روایت کرنا "روایة الاکابر عن الاصاغر" میں داخل ہے، یعنی بڑوں کا چھوٹوں سے روایت کرنا ندرت ☆ سے خالی نہیں ہے۔ اس باب میں محدثین کی بہت سی کتابیں ہیں اور ایک شیخ سے دو راویوں کی وفات میں اس قدر تفاوت بھی ندرت سے خالی نہیں، محدثین کی اصطلاح میں اس کو سابق ولاحق کہتے ہیں۔ شیخ ابن حجرؒ نے نخبہ کی شرح میں لکھا ہے کہ [اکثر "ما وقفنا علیه فی ذلك التفاوت مائة وخمسون سنةً" یعنی زیادہ سے زیادہ تفاوت کی مثالیں ایک سو پچاس سال کی ہم کو ملی ہیں، (۲) انہوں نے اس کو بھی روایۃ الاکابر عن الاصاغر میں داخل کیا ہے ☆، اور چند مثالیں بھی لکھی ہیں۔ روایت اکابر از اصاغر میں اس قدر تفاوت اکثر ہو جاتا ہے۔

امام صاحب کی مجلس ایسی ہیبت اور وقار کی ہوتی تھی کہ اس میں شور و شغب ہونا تو درکنار کسی شخص کو

(۱) شرح الزرقانی ۱/۵ . [دار الحدیث قاہرہ کا مطبوعہ نسخہ تحقیق شدہ، محمد فواد عبد الباقی، ۱/۱۱۱ نور] فریعه، حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھی، وہ کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے مائیکے بنو خدرہ میں جانے کی اجازت طلب کرنے گئی، ان کے شوہر چند بھگوڑے غلاموں کی تلاش میں نکلے تھے، جب وہ طرف القدوم پہنچے تو ان غلاموں نے ان کو قتل کر دیا۔ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گھر جانے کی اجازت مانگی اس لئے کہ میرے شوہر کی ملکیت میں نہ ہی کوئی گھر تھا اور نہ ہی نفقہ کا خرچ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دی، جب میں وہاں سے لوٹی اور گھر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوا بھیجا اور دوبارہ تفصیل پوچھی تو میں نے پیش آمدہ مسئلہ ان کو دوبارہ بتایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدت ختم ہونے تک اسی گھر میں رہو، وہ کہتی ہیں کہ میں نے چار ماہ دس دن کی عدت اسی گھر میں گزاری، فریعہ کہتی ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانے میں امیر المؤمنین نے مجھے بلوایا اور اس قصے کے بارے میں دریافت کیا میں نے ان کو بالتفصیل قصہ بتا دیا، انہوں نے بھی اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ "موطأ بروایة یحییٰ بن یحییٰ، کتاب الطلاق، مقام المتوفی عنها زوجها فی بیتها حتیٰ تحلّ"

(۲) شرح نخبة الفکر ص: ۹۲ [نزهة النظر شرح نخبة الفکر مع هامشه القول المبتکر لتلمیذ ابن حجر قاسم بن قطلوبغا ۶۷-۱۶۵، نور]

☆ فارسی عبارت کے مطابق "جو ندرت سے خالی نہیں" ہونا چاہئے۔

☆ اردو ترجمہ میں کچھ غلطی ہوئی ہے، یوں ہونا چاہئے کہ انہوں نے کتاب موطاء کو امام مالک سے چودہ دفعہ سنا ہے۔ فارسی کی عبارت یہ ہے: "واز شاگردان امام مالک یحیٰ بن بکیر را کہ یکے از اصحاب موطاء است اتفاق افتادہ است کہ چہاردہ بار کتاب موطا را از امام مالک بقراءۃ الشان شنیدہ"۔

Marfat.com

آواز بلند کر کے گفتگو کرنے کی مجال اور طاقت نہ ہوتی تھی۔ (۱)

اُستاد سے حدیث کی سند حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں، اول یہ کہ استاد پڑھے اور شاگرد سنتا رہے، دوسرا یہ کہ شاگرد پڑھے استاد اس کو سنتا رہے، امام مالک کے یہاں یہی دوسرا طریقہ مروج تھا، اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ اہل عراق نے قرأت علی الشیخ کے طریق کو ترک کر دیا تھا، اور حدیث حاصل کرنے کے طریق کو پہلی صورت میں منحصر خیال کرتے تھے، اور شیخ ہی سے سماع کو طلب کرتے تھے۔ امام صاحب اور نیز دوسرے مدینہ وحجاز کے عالموں نے اس وہم کو دفع کرنے کی غرض سے اسی طریق کو اختیار فرمایا تھا، ورنہ قدیم محدثین کے یہاں بھی یہی طریق مروج تھا، کہ شیخ اپنے شاگردوں کو خود پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ (۲) اسی طریق کو محدثین کی اصطلاح میں قراءة الشيخ على التلميذ کہتے ہیں۔ یحیٰ بن بکیر نے جو امام صاحب کے منجملہ شاگردوں کے ایک شاگرد ہیں اور اصحاب مؤطا میں سے ایک یہ بھی ہیں، چودہ دفعہ کتاب مؤطا کو امام مالک نے ان کی قرأت سے سنا ہے۔ (۳)☆ ابن حبیب (۴) جو امام مالک کے مخصوص اصحاب میں سے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ادب فرماتے تھے، اور کمال ادب کی وجہ سے اس قدر احتیاط تھی کہ بوقت افادۂ حدیث اُس مجلس میں کبھی زانو کو بھی نہ بدلتے تھے بلکہ جس ہیئت اور حالت کے ساتھ اول بیٹھتے تھے آخر تک وہی ایک حالت رہتی تھی۔ (۵) تمام عمر مدینہ کے حرم میں آپ نے قضاء حاجت نہیں کی بلکہ ہمیشہ حرم سے باہر تشریف لے جاتے تھے، البتہ حالت مرض میں مجبوری کی وجہ سے معذور تھے، جب حدیث شریف سنانے کے لئے بیٹھتے تھے تو آپ کے

---

(۱) تذكرة الحفاظ ۱/ ۱۹۰. [۱/۹۷-۹۶، نور] ترتيب المدارك ۲/ ۱۳. [۱/ ۱۵۳، نور]

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تدريب الراوی ص: ۲۴۲. [۲/ ۱۲، تدريب الراوی فی شرح تقريب النووی تحقيق: نظر محمد فاريابی، مكتبة الكوثر رياض: ۱۴۱۴هـ- ۱۹۹۴ء، نور] فتح المغيث: ۱۷۵[۲/ ۲۵. تحقيق: مجدی فتحی سيد، مصطفى شتات مكتبه توفيقيه قاهره، نور]. ان دونوں کے علاوہ اصول حدیث کی کتابوں میں، القراءة على الشيخ کی بحثوں کو دیکھئے۔

(۳) ترتيب المدارك ۲/ ۱۴.

(۴) ابن حبیب: ابراہیم بن حبیب ان کا نام ہے، قاسم بن اصبغ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ امام مالک کے تلامذہ میں سے ہیں۔ الديباج المذهب ص: ۸۳. [۱۴۰، نور]

(۵) ترتيب المدارك ۲/ ۱۴. [۱/۱۵۴، نور]

☆ فارسی عبارت کے مطابق اس کا ترجمہ اس طرح ہونا چاہئے ''اور اس کے بعد اس کی چند مثالیں بھی ذکر کی ہیں''۔

Marfat.com

لئے ایک چوکی بچھائی جاتی تھی اور آپ عمدہ کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر حجرہ سے باہر نہایت عجز وانکساری کے ساتھ آ کر اس پر بیٹھ کر سنتے تھے، اور جب تک اس مجلس میں حدیث کا ذکر رہتا تھا مجمر یعنی انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ (۱)

عبداللہ بن المبارک جو امام مالک کے شاگرد ہیں اور حدیث، فقہ و تفسیر اور قراءت کے بڑے امام ہیں اور علماء کے طبقہ میں ایسے مشہور ہیں کہ ان کی شہرت، تعریف و توصیف سے بالکل مستغنی کرتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ روایت حدیث فرما رہے تھے، ایک بچھو نے نیش زنی شروع کی تو شاید دس مرتبہ آپ کے کاٹا اس تکلیف کی وجہ سے امام صاحب کا چہرہ کچھ متغیر ہو کر مائل بہ زردی ہو جاتا تھا، مگر امام صاحب نے حدیث کو قطع نہیں فرمایا اور نہ کچھ لغزش آپ کے کلام میں ظاہر ہوئی۔ جب مجلس حدیث ختم ہوئی اور سب آدمی چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آج آپ کے چہرہ پر کچھ تغیر محسوس ہوتا تھا، امام صاحب نے فرمایا بے شک تمہارا خیال صحیح ہے، اور پھر تمام واقعہ ان سے بیان کر کے فرمایا کہ میرا اس قدر صبر کرنا اپنی طاقت و شکیبائی کی بنا پر نہ تھا، بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔ (۲)

سفیان ثوری (۳) جن کی شہرت تعریف و توصیف سے ان کو مستغنی کرتی ہے، ایک روز امام مالک کی

---

(۱) ترتیب المدارک ۱/ ۱٤. [۱/۱۵۴، نور] فتح المغیث ص: ۳۰٦. [۲/۲۵۲، نور]

(۲) ابن فرحون نے اس واقعہ کو کچھ فرق کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس میں ڈسنے کی تعداد سولہ مرتبہ ذکر کی ہے۔ الدیباج المذہب ص: ۲۳. [٦۹-٦۸، نور]

(۳) سفیان ثوری: ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری، کوفی۔ ان کی پیدائش ۹۷ھ [۱٦-۷۱۵ء] میں ہوئی۔ اسماعیل بن کثیر، ایوب سختیانی، خالد حذاء، عمرو بن دینار اور ابوالزناد وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے، ان کے اساتذہ کی تعداد تقریباً چھ سو ہے۔ ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، وکیع بن الجراح، یحییٰ بن سعید قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی اور ابوداؤد طیالسی جیسے کبار محدثین ہیں۔ شعبہ اور یحییٰ بن معین نے سفیان ثوری کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا ہے۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ سفیان ثوری معرفت حدیث، فقہ و فتاویٰ اور حفظ و اتقان میں امام تھے۔ دنیا سے بے رغبتی اور زہد ان کی خاص صفت تھی۔ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے ۱٦۱ھ [۷۷۸ء] میں ان کی وفات ہوئی، ٦۴ رسال کی عمر پائی۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۸۷-۱۸۳ـ [۱/۹۳-۹۰، نور] سیر أعلام النبلاء ۷/۷۹-۲۲۹ـ الجرح والتعدیل ۱/۵۵-۱۲٦ـ حلیۃ الاولیاء ٦/۴۰۷-۳۵٦ـ [٦/۳٦۰ الخ، ۷/۱۴۴-۳، نور] تاریخ بغداد ۹/۷۴-۱۵۱ـ وفیات الاعیان ۲/۳۹۰-۳۸٦ـ [۲/۷٦-۳۷۴، نور] تہذیب التہذیب ٤/۱۵-۱۱۱ـ شذرات الذہب ۱/۵۱-۲۵۰ـ

Marfat.com

مجلس میں تشریف لائے تو مجلس کی عظمت وجلال اوراس کی شان وشوکت کے ساتھ انوار کی کثرت اور برکتوں کو دیکھ کر امام صاحب کی مدح میں یہ قطعہ نظم فرمایا۔

يأبى الجواب فلا يُراجع ☆ هيبةً ۔۔۔ وَالسَّائلون ☆ نَواكسُ الأذقان

(اگر امام مالکؒ) جواب دینا چھوڑ دیں تو سب سائل اپنا سر نیچا کیے بیٹھے رہیں، اور آپ کی ہیبت سے دوبارہ نہ پوچھ سکیں۔

ادب الوقار وعزّ السلطان التقی ۔۔۔ فهو المطاع ☆ وليس ذا سلطان (۱)

وقار آپ کا ادب کرتا تھا، اور آپ پرہیزگاری کی بادشاہت پر عزت کے ساتھ متمکن تھے، (عجیب بات یہ تھی کہ) آپ کی اطاعت کی جاتی تھی حالانکہ آپ بادشاہ نہ تھے۔

بشر حافی (۲) جو ایک مشہور صوفی اور باخدا آدمی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی نعمتوں اور زینتوں میں سے کسی شخص کا حدثنا مالك کہنا بھی ایک بڑی نعمت ہے، (۳) یعنی امام مالک کی شان وشوکت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ شاگرد اس کو دنیاوی مفاخر سے شمار کرتا ہے، حالانکہ وہ آخرت کا وسیلہ اور امور دین کا ذریعہ ہے۔

امام صاحب اکثر اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔

---

(۱) ترتيب المدارك ۲/ ۳۴ [۱/ ۱۶۷، نور] ۔ التمهيد ۱/ ۸۴ ۔ علامہ ذہبی نے ان دو اشعار کی نسبت مصعب بن عبداللہ کی طرف کی ہے۔ سير أعلام النبلاء ۸/ ۱۱۳ ۔

(۲) بشر حافی: ابونصر بشر بن حارث بن عبدالرحمٰن بن عطاء مروزی۔ حافی کے نام سے مشہور ہیں، بڑے متقی اور بزرگ تھے۔ اصلاً مرو کے باشندے تھے، لیکن بغداد کو اپنا مسکن بنایا تھا۔ ان کی ولادت ۱۵۲ھ [۷۶۹ء] میں ہوئی اور وفات ربیع الآخر ۲۲۷ھ [۸۴۲ء] میں، امام مالک، شریک، حماد بن زید، فضیل بن عیاض اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ ان کے اساتذہ ہیں۔ اور ان کے شاگردوں میں احمد الدروقی اور سری سقطی اور کئی ممتاز محدثین ہیں۔

سير أعلام النبلاء ۱۰/ ۷۷- ۴۶۹ ۔ الجرح والتعديل ۱/ ۳۵۶ ۔ [۲/ ۳۵۶، نور] حلية الاولياء ۸/ ۶۰- ۳۳۶ ۔ تاريخ بغداد ۷/ ۶۷ ۔ [۸۰- ۶۷، نور] وفيات الاعيان ۱/ ۷۷- ۲۷۲ ۔ [۱/ ۱۴۵- ۱۴۴، نور] تهذيب التهذيب ۱/ ۴۴۴ ۔ [۱/ ۴۵- ۴۴۴، نور] شذرات الذهب ۲/ ۶۲- ۶۰ ۔

(۳) الديباج المذهب ص: ۳۴ ۔ [۷۰، نور]

☆ فمايراجع ۔۔۔ ☆ فالسائلون

☆ المهيب

Marfat.com

وخیر أمور الدین ما کان سنة　　وشر الأمور المحدثات البدائع (۱)

دین کا بہتر کام وہ ہے جو طریقہ رسول کے مطابق ہو اور بدترین کام وہ ہیں جو سنت کے خلاف نئی نئی بدعتیں اپنی طرف سے تراش لی ہوں۔

یہ شعر حکمت سے پر ہے کیوں کہ شاعر نے ایک حدیث نبوی کے مضمون کو نظم کیا ہے۔ (۲)

منجملہ اور کلاموں کے امام صاحب کا ایک یہ کلام بھی ہدایت آمیز ہے: "لیس العلم بکثرة الروایة انما هو نور یضعه الله فی القلب" یعنی کثرت سے روایت کرنے کا نام علم نہیں ہے، وہ تو ایک نور ہے اللہ تعالیٰ جس کے دل میں چاہتا ہے اس کو ڈال دیتا ہے۔ (۳)

یہ کلمہ ایک ایسی تحقیق رکھتا ہے جو نہایت گہری ہے، چنانچہ اہل بصیرت اس کو خوب جانتے ہیں۔

ایک روز آپ نے کسی سے دریافت کیا☆ کہ ماتقول فی طلب العلم (۴) تو آپ نے جواب میں فرمایا حسن جمیل لکن انظر ما یلزمك من حین تصبح إلی أن تمسی فالزمه. (۵) یعنی طلب علم اچھی چیز ہے مگر انسان کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ صبح سے شام تک جو امور اس پر واجب ہوں ان کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کر کے ادا کرے۔ آپ کا یہ قول بھی گہری نظروں سے دیکھنے کے قابل ہے، ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ: لاینبغی للعالم أن یتکلم بالعلم عند من لایطیقه فانه ذل وا هانة للعلم یعنی عالم کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ علمی مسائل کو ایسے شخص کے سامنے بیان کرے جو اس کا اہل نہیں ہے کیونکہ اس میں علم کی اہانت اور ذلت ہے۔ (۶) امام صاحب مدینہ میں سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے، اور اس کا سبب یہ فرمایا کرتے تھے:

(۱) الدیباج المذهب ص: ٢٤۔ [۱۷، نور]

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور بدترین امور گھڑے ہوئے امور ہیں، مقدمه سنن ابن ماجه، باب اجتناب البدع والجدل.

(۳) ترتیب المدارك ٢/ ٦٠۔ [۱۸۴/۱، نور]

(۴) علم طلب کرنا کیسا ہے۔ [ع]　　(۵) حلیة الاولیاء: ٦/ ٣١٩۔

(٦) حلیة الاولیاء میں الفاظ اس طرح ہیں، وذل وإهانة للعلم أن یتکلم الرجل بالعلم عند من لا یطیقه ٦/ ٣٢٠۔

☆ ایک روز لوگوں نے آپ سے دریافت کیا۔

Marfat.com

أنا أستحي من الله أن اطأ تربة فيها قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم بحافر دابة. (۱)

سواری کے سم سے ایسی سرزمین کے روندنے میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہو مجھ کو شرم وحیا آتی ہے۔

امام صاحب نے موطا کو تالیف کرنا شروع فرمایا تو دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرز پر موطا کو لکھنا شروع کیا اس پر بعض لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ آپ اس قدر کیوں تکلیف گوارہ کرتے ہیں، دوسرے اشخاص بھی آپ کے شریک ہو کر اسی طرح کی مؤطا تصنیف کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دکھلاؤ، چنانچہ آپ کے ارشاد کے موافق جب وہ تصانیف لائی گئیں تو آپ نے ان کو ملاحظہ فرما کر یہ فرمایا کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ صرف خدا کے لئے کونسا امر واقع ہوا ہے۔ (۲) اور درحقیقت اب اُن کی تصنیفات کا سوائے موطا ابن ابی ذئب (۳) کے نام ونشان بھی معلوم نہیں ہوتا، ہاں موطا امام مالک قیامت تک مخلوقات کی مخدوم اور علمائے اسلام کا سرمایۂ اجتہاد رہے گی ☆۔ حافظ ابونعیم اصفہانی نے کتاب حلیۃ الاولیاء میں امام مالک کا ذکر کرتے ہوئے سند صحیح کے ساتھ یہ نقل کیا ہے کہ سہل بن مزاحم نے جو اپنے وقت کے عابدوں

(۱) قاضی عیاض نے بعض کلمات میں معمولی فرق کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ترتیب المدارک ۲/۱۰۲۔

(۲) التمهید ۱/۸۶۔

(۳) ابن ابوذئب: ابوالحارث محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ بن ابوذئب قرشی، عامر، مدنی۔ عکرمہ، شعبہ، زہری اور نافع وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، یحییٰ قطان، ابونعیم اور وکیع وغیرہ ہیں، ان کی ولادت ۸۰ھ [۷۰۰-۶۹۹ء] میں ہوئی۔ اور وفات ۱۵۹ھ [۷۷۵-۷۶ء] میں۔ انہوں نے ایک مؤطا تصنیف کی تھی، جسے پذیرائی حاصل نہ ہوسکی۔ بڑے متقی پرہیزگار اور عبادت گذار تھے۔ تذكرة الحفاظ ۱/۷۳-۱۷۲۔ [۱/۸۱-۷۹، نور] سير أعلام النبلاء ۷/۴۹-۱۳۹۔ تاريخ بغداد ۲/۳۰۵-۲۹۱۔ [۲/۳۰۵-۲۹۶، نور] وفيات الأعيان ۴/۱۸۳۔ [۲/۳۲۱، نور] تهذيب التهذيب ۹/۷-۳۰۳۔ شذرات الذهب، ۱/۲۴۵-۴۶۔

☆ اردو ترجمہ کی عبارت ناتمام ہے، اصل فارسی عبارت یہ ہے "و موطا امام مالک مخدوم طوائف و مایہ اجتھاد علماء گشت والقبول بقدر حسن النیہ"

Marfat.com

میں اور عبداللہ بن مبارک جو مرو کے رہنے والے ہیں، ان کے دوستوں میں سے تھے، یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت آپ کا خیر و برکت والا زمانہ تو گزر گیا ہے اگر ہمارے دل میں دینی کاموں میں کوئی شک وشبہ واقع ہو تو کس شخص سے تحقیق کریں، ہم کو اس کا پتہ ونشان بتلائیے، آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو جو کچھ مشکل پیش آئے اس کو مالک بن انس سے دریافت کرو۔ (۱) اور اسی کتاب میں مطرف سے یہ بھی منقول ہے کہ لیثین کے غلاموں میں سے ایک شخص ابوعبداللہ نامی نے جو نہایت بزرگ، پرہیزگار اور خدا پرست تھا یہ بیان کیا کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، میں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اور ان کے گرد آدمیوں کا حلقہ بندھا ہوا ہے، اور حضرت امام مالک آپ کے سامنے کھڑے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھوڑا سا مشک رکھا ہوا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے لپ بھر بھر کر امام مالک صاحبؒ کو مرحمت فرماتے ہیں، اور امام مالک بطریق نثار آدمیوں پر چھڑکتے ہیں۔

اس خواب کی تعبیر میرے دل میں یہ آئی کہ علم نبوی نے اول امام کے سینہ میں ظہور فرمایا اُس کے بعد امام کے واسطے سے دوسرے آدمیوں کو پہنچا۔ (۲) محمد بن رمح تجیبی مصری (۳) بھی جو امام مسلمؒ مؤلف صحیح مسلم کے استاذ ہیں یہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں

---

(۱) حلیۃ الاولیاء ۶/۳۱۷۔

(۲) حلیۃ الاولیاء ۶/۳۱۷۔

(۳) محمد بن رمح: محمد بن رمح بن مہاجر، تجیبی، مصری۔ ولاء کے اعتبار سے تجیبی ہیں۔ ان کے اساتذہ میں لیث بن سعد، عبداللہ بن لہیعہ، مالک بن انس وغیرہ ہیں، مسلم، ابن ماجہ اور بہت سارے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے، قوت حفظ اور اتقان کی وجہ سے معروف تھے۔ حصول علم کے لئے انہوں نے کوئی سفر نہیں کیا، ان کے سلسلے میں امام ذہبی نے کہا ہے کہ مجھے امام بخاری پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے استحقاق کے باوجود ان سے روایت نہیں کی، بلکہ وہ قتیبہ بن سعید سے زیادہ لائق وفائق تھے۔ ۲۴۲ھ [۸۵۶ء] میں واصل بحق ہوئے، تفصیل کے لئے دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۱/۴۹۸-۵۰۰۔ الجرح والتعدیل ۷/۲۵۴۔ تہذیب التہذیب ۹/۱۶۴-۶۵۔ شذرات الذہب ۲/۱۰۱۔

Marfat.com

مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا کہ ہم تمام آدمی امام مالکؒ اور لیثؒ (۱) کی افضیلت میں جھگڑتے ہیں اور بحث کرتے ہیں، اور ہر ایک ایک کو دوسرے سے ترجیح دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مالک میرے علم کا وارث ہے ☆۔ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اس سے آپ کی یہ مراد ہے کہ مالک میرے علم کا وارث ہے۔ (۲)

یحییٰ بن خلف بن ربیع طرسوی (۳) نے جو اپنے وقت کے صالحین اور عابدین کے زمرہ میں داخل تھے، یہ فرمایا کہ میں ایک روز مالک بن انس کی خدمت میں حاضر تھا، دفعتاً ایک شخص نے آکر یہ عرض کیا کہ دربارۂ قرآن آپ کیا فرماتے ہیں، مخلوق ہے یا نہیں۔ امام نے فرمایا کہ اس زندیق کو قتل کر ڈالو (۴) اس کے کلام سے ہزاروں فتنے پیدا ہوں گے۔ چنانچہ امام مالک کے بعد اس مسئلہ میں عجیب فتنہ برپا ہوا، اہل سنت کی ایک بڑی جماعت ذلیل اور مقتول ہوئی۔ اسی طرح جعفر بن عبداللہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم امام مالک صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ ''الرَّحمٰنُ علَى العَرشِ استَوىٰ'' کی تفسیر میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ استویٰ کس کیفیت کے ساتھ ہوتا ہے؟ امام صاحب نے اس سوال سے بہت ملال کا اظہار فرمایا اور زمین کی طرف دیکھنے لگے۔ اور حیران ہوگئے، پیشانی پر پسینہ آگیا اس کے بعد یہ فرمایا کہ:

---

(۱) لیث بن سعد: لیث بن سعد اصلا اصفہان کے تھے، لیکن مصر کو وطن اختیار کیا تھا۔ ولاء کے اعتبار سے فہمی ہیں۔ انہوں نے عطاء بن ابی رباح، نافع، زہری، ہشام بن عروہ اور قتادہ وغیرہ سے روایت کی ہے، اور ان سے روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، ہشیم، ابن لہیعۃ، قعنبی، قتیبہ بن سعید اور اشہب وغیرہ ہیں۔ خود ان کے استاد ابن عجلان نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ امام شافعی ان سے روایت نہ کر سکنے پر افسوس کیا کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ لیث مالک سے زیادہ افقہ ہیں۔ ۱۷۵ھ [۹۲-۷۹۱ء] میں ان کا انتقال ہوا، تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۰۲-۲۰۴۔ [۱/ ۱۰-۱۰۷، نور] سیر أعلام النبلاء: ۸/ ۱۳۶-۱۶۳۔ حلیۃ الاولیاء ۷/ ۳۱۸۔ [۷/ ۲۷-۳۱۸، نور] وفیات الاعیان: ۴/ ۳۲-۱۲۷۔ [۲/ ۹۹-۲۹۶، نور] تہذیب التہذیب ۸/ ۴۵۹۔ شذرات الذہب ۱/ ۲۸۵۔ [۱/ ۸۹-۱۸۵، نور] تاریخ بغداد ۱۳/ ۳۔ [۳/ ۱۴-۳، نور]

(۲) حلیۃ الاولیاء: ۶/ ۳۱۷۔

(۳) ذہبی نے ان کو غیر ثقہ کہا ہے۔ میزان الاعتدال: ۴/ ۳۷۲۔ [۵/ ۱۱۴، مکتبۃ الرسالۃ العالمیۃ: ۱۴۳۰ھ۔ ۲۰۰۹ء، نور]

(۴) حلیۃ الاولیاء: ۶/ ۳۲۵۔

☆ اصل فارسی میں تخت کی وضاحت ہے۔ ارشاد فرمایا: مالک میرے تخت علم کا وارث ہے۔

Marfat.com

الكيف منه غير معقول والاستواء منه غير مجهول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة.

استواء تو معلوم ہے اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے مگر اس کی کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی، ایسے امور سے سوال کرنا بھی بدعت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اس شخص کو نکالو یہ بدعتی ہے۔ (۱)

ابو عروہ سے جو حضرت زبیر کی اولاد میں سے ہیں یہ نقل ہے کہ ہم امام مالک کی خدمت میں حاضر تھے، دفعتاً ایک شخص نمودار ہوا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معائب اور نقائص ذکر کرنے لگا، امام صاحب نے فرمایا کہ سنو۔ اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَه اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُم تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّداً يَّبتغونَ فَضلاً مِّنَ اللّٰهِ ورِضْوَاناً سِيْمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُودِ ذٰلك مَثَلُهم في التَّوراةِ ومَثَلُهُم في الاِنْجِيْلِ كَزَرعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهُ فَازَره فَاسْتَغلَظَ فَاستَوىٰ عَلٰى سُوقِهٖ يُعجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الكُفَّارَ. (۲)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ سخت ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں۔ تو ان کو رکوع اور سجدے میں دیکھتا ہے، اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کو تلاش کرتے ہیں، سجدہ کے اثر سے ان کی نشانی ان کے منہ پر ہے، تورات اور انجیل میں ان کی صفت یہ ہے کہ کھیتی نے اپنی سوئی اور پٹھا نکالا اور پھر اس کی کمر کو مضبوط کیا پھر موٹا ہوا پھر اپنی نال پر کھڑا ہوا۔ کھیتی کرنے والوں کو خوش اور بھلا معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان سچے مسلمان کی وجہ سے کافروں کا دل جلاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرف سے دل میں بدظنی رکھتا ہو اور ان کی شکر رنجی کو بری طرح سے ظاہر کرتا ہو، وہ اس لفظ کے حکم میں داخل ہے، اس کو خوب سمجھ لو، اور

---

(۱) حلیة الاولیاء ۶/۳۲۶۔

(۲) سورة الفتح ۲۹۔

Marfat.com

یادرکھو۔ عتیق زہری[۱] کہتے ہیں کہ امام مالک نے شروع میں اپنی موطا کو دس ہزار حدیث پر مشتمل فرمایا تھا اس میں آہستہ آہستہ انتخاب فرماتے رہے آخر اس حد تک پہنچا،[۲] اور جب تک امام مالک زندہ رہے موطا کو مسودہ کرتے رہے، اس وجہ سے اس میں نسخ بہت ہوا ہے، اور ہر نسخہ کی ترتیب علیحدہ ہے، امام صاحب کے شاگردوں نے اپنی اپنی استعداد کے لائق ترتیب دے کر رائج کیا ہے اور حدیثوں میں بھی فی الجملہ تھوڑا سا تفاوت ہے۔ ابوزرعہ رازی[۳] نے جو محدثین کے رئیس رئیس ہیں یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھا کر بیان کرے (کہ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو میری زوجہ پر طلاق) جو کچھ موطا میں ہے وہ بلا شک وشبہ صحیح ہے تو وہ اپنی قسم میں حانث نہیں ہوگا،[۴] یعنی اس کی عورت پر طلاق نہیں پڑے گی، اور اس قدر وثوق واعتماد دوسری کتاب پر نہیں ہے۔ سعدون نامی ایک شاعر نے موطا کی مدح میں امام مالک کے علم کی طرف رغبت دلانے کے لئے اشعار تصنیف کئے تھے کچھ ان میں سے لکھے جاتے ہیں۔

أقول لمن يروی الحديث ويكتب ويسلك سبل الفقه فيه ويطلب

میں اس شخص سے جو حدیث کی روایت اور کتابت کرتا ہے، اور فقہ کے راستوں کا رہبر اور اجتہاد کا طالب ہے، یہ کہتا ہوں

---

(۱) حلية الاولياء ٦/٣٢٦۔[٦/٣٢٧،نور] (۲) ترتیب المدارك ٢/٧٣۔[١/١٩٣،نور]

(۳) ابوزرعہ رازی: آپ کا پورا نام عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ رازی۔ ولاء کے اعتبار سے قرشی ہیں۔ علم وعمل، دین واخلاص اور حفظ وذکاوت میں بے نظیر تھے ۲۰۰ھ[۸۱۵-۱۶ء] میں ان کی ولادت ہوئی، آپ نے احمد بن حنبل، ابونعیم، قعنبی اور یحییٰ بن بکیر کی شاگردی اختیار کی، اور ان کے شاگردوں میں ابوحفص، فلاس، ابوحاتم، ابن وارۃ، مسلم اور ابوعوانہ وغیرہ ہیں۔ ۲۶۴ھ کے آخری دن ان کا انتقال ہوا۔ اسحاق بن راہویہ نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر ابوزرعہ کسی حدیث سے لاعلمی کا اظہار کریں، تو یوں سمجھا جائے گا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، ابن ابوشیبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے بہتر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ رواۃ کی جرح وتعدیل میں ابوزرعہ کا قول مجھے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ ابوزرعہ کے بعد ان کے پایہ کا کوئی عالم باقی نہ رہا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تذکرة الحفاظ ٢/٣٨-١٣٦۔ [٢/٢٥-١٢٤،نور] سير أعلام النبلاء ١٣/٦٥-٨٥۔ الجرح والتعديل ١/٤٩-٣٢٨۔ تاريخ بغداد ١٠/٣٧-٣٢٦۔ تهذيب التهذيب ٧/٣٤-٣٠۔ شذرات الذهب ٢/٤٩-١٤٨۔ [ابوزرعہ کا نام عبیداللہ (صیغۂ تصغیر) بن عبدالکریم ہے، اور یہی اصل مراجع میں مذکور ہے، البتہ عربی حاشیہ میں عبداللہ مذکورہ ہے،نور]

(۴) ترتیب المدارك: ٢/٧٣۔[١/١٩٦،نور]

Marfat.com

إن أحببت أن تدعى لدى الحق عالما فلا تعد ما تحوي من العلم يثرب

اگر تجھ کو خدا کے نزدیک عالم بن کر پکارا جانا محبوب ہو، تو مدینہ منورہ نے جو کچھ علم حدیث کو جمع کیا ہے اس سے تجاوز مت کر

أتترك دارا كان بين بيوتها يروح ويغدو جبرئيل المقرب

تو اس دار الہجرت کو چھوڑتا ہے جس کے گھروں میں صبح و شام جبرئیل مقرب آتے تھے؟

ومات رسول الله فيها وبعده بسنته أصحابه قد تأدّبوا

جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ان کے بعد آپ کی سنت سے آپ کے اصحاب ادب پذیر ہوئے۔

فبادر موطأ مالك قبل فوته فما بعده إن فات للحق مطلب

امام مالک کے موطا کو اس کے فوت ہونے سے پہلے جلد حاصل کر، ورنہ موطا کے بعد اگر وہ فوت ہو گیا تو تجھ کو ٹھیک مطلب نہ ملے گا۔

ودع للموطأ كل علم تريده فإن الموطأ شمس العلم☆ والغير كوكب

ہر اس علم کو جس کا تو طالب ہے چھوڑ کر موطا میں مشغول ہو، کیونکہ موطا کے مقابلے میں اور علم ستارے ہیں اور وہ بیشک آفتاب ہے۔

ومن لم يكن☆ كتب الموطا بيته فذاك من التوفيق بيت مخيب

اور جس شخص نے اپنے گھر میں موطا کو نہیں لکھا☆ تو یہ گھر توفیق سے خالی ہے۔

جزى الله عنا في موطاه مالكا بأفضل ما يجزى اللبيب المهذب

جس قدر کوئی مہذب دانش مند جزا دیا جاتا ہو، اس سے بہتر اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے امام مالک کو موطا کے بارے میں مرحمت فرمائے۔

لقد فاق أهل العلم حيا وميتا فأصبحت☆ به الأمثال في الناس تضرب

زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں اہل علم سے ایسا فائق ہو گئے کہ اب اگر کسی کے علم

☆فإن الموطأ شمس ☆لم تكن ☆جس کے گھر میں موطا مالک نہ ہو۔

☆أضحت

Marfat.com

کی توصیف کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اپنے زمانہ کا مالک ہے۔

فلایزال یسقي قبره کل عارض ☆ بمنثبق ظلت عزالیه تسکب (۱)

ہر بادل برسنے والا ان کی قبر کو ہمیشہ ایسے کثیر اور بہنے والے پانی سے سیراب رکھے جس کا دہانہ ہمیشہ بہتا رہے۔

قاضی ابوالفضل عیاضؒ نے بھی ایسی ہی ایک نظم لکھی ہے جو نہایت صحیح اور درست ہے۔

☆ا ذا ذکرت کتب الحدیث فحیّ ☆ هل بکتب الموطأ من مصنف مالك ☆

جس وقت حدیثوں کی کتابوں کا ذکر کیا جائے تو امام مالک صاحب کی تصنیف کردہ موطا کولا۔

أصح أحادیثاً وأثبت حجة ☆ وأوضحها في الفقه نهجا لسالك

حدیثوں کے اعتبار سے صحیح تر اور باعتبار دلیل کے قوی تر ہے، اور فقہ حاصل کرنے والے کو اس سے زیادہ کوئی واضح تر راستہ نہیں ہے۔

علیه مضیٰ الإجماع من ☆کل أمة علیٰ رغم خیشوم الحسود المهالك

ہر طبقہ کے لوگوں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے، کینہ ور اشخاص اور حاسدوں کے خلافِ مرضی

فعنه فخذ علم الدیانة خالصا ☆ ومنه اکتسب شرع النبي المبارك

خالص علم دینیات کو موطا سے لو، اور نبی مبارک کی شرع اسی سے حاصل کرو۔

وشدبه کف العنایة تهتدی ☆ فمن حاد عنه هالك في الهوالك (۲)

قصد کی باگ کو اس کے ساتھ مضبوط ہاتھوں سے پکڑو تو ہدایت پاؤ گے، اور جو شخص اس سے پھر گیا تو وہ مہالک میں ہلاک ہونے والا ہے۔

---

(۱) ترتیب المدارک ۷۸/۲۔[۱۹۷/۱، نور] التمهید ۸۲/۱۔[۸۳/۱، نور] بعض کلمات میں تھوڑے فرق کے ساتھ۔
(۲) ترتیب المدارک ۷۹/۲۔[۱۹۸/۱، نور]

☆ بمندفق

☆اذا ذکرت کتب العلوم فخیرها کتاب الموطا من تصانیف مالك

☆سنة ☆في ☆استفد

☆ وشدبه کفّ الضنانه تحتوي

Marfat.com

یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے زمانہ میں تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے موطا کو سن کر جمع کیا، چنانچہ اس کے نسخے بہت ہیں، اور لوگوں کے طبقہ سے فقہاء و محدثین اور صوفیاء اور امراء اور خلفاء نے تبرکاً اس عالی مقام امام سے اس کی سند حاصل کی۔ آج کل ملک عرب میں ان کثیر نسخوں میں سے چند نسخے پائے جاتے ہیں۔ (۱) پہلا نسخہ جس کا سب سے زیادہ رواج اور جو سب سے زیادہ مشہور ہے، اور طائفہ علماء کا مخدوم بھی یہی نسخہ ہے وہ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی کا نسخہ ہے، چنانچہ جب مطلق یعنی بلا کسی قید کے موطا کہا جاتا ہے تو فوراً اسی کی طرف ذہن پہنچتا ہے اور اُسی پر منطبق و چسپاں ہوتا ہے۔

---

(۱) قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ موطا کے وہ نسخے جن کو میں نے دیکھا ہے یا جن سے میں واقف ہوں ان کی تعداد بیس ہے، بعضوں نے تعداد تیس بتائی ہے۔ ترتیب المدارك ۸۹/۲۔[۲۰۳/۱،نور]

ابوالقاسم بن محمد بن حسین شافعی کہتے ہیں کہ امام مالک کی موطا کی گیارہ روایات ہیں لیکن ان میں سے مستعمل صرف چار ہیں، موطا یحییٰ بن یحییٰ، ابن بکیر کی موطا، ابومصعب زہری کی موطا، اور ابن وہب کی موطا۔ کشف الظنون، حرف میم.

غافقی کہتے ہیں کہ میں نے بارہ الگ الگ روایتوں سے موطا دیکھی جو امام مالک سے روایت کی گئی تھی، جن میں عبداللہ بن وہب کی روایت، عبدالرحمٰن بن قاسم کی روایت، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی کی روایت، عبداللہ بن یوسف تنیسی کی روایت، معن بن عیسیٰ کی روایت، سعید بن عفیر کی روایت، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر کی روایت، ابومصعب احمد بن ابوبکر زہری کی روایت، مصعب بن عبداللہ زبیری کی روایت، محمد بن مبارک کی روایت، سلمان بن برد کی روایت، اور یحییٰ اندلسی کی روایت ہے، مسند الموطا: ۶۳۳ . بعضوں نے یحییٰ تمیمی کی روایت کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ امام سیوطیؒ کہتے ہیں کہ غافقی نے جتنی روایات مؤطا بیان کی ہیں ان کے علاوہ دو اور روایتیں میں جانتا ہوں، ایک سوید بن سعید کی روایت، اور دوسری محمد بن حسن شیبانی کی روایت، اور میں نے شرح کبیر میں ان روایتوں پر گفتگو کی ہے، تنویر الحوالك ۱۰/۱

محمد بن علوی مالکی کہتے ہیں کہ موطا کی یہ روایات لوگوں کے درمیان مشہور و معروف ہیں لیکن مجھے بتوفیق خداوندی شیخ علی بن زیاد کی روایت کردہ موطا کا ایک جزء ملا ہے، شیخ علی بن زیاد بھی موطا کے راویوں میں سے ہیں، لہٰذا کل روایات موطا کی تعداد جو ہم تک پہنچی ہیں سولہ ہو جاتی ہے، غافقی کی ذکر کردہ بارہ روایتیں سیوطی کی بیان کردہ دو روایتیں، ایک روایت جس کا بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے، اور شیخ علی بن زیاد کی روایت جسے راقم الحروف نے ذکر کیا ہے۔ انوار المسالك ص: ۳۱.

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں سولہ روایات موطا ذکر کی ہیں۔

Marfat.com

(موطاً کی پہلی روایت)☆

اول این نسخہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقوت الصلوٰۃ یعنی اس نسخہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے، اس کے بعد وقوت الصلوٰۃ عنوان قائم کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس باب میں ہم ایسی حدیث بیان کریں گے جس سے نماز کے اوقات معلوم ہوں۔

مالك عن ابن شهاب أن عمر بن عبدالعزيز أخّر الصلوة يومًا فدخل عليه عروة بن الزبير فأخبره أن المغيرة بن شعبة أخّر الصّلاة يوماً وهو بالكوفة فدخل عليه أبومسعود الانصاري فقال: ماهذا يا مغيرة! أليس قد علمت أن جبرئيل نزل، فصلى، فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم صلى، فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثمّ صلى، فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم صلّى فصلّى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم قال: بهذا أمرت فقال عمر بن عبدالعزيز: اعلم ما تحدث به يا عروة! أو أن جبرئيل هو الذي أقام لرسول الله صلى الله عليه وسلم وقت الصلوة؟ قال عروة: كذلك كان بشير بن أبى مسعود الأنصاري يحدث عن أبيه قال عروة ولقد حدثتني عائشة زوج النبيّ صلى الله عليه وسلم أن النبيّ صلى الله عليه وسلم كان يصلي العصر والشمس في حجرتها قبل أن تظهر. (۱)

ترجمہ: حضرت امام مالک سے ابن شہاب نے یہ بیان کیا کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے نماز کو مؤخر کر کے پڑھا تو عروہ بن زبیر ان کے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ ایک دن مغیرہ بن شعبہ نے بھی کوفہ میں نماز کو مؤخر کر کے پڑھا تھا ان کے پاس ابومسعود انصاری آئے اور یہ فرمایا کہ اے مغیرہ کیا کرتے ہو! کیا تم کو معلوم

(۱) موطا، وقوت الصلوٰۃ یہ صحیح حدیث ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب، مواقیت الصلوٰۃ وفضلها۔

☆ مؤطا کی یہ روایت ۱۲۶۶ھ میں مطبع احمدی سے مولانا مظہر نانوتویؒ کے حواشی کے ساتھ شائع ہوئی۔ یہ روایت متداول ہے، اور متعدد بار چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

نہیں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور نماز کو ادا کیا ان کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو ادا کیا، اور پھر اسی طرح پانچ مرتبہ نماز کو ادا کر کے جبرئیل علیہ السلام نے یہ عرض کیا کہ آپ اسی کا حکم کئے گئے ہیں (یعنی پانچوں نمازوں کا وقت معین کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نمازوں کے لئے یہ اوقات مقرر فرمائے ہیں) اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے یہ کہا کہ اے عروہ ذرا سمجھو، دیکھو کیا کہتے ہو، کیا جبرئیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہیں، حضرت عروہ نے عرض کیا کہ مجھ کو تو بشیر بن ابی مسعود انصاری نے اپنے باپ کے حوالہ سے اسی طرح پر روایت کیا ہے، عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں یہ روایت کی ہے کہ جناب سرور کائنات عصر کی نماز کو ایسے وقت میں ادا کرتے تھے، کہ دھوپ دیواروں پر نہ چڑھتی تھی، بلکہ حضرت عائشہ کی چار دیواری میں رہتی تھی۔

(ف: مترجم کہتا ہے کہ خلیفہ عادل عمر بن عبدالعزیز نے جو عروہ سے استعجاب کے ساتھ یہ کہا کہ "اعلم ما تحدث به" اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عروہ نے بغیر سند کے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا تھا، عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اے عروہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، بغیر سند کے بیان کرنا مناسب نہیں ہے، احتیاط کے خلاف ہے، حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرو) چونکہ یحییٰ بن مصمودی کا ذکر آیا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ان کا بھی تحریر کیا جائے۔ یحییٰ کا نسب یہ ہے:

ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاس (واؤ کو فتحہ اور سین مہملہ کو کسرہ پڑھو، اور لام والف کے بعد سین مہملہ ہے) بن شملل (شین معجمہ کو فتحہ اور میم کو ساکن اور اول لام کو بھی فتحہ) بن منقایا(۱) (میم کو فتحہ اور نون ساکن اور نون کے بعد قاف معقودہ اور الف کے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ اور اس کے بعد الف) ان کی نسبت مصمودی ہے اور صادی بھی کہتے ہیں یعنی نسبت بسوئے صاد جو مصمودہ بربر کا ایک قبیلہ ہے،(۲) ان کے اجداد میں سے منقایا پہلا وہ شخص ہے جو یزید بن عامر لیثی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا، اور اسی وجہ سے ان کی نسبت ولاء اسلامی کے سبب سے لیثی ہے۔

منقایا کی اولاد میں سے پہلا وہ شخص جس نے اندلس میں آکر سکونت اختیار کی تھی کثیر ہے، بعض کہتے

---

(۱) ابن خلکان میں وِسلاس، ابن شمّال اور منغایا ہے۔ (ع) (۲) دیکھئے: جذوة المقتبس ص: ۳۸۲.

Marfat.com

ہیں کہ یحییٰ بن وسلاس ہے، جو طارق (۱) کے لشکر میں آیا تھا، اور وسلاس بھی یزید بن عامر کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا، بعض کہتے ہیں کہ ان کے اجداد میں سب سے پہلے وسلاس شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔ (۲)

یہ بھی جاننا چاہئے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے حضرت امام مالک سے کتاب الاعتکاف کے آخر کے چند ابواب کی بلا واسطہ سماعت نہیں فرمائی اور وہ باب یہ ہیں: [۱] باب خروج المعتکف للعید [۲] باب قضاء الاعتکاف. [۳] باب النکاح فی الاعتکاف. چونکہ ان تینوں بابوں کی سماعت میں ان کو کچھ شک وشبہ ہے، اسی وجہ سے ان تینوں بابوں کو زیاد بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں۔ (۳)

یحییٰ بن یحییٰ نے امام عالی مقام کی زیارت اور ان کے افادہ سے سعادت حاصل کرنے کے قبل زیاد بن عبدالرحمٰن سے اپنے ہی شہر میں تمام موطا کی سند حاصل کی تھی، (۴) اس اجمالی حال کی تفصیل یہ ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ بربر کے فرقہ میں سے ہیں، ان کے دادا مسلمان ہوئے، (۵) اور قرطبہ میں زیاد بن عبدالرحمٰن سے موطا کو حاصل کیا اس کے بعد ان کو طلب علم کا شوق دامن گیر ہوا، چنانچہ بیس برس ☆ کی عمر میں مشرق کی طرف سفر اختیار کیا، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے موطا کو سنا۔ ۱۷۹ھ [۷۹۵ء] میں جو امام کی وفات کا سال ہے ان کی ملاقات امام سے ہوئی۔ امام کی وفات کے وقت یہ وہاں موجود تھے۔ (۶) امام کے جنازہ کی تجہیز وتکفین کی خدمت ان کو نصیب ہوئی۔ اور عبداللہ بن وہب سے جو امام کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں ان کے

---

(۱) طارق بن زیاد: طارق بن زیادہ افریقہ کے باشندے تھے، اندلس انہیں کے ہاتھوں فتح ہوا، خوش گفتار تھے،، فتح اندلس کے بعد موسیٰ بن نصیر کے ساتھ شام گئے، پھر اس کے بعد ان کی کچھ خبر نہیں ملتی۔ طارق بن زیاد نے جبل طارق پر، جو ان ہی کی طرف منسوب ہے، ۹۲ھ [۱۱-۱۰-۷۱ء] کو سنیچر کے روز لشکر کشی کی تھی، جبل طارق جسے جبل الفتح کے نام سے لوگ جانتے ہیں، جزیرہ خضراء کے قریب واقع ہے۔ دیکھئے: نفح الطیب ۱/ ۲۳۰ ۔ [مکتبہ دار صادر بیروت: ۱۳۸۸ھ-۱۹۶۸ء، نور] سیر اعلام النبلاء ۴/ ۵۰۰- ۵۰۲ ۔ تاریخ الطبری ۶/ ۴۶۸ ۔ [۴/ ۱۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۱۴۱۱ھ-۱۹۹۱ء، نور]

(۲) اتحاف السالک، ص: ۱۳۷۔

(۳) تاریخ علماء الاندلس ۲/ ۱۷۹ ۔ [۲/ ۱۷۶، تصحیح ومراجعت، سید عزت عطار حسینی، مکتبہ خانجی قاہرہ: ۱۴۰۸ھ، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۰/ ۵۲۰ ۔ زیادہ بن عبدالرحمٰن کا ترجمہ آگے آئے گا۔

(۴) نفح الطیب ۱/ ۲۵۰ ۔ [۲/ ۹، نور]

(۵) جذوۃ المقتبس ص: ۳۸۲۔

(۶) الدیباج المذهب ۲/ ۲۸۲ ۔ [۴۳۱، نور] [مکتبۃ التراث. قاھرہ ۱٤۲٦ھ۔ ۱ھ] تاریخ علماء الاندلس ۲/ ۱۷۹ ۔ [۲/ ۱۷۷، نور] ترتیب المدارك ۱/ ۵۳۵ ۔ [۱/ ۳۶- ۵۳۵، نور]

☆ ڈاکٹر اکرم صاحب نے مصادر کے حوالے سے اٹھائیس سال کی عمر ذکر کی ہے، فارسی نسخہ کی پہلی طباعت میں بیس سال ہے۔

Marfat.com

موطا اور جامع کو روایت کیا ہے اور امام کے اصحاب میں سے ایک جماعت کثیر کو پایا، (۱) اور ان سے علم حاصل کیا۔ ان کو بھی دو دفعہ اپنے وطن سے طلب علم کے لئے سفر کرنے کا اتفاق ہوا، ایک سفر میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن وہب اور لیث بن سعد بصری اور سفیان بن عیینہ (۲) اور نافع بن نعیم قاری (۳) سے علم حاصل کیا۔ اور دوسرے سفر میں صرف ابن القاسم (جو امام کے جلیل القدر شاگرد اور صاحب مدوّنہ ہیں) کی خدمت سے فائدہ حاصل کرنے پر اکتفا کیا۔ (۴) پہلے سفر میں روایت ونقل کو پورا کیا، اور دوسرے سفر میں فقہ ودرایت کو درجہ کمال پر پہنچایا، اور جامع روایت ودرایت ہو کر واپس آئے، اندلس میں ہر شخص ان کو عزت کی نظروں سے دیکھتا تھا، کمال علمی کے مشارٌ الیہ ان کو ہی خیال کرتے تھے۔ (۵) استفتاء کا انحصار ان پر

---

(۱) سیر أعلام النبلاء: ۱۰/ ۵۲۰۔

(۲) سفیان بن عیینہ: سفیان بن عیینہ بن ابو عمران میمون ہلالی کوفی مکی کوفہ میں ۱۰۷ھ [۲۶-۷۲۵ء] میں پیدا ہوئے اور صغرسنی ہی سے علم حدیث حاصل کرنے لگے اور بڑے شیوخ سے استفادہ کیا، عمرو بن دینار سے انہوں نے بکثرت روایت کی ہے۔ زیاد بن علاقہ اسود بن قیس، زہری، محمد بن منکدر، ایوب سختیانی، اعمش اور ابوالزناد ان کے اساتذہ میں ہیں، عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، عبدالرزاق، حمیدی، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، ابوبکر بن ابوشیبہ، اسحاق بن راہویہ، ابوکریب جیسے کبار علماء ان کے شاگرد ہیں ۱۹۸ھ [۸۱۴ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ ۹۱ سال کی عمر پائی۔ چونکہ ان کی سند عالی تھی اس لئے تلامذہ حج کے بہانے سے دور دور سے محض ان سے ملاقات اور استفادہ کے لئے آیا کرتے تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر مالک اور ابن عیینہ نہ ہوتے تو علم حجاز سے رخصت ہو جاتا۔ یحییٰ قطان نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ میرے اساتذہ میں سوائے ابن عیینہ کے کوئی بقید حیات نہیں ہیں۔ حدیث میں ابن عیینہ پچھلے چالیس سالوں سے امامت کے درجہ پر فائز ہیں۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۳۸-۲۴۰ [۱/ ۹۳-۱۹۰، نور] سیر أعلام النبلاء ۸/ ۴۵۴-۴۷۵۔ الجرح والتعدیل ۱/ ۳۲-۵۴۔ حلیۃ الاولیاء ۷/ ۲۷۰ [۷/ ۳۱۸-۲۷۰، نور] تاریخ بغداد ۹/ ۱۷۴ [۹/ ۸۴-۱۷۴، نور] وفیات الاعیان ۱/ ۳۹۱-۹۳۔ [۱/ ۸۷-۳۷۶، نور] تہذیب التہذیب ۴/ ۱۱۷ [۴/ ۲۲-۱۱۷، نور] شذرات الذہب ۱/ ۳۵۴۔

(۳) نافع: نافع بن عبدالرحمٰن بن ابونعیم، بنولیث کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وطن اصلی اصفہان تھا۔ فن قرأت میں ماہر تھے، نافع، اعرج اور ابوزناد سے انہوں نے روایت کی ہے۔ اور ان سے قعنبی اور سعید بن ابومریم نے روایت کی ہے۔ ۱۶۹ھ [۸۶-۷۸۵ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ امام مالک نے نافع کو فن قرأت کا امام کہا ہے، امام مالک کی وفات سے دس سال قبل ان کی وفات ہوئی۔ اسی بنا پر امام ذہبی ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ یحییٰ نے نافع سے ملاقات کی ہے اور ان سے استفادہ بھی کیا ہے۔ دیکھئے سیر أعلام النبلاء ۷/ ۳۳۶-۳۳۸۔ میزان الاعتدال ۴/ ۲۳۲ [۵/ ۷، نور] تہذیب التہذیب ۱۰/ ۴۰۷-۴۰۸۔ شذرات النھب ۱/ ۲۷۰۔

(۴) الدیباج المذہب ص: ۳۵۰- [۴۳۱، نور] وفیات الاعیان ۶/ ۱۴۴ [۲/ ۱۸، نور]۔

(۵) الدیباج المذہب ص: ۳۵۰۔ [۴۳۱، نور]

Marfat.com

سمجھا گیا تھا، ان سے پہلے اُس دیار کے آدمی عیسیٰ بن دینار (۱) سے فتویٰ دریافت کرتے تھے، یہ بھی امام کے بڑے شاگردوں میں سے تھے، انہیں دوشخصوں کے سبب سے امام مالکؒ کا مذہب اندلس میں پھیل گیا، (۲) یہ کہا جاتا ہے کہ یحییٰ کو عیسیٰ بن دینار پر عقل ودانش میں برتری حاصل تھی، چنانچہ ابن لبابہ (۳) نے یہ شعر کہا ہے۔ ☆

فقيه الأندلس عيسى بن دينار وعالمها ابن حبيب (۴) وعاقلها يحيى (۵)

یعنی اندلس کے فقیہ عیسیٰ بن دینار تھے، اور عالم ابن حبیب اور عاقل یحییٰ تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو عاقل کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا، (۶) چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن تکی امام کی خدمت میں حاضر ہوکر فیوضات کا استفادہ فرمارہے تھے، ان کے علاوہ

---

(۱) عیسیٰ بن دینار: ابوعبداللہ عیسیٰ بن دینار بن واقد غافقی۔ اصلاً طلیطلہ کے تھے لیکن قرطبہ میں سکونت اختیار کرلی۔ ابن قاسم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ جب اندلس لوٹے تو فتاویٰ کا انحصار ان ہی پر ہوا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ ۲۱۲ھ [۸۲۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: تاريخ علماء الاندلس ۱/ ۳۳۱ـ[۱/۳۷۵،نور] ترتيب المدارك ۳/ ۲۰-۱٦ ـ الديباج المذهب ۲/ ٦٦-٦٤ ـ[۲۷۹،نور] شذرات الذهب: ۲/۲۸۔

(۲) الديباج المذهب ص: ۳۵۰ ـ[۴۳۱،نور]

(۳) ابن لبابہ: محمد بن عمر بن لبابہ، ابوعثمان بن عبیداللہ بن عثمان کے آزاد کردہ تھے، قرطبہ کے رہنے والے تھے، فقہ وفتاویٰ میں دسترس حاصل تھی، لیکن علم حدیث سے خاص تعلق نہ تھا۔ ۳۱۴ھ [۲۷-۹۲۶ء] میں ان کا انتقال ہوا، تفصیل کے لئے دیکھئے: تاريخ علماء الاندلس ۲/ ۳۵ ـ[۲/ ۳٦،نور] سير أعلام النبلاء ۱٤/ ٤۹۵ ـ الديباج المذهب ۲/ ۹۱-۱۸۹ ـ[۳۴۳،نور] شذرات الذهب: ۲/ ۲٦۹۔

(۴) ابن حبیب: عبدالملک بن حبیب بن سلیمان بن مرداس سلمی ان کا پورا نام ہے۔ کنیت ابومروان تھی۔ مسلک اہل مدینہ کے بڑے عالم تھے، فقہ، تاریخ اور آداب میں ان کی عمدہ تالیفات ہیں، لیکن حدیث کا ان کو خاص علم نہیں تھا، صحت وسقم حدیث سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ ۲۳۸ھ [۵۳-۸۵۲ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ تاريخ علماء الاندلس ۱/ ۲٦۹ ـ [۱/۳-۳۱۲،نور]

(۵) الديباج المذهب ص: ۳۵۱ ـ[۴۳۱،نور] نفح الطيب ۲/ ۹ ـ تاريخ علماء الاندلس ۲/ ۱۸۰ ـ [۲/ ۱۷۷،نور] سير أعلام النبلاء ۱۰/ ۵۲۳ ـ

(٦) الديباج المذهب ص: ۳۵۱ ـ[۴۳۱،نور]

☆ یہ شعر نہیں بلکہ قول ہے۔ مصادر میں قول ہی درج ہے۔

Marfat.com

اور اشخاص بھی امام صاحب کی خدمت فیض درجت میں بہرہ یاب ہو کر فیضیاب ہو رہے تھے کہ دفعتاً ہاتھی کے آنے کا شور وغل ہوا چونکہ ملک عرب میں ہاتھی کو نہایت تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے☆ اور اسی وجہ سے بعض عرب کے رہنے والے ہاتھی کو دیکھنے کو فخریہ بیان کر کے مبارک بادی کے خواستگار ہوتے ہیں جیسا کہ ابوالشمقمق ☆ کے ان دو شعروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

یاقوم إنی رأیتُ الفیل بعدکم　　فبارك اللّٰہ لي في رؤیة الفیل

اے میری قوم! میں نے تمہارے بعد ہاتھی کو دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ اس ہاتھی کے دیکھنے میں میرے لئے برکت عطا فرمائے۔

رأیتہ ولہ شئ یحرکہ　　فکدت اصنع شیئا في السراویل

وہ اپنی کسی چیز (یعنی سونڈ) کو حرکت دے رہا تھا، جب میں نے اس کو دیکھا تو ڈر گیا اور قریب تھا کہ میں اپنے پائجامہ میں کچھ کر دوں۔

اِسی واسطے حاضرین کی جماعت کے اکثر افراد امام کی صحبت کو ترک کر کے ہاتھی کا تماشا دیکھنے کو دوڑ پڑے، مگر یحییٰ بن یحییٰ اپنی اسی ہیئت وحالت کے ساتھ بیٹھے ہوئے فیض حاصل کرنے میں مشغول رہے اور نہ کسی قسم کا اضطراب پیش آیا، نہ کوئی حرکت بے ساختہ ان سے ظاہر ہوئی۔ امام صاحب اسی وقت سے ان کو عاقل کے خطاب کے ساتھ مخاطب فرماتے تھے۔(۱)

یحییٰ بن یحییٰ کو علم حدیث وفقہ کی وجہ سے جو کچھ وجاہت تھی اس کے علاوہ ریاست ظاہری اور بادشاہوں کا تقرب اور امیروں کی نظروں میں بھی ان کو امتیاز وعزت پوری طرح حاصل تھا، اگرچہ دین داری اور پرہیزگاری کے اعتبار سے بھی اس جماعت والے ان کو نہایت مکرم ومعظم جانتے تھے، مگر بایں ہمہ کبھی عہدۂ قضا اور ولایت افتاء وغیرہ کو جو عنوان علم سے چنداں منافات نہیں رکھتے قبول نہیں کیا، لیکن اس زمانہ کے سلاطین اور اس وقت کے امراء کے نزدیک ان منصب والوں سے ان کا مرتبہ زیادہ تھا،(۲)

(۱) جذوة المقتبس ص: ۳۸۲-۸۳۔ وفیات الاعیان ۶/۱۴۴۔ [۳/۲۷۵،نور] نفح الطیب: ۲/۹۔

(۲) وفیات الاعیان ۶/۱۴۴۔[۳/۲۷۵،نور] نفح الطیب: ۲/۹۔[۲/۱۰،نور]

☆ اصل عبارت یہ ہے "ولہذا بعض عربان ساکنان حجاز رابدیدن فیل تفاخر کردہ اند ومبارکباد خواستہ" جس کا ترجمہ یہ ہونا چاہئے اس وجہ سے بعض عرب ملکوں کے رہنے والے بعض بدو، ہاتھی کے دیکھنے پر فخر کرتے تھے اور اس کے دیکھنے پر مبارک باد کے متمنی رہتے تھے۔

☆ ابوالشمقمق (نسخہ فارسی طباعت اولیٰ)

Marfat.com

ابن حزم (۱) نے کسی موقعہ پر یہ لکھا ہے کہ ''امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے مذہبوں کو ریاست وسلطنت کے سبب سے دنیا میں زیادہ رواج وعروج حاصل ہوا، چنانچہ قاضی ابو یوسف (۲) جن کے ہاتھ میں تمام ملکوں کی قضاء تھی، جب کبھی کسی ملک میں کسی شخص کو قاضی بنا کر بھیجتے تھے تو ان سے یہ شرط کر لیا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق حکم اور عمل کرے، علی ہذا اندلس میں یحییٰ بن یحییٰ کو شاہان وقت کی بارگاہوں میں اس قدر جاہ ومرتبہ حاصل تھا کہ کوئی قاضی ان کے مشورہ کے بغیر مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے احباب اور دوستوں کے سوا اور کسی کو قاضی یا متولی بنانا پسند نہیں فرمایا کرتے تھے۔'' (۳) [انتھی کلام ابن حزم]

اب راقم الحروف کہتا ہے کہ ملک مغرب واندلس میں امام مالک کے مذہب کو زیادہ رواج پانے کا سبب جمہور مؤرخین یہ بیان کرتے ہیں (۴) کہ اس شہر کے علماء زیارت وحج کے لئے اکثر حجاز کا سفر اختیار

(۱) ابن حزم اندلسی: ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم ان کا نام ہے، اصلاً فارس کے رہنے والے تھے، ظاہری تھے، قرطبہ میں ۳۸۴ھ [۹۵-۹۹۴ء] میں پیدا ہوئے۔ ابن عبد البر اور یحییٰ بن مسعود سے فیض حدیث حاصل کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں، ان کے فرزند ابو رافع فضل، حمیدی اور ابو بکر ابن عربی کے والد ہیں، اولاً شافعی تھے، پھر ظاہر قول پر عمل کرنے لگے، صاحب فنون تھے، ان کی کئی تصنیفات ہیں، الفصل فی الملل والنحل، المجلی شرح المحلی، الإحکام فی اصول الاحکام وغیرہ ان کی تصنیفات ہیں۔ حافظ حدیث، فقیہ اور مجتہد تھے، ان کے پدر بزرگوار وزیر تھے، بایں ہمہ ان میں اعلیٰ درجے کی دینداری، زہد وتقویٰ پائی جاتی تھی۔ ان کی وفات ۴۵۶ھ [۶۵-۱۰۶۴ء] میں ہوئی، دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ۳/۴۸-۳۴۱۔ [۳/۲۹-۳۲۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۱۲-۱۸۴۔ وفیات الاعیان ۳/۳۰-۳۲۵۔ [۲/۵۷-۱۵۵، نور] شذرات الذهب ۳/۳۰۰-۲۹۹۔ [صاحب وفیات الاعیان اور صاحب شذرات نے سن وفات ۴۵۶ ذکر کیا ہے، نور]

(۲) امام ابو یوسف: ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری، کوفی۔ امام ابوحنیفہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں ۱۱۳ھ [۳۲-۷۳۱ء] میں ولادت ہوئی۔ ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید انصاری، اعمش اور امام ابوحنیفہ سے انہوں نے روایت کی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل، علی بن جعد، یحییٰ بن معین، اسد بن فرات اور احمد بن منیع وغیرہ ہیں۔ ایک مرتبہ امام ابو یوسف بیمار ہوئے تو امام ابوحنیفہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جب وہاں سے لوٹے تو فرمایا اگر اس نوجوان کا انتقال ہوا تو روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کا انتقال سمجھا جائے گا، یعنی ان سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ اصحاب رائے میں ضبط واتقان اور کثرت روایات میں امام ابو یوسف کا کوئی ثانی نہیں۔ ۱۸۲ھ [۷۹۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۶۸-۲۶۷۔ [۱/۷۱-۲۶۹، نور] سیر أعلام النبلاء ۸/۳۹-۵۳۵۔ تاریخ بغداد ۱۴/۶۲-۲۴۲۔ وفیات الاعیان ۶/۹۰-۳۷۸۔ [۳/۹۴-۳۹۸، نور] شذرات الذهب ۱/۳۰۱-۲۹۸۔

(۳) وفیات الاعیان ۶/۱۴۴۔ [۳/۲۷۵، نور] جذوۃ المقتبس ص: ۸۴-۲۸۳۔

(۴) نفح الطیب ۴/۱۸۔ [یہ حوالہ اس صفحہ پر نہیں ہے، تاہم ابن المقری نے ۲/۱۰ پر دوسری وجوہات ذکر کی ہیں، نور]

Marfat.com

کرتے تھے۔اور جب اپنے وطنوں کو واپس آتے تھے، امام مالک کی فضیلت، بزرگی اور وسعت علم کا گہرا نقش ان کے دلوں پر منقش ہو کر اپنا یہ اثر دکھاتا تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس جلالت قدر اور رفعت شان کو جس کا انہوں نے وہاں پر بچشم خود مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا، اور ان کے ان کمالات علمی و عملی کے جن کے پرتو نے ان کے دلوں کو منور کر دیا تھا، اپنے شہروں میں اپنے اپنے احباب کے جلسوں میں کثرت کے ساتھ تذکرے کرتے تھے۔ یہ وہ وجوہات تھے جن کے باعث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم وتکریم کا سکہ ان کے دلوں میں ایسا راسخ وجاگزیں ہو جاتا تھا اور یہ سبب تھا جو اُن کی تقلید کے قلادہ کو ان شہر والوں کی گردنوں نے اپنے لئے باعث فخر ومباہات سمجھا تھا، ورنہ اس سے پہلے سب کے سب امام اوزاعی (۱) علیہ الرحمۃ کے پیرو تھے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ وعز اسمہ نے جس قدر یحییٰ بن یحییٰ کو اندلس میں عظمت شان اور قول کی قبولیت، حکم کی اطاعت عطا فرمائی تھی، علماء اندلس کے کسی عالم کو ایسی نصیب نہیں ہوئی۔ (۲)

[و] ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم.

یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ بڑے فضل والا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے یہ فضیلت عنایت فرماتا ہے۔

---

(۱) اوزاعی: شیخ الاسلام ابو عمرو عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد اوزاعی، دمشقی آپ کا پورا اسم گرامی ہے۔ حافظ حدیث تھے۔ ۸۸ھ [۷۰۶-۷ء] میں پیدا ہوئے، عطاء بن ابو رباح، ابو جعفر باقر، عمرو بن شعیب، مکحول، قتادہ، زہری، یحییٰ بن ابو کثیر، محمد بن ابراہیم تیمی، عطاء خراسانی، محمد بن سیرین اور ابن منکدر جیسے کبار علماء سے احادیث سن کر روایت کی، ان سے روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، یحییٰ قطان، محمد بن یوسف فریابی، ابو عاصم نبیل اور بہت سارے محدثین ہیں۔ فقہائے شام واندلس نے ان کے مسلک کے مطابق عمل کیا تھا، پھر ان کا مسلک معدوم ہوگیا، امام مالک فرماتے ہیں کہ اوزاعی مقتدا ہیں۔ ابو اسحاق فزاری کہتے ہیں کہ اگر اس امت کو کسی ایک عالم کے انتخاب کرنے کا اختیار دیا جائے تو وہ اپنے لئے اوزاعی کا انتخاب کرے۔ آپ پوری رات نماز وتلاوت اور گریہ وزاری میں گزارتے تھے۔ خلیفہ منصور ان کی بہت عزت کرتا تھا، اور ان کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ۱۵۷ھ [۷۷۳ء] میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۱/۱۶۰-۶۴ـ [۱/۳/۷۳-۶۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۷/۳۴-۱۰۷ـ الجرح والتعديل ۱/۲۱۹-۱۸۴ـ حلية الاولياء ۶/۱۳۵-۴۹ـ تهذيب التهذيب: ۶/۲۳۸.۴۲ـ شذرات الذهب ۱/۲۴۱-۴۲ـ

(۲) وفيات الاعيان: ۶/۱۴۶ـ [۳/۲۷۶، نور] تاريخ علماء الاندلس ۲/۱۸۰ـ [۲/۱۷۷، نور] سير أعلام النبلاء ۱۰/۵۲۱ـ نفح الطيب ۲/۹ـ

Marfat.com

ابن بشکوال (۱) نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات تھے، اور وضع، لباس اور ہیئت ظاہری اور نشست و برخاست میں بھی حضرت امام مالک کا اتباع فرماتے تھے۔ (۲)

جو کچھ امام مالک سے سنا تھا اس کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، اور ہرگز امام مالکؒ کے خلاف کو پسند نہ فرماتے تھے، حالانکہ اس وقت لوگوں میں ایک مذہب کی تقلید راسخ نہ ہوئی تھی، نہ عوام میں نہ خواص میں۔ لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہر مسئلہ میں امام مالک کے مذہب و اتباع کو اختیار کیا ہے مگر چار مسئلوں میں لیث بن سعد مصری کے مذہب کو اختیار فرماتے ہیں۔ اول یہ کہ صبح کی نماز اور نیز دیگر نمازوں میں قنوت پڑھنے کو جائز نہیں رکھتے تھے، دوسرے یہ کہ صرف ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کو روا نہیں رکھتے تھے، تیسرے یہ کہ نزاع زوجین کی صورت میں حکم مقرر کرنے کو واجب نہیں سمجھتے تھے، چوتھے یہ کہ کاشت کی زمین کا کرایہ اس کے محصول سے لینا جائز جانتے تھے۔ (۳)

اُس ملک کے لوگ حضرت امام مالکؒ کے ساتھ کمال عقیدت رکھنے کی وجہ سے اس قلیل مخالفت میں بھی اُن پر گرفت کرتے تھے اور ان مسائل میں اُن کے پیرو نہ تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالکؒ کا مرض الموت ممتد ہوا اور وقتِ آخر آ پہنچا، تو مدینہ اور دیگر شہروں کے تمام فقہاء و علماء امام صاحب کے مکان فیض نشان میں اس غرض سے جمع ہوئے کہ امام صاحبؒ کی آخری ملاقات سے فیضیاب اور اس پیشوائے مخلوق کی وصیتوں سے بہرہ یاب ہوں، میں نے ان کو شمار کیا تو ایک سو تیس علماء و فقہاء موجود تھے، میں بھی ان میں تھا، میں امام کے پاس جاتا تھا، سلام کرتا تھا اور سامنے کھڑا ہوتا تھا کہ شاید اس آخری وقت میں امام صاحب کی کوئی نظر مجھ پر پڑ جائے اور آخرت و دنیا کی بہبودی حاصل ہو جائے، اسی حالت میں تھا کہ امام نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا **الحمد لله الذي أضحك**

(۱) ابن بشکوال: ان کا پورا نا خلف بن عبد الملک بن مسعود بن موسیٰ بن بشکوال انصاری ہے۔ ان کی کنیت ابو القاسم تھی، قرطبہ کے رہنے والے تھے، مؤرخ تھے، اور اس فن میں اپنے ہم عصروں پر فائق تھے۔ ۵۹۸ھ (الدیباج میں ۵۷۸ھ مذکور ہے، نور) [۲-۱۲۰۱ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ الديباج المذهب ص: ١١٤ - [۱۸۴، نور] اخبار و واقعات اور اس سے منسلک شخصیات کے متعلق علم رکھنے میں مسلم تھے، اپنے اساتذہ سے چار سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں ہیں۔

(۲) وفيات الاعيان ١٤٦/٦ - [۲۷۶/۳، نور] سير أعلام النبلاء ٥٢٤/١٠ ـ

(۳) ترتيب المدارك: ٥٣٨/١. سير أعلام النبلاء: ٥٢٢/١٠

Marfat.com

وأبكىٰ وأمات وأحيىٰ یعنی جس اللہ نے ہم کو خوشی وغمی دکھلا کر کبھی ہنسایا، کبھی رلایا، اس کا شکر ہے، اُسی کے حکم سے زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان دیتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ موت آگئی ہے، خدا تعالیٰ سے ملاقات کرنے کا وقت قریب ہے۔ سب نے آپ سے قریب ہو کر یہ عرض کیا کہ اے ابوعبداللہ اس وقت آپ کے باطن کا کیا حال ہے، فرمایا نہایت خوش ہوں صحبت اولیاء اللہ کی وجہ سے، اور میں اہل علم کو اولیاء سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے زیادہ عزیز کوئی شے نہیں ہے۔ نیز میں مسرور اور خوش دل ہوں، کیوں کہ میری تمام عمر علم کی طلب اور اس کی تعلیم میں بسر ہوئی، اور اپنی سعی کو مشکور خیال کرتا ہوں اس لئے کہ جو عمل حق تعالیٰ نے ہم پر فرض کئے یا اس کے پیغمبر نے مسنون فرمائے، وہ سب ہم کو پیغمبر کی زبان سے پہنچے، اور آپ کے ارشاد سے ان کا ثواب معلوم ہوا، مثلاً حضور سرور کائنات نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے اس کو ایسا ایسا ثواب ملے گا، اور جو کوئی خانہ کعبہ کا حج کرے گا اس کا یہ ثواب ہے، اور جو کوئی شخص کفار کے ساتھ جہاد کرے اس کا خدا کے نزدیک یہ مرتبہ ہے، اور ان معلومات کو علم حدیث کے طالب علم کے سوا اور کوئی شخص تفصیل اور صحت کے ساتھ معلوم نہیں کر سکتا، پس یہ علم گویا نبوت کی میراث ہے کیونکہ ادبیات وعقلیات وریاضیات اور ایسے ہی دوسرے علوم تو بغیر طریقۂ نبوت کے بھی معلوم کر سکتا ہے، بخلاف علم ثواب وعقاب اور علم شرائع وادیان کے۔ کیونکہ بغیر چراغ دان نبوت کے ان کے انوار کو حاصل کرنا محال ہے، پس جو شخص اس علم کی طلب میں پڑ گیا اور اسی شوق میں گرفتار رہا، عجب کرامت اور ثواب دیکھتا ہے، جو انبیاء کی کرامت اور ثواب کے مشابہ ہے، اور جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے،

اس کے بعد فرمایا کہ میں تم کو ربیعہ کی وہ حدیث سناتا ہوں جو اس وقت تک روایت نہیں کی، میں نے سنا ہے کہ وہ خدائے بزرگ وبرتر کی قسم کھا کر کہتے تھے اگر کوئی شخص اپنی نماز میں خطا کرے اور وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ کس طرح نماز ادا کرنی چاہئے اور یہ شخص اس مسئلہ کو اگر مجھ سے دریافت کرے اور میں اُس کو نماز کے فرائض اور سنتوں اور آداب کو بتلا دوں اور اس کے طریقۂ ثواب کو بیان کروں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کوئی شخص مجھ کو تمام دنیا کی دولت دے اور میں اس کو خدا کے راستہ میں صرف کروں۔ خدائے بزرگ وبرتر کی قسم اگر مجھ کو کسی علمی مسئلہ یا حدیث کی روایات میں سے کسی روایت میں کوئی شبہ پیش آئے اور میں اس کی دُھن وتلاش میں اپنے قلب کو ایسا مصروف کروں کہ بیداری وخواب کی حالت کو اسی

Marfat.com

کے دھیان اور خیال میں اس طرح گزاردوں کہ دن کو چین ملے، نہ رات کو بستر پر آرام معلوم ہو، اور تمام شب اس شبہ کے سبب سے میرا دل مکدر رہے، اور پھر صبح کے وقت کسی عالم کے پاس جا کر اس کو حل کر کے اطمینان حاصل کروں، تو میرے نزدیک ایک سوجح مقبول سے بہتر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ابن شہاب یعنی زہری سے میں نے بارہا سنا ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے بزرگ و برتر کی قسم اگر کوئی شخص اپنے دینی معاملات میں سے کسی معاملہ میں مجھ سے مشورہ کرے اور میں اس میں تأمل و تفکر کے بعد جیسا کہ مشیر کے ذمہ ہے، بہتر رائے قائم کر کے اُس کو راہ حق بتلادوں کہ اس کے دین کی اصلاح ہو جائے اور اس شخص کو اس رابطہ و تعلق میں جو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کوئی خلل پیش نہ آئے، تو میرے نزدیک ایک سو غزوہ سے بہتر ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ یہ ارشاد سب سے آخری کلام ہے جو میں نے حضرت امام سے سنا ہے۔ (۱)

یحییٰ کی وفات ماہ رجب المرجب ۲۳۴ھ [۸۴۹ء] میں واقع ہوئی، ان کی عمر بیاسی برس کی ہوئی۔ (۲) قرطبہ میں ان کی قبر ہے۔ خشک سالی میں ان کے طفیل سے لوگ بارش اور برکت کو طلب کرتے تھے۔ (۳)

یہ بھی جاننا چاہئے کہ چونکہ موطا کے چند ابواب میں امام مالک اور یحییٰ کے درمیان زیاد بن عبدالرحمٰن کا واسطۂ روایت ہے، اس وجہ سے ان کے حال سعادت مآل سے بھی تھوڑا سا لکھتا ہوں۔ زیاد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعبداللہ ہے، اور ان کا نسب یہ ہے، زیاد بن عبدالرحمٰن بن زیاد لخمی۔ اور شبطون ان کا لقب ہے جس کے ساتھ وہ مشہور ہیں، اور حاطب بن ابی بلتعہ جو ☆ صحابی اور بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے ہیں، ان کی اولاد میں سے ہیں۔ (۴) زیاد بن عبدالرحمٰن پہلے وہ شخص ہیں جو امام مالک کے مذہب کو اندلس میں لائے اور استفادہ کی غرض سے دو مرتبہ سفر کر کے امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (۵) زہد و تقویٰ میں اپنے زمانہ کے ممتاز اور مستثنیٰ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ (۶)

---

(۱) اخبار الفقهاء والمحدثين ص: ٦٦-٣٦٥ ۔[۲۷۸-۲۷۷، حاشیہ: سالم مصطفیٰ بدری، دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹ء، نور]

(۲) الديباج المذهب ص: ٣٥١ ۔[۴۳۱، نور] سير أعلام النبلاء ١٠/٥٢٤ ۔

(۳) وفيات الاعيان ٦/١٤٦ ۔[۲۷۶/۳، نور]

(۴) تاريخ علماء الاندلس ١/١٥٤ ۔[۱۸۲/۱، نور] ترتيب المدارك ١/٣٤٩ ۔ الديباج المذهب ص: ١١٨ ۔[۱۹۳، نور]

(۵) الديباج المذهب ص: ١١٨ ۔[۱۹۴، نور]   (۶) الديباج المذهب ص: ١١٨ ۔[۱۹۴، نور]

☆ فارسی عبارت میں ''صحابی بدر'' کا لفظ ہے جس کا ترجمہ بدری صحابی کافی تھا۔

Marfat.com

جب امیر ہشام (۱) نے جو قرطبہ کا رئیس تھا، زیاد بن عبدالرحمٰن کو قرطبہ کی قضاۃ سے سرفراز کرنا چاہا اور اس عہدہ کے قبول کرنے پر ان کو مجبور کیا تو وہ تنگ دل ہو کر قرطبہ کو چھوڑ کر چلے گئے، اس وقت ہشام یہ کہتا تھا کہ کاش تمام لوگ اگر زیاد جیسے ہوتے تو عالم کے دل میں دنیا کی رغبت نہ رہتی۔

اس کے بعد ہشام نے ان کو امن دیکر یہ تسلی نامہ لکھا کہ میں پھر آپ کو اس امر کی تکلیف نہ دوں گا، زیاد اس تسلی نامہ کو معلوم کر کے پھر اپنے مکان پر واپس آ گئے۔ (۲) اور علم حدیث کے افادہ میں مشغول ہوئے۔ زیاد کے پر عجب قصوں میں سے ایک یہ عجیب واقعہ ہے کہ ایک روز ہشام اپنے بعض مصاحبوں پر اس وجہ سے غصہ ہوا کہ ناوقت کسی ایسی چیز کی عرضی پیش کی تھی جو نہایت مکروہ تھی، اور اس کی سزا میں اس مصاحب کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ زیادہ اس وقت ہشام ہی کے گھر میں تشریف رکھتے تھے، انہوں نے یہ فرمایا کہ امیر کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے امام مالک سے یہ حدیث سنی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: من کظم غیظاً یقدر علی إنفاذہ ملأ اللہ قلبہ أمناً و إیماناً.

ترجمہ: ایسا شخص ایسے غصہ کو ضبط کر کے پی جائے جس کے انفاذ کی قدرت رکھتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو امن و ایمان سے پر فرما دیتا ہے۔

جب ہشام نے اس حدیث کو سنا، اس کا غصہ فوراً ٹھنڈا پڑ گیا، اور یہ کہا کہ آپ نے یہ حدیث امام مالکؒ سے سنی ہے؟ اس کو آپ حلفیہ کہہ سکتے ہیں؟ زیاد نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ ہشام نے فوراً اس مصاحب کا قصور معاف کر دیا۔ (۳)

---

(۱) ہشام: ہشام بن عبدالرحمٰن۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل اختیار کیا تھا، اس نے قرطبہ میں اس پل کو دوبارہ تعمیر کروایا جو ضرب المثل تھا، جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر کو اسی نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا، اس کے علاوہ کتاب وسنت کے مطابق زکاۃ وصول کرنے کے لئے عاملین کو مأمور کیا۔ زیاد بن عبدالرحمٰن نے امام مالک کے پاس اس کے محاسن بیان کئے تو امام مالکؒ نے فرمایا خدا ان جیسوں سے ہمارے عہد کو زینت بخشے۔ ولادت ۱۳۹ھ [۷۵۶-۷۵۷ء] میں ہوئی اور سال وفات ۱۸۰ھ [۷۹۶ء] ہے، سات سال نو مہینے قرطبہ میں اس نے حکومت سنبھالی، چالیس سال چار مہینے کی عمر پائی تھی، صالحین ونیکوکاروں میں اس کا شمار ہوتا ہے، جہاد اس کا مشغلہ تھا۔ دیکھئے: نفح الطیب ۱/ ۳۳۶۔ [۱/ ۳۳۴-۳۳۸، نور]

(۲) تاریخ علماء الاندلس ۱/ ۱۵۴۔ [۱/ ۱۸۳، نور] نفح الطیب ۲/ ۴۵۔ [یہ واقعہ مفصل مذکور نہیں ہے البتہ ص: ۳۳۷ پر مذکور ہے کہ ہشام نے زیاد بن عبدالرحمٰن کی تعریف میں کچھ جملہ کہا۔ نور]

(۳) ترتیب المدارک ۱/ ۳۵۱۔

Marfat.com

یہ بھی منقول ہے کہ اُس ملک کے کسی بادشاہ نے زیاد کو خط لکھا جب زیاد نے اس خط کا جواب لکھ کر سربمہر کر کے روانہ کیا تو حاضرین خدمت نے یہ عرض کیا کہ اس بادشاہ نے آپ کو کیا لکھا تھا اور آپ نے اس کا کیا جواب دیا؟

فرمایا کہ اس بادشاہ نے اس خط میں یہ سوال کیا تھا کہ قیامت کے دن میزان عدل کے دونوں پلّے کس چیز کے ہوں گے، چاندی کے یا سونے کے؟ میں نے جواب میں یہ حدیث لکھ دی۔

[حدثنا] مالك عن ابن شهاب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن ا سلام المرء تركه مالا يعنيه.(۱)

ترجمہ: جو بے فائدہ امور ہیں ان کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی عمدگی وخوبی پر دلالت کرتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا جو سال ہے، وہی زیاد بن عبدالرحمٰن کی وفات کا ہے۔ اور یہ سال ۲۰۴ھ تھا۔ رحمة الله عليهما ☆ (۲)

مؤطا کا دوسرا نسخہ ☆

مؤطا کا دوسرا نسخہ وہ ہے جو عبداللہ بن وہب نے امام مالک سے روایت کر کے جمع کیا ہے جس کا شروع یہ ہے:

أخبرنا مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أُمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا اله إلا الله، فإذا قالوا لا إله الا الله، عصموا منّي دماء هم وأموالهم وأنفسهم إلا بحقها، وحسابهم على الله.

(۱) ترتيب المدارك ۳۵۲/۱۔ سير أعلام النبلاء ۳۱۲/۹۔ اس حدیث کو امام مالک نے موطا میں روایت کیا ہے، باب ماجاء في حسن الخلق ترمذی نے بھی اپنی جامع کی کتاب الزہد میں اسے روایت کیا ہے۔

(۲) تاريخ علماء الاندلس ۱۵۵/۱. [۱۸۳/۱، نور] علامہ ذہبی نے کہا ہے کہ ان کی وفات ۱۹۳ھ [۹-۸۰۸ء] میں ہوئی، اور ایک قول کے مطابق ۱۹۹ھ [۱۵-۸۱۴ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۳۱۲/۹۔

☆ عبداللہ بن وہب کی روایت کردہ موطأ کی صرف کتاب المحاربہ کا حصہ میکلوش مورانی کی تحقیق کے ساتھ دار الغرب الاسلامی بیروت سے ۲۰۰۲ء میں چھپا ہے۔

☆ رحمۃ اللہ علیہ (فارسی طباعت اولی)۔

Marfat.com

ترجمہ: ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند کے ساتھ جس کے راوی ابی الزناد اور اعرج اور ابو ہریرہ ہیں یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتل وقتال کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں اور جب وہ اس کلمہ کو پڑھ لیں تو انہوں نے اپنی جان ومال اور خون کو مجھ سے محفوظ کرلیا، البتہ اسلامی حقوق میں ان سے مواخذہ کیا جائے گا جس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے، وہ خوب جانتا ہے۔

یہ حدیث ابن وہب کے مفردات سے ہے، دوسری موطا میں نہیں پائی گئی ہے، البتہ ابن قاسم کی موطا میں ہے، کیونکہ انہوں نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (۱) ابن وہب کی کنیت ابو محمد ہے اور ان کا نسب یہ ہے:

عبد اللہ بن وہب بن مسلم الفہری، یہ بنو فہر کے موالی میں سے ہیں، ان کا مولد ومسکن اصلی مصر ہے۔ (۲) ماہ ذی قعدہ ۱۲۵ھ [۷۴۳ء] میں آپ پیدا ہوئے، (۳) اور ائمۂ حدیث کے چار سو ائمہ (اماموں) سے روایت کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے حضرت امام مالک اور لیث بن سعد اور محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی ذئب اور سفیانین اور ابن جریج (۴) اور یونس (۵) وغیرہم ہیں۔ مکہ معظّمہ مدینہ منورہ اور مصر میں آپ نے علم کو طلب کیا۔ (۶) اور لیث بن سعد نے جو انؔ کے استاد بھی ہیں چند حدیثیں خود ان سے ہی روایت کی ہیں۔

---

(۱) دیکھئے: التجرید ص: ۲۷۰ ۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسير، باب دعاء النبي الناس إلى الاسلام والنبوّة صحیح مسلم، کتاب الإيمان باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله الله محمد رسول الله.

(۲) ترتيب المدارك ۴۲/۱ ۔[۴۲۱/۱،نور] تذكرة الحفاظ ۲۷۷/۱ ۔[۲۸۰/۱،نور] سير أعلام النبلاء ۲۲۳/۹ ۔

(۳) الديباج المذهب ص: ۱۳۳ ۔ [۲۱۶،نور] وفيات الاعيان ۳۶/۳ ۔[۱۸/۲،نور] سير أعلام النبلاء ۲۲۳/۹ ۔

(۴) ابن جریج: ان کا نام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج مکی تھا، اپنے وقت کے علامہ اور شیخ الحرم تھے۔ انہوں نے ہی مکہ میں سب سے پہلے علوم کو لکھ کر سینوں سے سفینوں میں منتقل کر کے محفوظ کیا۔ عطاء بن ابی رباح سے کثرت سے روایت بیان کرتے ہیں، ان کے اساتذہ میں نافع، طاؤس، عمرو بن دینار، عمرو بن شعیب، ابن منکدر اور زہری وغیرہ ہیں۔ اور ان کے تلامذہ میں ثور بن یزید، اوزاعی، لیث، سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ جیسی عبقری شخصیات ہیں۔ مسند احمد اور صحاح ستہ میں ان کی روایات بڑی تعداد میں موجود ہیں زندگی کی ستر بہاریں دیکھ کر ۱۵۰ھ [۷۶۷ء] یا اس کے بعد انتقال کر گئے۔ سير أعلام النبلاء ۳۲۵/۶-۳۶ ۔ الجرح والتعديل ۳۵۶/۵-۵۷ ۔ وفيات الاعيان ۷۱/۳-۱۶۳ ۔[۷۹/۲-۷۸،نور] تهذيب التهذيب ۴۰۲/۶-۴۰۶ ۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ پر

Marfat.com

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ امام مالک نے بھی اہل مصر کی چند حدیثوں کو ان سے روایت کیا ہے۔ من ذلك حديث ابن لهيعه[1] نهى عن بيع العربان[2] منجملہ ان کے ابن لہیعہ کی یہ حدیث بھی ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۵) یونس بن یزید: یونس بن یزید بن ابونجاد ایلی۔ آل ابی سفیان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے ابن شہاب، نافع، قاسم، عکرمہ، ہشام بن عروہ، اور دوسرے حضرات سے استفادہ کیا۔ لیث، اوزاعی، ابن مبارک، ابن وہب، رشد بن سعد، محمد بن فلیح کے علاوہ ایک بڑی جماعت نے ان سے کسب فیض کیا ہے۔ آپ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بارہ سال تک رہے۔ ان کے اجل تلامذہ میں سے ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں کہ عقیل سے سب سے زیادہ روایت کرنے والے یونس ہیں، اور یونس اور عقیل دونوں ثقہ ہیں۔ ابن معین کہتے ہیں کہ زہری کے رواۃ میں مالک، ابن عیینہ، عقیل اور یونس اثبت ہیں۔ ۱۵۹ھ [یہ روایت تذکرہ کے حاشیہ میں خلاصہ کے حوالہ سے درج ہے، جبکہ ذہبی نے متن میں سن وفات ۱۵۲ھ ذکر کیا ہے۔ ۱/۱۵۳، نور] [۷۶-۷۷۵ء] میں وفات پائی۔ تذكرة الحفاظ ١٤٦/١ - [١/١٥٣، نور] سير أعلام النبلاء ٢٩٧-٣٠١/٦ - الجرح والتعديل ٢٤٧-٤٨/٩ - [٩/٢٤٧-٤٩، نور] تهذيب التهذيب ٤٥٠-٥٢/١١ - شذرات الذهب ٢٣٣/١ -

(۶) الديباج المذهب ص: ١٣٢ - [٢١٥، نور] تهذيب التهذيب ٧٢/٦ -

(۱) ابن لہیعہ: عبد اللہ بن لہیعہ حضرمی، مصری، آپ اور لیث مصر کے محدث تھے۔ ۹۵ھ [۱۴-۷۱۳ء] یا ۹۶ھ [۱۵-۷۱۴ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے ابوہریرہؓ کے شاگرد عبد الرحمٰن بن ہرمز اعرج، عطاء، عمرو بن شعیب، عمرو بن دینار، محمد بن منکدر، ابوزبیر، بکیر بن اشج اور کئی لوگوں سے سماع حدیث کیا۔ ان کے تلامذہ میں اوزاعی، شعبہ، ثوری، لیث، ابن مبارک، ولید بن مسلم، اشہب، سعید بن عفیر، یحییٰ بن بکیر، قعنبی، محمد بن رمح اور قتیبہ بن سعید وغیرہ ہیں۔ انہوں نے ۷۲ تابعین سے ملاقات کی، جن میں عبد اللہ بن عمروؓ، عقبہ بن عامرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کے کئی تلامذہ بھی شامل ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ضبط و اتقان اور کثرت احادیث میں مصر میں ابن لہیعہ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ ثوری کہتے ہیں کہ ابن لہیعہ کے پاس اصول اور ہمارے پاس فروع ہیں۔ لیکن چونکہ یہ ثقہ ہی لوگوں سے حدیث لینے میں تساہل کا شکار تھے اس لئے اصحاب صحاح نے ان سے روایت کرنے سے اجتناب کیا ہے، لیکن ابوداؤد، ترمذی، اور قزوینی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۷۴ھ [۹۱-۷۹۰ء] میں ان کا انتقال ہوا۔ دیکھئے: تذكرة الحفاظ ٢١٥-٢١٦/١ - [١/٢٢٠-٢١٩، نور] سير أعلام النبلاء ٣١-١١/٨ - الجرح والتعديل ٣٣٥/٨ - [٥/١٤٨-١٤٥، نور] وفيات الاعيان ٣٨-٣٩/٣ - [٢/١٩-١٨، نور] تهذيب التهذيب ٣٧٣/٥ - [٥/٣٧٣-٧٩، نور] شذرات الذهب ٢٨٣-٨٤/١ -

(۲) الديباج المذهب ص: ١٣٢ - [٢١٥، نور] رواه مالك في الموطا، كتاب البيوع، باب ماجاء في بيع العربان، عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع العربان، سنن أبي داؤد، كتاب البيوع، باب في العربان. سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب بيع العربان.

Marfat.com

مترجم کہتا ہے کہ عربان کی تفسیر یہ ہے کہ خریدار کسی چیز کو خریدنا چاہے اور اس کے بیچنے والے کو مثلاً ایک روپیہ یا کم وزیادہ اس شرط پر دیدے کہ اگر میں نے اس چیز کو خرید لیا اور بیع تام ہوگئی، تو اس کو قیمت یعنی مول میں مجرا دوں گا، اور اگر کسی وجہ سے میں پھر گیا اور بیع پوری نہ ہوئی تو یہ تیرے پاس رہے گا میں واپس نہ لوں گا۔ اردو میں اس کو بیعانہ اور سائی کہتے ہیں۔ شریعت میں یہ باطل ہے۔ مسئلہ فقہ کا یہ ہے کہ بیع ہوگئی، تو بیچنے والے کا حق ہے کیونکہ مول میں مجرا ہوگا، ورنہ خریدار کا ہے، واپس کردے۔

عبداللہ بن وہب اپنے زمانہ میں حجۃ تھے، تمام لوگ ان کے مرویات پر کمال وثوق اور اعتماد رکھتے تھے۔ وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ (۱) البتہ اجتہاد اور تفقہ کا طریقہ امام مالک اور لیث بن سعد سے حاصل کیا تھا۔ (۲) اور ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں سے تقریباً بیس اشخاص کو پایا اور ابن شہاب کے علم کو جو مدینہ والوں میں سب سے زیادہ عالم تھے، ان سے حاصل کیا، بیس برس حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ امام مالک نے عبداللہ بن وہب کے سوا اور کسی کو فقیہ نہیں لکھا۔ امام مالک ان کو اس طرح پر لکھتے تھے:

الی فقیه مصر أبی محمد التقي ابومحمد متقی فقیہ مصر کو لکھا جاتا ہے۔ (۳)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں اور شاگردوں کو آداب تعلیم اور پند ونصیحت کے بارہ میں اکثر زجر وتوبیخ فرمادیا کرتے تھے۔ مگر عبداللہ بن وہب کو کمال تعظیم اور محبت وعنایت کے ساتھ تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ (۴) جس زمانہ میں احادیث کا ذخیرہ کسی شہر میں جمع نہیں ہوا تھا، کثرت احادیث میں یہ اپنے زمانہ کے نادر اور یگانہ خیال کئے جاتے تھے۔ ایک لاکھ حدیث برزبان تھی، اور ان کی تصنیف کردہ

(۱) ڈاکٹر ندوی صاحب نے دونوں سے آخر تک کی پوری اطلاع امام ذہبی کے حوالہ نقل کی ہے، [عربی نسخہ ص: ۴۲] مگر یہ درست نہیں، تذکرۃ الحفاظ میں صرف پہلا فقرہ ہے، دوسرا تذکرۃ الحفاظ میں موجود نہیں۔ نور]

(۲) تذکرة الحفاظ ۱/۲۷۸ ۔ [۱/۲۸۰، نور] [ڈاکٹر ندوی صاحب نے بعد کی اطلاع کے لئے بھی تذکرۃ الحفاظ کا حوالہ دیا ہے مگر یہ صحیح نہیں، یہ اطلاع امام ذہبی کی نہیں ہے۔ نور] الديباج المذهب ص: ۱۳۲ ۔ [۲۱۵، قدرے فرق کے ساتھ یہ مفہوم ادا کیا گیا ہے۔ نور]

(۳) ترتیب المدارك ۱/۴۲۲ ۔ الديباج المذهب ص: ۱۳۲ ۔ [ترتیب المدارك اور الديباج کی عبارت ہے إلى عبدالله بن وهب فقير مصر ص: ۲۱۵، نور]

(۴) الديباج المذهب ص: ۱۳۲ ۔ [۲۱۵، نور]

Marfat.com

کتابوں میں ایک لاکھ بیس ہزار حدیثیں موجود ہیں، [کذا ذکره الذهبی [1]] جیسا کہ ذہبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

ابن عدی نے [2] یہ بات ان کے عجائبات سے بیان کی ہے کہ عبداللہ بن وہب کی تصنیف اگرچہ بہت کثرت کے ساتھ ہیں، مگر بایں ہمہ ان میں موضوع تو درکنار کوئی حدیث منکر تک بھی نہیں ہے۔ [3] ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں ابن القاسم کا، جو مشہور اور صاحب مدوّنہ ہیں ذکر آیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ ابن القاسم فقیہ ہیں اور ابن وہب عالم۔ [4] یعنی ابن القاسم نے صرف جزئیات فقہ پر پورا عبور حاصل کیا ہے، اور ابن وہب نے تفسیر، سیر، زہد، رقاق، فتن اور مناقب، غرض یہ کہ ہر ہر علم کی جزئیات کا احاطہ کیا ہے۔

ابن یوسف ☆[5] بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب تین اوصاف کے جامع تھے، فقہ، تفسیر، عبادات۔ [6]

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۷۸ ۔[۱/ ۲۸۰، نور] سیر أعلام النبلاء ۹/ ۲۳۳-۲۲۵ ۔ الکامل ٤/ ۱۵۰ ۔ [الکامل، تحقیق ایمن بن عارف دمشقی، دار الجبل بیروت: حرف العین ص: ٤٦٥، نور]

(۲) ابن عدی: ابواحمد عبداللہ بن عدی بن عبداللہ بن محمد بن مبارک جرجانی۔ ابن قطان کے نام سے بھی جانے جاتے تھے۔ ان کی مشہور تصنیف "الکامل فی الجرح والتعدیل" ہے۔ ۲۷۷ھ [۹۱-۸۹۰ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ نسائی، فریابی، ابویعلی موصلی، ابوبکر بن خزیمہ، اور محمد بن یحییٰ مروزی سے حدیثیں سنیں، ابوالعباس بن عقدہ، ابوسعد مالینی کے علاوہ کئی لوگوں نے آپ کی شاگردی اختیار کی ہے، دار قطنی سے ایک مرتبہ کسی نے ضعیف رواۃ پر ایک کتاب لکھنے کی فرمائش کی، تو دار قطنیؒ نے اس شخص سے پوچھا: کیا تمہارے پاس ابن عدی کی کتاب نہیں ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو دار قطنیؒ نے فرمایا اس میں کافی وشافی بحثیں ہیں، جس کے بعد اور کچھ لکھنے کی گنجائش باقی نہیں ہے۔ ان کی وفات ۳۶۵ھ [۹۷۶ء] میں ہوئی۔ ابن عدیؒ کو نقد میں کمال حاصل تھا، تذکرۃ الحفاظ ۳/ ٥٤-١٥٢ ۔[۳/ ۴۵-۱۴۳، نور] خلیلی کہتے ہیں کہ حفظ احادیث اور جلالت شان میں ان کا کوئی ہمسر نہیں۔

(۳) الکامل ص: ٤٣٧ ۔[۴۶۵، نور] سیر أعلام النبلاء ۹/ ۲۲٦ ۔ تهذیب التهذیب ٦/ ٦٣ ۔[٦/ ۷۳، نور]

(۴) وفیات الاعیان ۳/ ۳٦ ۔[۲/ ۱۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۹/ ۲۲۷ ۔

(۵) ابن یونس: احمد بن عبداللہ بن یونس بن عبداللہ بن قیس کوفی، تمیمی، حافظ اور ثقہ ہیں ۱۳۲ھ [۵۰-۷۴۹ء] میں تولد ہوئے اور ۲۲۷ھ [۴۲-۸۴۱ء] میں وفات ہوئی۔ ان کے اساتذہ میں ابن ابوذئب، ثوری، اسرائیل، حسن بن صالح، اور زہیر بن معاویہ قابل ذکر ہیں۔ امام بخاری، امام مسلم، عبد بن حمید، ابوزرعہ رازی، ابوحاتم، اور ابراہیم حربی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے، ابوحاتم نے انہیں ثقہ اور متقن کہا ہے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۰/ ٥٨-٤٥٧ [٥٩ ـ ٤٥٧، نور] الجرح والتعدیل ۲/ ٥٧ ۔ تهذیب التهذیب ۱/ ٥٠ ۔[۱/ ۵۱-۵۰، نور] شذرات الذهب ۱/ ۲-٥٩ ۔[۲/ ۵۹، نور]

(٦) تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۷۸ . [۱/ ۲۸۱، نور]

☆ یہ قول ابن یوسف کا نہیں ہے بلکہ ابن یونس کا ہے۔

Marfat.com

ہر سال کے اوقات کو تین حصوں پر منقسم کیا تھا، سال کا ایک حصہ کفار بد کردار کے ساتھ جہاد کرنے میں بسر فرمایا کرتے تھے، ایک حصہ تعلیم کے مشغلہ میں مشغول رہا کرتے تھے، ایک حصہ کو بیت اللہ کے سفر میں صرف کیا کرتے تھے۔ (۱)

احمد (۲) جو ابن وہب کے بھتیجے ہیں بیان کرتے ہیں کہ عباد بن محمد (۳) نے جو اس ملک کا رئیس تھا، ایک دفعہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ کو عہدۂ قضا کی خدمت سے سرفراز کرنا چاہا تو ابن وہب وہاں سے چلے گئے اور ایک عرصہ تک روپوش رہے۔ عباد نے غصہ میں آ کر ہمارے مکان کو مسمار کرا دیا، جب یہ خبر میرے چچا ابن وہب کو پہنچی تو انہوں نے عباد کے نابینا ہونے کی بد دعا فرمائی، چنانچہ ایک ہفتہ گزرنے نہ پایا تھا کہ عباد اندھا ہو گیا۔ (۴)

ان کے عجیب واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک روز ابن وہب حلقہ درس میں تشریف فرما تھے، ایک فقیر نے آ کر عرض کیا کہ ابا محمد! کل جو درم آپ نے مجھ کو عطا فرمائے تھے، سب

---

(۱) سیر أعلام النبلاء ۹/ ۲۲۶ _تهذيب التهذيب ٦/ ٧٤_

(۲) أحمد: احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب بن مسلم۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی، [ذہبی نے میزان الاعتدال ۱/ ۱۳۸ اور ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ابو عبید اللہ لکھا ہے، ۱/ ۵۴، نور] بحشل کے نام سے مشہور ہوئے۔ مصر کے عظیم المرتبت عالم عبد اللہ بن وہب کے بھتیجے تھے، اپنے چچا اور امام شافعی سے انہوں نے بہت ساری حدیثیں روایت کی ہیں۔ بخاری، مسلم، ابن خزیمہ، طبری، ابو حاتم، ابو زرعہ اور ابن ابو حاتم وغیرہم ان سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ۲۶۴ھ [۸۷۷-۸۷ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ علامہ ذہبی نے ان کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے ہزاروں صحیح احادیث روایت کی ہیں، لہٰذا ان کا صرف پانچ منکر احادیث کا روایت کرنا، ان سے احادیث روایت کرنے میں مانع نہیں ہونا چاہئے، ہاں یہ ضرور ہے کہ ثقاہت واتقان وغیرہ میں وہ یونس بن عبد الاعلیٰ اور بندار کے درجے کے نہیں ہیں۔ سیر أعلام النبلاء ۱۰/ ۲۳-۳۱۷_ [۱۲/ ۲۳-۳۱۷، نور] میزان الاعتدال ۱/ ۱۱۳-۱٤ _الجرح والتعديل ۲/ ٦٠-٥٩ _تهذيب التهذيب ۱/ ٥٦-٥٤_ شذرات الذهب ۲/ ۱٤٧_

(۳) عباد بن محمد: عباد بن محمد بن حبان بلخی۔ ابو نصر کنیت تھی۔ کندہ کے آزاد کردہ غلاموں میں تھا۔ امین اور مامون کی باہمی لڑائی میں ۱۹۶ھ میں اس نے فسطاط میں سکونت اختیار کی۔ مامون کی طرف سے والی مقرر ہوا تھا، امین نے ربیعہ بن حونی کو مصر کا والی مقرر کیا اور عباد سے جنگ کرنے کا حکم دیا، دونوں کے درمیان جنگ چلی جس کا اختتام عباد کی گرفتاری پر ہوا، اس کو امین کے پاس بغداد بھیجا گیا، جہاں امین نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ دیکھئے: النجوم الظاهرة ۲/ ۱٥۳ _[۲/ ۹۵-۱۹۴، تقدیم وتعلیق: محمد حسین شمس الدین دار الکتب العلمیة بیروت: ۱۴۱۳ھ-۱۹۹۲ء، نور]

(۴) تذكرة الحفاظ ۱/ ۲۷۹_ [۱/ ۲۸۱، نور] سير اعلام النبلاء ۹/ ۲۲۷_

Marfat.com

کھوٹے اور ناقص تھے۔ ابن وہب نے جواب دیا کہ اے عزیز ہمارے ہاتھ عاریت کے ہاتھ ہیں، جیسا کوئی شخص ہم کو دیتا ہے ویسا ہی ہم تم کو دیدیتے ہیں۔ فقیر کو غصہ آیا اور برا کہنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس نے یہ کہا اللہ کی رحمت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو، یہ وہی وقت ہے جس کی بابت ہم نے سنا تھا کہ خدا تعالیٰ اس وقت صدقات وخیرات کو اس امت کے منافقوں کے ہاتھ میں دیدے گا۔ عراق کا رہنے والا ایک شخص اس حلقہ میں موجود تھا، اس کو فقیر کی یہ بے ادبی دیکھ کر تاب نہ رہی، اس نے اٹھ کر فقیر کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ فقیر گر گیا اور اس طرح شور وفریاد کرنے لگا کہ یا ابا محمد! یا ابا محمد! اے مسلمانوں کے امام! آپ کی مجلس میں لوگ یہ کیا حرکت کرتے ہیں، ابن وہب نے اٹھ کر تفتیش شروع کی کہ یہ نالائق حرکت کس سے صادر ہوئی، لوگوں نے عرض کیا کہ اس عراقی جوان سے، ابن وہب کے سامنے عراقی آ کر کہنے لگا کہ اے استاد! میں نے آپ سے اس طرح حدیث سنی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

من حمى لحم مؤمن من منافق يغتابه حمى الله لحمه من النار.

ترجمہ: جو شخص مؤمن کے گوشت کی حفاظت کرے اس منافق سے جو اس کی غیبت کرتا ہے، تو اللہ اس شخص کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی حمایت میں جو محض حق ایمان رکھتا ہے اس قدر ثواب کا متوقع فرمایا ہے تو جو آپ جیسے استاد اور پیشوائے مخلوق کی حمایت کرے گا، تو اس کا ثواب کس قدر ہوگا!؟ اس ثواب موعود کی امید پر ایسی حرکت کر بیٹھا۔ ابن وہب نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہ نیت تھی تو اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب ایک حدیث دوسری سن لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

سيكون في آخر الزمان مساكين يقال لهم الغناة لايتوضوؤن لصلاة، ولا يغتسلون من جنابة، يخرج الناس الى مساجدهم وأعيادهم، يسئلون الله من فضله، و يخرجون و يسئلون الناس، يرون حقوقهم على الناس، ولايرون لله عليهم حقاً. (۱)

(۱) ترتيب المدارك ۴۲۹/۱ ۔ الديباج المذهب ص: ۱۳۲ ۔ [۲۱۶ ،نور]

Marfat.com

آخر زمانہ میں ایسے مسکین ہوں گے جن کو لوگ مالدار کہتے ہوں گے جو، نماز کے لئے وضو اور جنابت پر غسل نہ کریں گے، جو لوگوں کے پاس ان کی مسجدوں اور عیدگاہوں میں جا کر اپنے فضل اور بزرگی کا سوال کریں گے، اور یہ خیال اور اعتقاد رکھتے ہوں گے، کہ ہمارا حق لوگوں پر واجب ہے اور اپنے اوپر اللہ کا کوئی حق نہ سمجھتے ہوں گے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب ایک روز حمام میں تشریف لے گئے، کسی شخص نے یہ آیت پڑھی ☆ وا ذیتحاجُّون فی النار (۱) تو آپ ایسے بے ہوش ہوئے کہ بہت دیر کے بعد ہوش آیا۔ (۲) ان کے عجائبات امور میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ ابن وہب نے اس امر کا التزام کر رکھا تھا کہ آپ سے جب کسی کی غیبت ہو جاتی تو ایک روزہ رکھتے تھے، ایک روز یہ فرمایا کہ چونکہ روزہ رکھتے رکھتے مجھ کو ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ روزہ کا رکھنا اب سہل معلوم ہوتا ہے اور کچھ مشقت و تکلیف پیش نہیں آتی ہے، تو اب یہ عہد کر لیا ہے کہ جب کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہوں تو ایک درم خیرات کر دیتا ہوں، درہم کا خیرات کرنا مجھ پر ایسا شاق گزرا کہ مجھ سے غیبت چھوٹ گئی۔ (۳) ایک روز کسی شاگرد نے جامع ابن وہب میں سے جو ان کی مشہور کتاب ہے قیامت کے ہولناک حالات ان کے سامنے پڑھے، تو خوف کی وجہ سے ایک ایسی حالت طاری ہوئی جس کی وجہ سے ایسے بے ہوش ہوئے کہ لوگ ان کو اٹھا کر ان کے مکان میں لے گئے، جب ہوش آتا تھا تو لرزہ بدن پر آ کر پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی، یہاں تک کہ اسی حالت میں یک شنبہ کے روز ۲۵ رشعبان ۱۹۷ھ [مئی ۸۱۳ء] ☆ کو ستر سال کی عمر میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔ (۴) جب سفیان ابن عیینہ کو آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو إِنَّا لِلّٰه وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعون پڑھ کر یہ فرمایا

(۱) سورہ غافر: ۴۷

(۲) تذكرة الحفاظ ۱/ ۲۷۹ ـ [۱/۲۸۱، نور] سير أعلام النبلاء ۹/ ۲۲۷ ـ

(۳) ترتيب المدارك ۱/ ۴۳۱ ـ سير أعلام النبلاء ۹/ ۲۲۸ ـ

(۴) وفيات الاعيان ۳/ ۳۷ ـ [۲/۱۸، نور] تذكرة الحفاظ ۱/ ۲۷۹ ـ [۱/۲۸۱، نور] سير أعلام النبلاء ۹/ ۲۲۶ ـ [۹/۲۲۹، نور] ترتيب المدارك ۱/ ۴۳۲ ـ

☆ فارسی میں ''شنید'' کا لفظ ہے جس کے مطابق ترجمہ یہ ہونا چاہئے کہ کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنی۔

☆ فارسی میں ''ہفتاد و دو'' (۷۲) سال مذکور ہے۔

Marfat.com

کہ تمام اہل اسلام کے لئے یہ مصیبت ہے۔ (۱) وفات کی رات میں بعض صلحاء نے یہ خواب دیکھا کہ لوگ دستر خوانوں کو یہ کہتے ہوئے اٹھا رہے ہیں کہ اب دستر خوان علم اٹھا لیا گیا۔ (۲) عبداللہ بن وہب نے اپنی یادگار میں بہت سی مفید اور نافع تصنیفات چھوڑیں، منجملہ ان کے ایک مسموعات از امام مالک بھی ہے جس میں تیس باب مقاصد مختلفہ میں جمع کئے گئے ہیں، اور خود ان کی جمع کردہ دو موطا ہیں، جن میں سے ایک کا صغیر اور دوسری کا نام کبیر ہے، اور جامع کبیر بھی ان ہی کی ہے۔ اور کتاب الاہوال (۳) کتاب تفسیر الموطا، کتاب المناسک، کتاب المغازی، کتاب القدر وغیرہ وغیرہ ہیں۔ (۴) [رحمة الله عليه و رضوانه لديه]

موطا کا تیسرا نسخہ

یہ نسخہ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی کا ہے۔ ان کی مفردات میں سے ذیل کی حدیث ہے جو کسی دوسری موطا میں موجود نہیں ہے۔

أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تطروني كما أطري عيسى بن مريم إنما أنا عبدالله، فقولوا عبدالله ورسوله. (۵)

عبداللہ بن مسلمہ قعنبی فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث جس کی سند کے راوی ابن شہاب، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، ابن عباس ہیں، امام مالک نے سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری ایسی تعریف مبالغہ کے ساتھ مت کرو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کی گئی تھی، میں تو عبداللہ ہوں پس اتنا کہنا کافی ہے (یوں کہو) عبداللہ ورسولہ۔

(۱) ترتیب المدارك ۲/ ۴۳۱۔[۱/۴۳۲،نور] تذكرة الحفاظ ۱/ ۲۷۹۔[۱/۲۸۱،نور] سير أعلام النبلاء۹/ ۲۲۸۔

(۲) ترتیب المدارك ۱/ ۴۳۲۔ (۳) ترتیب المدارك ۱/ ۴۳۳

(۴) ترتیب المدارك ۱/ ۴۳۲۔[۱/۴۳۳،نور] الدیباج المذهب ص: ۱۳۳۔[۲۱۷،نور]

(۵) التجريد ص: ۲۶۴۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں أحادیث الانبیاء میں اسے ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

عبداللہ بن مسلمہ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے، اور ان کا نسب یہ ہے؛ عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب الحارثی۔ یہ دراصل مدینہ کے رہنے والے تھے، لیکن بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور پھر مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ ان کی ولادت ۱۳۰ھ سال ہجری [۷۴۸ء] کے بعد ہے،(۱) بہت سے مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوئے، منجملہ ان کے امام مالک اور لیث بن سعد اور ابن ابی ذئب اور حمادین(۲) شعبہ(۳) اور

(۱) تذکرة الحفاظ ۱/۳۵۱ ۔[۱/۳۴۷،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۰/۲۵۸ ۔ الدیباج المذھب ص: ۱۳۱ ۔ [دار الکتب العلمیة بیروت کے مطبوعہ ص: ۲۱۴ پر سن ولادت کا ذکر نہیں ملا، نور]

(۲) حمادین یعنی حماد بن سلمہ بن دینار اور حماد بن زید درہم مراد ہیں۔ حماد بن سلمہ بن دینار محدث اور نحوی تھے، ابن ابی ملیکہ، ثابت بنانی، قتادہ بن دعامہ، سماک بن حرب، عمرو بن دینار، عطاء بن ابو سائب، وغیرہم سے انہوں نے علم حدیث حاصل کیا۔ ابن جریج، ابونعیم، یحییٰ قطان، ابن مبارک، قعنبی وغیرہ نے آپ سے روایتیں بیان کی ہیں۔ عیدالاضحیٰ کے بعد تقریباً اسی سال کی عمر میں ۱۶۷ھ [۷۸۴ء] میں رحلت فرما گئے، آپ کی عبادات وطاعات کا یہ عالم تھا کہ بقول ابن مہدی اگر آپ سے کہا جاتا کہ کل آپ مرنے والے ہیں تو وہ اپنے اعمال اور عبادات میں رائی برابر بھی اضافہ نہ کر سکتے۔ ان کو ابدال میں شمار کیا جاتا ہے۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ حماد بن سلمہ بن دینار متبحر عالم تھے البتہ ان کی روایات میں ان سے کچھ تسامح بھی ہوا ہے، وہ صدوق اور حجت ہیں، لیکن اتقان میں ان کا درجہ حماد بن زید سے کم ہے۔ امام بخاری نے ان سے صرف ایک حدیث لی ہے، مسلم نے حماد کی وہ روایت مقدمہ مسلم میں درج کی ہے جو وہ ثابت اور حمید سے روایت کرتے ہیں۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ وہ ثابت بنانی کی روایتوں کے سب سے بڑے عالم اور حمید طویل کے شاگردوں میں سب سے اثبت تھے، امام احمد ہی فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو تم حماد بن سلمہ کو برا بھلا کہتے پاؤ تو اس کے مسلمان ہونے پر تشویش ظاہر کرو۔ دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۱/۱۸۲-۸۳ ۔[۱/۹۰-۱۸۹،نور] سیر أعلام النبلاء: ۷/۴۴۴-۵۶ ۔ الجرح والتعدیل ۳/۱۴۰ --- ۴۲ ۔ حلیة الاولیاء ۶/۲۴۹-۵۷ ۔ تھذیب التھذیب ۳/۱۱-۱۶ ۔ شذرات الذھب ۱/۲۶۲ ۔

دوسرے حماد بن زید بن درہم ہیں۔ ان کی ولادت ۹۸ھ [۱۷-۷۱۶ء] میں ہوئی، اور وفات رمضان ۱۷۹ھ [۷۹۶ء] میں ہوئی۔ انس بن سیرین، عمرو بن دینار، ثابت بنانی، ایوب سختیانی اور ابو حازم اعرج وغیرہ سے استفادہ کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں سفیان، شعبہ، ابن مبارک، ابن مہدی، مسدد، سلیمان بن حرب، علی بن مدینی اور قتیبہ بن سعید وغیرہ ہیں۔

علامہ ذہبی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حماد بن زید بن درہم ائمہ سلف کے بڑے جید حفاظ حدیث اور اپنی روایات میں سب سے کم غلطی کرنے والوں میں ہیں۔ عجلی کہتے ہیں کہ انہیں چار ہزار احادیث یاد تھیں، ان کے پاس لکھی ہوئی کوئی کتاب نہ تھی، دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۱/۲۰۷-۲۰۶ ۔[۱/۱۲-۲۱۱،نور] سیر اعلام النبلاء ۷/۴۶۶-۵۶ ۔ الجرح والتعدیل ۱/۸۳-۱۷۶ ۔ حلیة الاولیاء ۶/۶۷-۲۵۷ ۔ تھذیب التھذیب: ۳/۱۱-۹ ۔ شذرات الذھب ۱/۲۹۲ ۔

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

سلمہ بن (۱) وردان ہیں۔ یحییٰ بن معین آپ کی خلوص نیت کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ "ما رأینا من یحدث للہ الا وکیعاً والقعنبي" یعنی خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے تو وکیع اور قعنبی ہی حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ (۲)

محدثین امام مالک کے اصحاب میں سب سے مقدم قعنبی کو سمجھتے ہیں، علی بن عبداللہ مدینی (۳) سے

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۳) شعبہ بن حجاج بن ورد، ازدی، وسطی، اور ولاء کے اعتبار سے عتکی ہیں۔ ان کی ولادت باسعادت ۸۲ھ [۲-۷۰۱ء] میں اور وفات ۱۶۰ھ [۷۷۷ء] میں ہوئی۔ ابن سیرین، سعید مقبری، قتادۃ، عمرو بن دینار، ایوب سختیانی اور دیگر علماء کی صحبت میں رہ کر حدیث کا فیض پایا اور ان سے روایت کی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں اسماعیل بن علیہ، ابن مبارک، غندر، حمادان، سفیان بن عیینہ، قاضی شریک، یحییٰ قطان، وکیع، ابوداؤد طیالسی، قاضی ابویوسف اور علی بن جعد وغیرہ جیسے کبار علماء ہیں۔ سفیان ثوری شعبہ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے، بڑے عابد و زاہد تھے، صوم دہر کے پابند تھے، انہوں نے چار سو تابعین سے حدیثیں سنی ہیں، اشعار کے بھی بڑے زبردست عالم تھے، امام شافعی نے ان کے متعلق کہا ہے کہ شعبہ ہی کے ذریعہ عراق میں حدیث کا علم عام ہوا ہے۔ حماد بن زید کہتے ہیں کہ جب کبھی میرا اور شعبہ کا کسی حدیث کے سلسلے میں اختلاف ہوتا تو میں ان کی بات کو مانتا تھا۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۷-۱۷۴ - [۱/۸۵-۱۸۱، نور] سیر أعلام النبلاء ۷/۲۰۲-۲۸ - الجرح والتعدیل ۱/۱۲۶-۷۶ - حلیۃ الاولیاء ۷/۲۰۹-۱۴۲ - [۷/۲۰۹-۱۴۴، نور] تاریخ بغداد ۹/۶۶-۲۵۵ - وفیات الاعیان ۲/۷۰-۴۶۹ [۱/۴۱۳] - تہذیب التہذیب ۴/۴۶ - ۳۳۸ - شذرات الذہب ۱/۲۴۷ -

(۱) سلمہ بن وردان: سلمہ بن وردان لیثی، مدنی، ان کے شیوخ میں انس بن مالک، سالم بن عبداللہ بن عمر، مالک بن اوس وغیرہ ہیں، اور ان سے روایت کرنے والوں میں سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، قعنبی، ابن وہب، وکیع اور دیگر حضرات ہیں۔ ان کو ضعیف کہا گیا ہے۔ سن ۱۵۰ھ [۷۶۷ء] کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے۔ تہذیب الکمال ۱۱/۲۸-۳۲۴ - تقریب التہذیب ۱/۳۱۹ - [۲۴۸، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۵۰ - [۱/۳۴۷، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۰/۲۶۱ - [تذکرہ، سیر اور تہذیب کی عبارتیں قدرے مختلف ہیں، البتہ مفہوم ایک ہی ہے۔ نور] تہذیب التہذیب ۶/۳۲ -

(۳) ابن مدینی: آپ کا پورا نام علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح، بصری تھا۔ ولاء کے اعتبار سے سعدی ہیں، آپ نے حماد بن زید، عبدالعزیز دراوردی، معتمر بن سلیمان، سفیان بن عیینہ، جریر بن عبدالحمید، غندر اور عبدالرزاق وغیرہ سے حدیثیں سماعت کیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں احمد بن حنبل، امام بخاری، ابوحاتم، ابوداؤد، ابویعلی موصلی، وغیرہ ہیں۔ سن ۱۶۱ھ [۸-۷۷۷ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ اختلاف حدیث اور معرفت علل میں انکو مہارت تامہ حاصل تھی۔ سن ۲۳۴ھ [۸۴۹ء] میں دنیا سے چل بسے۔ ابوداؤد نے اختلافات احادیث کے جاننے میں ابن مدینی کو احمد بن حنبل پر بھی فوقیت دی ہے۔ دیکھئے۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۷-۱۵ - [۲/۱۶-۱۵، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۱/۶۰-۴۱ - الجرح والتعدیل ۶/۹۴-۱۹۳ - تاریخ بغداد ۱۱/۷۳-۴۵۸ - تہذیب التہذیب ۷/۵۷-۳۴۹ - شذرات النھب ۲/۸۱ -

Marfat.com

کسی نے دریافت کیا کہ "أصحاب مالك معن ثم القعنبي، قال: ☆ لا، القعنبي ثم معن" یعنی امام مالکؒ [کے] شاگردوں میں اول تو معن ہیں، پھر قعنبی، انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ اول قعنبی پھر معن۔ (۱) جب اول اول امام کی خدمت میں پہنچے ہیں تو حبیب (۲) کی قرأت کا سماع کرتے رہے مگر چونکہ حبیب جیسا کہ چاہئے اس طرح تحقیق اور گہری نظر نہیں کرتے تھے، اس لئے ان کی قرأت ان کو پسند خاطر نہ ہوئی، اور خود امام مالک سے موطا کو شروع کر دیا۔ (۳) آٹھ سال تک (۴) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ان سے حدیث کو حاصل کیا۔ (۵) ایک دفعہ بصرہ سے مدینہ منورہ میں آئے، جب امام مالک کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو امام صاحب نے اپنے احباب کو یہ فرمایا کہ اٹھو ایک ایسے شخص کے پاس چل کر سلام کرتے ہیں جو تمام روئے زمین پر اس وقت بہترین انسانوں میں سے ہے۔ (۶) جب امام مالک خانہ کعبہ زادها الله تعظيماً وشرفا ☆ کا طواف کرتے تھے، تو یہ فرماتے تھے کہ خانہ کعبہ کا طواف قعنبی سے افضل اور بہتر

(۱) تذکرة الحفاظ ۱/۳۵۱۔ [۱/۳۴۸، نور] سير اعلام النبلاء ۱۰/۲۶۱۔

(۲) حبیب: حبیب بن ابو حبیب مرزوق، امام مالک کے کاتب اور موطا کے قاری تھے، ان ہی کی قراءت سے لوگوں نے موطا سنی، اصلاً مدنی تھے، پھر مصر منتقل ہو گئے، چوں کہ ان کا انتقال مصر میں ہی ہوا اس لئے بعضوں نے ان کو مصری کہا ہے۔ امام مالک سے حدیث و فقہ میں خوب استفادہ کیا۔ ابن حنبل، ابن معین، اور نسائی وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مصعب کہتے ہیں کہ حبیب امام مالک کے یہاں عبارت پڑھا کرتے تھے، میں حبیب کے داہنی طرف ہوا کرتا تھا ہر دن ایک صفحہ دو صفحہ یا ڈھائی صفحہ پڑھا کرتے اور مجلس برخاست ہونے کے بعد ہر حاضر مجلس سے دو دینار وصول کرتے تھے۔ تو ہم نے انہیں کچھ زیادہ ہی دیا۔ ۲۱۸ھ [۸۳۳ء] میں دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ دیکھئے: ترتيب المدارك ۱/۳۷۸۔

(۳) تذکرة الحفاظ ۱/۳۵۱۔ [۱/۳۴۸، نور]

(۴) یہاں ڈاکٹر اکرم ندوی صاحب نے بیس سال کی روایت ذکر کی ہے مصادر کے حوالہ سے۔ [الديباج المذهب میں صفحہ ۲۱۴ پر ۲۰ رسال کا تذکرہ ملتا ہے۔ نور]

(۵) الديباج المذهب ص: ۱۳۱۔ [۲۱۴، نور]

(۶) تذکرة الحفاظ ۱/۳۵۱۔ [۱/۳۴۸، نور] تهذيب التهذيب ۶/۳۲۔

☆ اصل فارسی میں "گفت لا" ہے۔

☆ اصل فارسی میں "تشریفا" ہے۔

Marfat.com

کوئی شخص نہیں کرتا ہے۔ ☆(۱) قعنبی مستجاب الدعوات تھے۔ (۲) اور اس بارے میں بہت سے عجیب واقعات ان سے منقول ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن حکم فرماتے ہیں کہ میں عبدالرزاقؒ کے پاس جن کی کتاب مصنف مشہور ہے، علم حدیث کوطلب کرنے کی غرض سے گیا تو وہ خشونت سے پیش آئے، مجھ کو منع فرمایا اور یہ کہا کہ مجھ سے حدیث کو مت لکھ، میں تجھ کو حدیث نہ پڑھاؤں گا، اس جواب کو سن کر میں تمام رات مغموم رہا اور جب نیند آئی تو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اور تمام قصہ آپ کی جناب میں عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری حدیث کو چار شخصوں سے حاصل کر، میں نے عرض کیا وہ چار آدمی کہاں ہیں؟ اور ان کا کیا نام ہے؟ آپ نے ان تینوں آدمی کا نام بتلا کر فرمایا کہ سب کے رأس رئیس قعنبی ہیں۔ (۳)

اس زمانہ میں ان کو اکثر لوگ ابدال جانتے تھے۔ (۴) انکی نیک بختی اور بزرگی پر جمیع اہل عصر کا اتفاق تھا۔ ٦ محرم الحرام ۲۲۱ھ [۳۱ دسمبر ۸۳۵ء] کو مکہ معظمہ میں ان کی وفات ہوئی۔ (۵)

(۱) الدیباج المذھب ص: ۱۳۲۔ [یہ قول سعید بن منصور سے منقول ہے، ص: ۲۱۴، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۵۱۔ [۱/ ۳۴۸، نور]

(۳) علامہ ذہبی نے سیر أعلام النبلاء میں لکھا ہے: ۱۰/ ۷۰-۲٦۹ وہ کہتے ہیں کہ محمد بن منذر شکرا اپنے بعض شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبدالرزاق کے پاس حصول حدیث کے لئے رکا ہوا تھا، احادیث کا ایک حصہ باقی تھا، اور مجھے سفر درپیش ہوا، لہٰذا میں نے ان سے فرمائش کی، انہوں نے مجھے ڈانٹ پلائی، اور خشونت سے پیش آئے، جس کی وجہ سے میں کبیدہ خاطر ہوا۔ اسی رات مجھے زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کررہے تھے کہ کیوں مغموم ہو؟ میں نے پورا واقعہ بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم حدیث لکھنا چاہتے ہو تو قعنبی، محمد بن فضل سدوسی، عبداللہ بن رجاء غدانی اور محمد بن یوسف فریابی سے لکھو، میں نے یہ خواب عبدالرزاق سے بیان کیا تو انہوں نے بقیہ احادیث پڑھانے کے لئے رضامندی کا اظہار کیا۔ لیکن میں نے انکار کیا اور ان لوگوں سے جاملا اور ان سے حدیثیں لکھیں۔

(۴) **العقد الثمین ۵/ ۲۸۵۔ سیر اعلام النبلاء ۱۰/ ۲٦۲۔**

(۵) **الدیباج المذھب ص: ۱۳۲۔**

☆ اصل فارسی عبارت یہ ہے، ''وہرگاہ بطواف خانہ کعبہ مشغول می شدی گفتند کہ ہیچ کن افضل از قعنبی رحمۃ اللہ علیہ طواف ایں خانہ متبرکہ نمی کند'' جس کا ترجمہ ہوگا ''اور جب وہ طواف خانہ کعبہ میں مشغول ہوتے تو لوگ کہتے کہ طواف کرنے والوں میں قعنبی سب سے افضل ہیں۔''

Marfat.com

موطا کا چوتھا نسخہ

یہ نسخہ ابن القاسم کا ہے۔ جو مذہب مالکی کے مشہور ترین فقہاء میں سے ہیں۔ اور اس مذہب کے مُدوّنِ اول وہی ہیں، اس نسخہ کے متفردات میں سے یہ حدیث ہے۔

مالك عن العلاء بن عبدالرحمن عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال الله تعالىٰ: من عمل عملاً، أشرك فيه معي غيري فهوله كله أنا اغنى الشركاء عن الشرك.

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی کام میں میرے ساتھ دوسرے کو بھی شریک کردے تو میں اپنا حصہ بھی اُس شریک کے لئے چھوڑ دیتا ہوں، کیونکہ میں تمام شرکاء سے زیادہ شرکت سے بے نیاز ہوں۔

ابوعمر بیان کرتے ہیں کہ ابن عفیر کے موطا میں بھی یہ حدیث پائی گئی ہے، اور سوائے ان دو موطا کے اور کسی موطا میں نہیں ہے۔ (۱) ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی، اور ان کا نام عبدالرحمٰن بن القاسم بن خالد بن جنادۃ العُتقی تھا۔ مصر کے رہنے والے ہیں۔ ان کی نسبت عتقی ولاء کی وجہ سے ہے۔ (۲) کیونکہ یہ زبید بن الحارث عتقی کے غلاموں میں سے ہیں۔ [**لأنه كان مولى لزبيد بن الحارث العتقى بضم العين المهملة و فتح التاء الفوقية**] اس نسبت کی تحقیق میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں جس زمانہ میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ فرمایا تھا وہاں کے چند غلام بھاگ کر آئے اور مشرف بایمان ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نسبت یہ فرمایا کہ:

هم عتقاء الله تعالىٰ یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ (۳)

---

(۱) التجريد ص: ۲۷۲. والحديث صحيح، أخرجه مسلم فى صحيحه، كتاب الزهد والرقائق، باب من أشرك في عمله غير الله.

(۲) ولاء عتاقہ کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص غلام کو آزاد کردیتا تھا اور دوسرے وارثوں کے نہ ہونے کی صورت میں اس کا ترکہ اس کو مل جاتا تھا۔ [ع]

(۳) تذكرة الحفاظ: ۳۲۶/۱. تهذيب التهذيب: ۲۵۲/۶. [ڈاکٹر ندوی نے ان کے لئے تذكرة الحفاظ اور تهذيب التهذيب کا حوالہ دیا ہے، مگر ہمیں یہ روایت تذكرة الحفاظ اور تهذيب التهذيب میں نہیں ملی۔ نور] الديباج المذهب، ص: ۱۴۶ [۲۳۹، نور]

Marfat.com

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ عتقاء ایک قبیلہ کے غلام نہیں ہیں بلکہ مختلف قبیلوں کے ہیں۔ بعض حجر حمیر سے ہیں، اور بعض سعد العشیر ہ سے، اور بعض کنانہ مضر سے اور اکثر مصر کے رہنے والے ہیں۔ زبید بن الحارث قبیلۂ حجر حمیر سے تھے۔ ان کا اصل قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت متفق ہوئی اور غارت گری اور لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنالیا۔ اور جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یا شرافت اسلام سے مشرف ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، اس کو خصوصیت کے ساتھ تکلیف دیتے تھے، اور ہر طرح سے راستہ میں ستانے کی کوشش کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گرفتاری کے لئے ایک فوج روانہ کیا۔ جب وہ قیدی بن کر آئے، تو آپ نے ان سب کو آزاد کردیا، اسی وجہ سے اُس جماعت کو عتقاء کہنے لگے۔ (۱) اور جو شخص ان کی اولاد میں ہوتا اس کو عتقی کہتے تھے۔

ابن القاسم ۱۳۰ھ [۴۸-۷۴۷ء] میں پیدا ہوئے۔ (۲) اور بہت سے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ علم حدیث کی راہ طلب میں بہت سا مال صرف کیا، پرہیزگاری وتقویٰ میں عجائب روزگار تھے۔ (۳) صحت حدیث اور حسن روایت میں یگانۂ آفاق اور نادرِ زمانہ تھے۔ (۴) آپ کی یہ دعا کثرت سے ہوتی تھی۔

اللھم امنع الدنیا مني و امنعني منھا.

امیروں اور بادشاہوں کے عطایا وہدایا کو ہرگز قبول نہیں کرتے تھے۔ (۵) عبداللہ بن وہب جن

---

(۱) وفیات الاعیان ۳/ ۱۳۰ [۲/۶۳-۶۲،نور]

(۲) تھذیب التھذیب ۶/ ۲۵۳ ۔ [تہذیب التہذیب میں سن ولادت ۱۲۸، ۱۳۱ اور ۱۳۲ مذکور ہے، ۱۳۰ ھ کا ذکر نہیں ہے۔نور] الدیباج المذھب ص: ۱۴۷ ۔[دیباج ص: ۲۴۱ پر ۱۳۲ اور دوسرا قول ۱۲۸ ھ کا ہے۔نور] الوفیات ۳/ ۱۲۹ ۔[الوافی بالوفیات ۱۵/ ۳۷ پر ان کا تذکرہ ہے تاریخ ولادت مذکور نہیں ہے۔ تحقیق: ابوعبداللہ جلال السیوطی، دارالکتب العلمیۃ بیروت: ۲۰۱۰،نور] میں لکھا ہے کہ ان کی ولادت ۱۳۲ھ [۵۰-۷۴۹ء] میں ہوئی، ایک قول ۱۳۳ھ [۵۱-۷۵۰ء] اور ایک قول ۱۲۸ھ [۴۶-۷۴۵ء] کا بھی ہے۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۲۶ ۔[۱/۳۲۴،نور]

(۴) ترتیب المدارك ۱/ ۴۳۴ ۔

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۲۶ ۔[۱/۳۲۴،نور]

Marfat.com

کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام مالکؒ کے فقہ کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرنا چاہتا ہے اس کو مناسب ہے کہ ابن القاسم کی صحبت کو اختیار کرے۔ کیونکہ ہم نے اپنا مشغلہ دوسرے علوم کے ساتھ بھی رکھا ہے۔ اور وہ صرف فقہ ہی کی طرف متوجہ رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مذہب مالکی کے فقہاء ان کے جمع کردہ مسائل کو تمام روایتوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ (۱)

کسی شخص نے اشہب سے جو مذہب مالکی کے بڑے لوگوں میں سے ہیں، یہ دریافت کیا کہ ابن القاسم کی فقاہت زیادہ ہے یا ابن وہب کی۔ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اگر ابن وہب کو ابن القاسم کے بائیں پاؤں کے برابر کریں [بھی] تو یہ ابن وہب سے فقیہ تر ہوگا، (۲) لیکن مذہب مالکی کے محققین نے لکھا ہے کہ مسائل خراج اور دیات میں اشہب کو پوری مہارت تھی، خرید و فروخت اور معاملات کے مسائل میں ابن القاسم کو اور حج و مناسک کے مسائل میں ابن وہب کو ترجیح تھی۔ واللہ اعلم (۳)

ابن القاسم کہتے ہیں کہ مجھ کو ابتداء میں جو امام کی صحبت میں رہنے کا شوق دامنگیر ہوا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کو خواب ☆ میں یہ کہتے ہوئے سنا، کہ اگر علم حق کو دوست رکھتے ہو اور اسی کی طلب کا کامل ارادہ ہے تو تم کو عالم آفاق کے پاس جانا چاہیے، میں نے کہا کہ عالم آفاق کون اور اس کا نام کیا ہے؟ اس نے یہ جواب دیا کہ امام مالک۔ (۴) ابن القاسم نے ہر سال کے مہینوں کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا، چار ماہ اسکندریہ میں رہ کر روم، بربر، اور زنگ کے کافروں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے، اور تین مہینے سفر حج اور زیارت پیغمبر میں سفر کرتے تھے۔ اور پانچ مہینے تعلیم علم میں مشغول رہتے تھے۔

ایک روز امام مالکؒ کی مجلس میں ان کا ذکر آیا تو امام نے یہ فرمایا کہ وہ تو مشک سے بھری ہوئی تھیلی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو عافیت کے ساتھ رکھے۔ (۵) خرقی نے اپنے کسی رسالہ کی شرح میں "ومن قرأ القرآن في سبع فذلك حسن" (۶)(۷) کے تحت میں لکھا ہے کہ ابن القاسم ماہ رمضان میں دو سو کلام اللہ ختم کرتے

(۱-۲-۳-۴) الديباج المذهب ص: ۱۴۷ _[۲۴۰، نور]

(۵) الديباج المذهب ص: ۱۴۶ _[۲۳۹، نور] سير أعلام النبلاء ۹/ ۱۲۱ _

(۶) یعنی یہ اچھا ہے کہ کلام مجید سات روز میں پڑھے۔ [ع]

☆ اصل فارسی میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے، "ابتدائے شوق من بصحبت امام از ان کہ روزی در خواب بمن گفتند"۔

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

تھے۔ اسد بن القاسم ☆ الفرات (۱) بیان کرتے ہیں کہ ابن القاسم علاوہ رمضان کے بھی دو قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے، جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہو، اور ان کو احیاء علم کی طرف توجہ دلائی تو ایک ختم کو موقوف کر دیا۔ ☆(۲) اور آخر عمر تک ایک ہی ختم پر مواظبت کرتے رہے۔ لوگوں نے مختلف اوقات میں امام مالکؒ سے جو مسائل دریافت کئے تھے، اور آپ نے ان کو جواب دیئے تھے، ان کی تین سو جلدیں ان کے

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۷) اس طرح کی ایک حدیث ابوداؤد نے اپنی سنن میں ذکر کی ہے۔ کتاب الصلوٰۃ باب تحزیب القرآن، عن عبداللہ بن عمر انہ سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کم یقرأ القرآن قال: فی أربعین یوما، ثم قال، فی شھر، ثم قال: في عشرين، ثم قال: في خمس عشرة، ثم قال: في عشر ثم قال فی سبع، لم ينزل من سبع.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قرآن کو کتنے دن میں ختم کیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چالیس دنوں میں، پھر فرمایا کہ ایک مہینہ میں، پھر فرمایا کہ بیس دنوں میں، پھر فرمایا پندرہ دنوں میں، پھر فرمایا کہ دس دنوں میں، پھر فرمایا سات دنوں میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سے کم دنوں کے بارے میں ارشاد نہیں فرمایا۔

(۱) اسد بن فرات: اسد بن فرات بن سنان ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی، بنوسلیم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ قاضی مجاہد اور امیر لشکر تھے، اصلاً نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ امام مالک سے احادیث موطا اور موطا کے علاوہ بھی حدیثیں سنیں، پھر عراق تشریف لے گئے، وہاں امام ابویوسف نے ان سے مؤطا سنی، امام ابوحنیفہ کے شاگردوں سے بھی اسد نے علم فقہ حاصل کیا تھا، پھر عراق سے چلے اور ابن وہب کے پاس آئے اور ان سے درخواست کی گئی، یہ امام ابوحنیفہ کے مسلک کی کتابیں ہیں آپ مذہب مالکی کی رو سے ان کا جواب دیجئے لیکن انہوں نے انکار کیا، اس کے بعد ابن القاسم کے حلقہ میں تشریف لے گئے اور ان سے مطالبہ کیا تو انہوں نے امام مالک سے جو کچھ سنا تھا یا امام مالک کے اصول کی روشنی میں اس کے جوابات دیئے۔ جو مسائل اسد کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی پیدائش ۱۴۵ھ [۶۳-۷۶۲ء] میں حرّان میں ہوئی اور وفات ۲۱۳ھ [۲۹-۸۲۸ء] صقلیہ کے جنگ میں سرقوسہ کے محاصرہ میں ہوئی اور وہیں سپرد خاک کئے گئے، دیکھئے: الدیباج المذھب ص: ۱۶۱ [دار الکتب العلمیہ. لبنان. ۱۹۹۶ء. ۱۴۱۷ھ دراسة وتحقیق: مامون بن محی الدین الجنان.] سیر أعلام النبلاء ۱۰/۲۸-۲۲۵۔ الاکمال ۴/۵۵-۴۵۴۔ ترتیب المدارک ۲/۴۶۵۔ وفیات الاعیان ۳/۱۸۲۔ [۲/۸۷، نور] شذرات الذھب ۲/۲۹-۲۸۔

(۲) ترتیب المدارک ۱/۴۴۰۔

☆ صحیح اسد بن فرات ہے قاسم کا لفظ زائد ہے فارسی نسخہ میں بھی یہی غلطی ہے۔

☆ اصل عبارت یہ ہے: ''کان ابن القاسم یختم فی کل یوم و لیلة ختمة فنزل لی حین جئته عن ختمة رغبة فی احیاء العلم''.

Marfat.com

پاس موجود تھیں۔[۱] ۱۹۱ھ[۸۰۶ء] میں آپ کی وفات مصر میں ہوئی۔[۲] انتقال کے بعد کسی شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور یہ دریافت کیا کہ اس عالم میں کونسی چیز نے تم کو فائدہ دیا۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ نماز کی اُن چند رکعتوں نے جن کو اسکندریہ میں ادا کیا تھا، پھر اُن سے دریافت کیا کہ فقہ کے وہ مسائل کہاں گئے تو یہ جواب دیا کہ میں نے کچھ نہ دیکھا، اور دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سب کو ھباءً منثورا (نیست ونابود) پایا۔[۳]

راقم الحروف لکھتا ہے کہ اس جگہ یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ اشتغال علمی کوئی مفید کام نہیں ہے، تعلیم و تعلم میں مشغول رہنا بھی ایک قسم کی عبادت بلکہ بہتر عبادت ہے اور تحقیق حق یہ ہے کہ نفوس انسانیہ اشغال میں مختلف ہیں، بعض کو کسی شغل سے تاثیر حاصل ہوتی ہے اور بعض کو کسی سے۔ اور عالم برزخ میں اس تاثیر کا ظہور عظیم واقع ہوتا ہے، لیکن شغل بذاتہ سب کے سب محمود ہیں، بعض دفعہ عمل قلیل ہوتا ہے، مگر خلوص نیت کی وجہ سے وہ عمل ایسا عظیم الشان اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ دوسرا عمل کثیر نیت صالحہ نہ ہونے کی وجہ سے عمدگی میں اُس کے ہم پلہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ان اللّٰہ لاینظر الی صورکم وأعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم[۴][۵] حق تعالیٰ کی طرف سے قاعدہ کلیہ مقرر ہے۔☆[۶]

---

(۱) ترتیب المدارك ۱/٤۳٤۔

(۲) الدیباج المذهب ص: ۱٤۷۔[۲۴۰-۴۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۹/۱۲۵۔

(۳) ترتیب المدارك ۱/٤٤٦۔

(۴) اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا ہے، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔[ح]

(۵) رواہ مسلم فی صحیحہ، کتاب البر والصلة والأدب، باب تحریم الظلم المسلم، عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ان اللّٰه لا ینظر الی أجسادکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم

(۶) ابن عبدالبر نے یہ بات لکھی ہے کہ ایک عابد جن کا نام عبداللہ عمری تھا، انہوں نے امام مالک کو خط لکھا جس میں ان کو لوگوں سے الگ رہنے اور عبادت میں یکسو ہونے پر ابھارا، تو امام مالک نے ان کے جواب میں لکھا کہ جس طرح اللہ نے روزی کو تقسیم کیا ہے اسی طرح اعمال کو بھی تقسیم کیا ہے، بعض کو نماز میں تاثیر حاصل ہوتی ہے اور روزوں سے نہیں ہوتی، اور بعض کو جہاد سے یہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں، بھلائی کے کاموں میں سب سے بہتر کام علم کا پھیلانا ہے، مجھے جس چیز میں شرح صدر حاصل ہوا ہے میں اس سے راضی ہوں، اور میں مجھے اور آپ دونوں کو خیر اور بھلائی پر پاتا ہوں۔ سیر أعلام النبلاء ۸/۱۱٤

☆ اصل فارسی میں اس کے بعد "فلیفهم ذلك" ہے۔

Marfat.com

موطا کا پانچواں نسخہ

یہ معن بن عیسیٰ کا روایت کردہ ہے، وہ حدیث جو ان کے متفردات سے ہے اور کسی دوسرے موطا میں نہیں پائی گئی یہ ہے:

مالك عن سالم أبي النضر مولیٰ عمر بن عبيدالله عن ابی سلمة بن عبدالرحمن بن عائشة انها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل، فا ذا فرغ مِن صلوته فا ن كنت يقظانة يحدث معي وإلاّ اضطجع حتی يأتيه المؤذن.(۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات سے تہجد پڑھنے کے لئے اٹھا کرتے تھے، جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے اگر میں بیدار ہوتی تو آپ مجھ سے باتیں کرنے لگتے تھے، ورنہ آپ اس وقت تک استراحت فرماتے جب تک کہ مؤذن آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

معن کی کنیت ابو یحییٰ ہے اور نسب یہ ہے: معن بن عیسیٰ بن دینار المدنی القزاز قزاز، دونوں زائے معجمہ ہیں۔ قزفروشی کی جانب نسبت ہے۔ ''قز'' خام ریشم کو کہتے ہیں۔

چونکہ یہ نبی اشجع کے غلاموں میں سے تھے، اس وجہ سے ولاء کی نسبت سے ان کو اشجعی بھی کہتے ہیں۔ امام مالکؒ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ اپنے زمانہ کے محقق اور مفتی تھے۔(۲) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امام مالک کے ربیب تھے، جس وقت ہارون رشید مؤطا سننے کے اشتیاق میں اپنے دونوں صاحبزادوں یعنی امین اور مامون کو لے کر امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اُس وقت موطاً کے قاری بھی معن بن عیسیٰ تھے۔ ہارون اور ان کے دونوں صاحبزادے کچھ دیر سنتے رہے۔ معن بن عیسیٰ اکثر حجرہ کے دروازہ پر رہتے تھے، اور جو کچھ امام کی زبان فیض ترجمان سے نکلتا تھا، اس کو سن کر لکھ لیتے تھے۔ جب

---

(۱) دیکھئے: التجريد ص: ۲۷۴ ـ موطا ص: ۱۴۴ ـ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں کئی جگہ روایت کیا ہے، كتاب تقصير الصلوٰة، باب اذا صلى قاعدا ثم صح. مسلم نے بھی اپنی صحیح میں كتاب صلوٰة المسافرين وقصرها کے باب صلاة الليل میں اس کو روایت کیا ہے۔

(۲) تذکرة الحفاظ ۱/۳۰۴ ـ تهذيب التهذيب ۱۰/۲۵۲ ـ الديباج المذهب ص: ۳۴۷ ـ [۴۲۶، نور]

Marfat.com

امام مالکؒ ایسے بوڑھے ہوگئے کہ لاٹھی رکھنے کی ضرورت پڑی تو بجائے لاٹھی کے معن بن عیسیٰ ہوتے تھے امام مالکؒ ان کے دوش کے سہارے مسجد نبوی تک اقامت جماعت کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اسی وجہ سے لوگ ان کو عصائے مالک بھی کہتے تھے۔ (۱) بخاری مسلم ترمذی اور دوسری معتبر کتابوں میں ان کی بہت روایتیں ہیں۔ آپ نے امام مالکؒ سے چالیس ہزار مسئلے سنے تھے۔ (۲) ماہ شوال ۱۹۸ھ [۸۱۴ء] میں بمقام مدینہ منورہ انتقال فرمایا۔ (۳)

موطا کا چھٹا نسخہ

یہ عبداللہ بن یوسف تنیسی کا روایت کردہ ہے، تنیس الجزائر (مغرب) میں ایک شہر ہے، آخر عمر میں عبداللہ بن یوسف نے وہاں کی سکونت اختیار کی تھی، (۴) ورنہ دراصل وہ دمشقی تھے، ذیل کی حدیث صرف ان ہی کی موطا میں ہے۔

مالك عن ابن شهاب عن حبيب مولىٰ عروة عن عروة بن الزبير آن رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم أيّ الأعمال أفضل؟ قال: إيمان بالله، قال: فأيّ العتاقة أفضل قال أنفسها، قال: فا ن لم أجد يا رسول الله؟ قال: تصنع لصانع أو تعين أخرق. قال: فان لم أستطع يارسول الله؟ قال: تدع الناس من شرّك فإنها صدقة تتصدق على نفسك.

عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سرور کائنات سے یہ دریافت کیا کہ عمل کونسا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا، پھر اس نے عرض کیا کہ غلام کونسا آزاد کرنا افضل ہے، آپ نے فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو، پھر اُس نے پوچھا کہ

---

(۱) الديباج المذهب ص: ٣٤٧ _[۴۲۶، نور] سير أعلام النبلاء ٣٠٦/٩ _[ابن عیسیٰ کے دوش پر امام مالک کا ٹیک لگا کر مسجد جانے کا تذکرہ سیر میں نہیں ہے۔ نور]

(۲) الديباج المذهب ص: ٣٤٧ _[۴۲۶، نور] سير أعلام النبلاء ٣٠٦/٩ _

(۳) تذكرة الحفاظ ٣٠٤/١ _[تذکرہ میں مدینہ منورہ کا ذکر نہیں ہے۔ نور] سير أعلام النبلاء ٣٠٦/٩ _

(۴) تهذيب التهذيب ٨٦/٦ _[٨٧/٦، نور]

Marfat.com

اگر مجھ کو اس کی طاقت نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ کسی پیشہ ور کو سہارا دیدے یا کسی اپاہج کی مدد کردے، پھر اس نے عرض کیا کہ اگر مجھ کو اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھ، کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا ایسا صدقہ ہے جس کو تو اپنے نفس کے لئے کرتا ہے۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابن وہب کی موطأ میں بھی ہے البتہ کسی دوسرے موطأ میں نہیں ہے۔ (۱)

عبداللہ بن یوسف کی کنیت ابو محمد ہے، اور ان کا نسب و نسبت عبداللہ بن یوسف الکلاعی الدمشقی ثم التنیسی ہے۔ بخاریؒ نے ان سے بہت سی روایات بلاواسطہ کی ہیں۔ (۲) نہایت بزرگ و پرہیز گار اور مخیر تھے، بخاری اور ابو حاتم (۳) نے ان کے ثقہ و عادل ہونے میں بہت مبالغہ کیا ہے۔ (۴)

(۱) دیکھئے: التجرید ص: ۲٦٤ ۔ یہ صحیح حدیث ہے امام بخاری نے اپنی صحیح میں، کتاب العتق کے باب أي الرقاب أفضل میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ مسلم نے بھی اپنی صحیح کی، کتاب الایمان میں باب کون الإیمان باللّٰہ تعالیٰ افضل الاعمال کے تحت مختلف سندوں کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے۔

(۲) تہذیب التہذیب: ۸٦/٦۔[٦/۸۷،نور]

(۳) ابوحاتم رازی: محمد بن ادریس بن مندر حنظلی، رازی۔ ان کی کنیت ابوحاتم تھی۔ ۱۹۵ھ[۱۱-۸۱۰ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ کہتے ہیں کہ میں نے ۲۰۹ھ[۲۵-۸۲۴ء] سے حدیث لکھنی شروع کی، انہوں نے بلوغ سے پہلے ہی علم کے لئے سفر کرنا شروع کر دیا تھا، انہوں نے نفیلی سے تقریباً چودہ ہزار حدیثیں لکھیں، ان کے اساتذہ میں، عبید اللہ بن موسیٰ، محمد بن عبداللہ انصاری، قبیصہ، ابونعیم، عفان اور ابوالیمان کے علاوہ بہت سارے محدثین ہیں، ان کے تلامذہ میں، ابوزرعہ رازی، ابوزرعہ دمشقی، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوداؤد، نسائی کے علاوہ جم غفیر ہے۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ جب ابوحاتم کسی راوی کو صحیح اور ثقہ کہہ دیں تو انکا قول حرف آخر خیال کرو، لیکن اگر وہ کسی کے متعلق لا یحتج بہ کہیں تو دیکھو کہ دوسرے علماء نے ان کے متعلق کیا رائے قائم کی ہے اگر دوسروں نے اس راوی کو ثقہ کہا ہے تو پھر ابوحاتم کی بات نہ مانو، اس لئے کہ رجال کے جرح و تعدیل میں وہ مشدد ہیں۔ ابن ابوحاتم کہتے ہیں کہ میں نے یونس بن عبدالاعلیٰ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ابوزرعہ اور ابوحاتم خراسان کے دو امام ہیں، اور ان کے دونوں کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا کہ ان دونوں کی بقا مسلمانوں کے لئے سودمند ہے۔ ان کی وفات شعبان ۲۷۷ھ[۹۱-۸۹۰ء] ۸۲ سال کی عمر میں ہوئی۔ تذکرۃ الحفاظ ۱٤٦/۲ ۔[۲/۳۴-۱۳۲،نور] سیر أعلام النبلاء ۲٤۷-٦۳/۱۳ ۔ الجرح والتعدیل ۳٤۹-۷۵/۱ ۔ تاریخ بغداد ۷۳-۷۷/۲ ۔ تہذیب التہذیب ۳۱-۳٤/۹ ۔ شذرات الذہب ۱۷۱/۲ ۔ بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

موطا کا ساتواں نسخہ ☆

یہ یحییٰ بن بکیر کا روایت کردہ ہے۔ جو حدیث اُن کے موطأ کے علاوہ اور کسی موطأ میں نہیں وہ یہ ہے:

مالك عن عبدالله بن أبي بكر عن عمرة عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مازال جبرئيل يوصيني بالجار حتى ظننت أنه ليورثه. (۱)

عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل کی مجھ پر ہمیشہ تاکید رہی کہ پڑوسی کی خیر خواہی کرتے رہو، جس سے میں نے تو یہ خیال کیا تھا کہ شاید پڑوسی کو ترکہ کا وارث بھی کر دیں گے۔

یحییٰ بن بکیر فرماتے ہیں کہ میں نے موطأ کو چودہ مرتبہ امام مالکؒ کو سنایا ہے، (۲) اور موطأ میں چالیس حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں امام مالکؒ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو واسطہ سے زیادہ نہیں ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیث کو ''ثنائی'' کہتے ہیں۔ دیار مغرب میں انہیں چالیس حدیثوں پر مشتمل ایک رسالہ جدا لکھا گیا ہے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۴) تذكرة الحفاظ ۱/۳۷۱۔ [تذکرہ میں ہے: ''قال البخاری کان من اثبت الشاملین'' اور '' قال أبو حاتم ثقة'' ۱/۳۶۶، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۰/۳۵۸۔ [تذکرہ اور سیر کی عبارت بالکل متحد ہے، نور] تهذيب التهذيب ۶/۱۸۷۔ [۶/۸۷، نور]

(۱) دیکھئے: التجريد ص: ۲۶۹-۷۸۔ یہ حدیث صحیح ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں كتاب الادب، باب الوصبة لجار میں ذکر کی ہے، امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں كتاب البر والصلة والآداب، باب الوصية بالجار والإحسان إليه کے تحت اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(۲) ابن ناصر الدین کہتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر سے بطریق بقی بن مخلد اور دوسروں کے، روایت ہے کہ انہوں نے مالک سے موطا کو دس سے زائد مرتبہ سنا ہے، روایت میں چودہ مرتبہ کا ذکر ہے، جس میں بعض مرتبہ خود امام مالک کی قرأت سے سنا ہے، اتحاف السالك، ص: ۳۳-۱۳۲۔

☆ یہ روایت ۱۹۰۷ء میں علی گڈھ میں چھپی [تاريخ التراث العربي. فقه جلد اول. جزء ثالث. مطبوعه ۱۴۰۳ھ. ۱۹۸۳ء. إدارة الثقافة والنشر رياض. سعوديه]

Marfat.com

احادیث موطأ کی اجازت حاصل کرنے کے وقت یہی چالیس حدیثیں اُستاد کو سنائی جاتی ہیں۔
ان حدیثوں میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ مالک نافع سے اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی، گویا اس کا سب کنبہ لٹ گیا، اور برباد ہوگیا۔ (۱)

یحییٰ بن بکیر کی کنیت ابوزکریا ہے، ان کے والد کا نام عبداللہ ہے، بکیر اُن کے دادا ہیں جن کے نام کی طرف اُن کی نسبت کی جاتی ہے، اور اسی سے یہ مشہور ہیں۔ مصر کے رہنے والے ہیں، چونکہ بنی مخزوم کے غلاموں سے تھے، اس وجہ سے اُن کو مخزومی بھی کہتے ہیں، امام مالک اور لیث بن سعد کے شاگرد ہیں، دونوں بزرگوں سے استفادۂ تام کیا ہے۔ بخاریؒ نے بے واسطہ اور مسلم نے ایک واسطہ سے اپنی صحیحین میں بہت سی حدیثیں ان سے روایت کی ہیں، (۲) محدثین میں سے جس کسی محدث نے ان کی توثیق نہیں کی، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کو حال کی اطلاع نہیں ہے، ورنہ صدق اور امانت میں وہ آفتاب کی مانند اپنے زمانہ میں مشہور تھے، اگرچہ حاتم اور نسائی نے بھی ان کی توثیق میں تردد کیا ہے اور ان کو زیادہ معتبر نہیں کہتے۔ (۳) لیکن حق بات یہی ہے کہ ان کی امانت، راستی، دیانت اور وفورِ علم میں کوئی انگلی رکھنے کی جگہ نہیں ہے، اور جب کہ بخاری و مسلم ان پر اعتماد رکھتے ہوں تو دوسروں کو ان کے حق میں کلام کرنے کا موقع نہیں ہے۔ (۴) یحییٰ کی وفات ۲۳۱ھ [۸۴۵-۴۶ء] میں ہوئی۔ (۵)

موطا کا آٹھواں نسخہ

یہ بروایت سعید بن عفیر ہے۔ اور ذیل کی حدیث میں وہ منفرد ہیں، جو موطأ کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔

(۱) یہ روایت موطا بروایت یحییٰ میں منقول ہے: وقوت الصلوٰة باب جامع الوقوت امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں کتاب مواقیت الصلوٰة باب اثم من فاتته العصر کے تحت اس روایت کو ذکر کیا ہے۔
(۲-۳) تذکرة الحفاظ ۸/۲۔ تهذيب التهذيب ۲۳۷/۱۱۔
(۴) سير أعلام النبلاء ۶۱۴/۱۰۔
(۵) تهذيب التهذيب ۲۳۷/۱۱۔

Marfat.com

أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن اسمٰعيل بن محمد بن ثابت بن قيس بن شمّاس عن ثابت بن قيس بن شمّاس أنه قال: يا رسول الله لقد خشيت أن أكون قد هلكت: قال بم؟ قال نهانا الله تعالى أن نحمد بما لم نفعل وأجدني أحب الحمد ونهانا الله عن الخيلاء وأنا امرؤ أحبّ الجمال، ونهانا الله أن نرفع أصواتنا فوق صوتك، وأنا امرؤ جهير الصوت فقال النبي صلى الله عليه وسلم، ياثابت! أما ترضى أن تعيش حميداً وتموت شهيداً وتدخل الجنة قال مالك: قتل ثابت بن قيس بن شماس يوم اليمامة شهيدا. (۵)

ثابت بن قیس بن شماس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے آپ نے وجہ پوچھی، تو عرض کیا کہ باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس (خواہش) سے روکا ہے کہ جو کام ہم نے نہیں کیے ان پر ہماری تعریف کی جائے لیکن میں اپنی تعریف کو پسند کرتا ہوں، اور ہم کو خدا تعالیٰ نے نمائش و نمود سے منع کیا ہے حالانکہ میں زیب و زینت کو عزیز رکھتا ہوں نیز خدا کی ممانعت ہے کہ ہم اپنی آوازیں آپ کی آواز کے مقابلہ میں بلند کریں مگر میں فطری طور پر بلند آواز واقع ہوا ہوں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ثابت کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ جب تک دنیا میں رہو نیک نامی کی زندگی بسر کرو، اور مرو تو شہادت کی موت مرو، اور جنت میں بے کھٹکے جاؤ، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس کی شہادت یمامہ کی لڑائی میں واقع ہوئی۔

(۱) دیکھئے: التجريد ص: ۲٦٤، صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا بعض حصہ مروی ہے، امام محمد بن حسن شیبانی نے بھی اپنی مؤطا میں اسے روایت کیا ہے، دار قطنی کہتے ہیں کہ موطا کے راویوں میں صرف سعید بن عفیر اور ابن أبی اویس نے اسے روایت کیا ہے، اور موطا کے علاوہ دوسری کتابوں میں اس حدیث کی متابع روایت آئی ہے۔ [احادیث الموطا ص: ۱۰]

Marfat.com

سعید بن عفیر مصر کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابوعثمان ہے، ان کی نسبت ونسب ولاء کے اعتبار سے ہے۔ نسب یہ ہے: سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری (۱) یہ بھی امام مالک اور لیث بن سعد کے شاگرد ہیں، بخاری اور دوسرے معتبر محدثین ان سے روایت کرتے ہیں۔ (۲) ان کو علم حدیث کے علاوہ دیگر علوم میں بھی کمال حاصل تھا، انساب، علم تاریخ اور واقعات عرب اور گزشتہ اخبار میں خصوصیت کے ساتھ دخل رکھتے تھے۔ فصاحت اور علوم ادبیہ میں بھی اپنے زمانہ کے سربرآوردہ علماء میں تھے۔ بہت زیادہ خوش کلام اور نیک صحبت تھے۔ ان کی مجالست سے کوئی ہرگز ملول نہ ہوتا تھا۔ اشعار بھی خوب یاد تھے۔ (۳) ۱۴۶ھ [۶۴-۷۶۳ء] میں پیدا ہوئے، اور ماہ رمضان ۲۲۶ھ [۸۴۱ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ (۴)

موطا کا نواں نسخہ

یہ بروایت ابومصعب زہری ہے۔ اور ان کے متفردات میں سے اس حدیث کو لکھا ہے۔

أخبرنا مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن الرقاب أيها الأفضل قال: أغلاها ثمناو أنفسها عند أهلها.

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ غلاموں میں سے کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے، آپ نے فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو، اور مالک کے نزدیک زیادہ محبوب ہو۔

لیکن ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کے نسخہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ (۵) ان کا نسب: ابومصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارۃ بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری

(۱-۲) تذکرة الحفاظ: ۱۵/۲۔ [۱۴/۲، نور] سير أعلام النبلاء ۵۸۳/۱۰۔

(۳) تذکرة الحفاظ ۱۵/۲۔ [۱۴/۲، نور] سير أعلام النبلاء ۵۸۴/۱۰۔ ترتيب المدارك ۴۵۴/۱۔

(۴) تذکرة الحفاظ ۱۵/۲۔ [۱۴/۲، نور]

(۵) دیکھئے: موطأ بروایت یحییٰ، کتاب العتق باب فضل الرقاب.

Marfat.com

ہے۔ان کو عوفی بھی کہتے ہیں۔مدینہ منورہ کے مفتی وقاضی بھی تھے۔شیوخ اہل مدینہ میں ان کا شمار تھا۔(۱)
۱۵۰ھ[۷۶۷ء] میں پیدا ہوئے،اورامام مالک کی صحبت اختیار کی تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے تفقہ تام عطا فرمایا۔
ابراہیم بن سعد مدنی ☆(۲) سے بہت روایت کرتے تھے۔خود اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں۔البتہ نسائی نے ان سے بواسطہ روایت کی ہے،۹۲ سال کی عمر پائی۔(۳) ابوحذافہ سہمی اوران کے موطأ میں سو حدیثیں ایسی موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں۔(۴) بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی موطأ بھی مثل موطأ ابوحذافہ ان پچھلے نسخوں میں سے ہے جو امام مالک کو سنایا گیا تھا،اسی وجہ سے یہ زیادتی اُس مسودہ کی سی نہیں ہے جو قابل ردّ وبدل ہوتا ہے۔(۵) اہل مدینہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا،چنانچہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ جب تک ابومصعب زہری ہم میں زندہ رہے ہم حدیث کے علم اور فقاہت کے اعتبار سے عراق والوں پر غالب رہے۔(۶) جب پیام قضا پہنچا تو عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ماہ رمضان المبارک ۲۴۲ھ[۸۵۷ء] میں وفات پائی۔(۷)

---

(۱) تذکرة الحفاظ ۶۶/۲۔[۶۱/۲،نور] سير أعلام النبلاء ۴۳۶/۱۱۔الديباج المذهب ص: ۳۰۔[۸۳،نور]

(۲) ابراہیم بن سعد: ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ان کے اساتذہ میں خود ان کے والد، شعبہ اور صالح بن کیسان ہیں اور ان کے تلامذہ میں اسماعیل بن موسیٰ فزاری، سلیمان بن داؤد ہاشمی، اور زکریا بن عدی ہیں۔ابن معین نے انہیں ابن اسحاق اور ولید بن کثیر کے مقابلے میں اثبت کہا ہے۔ان کی وفات ۱۸۵ھ[۸۰۱ء][ذہبی نے تذکرہ ۱۹۳ اور ۱۹۴ لکھا ہے۔ ۲۳۲/۱،نور] میں ہوئی۔دیکھئے: تذكرة الحفاظ ۲۲۹-۲۳۰/۱۔[۶۱/۲،نور] تهذيب التهذيب ۱۲۱/۱ [۱۲۱-۲۳/۱،نور]۔

(۳) تذکرة الحفاظ ۶۶/۲۔[۶۱/۲،نور]

(۴) تذکرة الحفاظ ۶۷/۲۔[۶۱/۲،نور]

(۵) ابومصعب اور سہمی کی موطا میں جو کچھ اضافہ ہے اس کو ذکر کرنے کے بعد امام ذہبی نے لکھا ہے کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ امام مالک موطا میں ان احادیث کا اضافہ کرتے رہتے تھے، جو پہلے انہوں نے ترک کی تھیں۔سير أعلام النبلاء ۴۳۸/۱۱۔

(۶) ترتیب المدارك ۵۱۲/۱ .الديباج المذهب ص: ۳۰۔[۸۳،نور]

(۷) ترتیب المدارك: ۵۱۲/۱۔[۵۱۳/۲،نور] الديباج المذهب،ص: ۳۰۔[۸۳،نور]

☆ فارسی نسخہ میں ''بن'' نہیں ہے۔

Marfat.com

موطا کا دسواں نسخہ

یہ بروایت مصعب بن عبداللہ زبیری (۱) ہے۔ کہتے ہیں کہ ذیل کی حدیث ان کے متفردات میں سے ہے۔ مگر ابن عبدالبر نے اس حدیث کو یحییٰ بن بکیر اور سلیمان کے نسخہ میں بھی پایا ہے۔

مالك عن عبدالله بن دينار عن عبدالله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لأصحاب الحجر: لا تدخلوا على هؤلاء القوم المعذبين إلا أن تكونوا باكين فا ن لم تكونوا باكين فلا تدخلوا عليهم أن يصيبكم مثل ماأصابهم. (۲)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ یہ کھنڈرا اصحاب حجر کے ہیں، تو اے لوگو! ایک ایسی قوم معذب پر بغیر اس کے مت گزرو کہ تم خدا کے خوف کو یاد کر کے رونے والے ہو، اور اگر رونا تم کو نہ آئے تو وہاں گزرنے کی ضرورت بھی نہیں، ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے اعتنائی کی وجہ سے تم کو بھی وہی مصیبت پہنچ جائے جو ان کو پہنچی تھی۔

---

(۱) مصعب بن عبداللہ زبیری بمصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام، ابو عبداللہ ان کی کنیت ہے۔ امام مالک سے انہوں نے موطأ کے علاوہ بھی روایت کیا ہے، انہی کی صحبت سے شہرت پائی، ان کے اساتذہ میں ضحاک بن عثمان، ابراہیم بن سعد، عبدالعزیز دراوردی، سفیان بن عیینہ وغیرہ ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں امام ابن ماجہ، ان کے بھتیجے، زبیر بن بکار، ابو یعلی موصلی، موسیٰ بن ہارون اور ابوالقاسم بغوی کے علاوہ ایک بڑی تعداد ہے۔ امام دارقطنی اور کئی محدثین نے ان کو ثقہ کہا ہے، چونکہ انہوں نے خلق قرآن کے مسئلہ میں خاموشی اختیار کی تھی، اس لئے بعضوں نے ان کی ثقاہت پر کلام کیا ہے۔ شعر وشاعری اور علم الانساب کے زبردست عالم تھے، ہر خاص وعام میں مقبول تھے، دو شوال ۲۳۶ھ [۸۵۰-۵۱ء] میں ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ترتیب المدارك ۱/ ۳۸۰۔ [۱/ ۸۰-۳۷۹، نور] تهذيب التهذيب ۱۰/ ۱۶۳۔ [۱۰/ ٦٤-۱٦۲، نور] سير أعلام النبلاء ۱۱/ ۳۲-۱۳۰۔ الجرح والتعديل ۸/ ۳۰۹۔

(۲) دیکھئے: التجرید ص: ۲٦۹. یہ حدیث صحیح درجہ کی ہے، امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں کئی جگہ ذکر کیا ہے، كتاب الصلوٰة، باب الصلوٰة فی مواضع الخسف والعذاب.

Marfat.com

موطأ کا گیارہواں نسخہ

یہ محمد بن مبارک صوری (۱) کی روایت سے ہے۔

موطأ کا بارہواں نسخہ

یہ بروایت سلمان بن برد ہے۔ (۲)

راقم الحروف کو ان دونوں نسخوں کی احادیث پر اطلاع حاصل نہیں ہوئی۔ (۳) مگر غافقی نے جو کتاب لکھی ہے جو "مسند أحاديث الموطأ من اثنتي عشرة رواية" کے نام سے موسوم ہے۔ اور اپنے سے امام مالک تک اُس کتاب میں صحیح رجال کے ساتھ سند بیان کی ہے۔ راقم الحروف نے بھی اس کتاب کی تمام احادیث کو اپنے شیخ سے حاصل کر کے مطالعہ کیا ہے۔ غالب یہ ہے کہ غافقی کو ان نسخوں کے اصحاب تک دو واسطے ہوتے ہیں۔ اور امام مالکؒ تک تین واسطے۔ اس مسند کے آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ موطأ کے ان بارہ نسخوں میں کل چھ سو چھیاسٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں سے ستانوے حدیثیں مختلف فیہ ہیں کہ بعض اہل نسخہ وہ حدیثیں رکھتے ہیں اور بعض نہیں رکھتے، اور باقی متفق علیہ ہیں کہ تمام نسخوں میں موجود ہیں۔ اور منجملہ اُن کے ستائیس حدیثیں مرسل ہیں اور پندرہ موقوف۔ امام مالکؒ کے شیوخ جن کے نام اس مسند میں مذکور ہیں تعداد میں پچھتر ہیں۔ دو جگہ پر بغیر تعیین نام کے یہ عبارت مذکور ہے۔

---

(۱) محمد بن مبارک صوری: محمد بن مبارک بن یعلی قرشی، صوری۔ دمشق کے مفتی، فقیہ اور عابد تھے۔ دمشق میں مقیم رہے۔ اسماعیل بن عیاش، مالک، ابن عیینہ وغیرہ سے حدیثیں سنیں، ان سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ بن معین، محمد بن یحییٰ ذہلی، ابو محمد دارمی اور ابو زرعہ دمشقی ہیں۔ ثقہ اور حجت تھے۔ احمد عجلی، ابن ابو حاتم اور خلیلی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ شوال ۲۱۵ھ [۳۱-۸۳۰ء] میں ان کا انتقال ہوا۔ جب کہ ان کی ولادت ۱۵۳ھ [۷۷۰ء] میں ہوئی، تهذيب التهذيب ۹/٤٢٤ـ [۹/۲٤-۴۲۳، نور] سير أعلام النبلاء ۱/۹،۱-۳۹۰ـ [۱۰/۹۱-۳۹۰، نور] الجرح والتعديل ٨/١٠٤ـ

(۲) سلیمان بن برد: سلیمان بن برد بن نجیح ولاء کے اعتبار سے تجیبی ہیں۔ انہوں نے امام مالک سے موطا روایت کی ہے، محمد بن حکم نے کہا ہے کہ جس موطا سے سلیمان بن برد نے سنا ہے، وہ سب سے صحیح موطأ ہے۔ فقیہ مصر تھے۔ سن ۲۱۰ھ [۲۶-۸۲۵ء] یا ۲۱۲ھ [۲۸-۸۲۷ء] میں وفات ہوئی۔ ترتيب المدارك ١/٤٦٠.

(۳) یعنی سلیمان بن برد اور محمد بن مبارک صوری کی روایت۔

Marfat.com

"مالك عن الثقة عنده" یعنی امام مالک نے ایسے شخص سے روایت کی ہے جو اُن کے نزدیک ثقہ ہیں۔ امام مالک نے لفظ "بلغنی" سے بغیر ذکر راوی کے پانچ موقعوں میں روایت کی ہے۔ جملہ رجال صحابہ کی تعداد جو اس مسند میں مذکور ہیں پچاسی ہے۔ اور صحابیات میں سے تیئیس اور تابعین میں سے اڑتالیس ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ چونکہ کلام کا سلسلہ مسند غافقی تک پہنچ گیا تو اُن کا کچھ حال بھی ضرور لکھنا چاہئے۔ ان کی کنیت ابوالقاسم اور نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجوہری ہے۔ قسطاس ☆ کے مشائخ میں سے ہیں۔

قسطاس ملک شام میں ایک شہر ہے جو دمشق کے متصل ہے، (۱) اُن دیار کے مشہور اور اعلیٰ درجہ کے محدث مثل حسن بن رُشیق (۲) اور ابن شعبان وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ (۳) نہایت پرہیزگار اور فقیہ تھے۔ بایں ہمہ اپنے آپ کو فقیہوں کے زمرہ میں شمار نہیں کرتے تھے۔ ایسے خلوت پسند تھے کہ کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے تھے۔ اپنے ہی مکان میں عزلت گزیں تھے۔ (۴) باہر کم نکلتے تھے۔ دو عمدہ کتابیں ان کی

(۱) ترتیب المدارك ۲/۴۸۲ ۔[۴/۴۸۲، نور] الديباج المذهب ص: ۱۴۸ ۔[ابن فرحون نے غافقی کے تذکرہ میں اس شہر کا جائے وقوع ذکر نہیں کیا ہے۔ ص: ۲۴۲-۲۴۱، نور]

(۲) حسن بن رشیق: ابومحمد بن رشیق عسکری، مصری۔ ان کے اساتذہ میں نسائی، احمد بن زغبہ، اور بہت سارے مشائخ ہیں۔ دارقطنی، اسماعیل بن عمرو مقری، عبدالغنی بن سعید اور مصریوں اور مغاربہ میں سے ایک بڑی جماعت نے ان سے استفادہ کیا۔ طحان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ انہوں نے جتنے لوگوں سے روایت کی ہے اس کا شمار کرنا بہت ہی مشکل کام ہے، میں نے کسی بھی عالم کے پاس ان سے بڑا احادیث کا ذخیرہ نہیں دیکھا۔ ان کی ولادت صفر ۲۸۳ھ [۸۹۶ء] اور وفات جمادی الاخریٰ ۳۷۰ھ [۹۸۰ء] میں ہوئی۔ دیکھئے: تذكرة الحفاظ ۳/ ۷۰-۱۶۹ ۔[۳/ ۶۰-۱۵۹، نور] سير أعلام النبلاء ۱۶/ ۸۱-۲۸۰ ۔ شذرات الذهب ۳/ ۷۱ ۔

(۳) ترتیب المدارك ۲/۴۸۲ ۔[۴/ ۸۳-۴۸۲، نور] الديباج المذهب ص: ۱۴۸ ۔

(۴) ترتیب المدارك ۲/ ۴۸۳ ۔ الديباج المذهب ص: ۱۴۸ ۔[۲۴۲، نور] "وہ اپنے آپ کو فقہاء میں شمار نہیں کرتے تھے" یہ اس میں نہیں ہے۔

☆ صحیح فسطاط ہے، فارسی نسخہ کی پہلی طباعت میں یہی لفظ ہے۔ دوسری طباعت میں غلطی ہوگئی ہے۔

Marfat.com

یادگار ہیں۔ایک مسند موطا، دوسری مسند مالیس فی المؤطا، مذہباً مالکی تھے۔ (۱) ماہ رمضان المبارک ۳۸۱ھ [۹۹۱ء] میں وفات پائی۔ (۲)

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ دو شخصوں نے امام مالک سے موطا کو روایت کیا ہے اور دونوں کا نام یحییٰ بن یحییٰ ہے۔ایک اُن میں سے وہی ہیں جن کا حال نسخہ اولیٰ کے بیان میں گزر چکا، اور وہ مؤطا کے مشہور ترین نسخوں میں سے ہے۔لیکن صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں اُن سے کوئی روایت نہیں ہے۔ چونکہ ان کو وہم زیادہ رہتا تھا اس وجہ سے ان بزرگوں نے ان کو ترک کردیا۔ (۳) دوسرے یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر بن عبدالرحمن تمیمی، حنظلی، نیشاپوری ہیں۔اُن کی وفات ۲۲۲ھ [۷۔۸۳۶ء] میں ہوئی۔ بخاری اور مسلم میں ان کی روایت موجود ہے۔ جو اشخاص رجال حدیث سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے وہ دونوں میں اشتباہ پیدا کردیتے ہیں۔

موطأ کا تیرہواں نسخہ

یہ نسخہ بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی ہے۔ (۴) جو باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں منعقد کیا ہے اور یہی ابواب موطأ کا آخر باب ہے، اسی پر ان کے موطأ کا اختتام ہے، اس میں یہ حدیث ہے:

مالك عن ابن شهاب عن محمد بن جبير بن مطعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لى خمسة أسماء، أنا محمد وأنا أحمد وأنا الماحي

(۱) سیر أعلام النبلاء ۱۶/۴۳۶.

(۲) سیر أعلام النبلاء ۱۶/۴۳۶.

(۳) ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ ان کو حدیث میں درک نہیں تھا، الانتقاء ص: ۶۰. [ص:۱۰۹، مقدمہ: عبدالفتاح ابوغدہ، مکتبہ مطبوعات اسلامیہ حلب: ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء، نور]

(۴) یحییٰ بن یحییٰ بن بکر [ابن حجر نے اسے بکیر کے لفظ سے ضبط کیا ہے، نور] تمیمی منقری نیشاپوری ۱۴۲ھ [۶۰-۷۵۹ء] میں ان کی ولادت ہوئی، ابن سلیم ایلی، مالک، لیث، زبیر بن معاویہ وغیرہ سے علم حدیث کا فیض حاصل کیا، ان سے روایت سننے والوں میں بخاری، مسلم، ذہلی، اسحاق وغیرہ ہیں۔صفر ۲۲۶ھ [۸۴۰ء] میں ان کی وفات ہوئی۔نسائی نے ان کو ثقہ اور مامون کہا ہے۔امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ علم حدیث کے امام ہیں اگر میرے پاس اخراجات ہوتے تو ضرور میں حصول علم کے لئے ان کے پاس جاتا۔دیکھئے تذکرة الحفاظ ۲/۴-۵ ۔ سیر أعلام النبلاء ۱۰-۱۹-۵۱۲۔ الجرح والتعديل ۹/۱۹۷۔ تهذيب التهذيب ۱۱/۲۹۶ شذرات الذهب ۲/۵۹.

Marfat.com

الذی یمحو اللّٰہ بي الکفر، وأنا الحاشر الذي یحشر الناس علی قدمیّ وأنا العاقب. (۱)

حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ محمد اور احمد، اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے کفر کی جڑ کاٹ دی ہے اور نیز قیامت کے دن تمام آدمی میرے قدم بقدم چلیں گے اس وجہ سے میرا نام ماحی اور حاشر ہے، اور میرا نام عاقب بھی ہے۔

موطا کا چودھواں نسخہ

یہ بروایت ابوحذافہ سہمی ہے۔ ان کا نام احمد بن اسماعیل ہے۔ وفات کے اعتبار سے یہ امام مالک کے آخری شاگردوں میں سے ہیں۔ (۲) بغداد میں عید الفطر کے روز ۲۵۹ھ [جولائی ۸۷۳ء] میں وفات پائی، (۳) چونکہ شرائط کے لحاظ سے چنداں معتبر نہ تھے۔ اسی وجہ سے دارقطنی ان کی تضعیف کرکے کہتے تھے کہ بعض اشخاص نے ایسی چند حدیثوں کو جو موطاً سے خارج ہیں موطاً میں داخل کرکے ان کو سنائیں۔ اور وہ متنبہ نہیں ہوئے۔ (۴) خطیب فرماتے ہیں کہ دانستہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ (۵) لیکن غفلت اور سادگی کی بنا پر اس بلا میں پڑ جاتے۔ برقانی (۶) جو دارقطنی کے شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی

---

(۱) بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو ذکر کیا ہے۔ مسلم نے بھی اپنی صحیح میں کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر کیا ہے۔

(۲) میزان الاعتدال ۸۳/۱۔ [۱۱۳/۱، نور]

(۳) تہذیب التہذیب ۱۶/۱۔

(۴) میزان الاعتدال ۸۳/۱۔ [۱۱۳/۱، نور]

(۵) تاریخ بغداد ۲۴/۴۔ میزان الاعتدال ۸۳/۱۔ [۱۱۳/۱، نور] تہذیب التہذیب ۱۶/۱۔

(۶) برقانی: برقانی امام حافظ اور شیخ الفقہاء والمحدثین تھے، ان کا نام ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب خوارزمی تھا۔ مسلکاً شافعی تھے۔ ابوالعباس بن حمدان سے خوارزم میں روایات سنیں، اس کے علاوہ ابوعلی بن صواف اور ابوبکر بن ہیثم وغیرہ سے بھی سماع حدیث کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابوبکر بیہقی اور ابوبکر شیرازی کے علاوہ بہت سارے کبار محدثین ہیں۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں، اور صحیحین کا استخراج کیا ہے۔ ۴۲۵ھ [۱۰۳۴ء] اوائل رجب میں وفات پائی، خطیب نے انہیں ثقہ اور ثبت کہا ہے۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ۷۵/۳-۲۷۴۔ [۶۲/۳-۲۵۹، نور]

Marfat.com

سے دریافت کیا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی کتاب جس میں احادیث صحیحہ ہوں جمع کروں، اس میں ابوحذافہ کی روایت کو بھی درج کروں یا نہیں؟ فرمایا کچھ ڈر نہیں ہے۔ (۱) مگر ابن عدی نے بیان کیا کہ ابوحذافہ امام مالکؒ سے بے اصل اور باطل باتیں روایت کرتے ہیں ان کا اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ (۲) اور اس قباحت کا غالباً یہ سبب ہے کہ وہ مغفل تھے۔ لوگ ان کو فریب دیتے تھے۔ دوسرے اشخاص ان حدیثوں کو جو غیر معتبر تھیں موطأ میں درج کر کے ان کے سامنے پڑھتے تھے اور وہ ان کو یاد کر لیتے تھے، نہ یہ کہ خود جھوٹ کہتے تھے۔ چنانچہ دارقطنی نے فوراً اس کی تصدیق کی، اور اس امر کو صراحت کے ساتھ بیان کیا۔ اصل میں یہ قریشی تھے، بنی سہم سے جو قریش کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ہے۔ اول اول مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے، آخر میں بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔ تقریباً ایک سو سال کی عمر پائی۔ (۳)

موطا کا پندرہواں نسخہ

یہ بروایت سوید بن سعید ہے۔ اور ان کے متفردات میں سے یہ حدیث ہے: (۴)

مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عبدالله بن عمرو بن العاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من الناس، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء، فإذا لم يُبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا، فسئلوا فأفتوا بغير علم، فضلّوا وأضلّوا.

علم کے اٹھائے جانے اور دنیا سے مفقود ہونے کی یہ صورت نہ ہوگی کہ آدمیوں کے سینے سے علم کو سلب کر لیا جائے گا بلکہ علماء اٹھا لئے جائیں گے اور جب ان کا کوئی

(۱) تاریخ بغداد ۴/۲۴۔ سیر أعلام النبلاء ۱۲/۲۶۔ [سیر کے الفاظ قدرے مختلف ہیں۔ نور] تهذيب التهذيب ۱/۱۵۔

(۲) ميزان الإعتدال ۱/۸۳۔ [۱/۱۱۳، نور] (۳) سير أعلام النبلاء ۱۲/۲۵۔

(۴) قلتُ: مؤلف سے اس حدیث کی نسبت سوید بن سعید کی طرف کرنے میں سہو ہوا ہے، دارقطنی نے اس کی نسبت معن کی طرف کی ہے۔ اور اس حدیث کو امام مالک کے تلامذہ میں سوائے معن کے کسی نے بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں متعدد جگہ اس کو ذکر کیا ہے، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم. امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه میں اسے ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

جانشین عالم باقی نہ رہے گا تو مخلوق جاہلوں کو اپنا سردار خیال کرے گی، اور ان سے ہی اپنے مسائل کو دریافت کرے گی اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ان کی کنیت و نام ابومحمد سوید بن سعید الہروی ہے اور حدثانی بھی ان کو کہتے ہیں۔ (۱) مسلم اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کی ہے۔ اور وہ ان کو معتبر جانتے ہیں۔ (۲) ابوالقاسم بغوی (۳) تو ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے تھے۔ لیکن امام احمد بن حنبل بعض امور میں ان پر گرفت فرمایا کرتے تھے۔ (۴) اس فن کے محققین کا یہ بیان ہے کہ جب وہ اپنے نوشتہ میں سے روایت کیا کرتے تھے تو احتیاط کو مدنظر رکھتے تھے۔ اور جب اپنی یاد سے لکھواتے تھے تو خطا کرتے تھے۔ (۵) اور آخر عمر میں کبرسنی اور بڑھاپا اور ضعف بصارت وحافظہ میں خلل ہونے کے سبب سے قابل اعتماد نہیں رہے تھے، اگرچہ ان کی احادیث میں بہت سے منکرات ہیں لیکن امام مسلم نے ان منکرات کو اصول معتبرہ سے دفع کر کے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔ (۶)

ماہ شوال ۲۴۰ھ [۸۵۵ء] میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ۔ (۷)

---

(۱) تہذیب التہذیب ٤/۲۷۲۔ (۲) تہذیب التہذیب ٤/۲۷۲۔

(۳) بغوی: ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن مرزبان بغوی، بغدادی ان کا اسم گرامی ہے، اصلاً بغا کے رہنے والے تھے۔ رمضان ۲۱۴ھ [۸۲۹ء] میں ان کی ولادت ہوئی، آپ اپنے چچا علی بن عبدالعزیز کی توجہات سے بچپن ہی سے مشائخ سے حدیثیں سننے لگے۔ علی بن جعد، علی بن مدینی، اور امام احمد بن حنبل وغیرہ سے حدیثیں حاصل کیں۔ ان سے حدیثیں سننے والوں میں ابن صاعد، دارقطنی، اسماعیلی اور بہت سارے لوگ ہیں۔ انہوں نے معجم الصحابہ اور اجزاء جعدیات تصنیف کی۔ دارقطنی نے کہا ہے کہ ابوالقاسم بغوی ثقہ امام اور کم غلطی کرنے والے مشائخ میں سے ہیں۔ ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ بغوی صاحب حدیث تھے، صحیح احادیث کا التزام کرنے والوں تے ان سے استدلال کیا ہے۔ ایک سو تین سال کی عمر پائی۔ عیدالفطر کی رات ۳۱۶ھ [۹۲۸-۲۹ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ٤-۳۰۲۔ [۲/ ۷۶-۷۳، نور]

(۴) سیر أعلام النبلاء ۱۱/ ٤۱۲۔ تہذیب التہذیب ٤/ ۲۷۳۔

(۵) تہذیب التہذیب ٤/ ۲۷۳۔

(۶) سوید کو محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے جس میں یحییٰ بن معین، نسائی وغیرہ ہیں، امام بخاری نے ان کی احادیث کو منکر کہا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۱۱/ ٤۱۳، ۱۸.

(۷) تہذیب التہذیب ٤/ ۲۷۵.

Marfat.com

موطا کا سولہواں نسخہ ☆

یہ بروایت امام مجتہد محمد بن الحسن شیبانی ہے۔(۱) امام محمد صاحب ایسے معروف ومشہور ہیں کہ کچھ تعریف وتوصیف کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے اپنی موطا کو اس حدیث پر ختم کیا ہے۔

أخبرنا مالك عن عبدالله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ا ن أجلكم فيما خلا من الأمم كما بين صلاة العصر ا لى مغرب الشمس وإنما مثلكم ومثل اليهود والنصارىٰ كرجل استعمل عمالاً فقال: من يعمل لي إلى نصف النهار على قيراط قيراط؟ فعملت اليهود، ثم قال: من يعمل لي من نصف النهار إلى العصر على قيراط قيراط؟ فعملت النصارى على قيراط قيراط ثم قال: من يعمل لي من صلوٰة العصر إلى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين؟ ألا فأنتم الذين تعملون من صلاة العصر إلى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين. قال فغضبت اليهود والنصارى وقالوا: نحن أكثر عملا وأقل عطاءً قال هل ظلمتكم من حقكم شيئاً قالوا: لا، قال: فإنه فضلي أوتيه من

(۱) امام محمد: ابوعبداللہ محمد بن حسن بن فرقد۔ ولاء کے اعتبار سے شیبانی ہیں۔ ان کی ولادت ۱۳۲ھ [۵۰-۷۴۹ء] میں ہوئی۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ، ابویوسف وغیرہ سے علم فقہ کو حاصل کیا، احادیث، ثوری، اوزاعی اور امام مالک وغیرہ سے اخذ کی، امام ابوحنیفہؒ سے دو اور امام مالکؒ سے تین سالوں تک کامل استفادہ کیا۔ ان کے تلامذہ میں امام شافعی اور ابوسلیمان جرجانی وغیرہ ہیں۔ ہارون رشید کے زمانہ میں قضاء کا عہدہ سنبھالا، حنفی مسلک کے فقیہ تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں الجامع الکبیر اور الجامع الصغیر وغیرہ ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے علم کو پھیلانے میں انہوں نے اہم رول ادا کیا ہے۔ ۱۸۹ھ [۸۰۵ء] میں مقام ری میں ان کا انتقال ہوا۔ لسان المیزان ۵/۱۲۱-۱۲۲۔ وفیات الاعیان ۴/۱۸۴۔ [۲/۲۲-۳۲۱، نور]

☆ موطأ کی یہ روایت لدھیانہ میں ۱۸۶۷ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھی۔ بعد ازاں مولانا عبدالحی لکھنوی کے مفید حواشی کے ساتھ لکھنؤ سے ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئی، پھر ڈاکٹر تقی الدین ندوی کی تحقیق سے یہ کتاب ۱۴۱۲ھ [۱۹۹۱ء] میں دارالسنہ والغیرۃ ممبئی اور دارالقلم دمشق سے شائع ہوئی۔

Marfat.com

أشاء. ☆(۱) ثم قال محمد هذا الحديث يدل على أن تأخير العصر أفضل من تعجيلها ألا ترى أنه جعل مابين الظهر ا لى العصر أكثر مما بين العصر ا لى المغرب في هذا الحديث، ومن عجل العصر كان مابين الظهر ا لى العصر أقل مما بين العصر إلى المغرب فهذا يدل على تأخير العصر وتأخير العصر أفضل من تعجيلها ما دامت الشمس بيضاء نقية لم يخالطها صفرة ، وهو قول أبي حنيفة و العامة من فقهائنا رحمهم الله تعالىٰ. انتهى. (۲)

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اے مسلمانو! تمہاری مدت حیات وبقا دیگر گذشتہ امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسا کہ عصر کی نماز سے مغرب تک کا وقت، گویا تمہاری اور یہود اور نصاری کی مثال یوں بیان ہوسکتی ہے کہ ایک شخص نے کسی کام کے لئے چند مزدوروں کو رکھا اور کہا کہ تم میں سے کتنے ایسے ہیں کہ جو صبح سے دو پہر ڈھلنے تک کام کریں اور ایک ایک قیراط لیتے رہیں، چنانچہ یہود نے اس کی تعمیل کی، اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ اب تم میں سے ایسے کتنے ہیں جو دوپہر ڈھلنے سے عصر کے وقت تک اسی ایک ایک قیراط پر رضامند ہوں، اس کو نصاری نے منظور کرلیا، پھر اس نے کہا اب کون ہے جو فقط عصر کی نماز سے مغرب تک کام کرے اور دو دو قیراط اجرت کے لے لے، (اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) یاد رکھو یہ تم لوگ ہو، کہ تم نے عصر سے مغرب تک کام کیا اور دو دو قیراط ملے، یہود ونصاری اس پر ناراض ہوئے، اور کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہمارا کام زیادہ اور مزدوی کم ہے، اس نے جواب دیا کہ جو مزدوری تمہاری مقرر کی گئی تھی اس کے دینے میں تو کچھ کمی نہیں کی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس پر مالک نے جواب دیا تو پھر اس سے آگے میرا فضل ہے اس میں سے جتنا چاہوں دوں۔

(۱) رواه البخاري في صحيحه، كتاب فضائل القرآن ، باب فضل القرآن على سائر الكلام.

(۲) موطا بروایت محمد، ص: ۷-۴۰۶ مطبوعہ کراچی۔

☆ اصل فارسی میں من أشاء ہی ہے۔ لیکن صحیح بخاری میں "شئت" ہے۔

Marfat.com

اس روایت کونقل کر کے امام محمد نے اس پر استدلال کیا کہ عصر کو ذرا تاخیر سے پڑھنا جلدی پڑھنے سے افضل ہے، دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ بات بتلادی کہ ظہر اور عصر کا درمیانی وقت عصر اور مغرب کے درمیانی وقت سے زیادہ ہونا چاہئے، اب جو شخص عصر میں زیادہ عجلت کرے گا، تو اس کے مسلک پر ظہر اور عصر کی نمازوں کا درمیانی وقت عصر اور مغرب کی نمازوں کے درمیانی وقت سے کم ہوگا، پس اس سے ثابت ہوا کہ عصر میں تاخیر ہونی چاہئے، لیکن عصر کی تاخیر اس کی تعجیل سے اسی وقت تک بہتر ہے جب تک سورج سفید اور صاف ہو، یعنی اس پر زردی بالکل نہ آئی ہو، چنانچہ یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ کا ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ امام محمد نے جو کچھ اس حدیث سے استنباط کیا ہے وہ صحیح ہے، اور حدیث کا مدلول اسی قدر ہے کہ صلوٰۃ عصر اور غروب آفتاب کا مابین کمتر اس وقت کے ہونا چاہئے جو زوالِ آفتاب سے صلوٰۃ عصر تک ہوتا ہے تاکہ عمل کی کمی اور عطا کی زیادتی جو کہ تشبیہ سے مقصود ہے درست ہو، اور یہ بات تاوقتیکہ عصر کو اس کے اول وقت سے مؤخر نہ کیا جائے متحقق نہیں ہوسکتی۔ لیکن اس حدیث سے یہ تمسک کرنا (جیسا کہ بعض فقہاء سے منقول ہے) کہ عصر کا وقت مثلین سے شروع ہوتا ہے اور اس سے پہلے ظہر کا وقت ہے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حدیث اس مطلب پر دلالت نہیں کرتی۔ البتہ اگر الفاظ حدیث یہ ہوتے "مابین وقت العصر إلى الغروب" تو اس امر کی گنجائش تھی۔ اور اس حدیث سے بلاشک استدلال درست ہوجاتا۔ چونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں" مابین صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس "اور ظاہر ہے کہ عصر کی نماز اول وقت میں متحقق نہیں ہوتی تھی تاکہ مدعا حاصل ہو۔ اور جو مقابلہ اوقات کا آپ نے بیان فرمایا اس میں تشبیہ کا دارومدار عصر سے غروب آفتاب کے اس درمیانی وقت پر ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے موافق تھا، اور اس وقت سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں عادتاً عصر کی نماز ہوتی تھی۔ مغرب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت سے بے شک تھوڑا ہوتا تھا، گو عصر کے ابتدائی وقت سے غروب آفتاب تک کا وقت، ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کے برابر ہو۔

اگر کسی کے دل میں ہماری اس تقریر سے یہ کھٹکا ہو کہ تشبیہ کی غرض تفہیم یعنی سمجھانا ہے اور اس صورت میں ایک قسم کی خیال بندی لازم آتی ہے، کیونکہ عصر کی نماز پڑھنے کا کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ ہر

Marfat.com

کوئی تمام وقت کے کسی نہ کسی حصہ میں نماز پڑھ لیتا ہے جس سے کسی وقت کی ابتداء معین کرنا دشوار ہے۔ بخلاف عصر کے اصلی وقت کے کہ وہ خود فی حد ذاتہ متعین ہے تو اس خلجان کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ تشبیہ بے شک سمجھانے کے لئے ہے لیکن مخاطبینِ کلام کے سمجھانے کے لئے، اور جو لوگ اس وقت مخاطب تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا وقت اچھی طرح معلوم تھا۔ پس ان کی نسبت تو تفہیم میں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا اور دوسرے لوگوں کو ان سے سن کر معنی واضح ہوگئے، اور تفہیم پائی گئی۔ دیکھو حضرت عائشہؓ نے آپ کی نماز عصر کا معمول اس طرح بیان فرمایا ہے:

كان يصلي العصر والشمس في حجرتها ولم يظهر الفيئ بعد.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے تھے کہ دھوپ میرے حجرے میں ہوتی تھی اور اس وقت تک سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہؓ کا یہ بیان ایسے لوگوں کے سوا کسی کو مفید نہیں ہوسکتا جنہوں نے حجرۂ مبارک کو دیکھا ہو اور آفتاب کا اس میں پایا جانا اور سایہ کے ظاہر ہونے کو اس پر قیاس کرلیا ہو۔

اسی طرح حدیث مذکور میں بھی سمجھنا چاہئے اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ امام محمد کے کلام میں جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے کہ "ومن عجل العصر كان مابين الظهر إلى العصر أقل مما بين العصر إلى المغرب" بظاہر مخدوش معلوم ہوتی ہے کیونکہ قواعد ظلال کے موافق ایک مثل سایہ اکثر میں اسوقت گزرتا ہے جب کہ چوتھائی دن باقی رہ جائے، پس دونوں وقت اس حساب سے برابر ہونے چاہئیں نہ زیادہ نہ کم لیکن امام کے کلام کی یہ توجیہ کرسکتے ہیں کہ امام کی مراد مابین الظہر سے مابین وقت المتعارف للصلوۃ ہے یعنی اس وقت کے شروع سے کہ جب آپ ظہر کی نماز ادا کرتے تھے۔ اور خصوصاً گرمیوں کے دن میں کہ جن میں ابراد (نماز کو ٹھنڈا کرنا) مستحب ہے۔ عصر تک کا وقت عصر اور مغرب کے درمیانی وقت سے بشرطیکہ عصر میں تعجیل کی جائے تھوڑا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ملا علی قاری [1] نے جو متاخرین میں سے ہیں، اسی نسخہ موطا کی شرح کی ہے اور اس دیار میں یہی نسخہ مروج اور مشہور ہے۔

---

(۱) ملا علی قاری: علی بن سلطان محمد ہروی حنفی۔ آپ "قاری" سے مشہور ہیں۔ ہراۃ میں ان کی پیدائش ہوئی، پھر مکہ میں سکونت اختیار کی، انہوں نے مشکوۃ، شمائل اور موطا بروایت امام محمد کی شرحیں لکھیں۔ ان موضوعات پر ان کی عمدہ اور مفید تصنیفات ہیں۔ جو ان کے علم وفضل پر دلالت کرتی ہیں۔ شوال ۱۰۱۴ھ [۶-۱۶۰۵] میں ان کی وفات مکۃ المکرمہ میں ہوئی۔ الفوائد البهية۔ التعليقات ص: ۱۰

Marfat.com

اور موطا کے متعلقات میں سے دو کتابیں اور ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ابن عبدالبر کی تصنیف ہیں، ایک کا نام "كتاب التقصي لمافي الموطأ من الأحاديث" ہے چونکہ اس کتاب میں موطأ کی حدیثوں کو تمام وکمال درج کیا ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا، اور لغوی معنی سے ان معنی کو یہ مناسبت ہے کہ تقصی کے لغوی معنی دور جانے کے ہیں، مؤلف کی مراد اس نام سے مبالغہ کرنا ہے یعنی موطأ کی حدیثوں کو اس کے تمام نسخوں سے جمع کر دیا ہے۔ اور دوسری کتاب کا نام "كتاب الاستذكار لمذاهب علماء الأمصار فيما تضمنه الموطا من معاني الرأي و الأثار" (۱) ہے۔

چونکہ ان دونوں کتابوں کے مقاصد ان کے نام سے ہی ظاہر ہیں اس لئے ان کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے، اور آخری کتاب بہت رائج اور مشہور ہے، اور اول کتاب بھی دستیاب ہوتی ہے۔ اور مشارق قاضی عیاض، صحیحین اور موطأ دونوں کی شرح ہے۔ امام بونی ☆ نے بھی (جن کا نام عبدالملک مروان بن علی ہے) موطأ کی شرح لکھی ہے۔ انہوں نے اس شرح کا نام "كشف المغطى" رکھا ہے۔ یہ شرح دیار مغرب میں ملتی ہے بہت مفید اور نافع ہے۔ متاخرین میں سے شیخ جلال الدین سیوطی نے اس کی ایک شرح لکھی ہے۔ اس کا نام "تنوير الحوالك فى شرح موطأ مالك" ہے، یہ شرح بھی اس دیار میں ملتی ہے اور حضرت شیخ المشائخ، پیشوائے علماء راسخین، جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز (۲) نے بھی اس موطأ کی جو بروایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی ہے دو شرحیں لکھی ہیں ☆ پہلی شرح کچھ دقیق

---

(۱) "الاستذكار لمذاهب الأمصار في ما تضمنه الموطأ من معاني الرأى و الآثار" ابن خلكان. [ع]

(۲) شاہ ولی اللہ: قطب الدین ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین عمری، دہلوی۔ ان کی پیدائش عالمگیرؒ کے زمانے میں ۴؍شوال ۱۱۱۴ھ [۱۷۰۲-۳ء] میں ہوئی۔ انہوں نے چاروں مذاہب فقہیہ میں مہارت حاصل کی تھی، اور اصول فقہ میں بھی نام پیدا کیا تھا۔ ۱۱۴۳ھ [۱۷۳۰-۳۱ء] میں شاہ صاحب نے حرمین کا سفر کیا، اور طلب علم میں دو سال وہیں گزارے۔ اور ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی سے حدیثیں سنیں اور اجازت حاصل کی۔ شیخ ابو طاہر نے ان کے متعلق کہا ہے کہ وہ مجھ سے محض الفاظ حدیث لیتے ہیں لیکن میں ان سے معانی کی تصحیح کراتا ہوں۔ ان کی تالیفات میں، فتح الرحمٰن فارسی ترجمہ قرآن، حجۃ اللہ البالغہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر اور مؤطا کی دو شرحیں، مصفی، مسوّیٰ، وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ اور کئی اہم مفید اور عمدہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ۱۱۷۶ھ [۱۷۶۲ء] میں آپ کا سانحہ وفات پیش آیا۔ دیکھئے: نزهة الخواطر: ٦/٤١٥-٣٩٨۔

☆ فارسی میں "ثوری" ہے۔ ☆ اصل فارسی میں "شیخنا و قدوتنا فی کل العلوم و الامور" کے الفاظ ہیں۔

☆ ترجمہ میں یہ بات چھوٹ گئی ہے "واقوال مالک وبعضے بلاغیات الشان را حذف فرمودہ" یعنی اقوال مالک اور ان کی بعض بلاغیات کو حذف کر دیا ہے۔

Marfat.com

اور مجتہدانہ فارسی زبان میں ہے، "مصفی فی أحادیث الموطأ" اس کا نام ہے۔ اور دوسری شرح مختصر ہے۔ اس میں صرف فقہاء حنفیہ وشافعیہ کے مذاہب بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ ان ضروری امور کا بھی ☆ (جو مشکل تھے شرح غریب سے ضبط کر کے) بیان کیا ہے۔ اس کا نام مسوی من أحادیث الموطأ ہے۔ راقم الحروف نے اس شرح کو ان سے ضبط واتقان کے ساتھ سنا ہے۔

فائدہ مہمہ: یہ جاننا چاہئے کہ اس زمانہ میں چاروں اماموں کی تصنیف میں سے مؤطا کے سوا علم حدیث میں اور کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ اور دوسرے اماموں کے مسانید جو عالم میں مشہور ہیں وہ امام خود ان کی تصنیف میں مشغول نہیں ہوئے بلکہ دوسرے اشخاص نے جو ان کے بعد میں آئے ہیں ان کے مرویات کو جمع کر کے مسند فلاں نام رکھ دیا۔ اور یہ امر ہر عقلمند جانتا ہے کہ کسی شخص کے مرویات اس وقت تک رطب ویابس یعنی صحیح وضعیف کا مجموعہ رہتے ہیں جب تک وہ شخص جس کی بزرگی وفضیلت کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں خود اس مخلوط کو چند دفعہ گہری نظروں سے مطالعہ کر کے متمیز نہ کر دے۔ اور جب تک وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم نہ کرے کسی قسم کا اعتماد اور بھروسہ نہیں ہو سکتا۔

مسانید (۱) حضرت امام اعظم رح (۲) ☆

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس وقت جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسند مشہور ہے وہ قاضی

(۱) اس کا نام جامع مسانید الامام الاعظم ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہ: نعمان بن ثابت بن زوطی آپ کا پورا نام ہے۔ لیکن ابوحنیفہ کے نام سے شہرت ہوئی ۸۰ھ [۶۹۹ء] میں آپ کی ولادت ہوئی۔ انس بن مالک کی کوفہ آمد پر کئی بار زیارت کی، عطاء، نافع، قتادہ، عمرو بن دینار وغیرہ سے آپ روایت کرتے ہیں۔ حماد بن ابوسلیمان سے انہوں نے علم فقہ سیکھا تا آنکہ اللہ نے تفقہ تام سے نوازا۔ ان سے علم فقہ حاصل کرنے والوں میں زفر بن ہزیل، امام ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور داؤد طائی وغیرہ ہیں۔ ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں وکیع، یزید بن ہارون اور سعد بن صلت کے علاوہ ایک بڑی تعداد ہے۔ آپ سلاطین کے ہدیوں کو ہرگز قبول نہیں کرتے تھے بلکہ خود تجارت کر کے کماتے تھے۔ امام شافعیؒ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ فقہ میں لوگ امام ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں۔ یزید بن عمرو بن ہبیرہ، نے انہیں عہدہ قضاء سنبھالنے کا حکم دیا، لیکن انہوں نے انکار کیا، جس پر ان کو کوڑے بھی لگائے گئے۔ رجب ۱۵۰ھ [۷۶۷ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۵۲-۵۱. [۱/۶۰-۱۵۸] نور]

☆ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد نے ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء میں شیخ ابو بکر محمد ہاشمی کی تحقیق کے ساتھ ایک عمدہ نسخہ شائع کیا ہے اس سے قبل بھی اسی ادارہ نے اس کتاب کو زیور طبع سے آراستہ کیا تھا۔

☆ فارسی کے اصل الفاظ یہ ہیں "وقدرے ضروری از شرح غریب وضبط مشکل داخل نمودہ"۔

Marfat.com

القضاۃ ابوالموید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی (۱) کا تالیف کردہ ہے جو ۶۷۴ھ[۷۶-۱۲۷۵ء] میں رائج ہوا ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ان مسانید کو جن کو علماء سابق نے تیار کیا تھا اس مسند میں جمع کر دیا ہے، اور اپنے خیال کے موافق کسی ایسی چیز کو جو امام صاحب کے مرویات سے تھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ قاضی القضاۃ نے خود اس مسند کے خطبہ میں (۲) ان مسندوں اور نیز ان کے مصنفین کا نام اور ان مصنفین تک اپنی سند کو مفصل بیان کیا ہے۔ (۳) اس وقت تک کثرت سے دو مسند رائج

(۱) ابوموید خوارزمی: محمد بن محمود بن محمد بن حسن خوارزمی۔ ۶۰۳ھ[۷-۱۲۰۶] ان کا سال ولادت ہے۔ انہوں نے امام نجم الدین طاہر بن محمد جعفی سے علم فقہ کو پڑھا۔ اور خوارزم کے قاضی بنے۔ اور دمشق میں چند سال حدیث کا درس بھی دیا پھر بغداد تشریف لے گئے۔ اور وہیں تاحیات حدیث کا درس دیا۔ ان کی وفات ۶۵۵ھ[۱۲۵۷ء] میں ہوئی۔ الجواھر المضیئة في طبقات الحنفية ۲/۱۳۲

(۲) ابوموید خوارزمی کہتے ہیں کہ دمشق میں بعض جہلا کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، اور امام احمدؒ کے خلاف بہت ہی کم حدیثیں روایت کرتے ہیں اور وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی کوئی مسند نہیں ہے، یہ سننا تھا کہ مجھے دینی حمیت اور حنفی عصبیت نے جوش دلایا، لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ امام ابوحنیفہؒ کی ان پندرہ مسانید کو جمع کروں گا جن کو کبار علمائے حدیث نے جمع کیا ہے، وہ پندرہ یہ ہیں: پہلی مسند جس کو ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث حارثی، بخاری معروف ''عبداللہ استاذ'' نے جمع کیا تھا اور دوسری مسند جسے ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر نے جمع کیا تھا، تیسری مسند جسے ابوالخیر محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد نے جمع کیا تھا، چوتھی مسند جسے ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد اصفہانی نے جمع کیا تھا، پانچویں مسند جسے ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد انصاری نے، چھٹی مسند جسے ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی نے ساتویں مسند جسے حسن بن زیاد لؤلؤی نے، آٹھویں مسند جسے عمر بن حسن اشنانی نے، نویں مسند جسے ابوبکر احمد بن محمد بن خالد بن خلی کلاعی نے، دسویں مسند جسے ابوعبداللہ محمد بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی نے، گیارہوں مسند جسے امام ابویوسفؒ نے، بارہویں مسند جسے محمد بن حسن شیبانی نے، تیرہویں مسند جسے امام ابوحنیفہ کے فرزند حماد نے، چودہویں مسند جسے ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابوالعوام سغدی نے جمع کیا تھا، رحمہم اللہ۔ اور پندرہویں مسند جسے محمد بن حسن شیبانی نے ہی جمع کیا تھا اس کا اکثر حصہ تابعین سے روایات پر مشتمل ہے جس کا نام الآثار ہے۔ جامع المسانید للامام الأعظم ۱/۵-۴ ۔[۱/۴-۳، مقدمہ خوازمی، دارالمعارف عثمانیہ حیدر آباد: ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، نور]

(۳) دیکھئے: جامع المسانید للإمام الاعظم ۱/۷۷-۶۹ ۔[۱/۹۷-۸۶، نور]

Marfat.com

اور مشہور ہیں۔ اول حافظ الحدیث محمد بن یعقوب حارثی (۱) کا مسند، اور دوسرا حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو کا مسند۔ (۲) چنانچہ راقم الحروف کو بھی ان دونوں مسندوں کی اجازت اپنے شیوخ سے پہنچی ہے۔ اس مسند کو حضرت امام اعظمؒ کی طرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم مسند ابو بکر کو جو حضرت امام احمد کا ترتیب دادہ ہے، حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف نسبت کریں، اور اس میں زیادہ مغالطہ نہیں ہے۔

مسند حضرت امام شافعیؒ (۳) ☆

یہ ان احادیث مرفوعہ کا مجموعہ ہے جن کو خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کے روبرو سند

(۱) محمد بن یعقوب حارثی: ماوراء النہر کے عالم و محدث ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی بخاری۔ جن کا لقب الاستاذ تھا، ان کی پیدائش ۲۵۸ھ [۷۲-۸۷۱ء] میں اور وفات بیاسی سال کی عمر میں ۳۴۰ھ [۵۲-۹۵۱ء] میں ہوئی، ان کے اساتذہ میں عبیداللہ بن واصل، محمد بن علی صائغ، موسیٰ بن ہارون حمال ہیں، اور تلامذہ میں احمد بن محمد بن یعقوب فارسی اور ابن مندہ وغیرہ ہیں۔ ان کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کی مسندوں کو جمع کرنے کا کام انہوں نے بھی انجام دیا تھا۔ ابن مندہ ان کے متعلق اچھے کلمات کہا کرتے تھے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۴۲۵-۴۲۴ ۔ تذکرة الحفاظ ۶۸/۳ [یہ حوالہ تذکرہ میں میں نے نہیں پایا، نور]۔ میزان الاعتدال ۷۴/۲ ۔ [محمد بن یعقوب حارثی نام کے کسی محدث کا ذکر میزان الاعتدال میں نہیں ہے، نور] شذرات الذهب ۲۵۷/۲ [۳۷۵/۲، نور]

(۲) حسین محمد خسرو: حسین بن محمد بن خسرو بلخی۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی، آپ اپنے زمانہ میں عراق و بغداد کے فقیہ تھے۔ ابوالحسن انباری اور عبدالواحد بن فہد سے فیض حدیث حاصل کیا تھا، انہوں نے بے شمار مشائخ سے احادیث سنی ہیں، ابو علی بن شاذان اور ابوالقاسم بن بشران کے شاگردوں سے کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی نے ان سے روایت کی ہے، شوال ۵۲۶ھ [۱۱۳۲ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: الجواهر المضيئة فى طبقات الحنفية ص: ۲۱۶ [۲۱۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۹/ ۵۹۳-۵۹۲ ۔ میزان الاعتدال ۱/ ۵۴۸-۵۴۷ ۔ [۱/ ۵۰۰، نور]

(۳) امام شافعی: حبر الامۃ، امام، علامہ ابو عبداللہ محمد بن ادریس قرشی، مطلبی، شافعی، مکی آپ کا اسم گرامی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے ان کا نسب ملتا ہے۔ امام صاحب ۱۵۰ھ [۷۶۷ء] میں غزہ میں پیدا ہوئے، پھر ان کی والدہ ان کو ساتھ لے کر مکہ چلی گئیں جہاں وہ پروان چڑھے اور علم حاصل کرنے لگے۔ ماہر تیر انداز تھے، دس میں سے دس تیر ہدف پر پھینکتے تھے۔ امام صاحب نے پہلے عربی ادب میں کمال حاصل کیا پھر فقہ و حدیث کی طرف متوجہ ہو گئے، انہوں نے موطا مالک کو مکمل حفظ کر لیا تھا۔ عنفوان شباب ہی میں تبحر علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلم بن خالد زنجی نے ان کو فتویٰ دینے کی اس وقت اجازت دی تھی، جب کہ ان کی عمر بیس سال یا اس سے بھی کم تھی۔ امام مالک کی صحبت میں رہے۔ ۱۹۹ھ [۸۱۴-۱۵ء] میں مصر کا سفر کیا اور شعبان کے ابتدائی دنوں میں ۲۰۴ھ [۸۱۹ء] مصر ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے، اور روایت کیا کرتے تھے۔ اور ان حدیثوں میں سے جو حدیثیں ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم (۱) نے ربیع بن سلیمان مرادی (۲) سے سن کر کتاب الام اور مبسوط کے ضمن میں جمع کی تھیں، یہاں ان کو ایک جگہ پر جمع کر کے مسند امام شافعی نام رکھ دیا ہے۔ اور ربیع بن سلیمان نے جو امام شافعی کے بلاواسطہ شاگرد ہیں، تمام حدیثوں کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ البتہ جزو اول کی چار حدیثوں کو امام شافعیؒ سے بواسطہ بویطی (۳) کے روایت کیا ہے ☆۔ اور جامع وملتقط کی حدیثوں کو ایک

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ ہر مصنف پر امام شافعی کا احسان ہے۔ امام شافعی سے یہ بات مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ صحیح حدیث کی موجودگی میں میرا قول بالکل معتبر نہ ہوگا بلکہ وہ دیوار پر مارے جانے کے قابل ہے۔ رمضان المبارک میں قرآن کے ساتھ دور کرنے کا معمول آپ کا تھا۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۳-۳۳۱۔ [۱/۳۰-۳۲۹، نور]

☆ ہندوستان سے ۱۳۰۶ھ میں اور مطبع خیریہ (مصر) سے ۱۳۲۸ھ میں یہ مسند شائع ہوئی تھی۔ [معجم المطبوعات العربیہ والمعربۃ یوسف سرکیس ۱/۴۷۰ مطبع سرکیس مصر ۱۳۶۴ھ-۱۹۲۸ء محمد انس مصطفیٰ الخن کی تحقیق سے دار الرسالۃ العالمیہ دمشق نے ۲۰۱۲ء ۱۴۳۳ھ میں شائع کیا۔

(۱) ابوالعباس اُصم: ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم نیشاپوری، اپنے زمانہ کے محدث تھے، حاکم کہتے ہیں کہ انہوں نے ۷۶ سال حدیث کا درس دیا، اور کسی کو ان کی صحت، سماع اور ثقاہت میں ذرا بھی اختلاف نہیں ہے۔ حسن کردار اور سخاوت وجود و کرم، جیسے بلند اوصاف سے متصف تھے، ان کی ولادت ۲۴۷ھ [۶۲-۸۶۱ء] میں ہوئی، اور وفات ربیع الآخر ۳۴۶ھ [۵۸-۹۵۷ء] میں ہوئی، یہ اتنے بہرے ہوگئے تھے کہ گدھے کی آواز کو سننے سے بھی قاصر تھے۔ تذکرۃ الحفاظ ۳/۷۷-۸۰۔ [۳/۷۶-۷۳، نور]

(۲) ربیع بن سلیمان مرادی: ابو محمد ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل۔ بنی مراد کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ۱۷۴ھ [۹۰-۹۱ء] میں آپ کا سال ولادت ہے، ابن وہب، بشر بن بکر، یحییٰ بن حسان وغیرہ کے علم سے سیراب ہوئے، خاص طور پر امام شافعیؒ کی صحبت میں رہے اور ان کے علم کو نقل کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں امام ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ ہیں، امام ترمذی بھی ان سے ایک واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ ابن یونس نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۶۴-۱۶۳۔ [۲/۴۹-۱۴۸، نور]

(۳) بویطی: ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ قرشی، بویطی مصری۔ امام شافعیؒ اور ابن وہبؒ کی شاگردی اختیار کی تھی، ان سے ربیع، مکی اور ابراہیم ابن اسحاق حربی وغیرہ نے فیض حاصل کیا، ابوالولید بن ابو جارود کہتے ہیں کہ بویطی میرے پڑوسی تھے، میں جب بھی رات میں کسی وقت بیدار ہوتا تو بویطی تلاوت قرآن یا نماز میں مشغول رہتے تھے۔ بغداد میں ۲۳۲ھ [۴۷-۸۴۶ء] میں جیل میں وفات پائی۔ امام شافعیؒ کے خاص تلامذہ میں ہیں۔ ربیع کہتے ہیں کہ بویطی امام شافعی کے پاس ایک خاص مقام رکھتے تھے، بسا اوقات ان سے کسی مسئلہ کے متعلق دریافت کرتا تو وہ بویطی سے رجوع کرنے کے لئے کہا کرتے، انہی کا کہنا ہے کہ قرآن کو کثرت سے حجت و دلیل بنا کر بحث کرنے والوں میں، میں نے بویطی کی طرح کسی کو نہیں دیکھا۔ تہذیب التہذیب ۱۱/۲۹-۴۲۷۔ [۱۱/۲۹-۴۲۷، نور]

☆ فارسی میں ''روایت می کند'' کا لفظ ہے جس کا ترجمہ روایت کرتے ہیں ہونا چاہئے۔

Marfat.com

شخص نے جونیشاپور کے رہنے والے ہیں اور جن کا نام ابوجعفر محمد بن مطر ہے،[1] ابواب ام اور مبسوط سے انتخاب کر کے جدا لکھا☆ ۔ اور چونکہ یہ سب ابوالعباس اصم کا جمع کردہ تھا، اسی وجہ سے ان کو مسند شافعی لکھتے ہیں، بعض کا یہ قول ہے کہ خود ابوالعباس نے اُن حدیثوں کو انتخاب کیا ہے اور محمد بن مطر صرف کاتب تھے۔ بہر حال وہ مسند نہ مسانید ہی کی ترتیب پر ہے نہ ابواب کی، بلکہ کیف ما اتفق انتخاب کر کے جدا لکھا گیا اور اسی وجہ سے اُس کے اکثر موقعوں میں بہت تکرار واقع ہوئی ہے۔ اس مسند کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

قال الإمام الشافعيؒ فيما أخرج من كتاب الوضوء يعني من كتاب الأم أخبرنا مالك عن صفوان بن سليم عن سعيد بن سلمة رجل من ال ابن الأزرق أن المغيرة بن أبي بردة وهو من بني عبدالدار أخبره أنه سمع أباهريرة يقول: سأل رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يارسول الله إنا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء فإن توضأنا به عطشنا أفنتوضأ بماء البحر؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم! هو الطهور ماؤه والحل ميتته.[2]

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کتاب الأم کے باب وضو کی روایات میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ

(۱) محمد بن مطر: ابوعمرو محمد بن جعفر بن محمد بن مطر نیشاپوری، ابوعمرو مستملی، ابوخلیفہ جمحی اور محمد بن یحییٰ مروزی وغیرہ سے انہوں نے حدیث سنی، اور ان سے روایت کرنے والوں میں ابوعلی اور ابوعبداللہ حاکم وغیرہ ہیں۔ ان کی وفات ۳۶۰ھ [۹۷۰-۷۱ء] میں ہوئی۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۱۶/۶۳-۱۶۲۔ شذرات الذهب ۳/۳۱۔ الرسالة المستطرفه ص: ۱۷۔

(۲) مسند امام شافعی ص: ۷۔ [ص: ۲۳، تحقیق: سید یوسف علی زواوی، سید عزت عطار حسینی دارالکتب العلمية بیروت: ۱۳۷۰ھ] ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے اس روایت کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

☆ یہاں ترجمہ میں غلطی ہوئی ہے، اصل فارسی کی عبارت یہ ہے: "وجامع وملتقط آں احادیث شخصے از نیشاپور است کہ او را ابو جعفر محمد بن مطر گویند، واز ابواب ام مبسوط، اں احادیث را التقاط کردہ، جدا نوشتہ، وچوں ایں ہمہ، بفرمودہ ابوالعباس اصم بود، مؤلف مسند شافعی او را انگارند" ص ۳۰ طباعت اول

Marfat.com

تھوڑا سا پانی پینے کے لئے رکھ لیتے ہیں اب اگر اسی سے وضو کریں تو تشنہ رہیں، پس ان حالات کے ہوتے ہوئے کیا سمندر کے پانی کو ہم وضو کے کام میں لا سکتے ہیں؟

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ اس میں شبہ ہی کیا ہے) سمندر کا پانی بالکل پاک ہے اور اس کا مردار حلال وطیب ہے۔

(ف: مترجم کہتا ہے کہ صحابہ نے سمندر کے پانی کی نسبت اس وجہ سے سوال کیا تھا کہ سمندر کا پانی جاری نہیں ہے بلکہ ٹھہرا ہوا ہے، اور اس میں ہر طرح کے جانور وغیرہ مرتے ہیں اور یا اس وجہ سے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ بحر کے نیچے نار ہے تو اس کے ملابست کی وجہ سے شاید اس پانی کا استعمال عبادات کے لئے پسند نہ ہو نیز ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہوں۔)

مسند امام احمد بن حنبل ☆(۱)

مسند امام احمد بن حنبل اگرچہ خود امام عالی مقام کی تصنیف اور آپ ہی کی لکھی ہوئی ہے، لیکن اس میں بہت سے زیادات ان کے بیٹے عبداللہ (۲) کے ہیں۔ اور بعض زیادات ابوبکر قطیعی (۳) کے بھی ہیں۔ جو اس کتاب کو ان کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کتاب مستطاب اٹھارہ مسندوں پر مشتمل ہے۔

---

(۱) امام احمد: امام احمد بن حنبل اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام، سید المسلمین اور یگانہ حافظ حدیث تھے، ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی ۱۶۴ھ [۸۱-۷۸۰ء] میں پیدا ہوئے، ابن عیینہ، یحییٰ بن ابوزائدہ وغیرہ کے شاگرد اور امام بخاری، مسلم، ابوداؤد کے علاوہ ایک بہت بڑی جماعت کے استاذ ہیں۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ میں بغداد سے اس حال میں نکلا کہ وہاں احمد بن حنبل سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ ارتداد کے ایام میں اللہ نے ابوبکر کے ذریعہ اور آزمائش (فتنہ خلق قرآن) کے مواقع پر احمد بن حنبل کے ذریعہ اس دین کی نصرت کی۔ ان کی وفات بارہ ربیع الاول ۲۴۱ھ [۸۵۵ء] میں ہوئی، جب کہ ان کی عمر ۷۷ سال کی تھی۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۲۰-۱۸ [۲/ ۲۱-۱۷، نور]

(۲) عبداللہ بن امام احمد: عبداللہ بن احمد بن حنبل۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ عراق کے محدث تھے ۲۱۰ھ [۲۶-۸۲۵ء] میں ان کی پیدائش ہوئی، اپنے والد احمد بن حنبل کی صحبت میں ہی رہے، اور ان سے خوب استفادہ کیا۔ نسائی، ابوبکر قطیعی وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں، ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے والد سے کتنی احادیث سنی ہے تو انہوں نے جواب دیا ایک لاکھ دس ہزار سے زائد، اور یہ بھی فرمایا کہ میں جتنی حدیثیں بیان کرتا ہوں اس کو میں نے اپنے والد سے دو، تین یا کم از کم ایک بار تو ضرور سنا ہے، خطیب نے انہیں ثقہ ثبت اور ذوفہم لکھا ہے۔ ان کی وفات جمادی الاخریٰ ۲۹۰ھ [۹۰۳ء] میں ہوئی۔ عمر اپنے والد کے برابر پائی۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۳۷-۲۳۶. [۲/ ۱۴-۲۱۲، نور] بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

مسند عشرہ مبشرہ، مسند اہل بیت نبوی، مسند ابن مسعود، مسند عبداللہ بن عمر، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص وابی رمثہ، مسند حضرت عباس اوران کے نامور صاحبزادوں کا، مسند عبداللہ بن عباس، مسند ابی ہریرہؓ مسند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مسند ابی سعید خدری، مسند جابر بن عبداللہ انصاری، مسند مکّیاں، مسند مدنیاں، مسند کوفیاں، مسند بصریاں، مسند شامیاں، مسند انصار، مسند عائشہ معہ مسند النساء، اور تمام کتاب کوایک سو بہتر اجزاء پر تقسیم کیا ہے۔ یہ تقسیم حسن بن علی ابن المذہب (1) کی ہے جو قطیعی سے اس کتاب کو روایت کرتے ہیں۔ امام احمد اس کتاب کو بطریق بیاض جمع کرتے تھے، اس کی ترتیب وتہذیب خود امام سے واقع نہیں ہوئی، بلکہ ان کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ اس کی ترتیب میں مشغول ہوئے مگراس میں بہت سی خطائیں ان سے ظاہر ہوئیں، مدینہ والوں کو شامیوں میں اور شام والوں کو مدینہ والوں میں جمع کردیا ہے۔ چنانچہ بعض حفاظ متقنین نے اسی ترتیب پر رکھا ہے۔ اور اصفہان کے بعض محدثین نے اس کو بہ ترتیب ابواب مرتب کیا ہے۔ لیکن وہ نسخہ نظر سے نہیں گذرا، حافظ ناصرالدین بن زُریق نے بھی بہ

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۳) ابوبکر قطیعی: ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان قطیعی۔ ۳۶۸ھ [۷۹-۹۷۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ یہ مستجاب الدعوات تھے حاکم نے انہیں ثقہ اور مامون کہا ہے، پچانوے سال کی عمر پائی۔ خطیب کہتے ہیں کہ جمیع محدثین نے انہیں قابل احتجاج سمجھا ہے۔ ابوعلی بن مذہب کی ان سے مسند احمد کی سماعت اختلاط سے قبل کی بات ہے۔ دیکھئے: میزان الاعتدال ۱/۲۲-۲۲۱۔ [۱/۱۸-۱۱۷، نور] لسان المیزان ۱/۱۴۵. [۴۶-۱۴۵، نور]

☆ یہ مسند ۱۳۱۳ھ میں چھ جلدوں میں مطبع میمنہ مصر سے چھپ کر منظر عام پر آئی۔ [معجم المطبوعات ۱/۹۰] پھر اس کے بعد عبدالرحمٰن البنا ساعاتی نے اسے فقہی ابواب کی تقسیم پر مرتب کیا تھا جس کا نام الفتح الربانی فی ترتیب مسند الا مام أحمد حنبل الشیبانی ہے۔ بعد ازاں احمد محمد شاکر اور حمزہ احمد زین کی تحقیق کے ساتھ بیس جلدوں میں ۱۴۱۶ھ دارالحدیث قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

(۱) حسن بن علی بن مذہب: حسن بن علی بن محمد، ابوعلی بن مذہب تمیمی، بغدادی۔ انہوں نے قطیعی سے پوری مسند احمد روایت کی ہے، اوران کا سماع بجز بعض اجزاء کے ان سے صحیح ہے۔ جس میں انہوں نے اپنا نام داخل کیا ہے۔ وہ متشدد ہونے کے باوجود متکلم فیہ ہیں، اس لئے کہ انہوں نے احمد کی کتاب الزہد کے اصل معدوم ہونے کے بعد غیر اصل نسخہ سے حدیث بیان کی ہے، ابن مذہب غیر متقن تھے۔ اسی وجہ سے مسند میں بعض حدیثیں ایسی بھی آگئی ہیں جن کی نہ سندا اپنے شیخ ابن مالک کی طرح محکم ہے، اور نہ متن۔ ۳۵۵ھ [۶۶-۹۶۵ء] میں ان کی پیدائش ہوئی اور وفات ۴۴۴ھ [۵۳-۱۰۵۲ء] میں ہوئی، تفصیل کے لئے دیکھئے: میزان الاعتدال ۱/۵۱۲ [۱/۶۷-۴۶۶، نور]

Marfat.com

ترتیب ابواب مرتب کیا تھا، لیکن یہ نسخہ تیمور کے اس حادثہ میں جو دمشق پر واقع ہوا تھا مفقود ہوگیا۔ حافظ ابوبکر بن محبّ الدین نے اس کو حروف معجم پر ترتیب دیا☆۔

حافظ ابوالحسن ہیثمی (۱) نے اُن احادیث کو جو امام احمدؒ کی مسند میں صحاح ستہ کی حدیثوں سے زائد ہیں جدا کر کے مشتمل برابواب کیا☆ ہے۔ اس جگہ یہ بھی جاننا چاہئے کہ قطیعی تصغیر کا صیغہ نہیں ہے۔ بلکہ قاف کے فتحہ اور طاء کے کسرہ سے ہے، یاء اس میں نسبت کی ہے، یعنی منسوب بہ قطیعہ۔ قطیعہ بغداد میں سات محلوں کا نام ہے۔ قاموس میں ہے کہ قطیعہ بروزن شریعہ بغداد میں چند محلے ہیں جن کو خلیفہ منصور (۲) نے اعیان دولت کو آبادی وسکونت کے لئے عطا کئے تھے، قاموس میں ان محلوں کے نام شمار کر کے لکھا ہے کہ انہیں میں سے قطیعة الدقیق ہے اور احمد بن جعفر بن حمدان محدث وہیں کے رہنے والے ہیں۔ (۳)

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابوبکر قطیعی یہی ہیں۔ قطیعہ کو ہندی میں کٹرہ کہتے ہیں۔ امام احمدؒ کی اس مسند کے علاوہ جس کا صرف مسودہ ہی تھا اور جس کو انہوں نے اپنی حیات میں مرتب اور مہذب نہیں کیا تھا اور بھی تصنیفات ہیں۔ منجملہ ان کے ایک تفسیر ہے جو بہت مبسوط اور کتاب الزہد، کتاب الناسخ والمنسوخ، کتاب المنسک الکبیر، کتاب المنسک الصغیر اور کتاب حدیث شعبہ ہے۔ فضائل صحابہ میں بھی ایک تصنیف ہے، اور حضرت ابوبکر و حسنین رضی اللہ عنہم کے فضائل میں بھی ان کی تصنیفات ہیں، اور ایک کتاب تاریخ میں

---

(۱) ابوالحسن ہیثمی: نورالدین علی بن ابوبکر بن سلمان ہیثمی، ۷۳۵ھ [۳۵-۱۳۳۴ء] میں پیدا ہوئے۔ ابوالحسن ہیثمی اکثر متون احادیث یاد کیا کرتے تھے، امام احمد کی مسند میں صحاح ستہ کی حدیثوں سے جو احادیث زائد ہیں اس کو، مسند بزار کی زائد حدیثوں کو، مسند ابویعلی، معجم الطبرانی الکبیر، طبرانی اوسط وغیرہ کے زوائد کو جمع کیا ہے، پھر ان چھ کو بغیر اسناد کے ایک کتاب میں یکجا کر دیا، اور ہر حدیث کے بعد اس پر کلام کیا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ وہ نیک سیرت، کم گفتار اور سلیم الفطرت تھے، منکر کو شدت سے روکتے تھے، انہوں نے ۲۹ رمضان ۸۰۷ھ [۱۴۰۵ء] میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ دیکھئے: طبقات الحفاظ، ص: ۵۴۱.

(۲) ابوجعفر منصور: عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، بنوعباس کا دوسرا حکمراں تھا، فقہ وادب کا ماہر اور فلسفہ وفلکیات کا عالم تھا۔ خلفاء میں سے سب سے پہلے علم کی طرف خصوصی توجہ اسی نے کی، بیکار اور فضول چیزوں سے اسے کوئی مناسبت نہیں تھی۔ بہت محنتی اور مدبر تھا۔ ۲۲ رسال اس نے حکومت کی۔ تاریخ وفات ۱۵۸ھ [۷۷۵ء] ہے۔ تاریخ الطبری ۲۹۲/۹-۳۲۲. [۵۱۷-۴۴/۴، نور]

(۳) ترتیب القاموس ۶۴۸/۳.

☆ فارسی میں اس کے بعد یہ عبارت بھی ہے، "لیکن در اسماء مقلین"۔ ☆ "مرتب برابواب" [فارسی نسخہ]

Marfat.com

ہے۔ کتاب الاشربہ بھی ان کی ہی تصنیف ہے۔ [۱] لیکن ان کی یہ تمام تصنیفات اصول مذہب اور اس کے ماخذ کے بیان میں مثل موطأ کے نہیں ہیں۔ بلکہ از قبیل فوائد دینی ہیں اور اس امر میں تمام محدثین ان کے شریک ہیں بلکہ ان سے سبقت رکھتے ہیں۔ مشہور ہے کہ مسند میں اصل سے تیس ہزار حدیثیں ہیں، اور جب ان کے بیٹے عبداللہ کی زیادات کو ملا لیا جائے تو چالیس ہزار حدیثیں ہوتی ہیں، لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات سے یہ نقل کیا ہے کہ کل تیس ہزار حدیثیں ہیں۔ واللہ اعلم [۲]

ان اقوال میں اس طرح تطبیق ہوسکتی ہے کہ جن لوگوں نے مکرر حدیث کو شمار کیا ہے انہوں نے چالیس ہزار کہہ دیا، اور جس نے ان کو ساقط کر دیا وہ تیس ہزار کہتے ہیں۔ پس دونوں قول اس طرح صحیح ہوگئے۔ اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ محدثین کے نزدیک جس وقت حدیث کا راوی صحابی مختلف ہوجاتا ہے تو حدیث دوسری ہوجاتی ہے۔ گو الفاظ و معنی حدیث اور قصہ متحد ہوں۔ البتہ فقہاء کی اصطلاح میں فقط معنی کا اعتبار ہے جب تک اصل معنی واحد ہیں حدیث واحد ہی رہے گی، بلکہ وہ ان خصوصیات کا بھی اعتبار نہیں کرتے جو اصل معنی پر زائد ہیں۔ وہ صرف محط فائدہ اور ماخذ حکم پر نظر کرتے ہیں۔ اور حقیقت الامر یہ ہے کہ چونکہ فقہاء کے مدنظر استنباط ہوتا ہے اس وجہ سے وہ اسی کا مقتضی ہے کہ جب تک اصل معنی واحد ہیں حدیث کو واحد ہی شمار کیا جائے۔ امام احمدؒ جب اس مسند کے مسودہ سے فارغ ہوگئے تو انہوں نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور ان کو یہ مسند سنا کر فرمایا کہ "یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار روایتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف [ہو] تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس کتاب کو بنائیں، اگر اس کتاب میں اُس کی اصل پائیں تو فبہا ورنہ اس کو غیر معتبر خیال کریں"۔ [۳]

(۱) سیر أعلام النبلاء ۱۱/۳۰-۳۲۷.

(۲) المصعد الاحمد، [مسند کا مقدمہ بتحقیق احمد شاکر] ۱/۳۲۔ [عربی مطبوعہ ترجمہ میں اسی طرح ہے، مگر صحیح ص: ۳۷ ہے۔ نور] متقدمین کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے مگر علامہ شیخ احمد محمد شاکر کے شمار کے مطابق مسند امام احمد میں کل ستائیس ہزار پانچ سو انیس [۲۷۵۱۹] اور دار مکتبۃ الاسلامی کے تحقیق کے مرتبہ نسخہ کے مطابق، کل اٹھائیس ہزار دو سو پچانوے [۲۸۲۹۵] احادیث و روایات ہیں۔ [ادارۃ الشؤن الاسلامیہ، قطر ۱۴۲۷ھ] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم شمار میں کچھ سہو ہوا ہے۔ واللہ اعلم [نور]

(۳) سیر أعلام النبلاء ۱۱/۳۲۹۔ خصائص المسند ۱/۲۱۔ [مسند احمد: ۱/۳۱-۲۲ (خصائص مسند) تحقیق احمد محمد شاکر، نور]

Marfat.com

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس سے مراد وہی احادیث ہیں جو درجہ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں ورنہ ایسی احادیث مشہورہ بہت ہیں جو مسند میں نہیں ہیں۔ مسند امام احمد میں سب سے اول مسند ابی بکر صدیق ہے اور اس کی ابتدائی حدیثوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کو انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں ممبر پر بیٹھ کر خدا تعالی کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا تھا، کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو۔ یَا اَیُّھَاالَّذِینَ آمَنُوا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُم لَایَضُرُّکم مَنْ ضَلّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ اور تم اس آیت کا مطلب یہ سمجھتے ہو کہ مسلمانوں کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے، اگر تم راہ یاب ہو گئے تو گمراہوں کی گمراہی سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا (اور اس وجہ سے تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ضروری نہیں خیال کرتے) حالانکہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے کہ اگر لوگ امر غیر مشروع پر سکوت کریں اور اس کے تغیر وتبدل کی فکر نہ کریں تو اس کا ڈر ہے کہ حق تعالیٰ گنہ گاروں کے ساتھ سکوت کرنے والوں کو بھی عذاب میں گرفتار فرمائے، (۱) (کیونکہ یہ وعظ و نصیحت اور تغیر غیر مشروع کے ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوئے)

پس آیت کے معنی اس طرح پر ہیں کہ تم اپنی جانوں کی فکر کرو یعنی تمہارے ذمہ پر جو واجبات ہیں ان کو ادا کرو اور منجملہ ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے، لیکن جب کہ تم نے اپنی طرف سے پوری سعی کی اور پھر بھی وہ لوگ باز نہ آئے تو اس صورت میں تم بری الذمہ ہو، اور ان کی معصیت سے تم کو کوئی ضرر نہ ہوگا اور عذاب میں مبتلا نہ ہوگے۔

مسند ابوداؤد الطیالسی ☆

اس مسند کے ابتداء میں مسند ابو بکر ہے اور اس کے اول یہ حدیث ہے:

---

(۱) یہ حدیث صحیح درجے کی ہے، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اسے ذکر کیا ہے، سنن ابی داؤد کتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، جامع الترمذی کتاب الفتن، باب ما جاء في نزول العذاب إذا لم يغير المنكر، سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر، امام احمد نے بھی اس کو اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔

☆ یہ کتاب ۱۳۲۱ھ میں مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد سے چھپ کر منظر عام پر آئی۔ شیخ احمد عبدالرحمٰن ساعاتیؒ نے اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کر کے "منحة المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی أبی داؤد" نام رکھا۔ جو ۱۳۷۲ھ میں المکتبۃ الاسلامیہ بیروت سے شائع ہوئی۔

Marfat.com

حدثنا شعبه قال حدثنا عثمان بن المغيرة قال سمعت علي بن ربيعة الأسدي يحدث عن أسماء أو ابن اسماء الفزاري، قال سمعت عليا رضي اللّٰه تعالىٰ عنه يقول: كنت ا ذا سمعت من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حديثاً نفعني اللّٰه عزّوجلّ بماشاء أن ينفعني منه. قال علي وحدثني أبوبكر وصدق أبوبكر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: مامن عبد يذنب ذنباً ثم يتوضأ ويصلي ركعتين ثم يستغفر اللّٰه ا لا غفرله، ثم تلا هذه الأية، والّذِين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفهسم۔ الآية(۱) والأية الأخرىٰ "ومن يعمل سوءً أو يظلم نفسه،،(۲) الآية.(۳)

اسماء یا ابن اسماء الفزاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے علیؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتا ہوں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ نفع پہنچاتا ہے جس سے وہ چاہتا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے (اور ابوبکر نے سچ کہا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی گناہ کر کے (پشیماں ہو) اور پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرمادیتا ہے، پھر اس کے استشہاد میں کلام مجید کی یہ آیت پڑھی: والذين اذا فعلوا الخ اور نیز یہ دوسری آیت ومن يعمل الخ.

ان کا نام سلیمان بن داوٗد الجارود ☆ طیالسی ہے۔ یہ دراصل شہر فارس کے رہنے والے ہیں اور آخر

(۱) سورۂ آل عمران: ۱۳۵۔ (۲) سورۃ النساء: ۱۱۰۔

(۳) مسند ابوداوٗد طیالسی ص: ۲۔ [ص: ۱۵، تحقیق: محمد حسن محمد حسن اسماعیل، دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴ء] اس حدیث کو ابوداوٗد نے اپنی سنن میں، کتاب الصلوٰة، باب في الاستغفار، ترمذی نے اپنی جامع میں، کتاب التفسير باب ومن سورة آل عمران میں اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں، کتاب الإقامة، باب ماجاء في ان الصلوٰة كفارة میں ذکر کیا ہے۔

☆ فارسی میں "سلیمان بن داوٗد بن الجارود" ہے۔

Marfat.com

میں بصرہ کی سکونت اختیار فرمائی تھی، (۱) اور وہاں کے محدثین میں سے مثل شعبہ وہشام دستوائی (۲)، وابن عون (۳) وغیرہم سے کثرت کے ساتھ روایت رکھتے ہیں۔ (۴) اور احادیث طویلہ کو خوب محفوظ رکھتے تھے۔ اور اپنے زمانہ میں اسی کمال کے ساتھ مشہور ومعروف تھے (۵) انہوں نے ایک ہزار شیوخ سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا، بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی اور نفع حاصل کیا۔ (۶) یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جو کچھ ان سے لکھا گیا ہے اس کا شمار چالیس ہزار حدیث کے بقدر پہنچا ہے۔ (۷) یعنی طرق حدیث وآثار وموقوفات۔ آپ کی اسی سال کی عمر ہوئی۔ (۸)(۹) اور ۲۰۴ھ [۸۲۰ء] میں انتقال فرمایا۔ یحییٰ بن

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۲۲. [۱/۳۲۰،نور] سیر اعلام النبلاء ۹/۳۷۸. تھذیب التھذیب ٤/۱۹۲ [٤/۸٦-۱۸۲،نور]

(۲) ہشام دستوائی: ابوبکر بن ابوعبداللہ ربعی بصری، اہواز کے ایک قصبہ دستواء سے کپڑے منگا کر کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ انہوں نے قتادہ، حماد بن ابوسلیمان، یحییٰ بن ابوکثیر وغیرہ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا تھا، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، مسلم بن ابراہیم، عبدالرحمٰن مہدی کے علاوہ بہت سارے محدثین ہیں، ابوداؤد طیالسی نے انہیں امیر المؤمنین فی الحدیث کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ہشام دستوائی سے بڑھ کر کوئی اثبت نہیں لیکن ان کے درجے کے ہوسکتے ہیں۔ شاد بن فیاض کہتے ہیں کہ اللہ کی خشیت سے ہشام کی آہ وبکا کا عالم یہ تھا کہ اس کی بدولت ان کی قوت باصرہ جاتی رہی۔ ۱۵۳ھ [۷۷۰ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۱٤۸۔ [۱/۵۵-۱۵٤،نور]

(۳) ابن عون: عبداللہ بن عون بن ارطبان بصری۔ ولاء کے اعتبار سے مزنی تھے۔ سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، مجاہد اور حسن وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔ ہر دوسرے دن روزہ رکھتے تھے، جہاد میں بھی حصہ لیتے اور گھوڑسواری کرتے تھے۔ آپ حماد بن زید، اسماعیل بن علیہ، یزید بن ہارون اور ایک بڑی جماعت کے علم حدیث وغیرہ میں شیخ تھے، ابن مہدی کہتے ہیں کہ عراق میں ابن عون سے بڑھ کر حدیث کا کوئی عالم نہ تھا، شعبہ کہتے ہیں کہ ابن عون کا شک دوسروں کے یقین سے زیادہ مجھے پسندیدہ ہے۔ رجب ۱۵۱ھ [۷٦۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۱٤۰۔ [۱/٤۸-٤۷،نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۲۲۔ [۱/۳۲۱،نور] سیر أعلام النبلاء ۹/۳۸۰۔

(۵-٦) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۲۲۔ [۱/۳۲۱،نور]

(۷) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۲۲۔ [۱/۳۲۱،نور] تھذیب التھذیب ٤/۱۸۳۔ تاریخ بغداد ۹/۲۷۔

(۸) بعض کا قول ہے کہ ۷۱ سال کی عمر پائی۔ [ع]

(۹) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۲۲۔ [۱/۳۲۱،نور] تھذیب التھذیب ٤/۱۸۵۔ سیر أعلام النبلاء ۹/۳۸٤۔ [ذہبی نے سیر میں ۷۲ سال ذکر کیا ہے،نور]

Marfat.com

معین ابن المدینی، فلاس (۱)، وکیع (۲) اور دوسرے علماء فن رجال نے ان کی بیحد تعدیل وتوثیق فرمائی ہے۔

اور سچ یہ ہے کہ وہ اسی قسم کے آدمی تھے، یہ ابوداوٗد وہ ابوداوٗد نہیں ہیں جن کی سنن صحاح ستہ میں داخل ہے، بلکہ یہ ان سے بہت زمانہ پہلے ہیں جیسا کہ ان کی تاریخ وفات سے ظاہر ہوتا ہے۔ (۳) جو صاحب صحاح ہیں غالباً ان سے ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ (۴)

مسند عبد بن حُمید بن نصر کسّی ☆

اس کے اول بھی مسند ابی بکر ہے جس کی پہلی حدیث یہ ہے:

أخبرنا يزيد بن هارون قال أخبرنا ا سماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم عن أبي بكر الصديق قال: انكم تقرؤون هذه الأية يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا عليكم أنفسكم لايضركم مَن ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيتُم قالَ: سمعت رسول الله

(۱) ابوحفص فلاس: عمرو بن علی بن بحر بن کنز صیرفی، باہلی، بصری۔ امام مجود اور ناقد تھے ۱۶۰ھ [۷۷۷ء] کے بعد پیدا ہوئے، یزید بن زریع، غندر، سفیان بن عیینہ، وکیع، یحیٰ قطان، معتمر بن سلیمان، یزید بن ہارون اور سلیمان بن حرب سے حدیثیں سنیں، ان سے حدیثیں روایت کرنے والوں میں ائمہ ستہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابن ابی الدنیا، جعفر فریابی، اور دوسرے محدثین ہیں۔ ان کی وفات ۲۴۹ھ [۸۶۳ء] میں ہوئی۔ ابوزرعہ نے انہیں میدان علم حدیث کا نامور شہسوار، نسائی نے ثقہ وحافظ اور ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۱۱/۷۲-۴۷۰۔ الجرح والتعديل ۶/۲۴۹۔ تاريخ بغداد ۱/۲۰۷-۱۲۔ تهذيب التهذيب ۸/۸۲-۸۰۔ شذرات الذهب ۲/۱۲۰۔

(۲) وکیع: وکیع بن جراح بن ملیح رواسی کوفی، ۱۲۹ھ [۷۴۶-۴۷ء] میں پیدا ہوئے، اور ۱۹۷ھ [۸۱۲-۱۳ء] میں عاشوراء کے روز انتقال ہوا۔ ان کے اساتذہ میں ہشام بن عروہ، ابن عون، اور ابن جریج وغیرہ ہیں۔ اور ان کے تلامذہ میں احمد بن حنبل، عبداللہ بن مبارک، ابن مدینی اور ان فحول علماء کے علاوہ ایک جم غفیر ہے۔ وکیع صوم دہر کے پابند تھے، ہر رات ایک قرآن ختم کرنے کا معمول تھا۔ ابن معین کہتے ہیں کہ جو مقام ومرتبہ اوزاعی کو اپنے دور میں حاصل رہا وہی مقام ومرتبہ وکیع کو اپنے دور میں حاصل رہا۔ دیکھئے: تذكرة الحفاظ ۱/۲۸۰. [۱/۸۴-۲۸۲، نور]

(۳) تذكرة الحفاظ ۱/۳۲۲. [۱/۳۲۱، نور]

(۴) امام بخاری نے صرف ایک جگہ بطور استشہاد بغیر نام لئے ان سے روایت کی ہے۔

☆ یہ کتاب دکتور کمال الدین اُوزدمیر کی تحقیق وتعلیق سے شرکۃ دار النیل استنبول نے شائع کی۔ بلا سنہ، اس کی طباعت غالباً ۱۴۰۰ھ کے بعد ہی ہوئی۔

Marfat.com

صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن ☆ النَّاس اذا رأوا الظالم فلم یأخذوا علیٰ یدیه أوشك أن یعمّهم اللّٰہ بعقابه۔ (۱)

قیس بن ابی حازم ابوبکر صدیقؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھتے رہتے ہو، (مگر اس کا مطلب سمجھنے کے وقت یہ ضرور ملحوظ رہے) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ کو نہ روکیں تو کچھ بعید نہیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کا عذاب عام گھیر لے۔

الْکَشْ بفتح کاف وشین معجمہ جرجان میں ایک قریہ ہے۔ (۲) اور الکس بکسر و بالفتح سمرقند کے قریب ایک شہر ہے، اور اس کو شین معجمہ کے ساتھ نہ پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ عنقریب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ (۳) دیکھو قاموس باب الشین والسین۔

ان کی کنیت ابومحمد اور نام عبدالحمید بن حمید بن نصر ہے۔ (۴) تخفیف کی وجہ سے لوگوں نے صرف عبد پر اکتفاء کیا اور عبد بن حمید کے نام سے مشہور ہوئے۔ دوسری صدی ہجری کے شروع میں اپنے وطن سے رحلت کی۔ اور جوانی میں علم حدیث کا شوق ان کو پیدا ہوا، یزید بن ہارون (۵) اور

---

(۱) المنتخب من مسند عبد بن حمید. تحقیق: سید صبحی بدری سامرائی، محمود محمد خلیل صعدی ص: ۲۹، [ج:۱،ص:۱۴۲،تحقیق وتعلیق: ابوعبداللہ مصطفیٰ بن العدوی۔ دار بلنسیۃ ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء، نور] یہ اس مسند کی پہلی حدیث ہے۔

(۲) ترتیب القاموس ٤/٥٤۔ (۳) ترتیب القاموس ٤/٤٩۔

(۴) تذکرة الحفاظ ۲/۱۱٤۔ [۲/۱۰٤، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۲/۲۳٥۔ [سیر میں صرف عبد ہے، عبدالحمید نہیں، نور] تہذیب التہذیب ٦/٤٥٥۔ [تہذیب میں بھی صرف عبد ہے اور دوسری روایت میں عبدالمجید ہے، نور]

(۵) یزید بن ہارون: یزید بن ہارون بن زاذان واسطی۔ ان کی کنیت ابوخالد تھی۔ ۱۱۸ھ [۷۳۶ء] میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ان کے اساتذہ میں عاصم احول، یحییٰ بن سعید انصاری، سلیمان تیمی، شعبہ وغیرہ ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں علی بن مدینی، احمد بن حنبل، ابوبکر بن ابوشیبہ، عبد بن حمید، دارمی وغیرہ جیسے عمدہ علماء ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے انہیں حافظ اور متقن کہا ہے۔ ۲۰٦ھ [۸۲۱-۸۲۲ء] میں تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ ابوحاتم رازی نے بیان کیا ہے کہ یزید ثقہ، امام اور بے نظیر تھے۔ احمد بن سنان کہتے ہیں کہ تمام علماء میں یزید بن ہارون کی نماز سب سے عمدہ ہوتی تھی، شب و روز کی نمازوں میں کبھی ان سے غفلت نہ ہوتی تھی۔ دیکھئے: الجرح والتعدیل ۹/۲۹٥۔ تذکرة الحفاظ ۱/۳۱۷ [۱/۲۹۱-۲۹٤، نور] سیر أعلام النبلاء ۹/۳٥۸-۳۷۱۔ شذرات الذهب ۲/۱٦۔

☆ اصل فارسی میں لفظ إن موجود نہیں ہے۔

Marfat.com

عبدالرزاق اور محمد بن بشیر ☆ (۱) اور دیگر ائمہ فن حدیث سے حدیث کا استفادہ کیا۔ (۲) امام مسلمؒ جو صاحب صحیح ہیں اور امام ترمذیؒ اور دوسرے محدثین ان سے بہت روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری بھی دلائل النبوۃ میں بطریق تعلیق ان سے روایت لائے ہیں اور ان کا نام عبدالحمید بیان کیا ہے۔ (۳) الغرض اس فن کے اماموں میں شمار ہوتے ہیں۔ (۴) اور بہت ثقہ و معتبر خیال کئے جاتے ہیں۔ ۲۴۳ھ [۵۸-۸۵۷ء] ان کا سال وفات ہے۔ (۵) منجملہ ان کی اور تصنیفوں کے ایک یہ مسند ہے، اس کو مسند کبیر اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس سے ایک اور مسند انتخاب کر کے مسند صغیر تیار کی ہے۔ دوسری تصنیف ایک تفسیر ہے (۶) جو دیار عرب میں مشہور اور متداول ہے، اس کے علاوہ دوسری تصنیفات بھی ہیں۔

مسند حارث بن ابی اسامہ ☆

یہ جاننا چاہئے کہ اگر کسی کتاب کو مرتب بہ ابواب فقہ کرتے ہیں مثلاً ایمان و طہارت و صلوٰۃ و صوم الخ اس کو اصطلاح محدثین میں سنن کہتے ہیں۔ اور اگر صحابہ کے نام پر اس کی ترتیب ہوتی ہے مثلاً ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو جدا لکھا جائے، اور عمرؓ کی روایات کو علیحدہ و علی ہذا، تو اس کو مسند کہتے ہیں۔ اور

---

(۱) محمد بن بشر کوفی: ابوعبداللہ محمد بن بشر کوفی انہوں نے ہشام بن عروہ، اعمش، زکریا بن ابوزائدہ، عبیداللہ بن عمر، شعبہ، سفیان اور کئی علماء سے احادیث روایت کی ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں علی بن مدینی، اسحاق بن راہویہ، ابن نمیر، ابوکریب، اور عبد بن حمید وغیرہ ہیں۔ ۲۰۳ھ [۱۹-۸۱۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ دیکھئے: الطبقات ۴۹۴/۶ . [۳۶۴/۶، تحقیق عبدالقادر عطاء، دار الکتب العلمیۃ بیروت: سن طباعت ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰ء، نور] الجرح والتعدیل ۲۱۰/۷۔ تذکرۃ الحفاظ ۲۹۲/۱ ۔ [۹۶/۱-۹۵، نور] سیر أعلام النبلاء ۶۵/۹-۲۶۷ ۔ تہذیب التہذیب ۷۳/۹۔ شذرات الذہب ۷/۲.

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۱۱۴/۲ ۔ [۱۰۴/۲، نور] تہذیب التہذیب ۴۵۵/۶۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۱۱۵/۲ ۔ [۱۰۴/۲، نور] (۴) تذکرۃ الحفاظ ۱۱۵/۲ [۱۰۴/۱]

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۱۱۵/۲ ۔ [تذکرہ میں ۲۴۹ھ تحریر ہے ۱۰۴/۲، نور] تہذیب التہذیب ۴۵۶/۶ (۶) سیر أعلام النبلاء ۲۳۵/۱۲.

☆ بشیر کے بجائے بشر صحیح ہے۔

☆ اس مسند کے متعلق ڈاکٹر لقمان سلفی کی اطلاع ہے کہ اصل کتاب کا اب تک پتہ نہیں چل سکا ہے، لیکن اس کا ایک نسخہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کے کتب خانہ میں موجود ہے، ان کے نواسے مولانا مسعود اعظمی اس پر کام کر رہے ہیں، بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث کے نام سے اس کے زوائد پر تصنیف کردہ کتاب مکتبۃ دار القاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔ لقمان ص: ۵۳

Marfat.com

اپنے شیوخ کے ناموں پر اگر مرتب کیا جائے مثلاً جو حدیثیں احمد نامی شخص سے سنی ہیں ان کو جدا اور جو محمد نامی سے سنی ہیں ان کو علیحدہ وعلی ہذا القیاس تو اس کو معجم کہتے ہیں۔ لیکن بعض کتابیں اس اصطلاح کے برخلاف بھی مسند کے نام سے مشہور ہیں۔ جیسے مسند دارمی اور یہ مسند یعنی مسند حارث بن ابی اسامہ، اس لئے کہ مسند دارمی مرتب بہ ابواب ہے اور یہ مسند مرتب بشیوخ، چنانچہ اس مسند کی ابتدا مسند یزید بن ہارون سے ہے۔ وہ لکھتے ہیں أخبرنا یزید بن هارون قال: حدثنا زکریا بن أبی زائده عن الشعبی عن عبدالله بن عمرو بن العاصؓ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم . یعنی اس سند کے ساتھ ایک حدیث بیان کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

مسلمان وہ شخص ہے کہ دوسرے مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔ (۱)

یعنی کسی کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے تکلیف نہ پہنچائے اور برا نہ کہے۔

ان کی کنیت بھی ابو محمد ہے اور دادا کی طرف نسبت کر کے ان کو ابن ابی اسامہ کہتے ہیں۔ ان کے باپ کا نام محمد ہے، اور ان کے دادا کا نام ابو اسامہ مشہور ہے، یہ بغداد کے رہنے والے اور بنی تمیم کے قبیلہ سے ہیں۔ (۲)
یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، (۳) علی بن عاصم (۴) واقدی اور دوسرے علماء حدیث سے اس علم

(۱) امام بخاری ومسلم نے صحیحین میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من مسلم المسلمون من لسانه ویده، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان تفاضل الاسلام وأی أموره أفضل.

(۲) سیر أعلام النبلاء ۱۳/۳۸۸۔ میزان الاعتدال ۱/۴۴۲۔ [۱/۶-۴۰۵، نور] لسان المیزان ۲/۱۵۷۔

(۳) روح بن عبادۃ: ابو محمدؒ روح بن عبادۃ بن علی بن حسان قیسی، بصری، ابن عون، ابن جریج، سعید بن ابی عروبہ، حماد بن سلمہ، سفیان، شعبہ اور دیگر بڑے محدثین سے روایت کرنے والوں میں احمد، اسحاق، ابن نمیر، بندار، عبد بن حمید، اور حارث بن ابو اسامہ وغیرہ ہیں، ابن معین نے انہیں صدوق کہا ہے لیکن ابو حاتم رازی نے انہیں ناقابل احتجاج سمجھا ہے۔ ان کی کئی مفید تصانیف بھی ہیں۔ ۲۰۵ھ [۸۲۰ء] یا ۲۰۷ھ [۸۲۲-۲۳ء] میں ان کی وفات ہوئی، دیکھئے: الجرح والتعدیل ۲/۴۹۸۔ [۳/۴۹۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۹/۴۰۲۔ ۷ شذرات الذهب ۲/۱۳.

(۴) علی بن عاصم: علی بن عاصم بن صہیب واسطی۔ ولاء کے اعتبار سے تمیمی تھے۔ ۱۰۷ھ [۲۵-۷۲۶ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے حسین بن عبدالرحمٰن، عطاء بن سائب، سلیمان تیمی، خالد حذاء وغیرہ سے روایت کی ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں علی بن مدینی، احمد بن حنبل، علی بن جعد، عبد بن حمید، حارث بن ابو اسامہ وغیرہ ہیں۔ امام بخاری نے انہیں متکلم فیہ کہا ہے۔ ۲۰۱ھ [۸۱۶-۱۷ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ ۹۰ سال سے زیادہ ان کی عمر ہوئی۔ ابن مدینی کہتے ہیں علی بن عاصم سے کثرت سے غلطیاں صادر ہوتی تھیں، اور جب انہیں متنبہ کیا جاتا تو رجوع نہیں کرتے تھے، علم حدیث میں معروف تھے، منکر احادیث روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے: الجرح والتعدیل ۶/۱۹۸۔ سیر أعلام النبلاء ۹/۲۴۹-۶۲۔ شذرات الذهب ۲/۱۲ [۲/۲، نور]

Marfat.com

کو حاصل کیا ہے۔ (۱) یہ بیان کیا جاتا ہے کہ معتبر اشخاص کو ان سے فائدہ حاصل کرنے اور ان کی شاگردی میں اس وجہ سے تردد تھا کہ وہ روایت کرنے پر طالب زر ہوتے تھے اور اجرت مانگتے تھے۔ (۲) لیکن ابوحاتم، ابن حبان، ابراہیم جبرتی ☆، (۳) دار قطنی و دیگر محققین فن رجال نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور ان کو صدوق جانا ہے۔ (۴) روایت حدیث پر اجرت لینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ محتاج اور عیال دار تھے، اور دختران بے شوہر رکھتے تھے، یہ فرمایا کرتے تھے کہ میری چھ لڑکیاں ہیں، ان میں سب سے بڑی کی عمر ۷۷ سال اور سب سے چھوٹی کی ۶۳ سال ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی شادی اس وجہ سے نہیں کی ہے کہ سامان جہیز مجھ کو میسر نہیں ہے اور میرا قصد تونگر کے ساتھ نکاح کرنے کا تھا، اور اگر کوئی خواستگار آیا بھی تو وہ فقیر تھا، میں نے نہ چاہا کہ ایسے داماد کے آنے کی وجہ سے اور کنبہ بڑھالوں اور اس کا بوجھ بھی اپنے سر رکھوں، بسبب انتہائی فقر کے اور نیز اس وجہ سے کہ موت ہر وقت پیش نظر رہے، اپنے کفن کو درست کر کے اپنے گھر کی کھونٹی پر لٹکا رکھا تھا۔ (۵)

برقانی نے جب دار قطنی سے دریافت کیا کہ میں ان کی احادیث کو صحاح میں داخل کروں؟ تو یہ فرمایا کہ ضرور داخل کرو، (۶) ان کی عمر ستانوے سال کی ہوئی۔ ۲۸۲ھ [۸۹۶ء] میں رحلت فرمائی۔ (۷) جس روز وفات پائی وہ عرفہ کا دن تھا۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۹۴۔ [۲/ ۱۷۶، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۳/ ۳۸۸

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۹۴۔ [۲/ ۱۷۶، نور] میزان الاعتدال ۱/ ۴۴۲۔ [۱/ ۴۰۶، نور] لسان المیزان ۲/ ۱۵۷. [۲/ ۱۵۸، نور]

(۳) ابراہیم حربی: ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بغدادی۔ ان کی ولادت ۱۹۸ھ [۸۱۳-۱۴ء] میں ہوئی۔ حصول علم کے لئے ہوذہ بن خلیفہ عفان بن مسلم، عاصم بن علی، مسدد، ابوولید طیالسی، سلیمان بن حرب، ابوبکر بن ابوشیبہ، بندار وغیرہ کی شاگردی اختیار کی، امام احمد کے خاص شاگردوں میں سے تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوعمرو بن سماک، ابوبکر شافعی، اور جعفر خلدی ہیں، اصلاً مرو کے رہنے والے تھے، پھر بغداد کو وطن بنالیا تھا، دار قطنی کہتے ہیں کہ وہ ہر فن مولیٰ تھے، اور صدوق درجے کے ہیں، ۲۸۵ھ [۸۹۸ء] ذی الحجہ کے مہینہ میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے تاریخ بغداد ۶/ ۴۰-۲۸۔ [۶/ ۲۷-۴۰، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۳۵۶-۷۲۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۶۲۔ [۲/ ۱۴۷-۴۸، نور] شذرات الذھب ۲/ ۱۹۰

(۴) میزان الاعتدال ۱/ ۴۴۲۔ [۱/ ۴۰۵، نور] (۵) سیر أعلام النبلاء ۱۳/ ۳۸۹۔

(۶) سیر أعلام النبلاء ۱۳/ ۳۸۹۔ (۷) میزان الاعتدال ۱/ ۴۲۳ [۱/ ۴۰۶]

☆ اصل فارسی میں ابراہیم جبرتی ہی مذکور ہے، لیکن تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۹۴ [۲/ ۱۴۷، نور] اور سیر أعلام النبلاء ۱۳/ ۳۸۹ میں ابراہیم حربی لکھا ہے۔

Marfat.com

مسند بزار ☆

اس کو مسند کبیر بھی کہتے ہیں، اس کے شروع میں مسند ابوبکر ہے، اور مسند ابوبکر میں بھی ابتداء میں وہ احادیث ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوبکرؓ سے روایت کیا ہے اور ان میں بھی سب سے پہلی یہ حدیث ہے۔

حدثنا سلمة بن شبيب قال: حدثنا عبدالرزاق قال: اخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن عبدالله بن عمرعن عمر ح وحدثنا عمر بن الخطاب قال حدثنا الحكم بن نافع أبو اليمان قال حدثنا شعيب بن أبى حمزة عن الزهري قال: حدثني سالم بن عبدالله انه سمع أباه عبدالله بن عمر أنّ عمر بن الخطاب رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: لما تأيّمت حفصة من خنيس بن حذافة السهمي وكان من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قد شهد بدراً فتوفي بالمدينة قال عمر فلقيت عثمان بن عفان فعرضت عليه حفصةَ إن شئت أنكحتك حفصة بنت عمر فقال سأنظر في أمرى فلبثت ليالي ثم لقيني فقال إنى لا أريد أن أتزوج في يومي هذا فلقيتُ أبابكر ☆ فقلت إن شئت أنكحتك حفصة بنت عمر فصمت أبابكر فلم

☆ مسند بزار ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن زین اللہ کی تحقیق سے ''البحر الزخار'' کے نام سے شائع ہوئی، اس کی طباعت کی ذمہ داری مؤسسۃ علوم القرآن دمشق نے ۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۸ء میں انجام دی۔ [محقق مذکور کی تحقیق سے نو جلدیں شائع ہوئیں، پھر ان کا انتقال ہوگیا، اب اس کے ایک عرصے کے بعد پوری کتاب [یعنی موجود حصہ] بیس جلدوں میں شائع ہوئی ہے، آخری دو جلدیں مختلف نوع کی فہارس پر مشتمل ہیں، دسویں جلد سے سترہویں جلد کی تحقیق کا کام عادل بن سعد نے انجام دیا ہے، اٹھارہویں جلد [جو آخری جلد ہے] کی تحقیق صبری بن عبدالخالق الشافعی نے کی ہے، ان تمام جلدوں اور فہارس کے ساتھ اس کو مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ نے دار الکتب العلمیۃ بیروت کے اشتراک کے ساتھ شائع کیا ہے۔ [الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۳۰ھ۔۲۰۰۹ء]

☆ فارسی کے ایک نسخے [گلزار محمدی] میں أبابكر ہے، اور دوسرے نسخے میں أبوبكر ہے، قاعدہ کے اعتبار سے أبوبكر ہی ہونا چاہیے۔

Marfat.com

يرجع اليّ شيئًا، فكنت أوجد عليه مني على عثمان، فلبثت ليالى ثم خطبها إليّ رسول اللّه صلى الله عليه وسلم فأنكحتها إيّاه فلقينى أبوبكر فقال: لعلّك وجدت عليّ حين عرضت عليّ حفصة، فلم ارجع إليك شيئا، قلت: نعم قال: فانه لم يمنعنى أن أرجع إليك ممّا عرضت عليّ إلاّ أنى قدكنتُ علمت أن رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم قد ذكر حفصة فلم أكن لأ فشى سرّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ولو تركها قبلتها أو نكحتها.(۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری لڑکی حفصہ جو خنیس بن حذافہ السہمی کے نکاح میں تھی، بیوہ ہوگئیں، اور (یہ خنیس وہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور جنگ بدر میں شریک تھے اور بعد میں مدینہ طیبہ میں ان کا انتقال ہوگیا تھا) تو میں عثمان بن عفان سے ملا اور ان سے حفصہ کا معاملہ پیش کر کے کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہ کا نکاح تم سے کر دوں۔ اس پر حضرت عثمان کہنے لگے میں اس معاملہ میں غور کروں گا چنانچہ کئی دن رات گزرنے کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ میرا ارادہ آج کل نکاح کرنے کا نہیں ہے۔ میں ابوبکر سے ملا اور یہ کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہ کا نکاح تم سے ہو جائے، ابوبکر یہ سن کر چپ ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا، مجھے حضرت عثمان سے زیادہ ابوبکر کی بات پر غصہ آیا، چند ہی راتیں گزری تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا پیام حفصہ کی نسبت میرے پاس بھیجا، اور میں نے فوراً آپ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ابوبکر سے ملاقات ہوئی، وہ فرمانے لگے کہ تم شاید مجھ پر اس وقت بہت خفا ہوئے ہوگے، جب کہ حفصہ کا معاملہ تم نے میرے روبرو پیش کیا تھا، اور میں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا بے شک۔ فرمایا

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ كتاب النكاح، باب عرض الإنسان بنته أو أخته على الخير. نیز دیکھئے طبقات ابن سعد ۸/۸۲. [۸/۶۵، نور]

Marfat.com

کہ جواب دینے سے اس وقت مجھے کسی بات نے نہیں روکا تھا سوا اس کے کہ مجھے یہ بات معلوم تھی کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر فرمایا ہے تو میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کا راز افشاء ہو، ہاں اگر آپ چھوڑ دیتے تو میں یقیناً نکاح کر لیتا۔

اُن کی کنیت ابوبکر اور ان کا نام احمد بن عمرو بن عبدالخالق ہے۔ (۱) بزار میں پہلے زائے معجمہ ہے اس کے بعد رائے مہملہ، اُس آدمی کو کہتے ہیں کہ تخم فروشی کرتا ہے، اور اس آدمی کو لغت ہندی میں پنساری کہتے ہیں۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ان کی یہ مسند کبیر معلل ہے۔ یعنی ایسے اسباب جو صحت حدیث میں قادح ہیں ان کو بیان کرتے جاتے ہیں۔ عرف میں اس قسم کی کتاب کو معلل کہتے ہیں۔ مثلاً اس روایت کے بعد جو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر کے واسطے سے بیان کی کہتے ہیں، اسماء بن الحکم مجہول ہیں۔ [أسماء بن الحكم مجهول لم يحدث بغير هذا الحديث يعني حديث علي عن أبي بكر] اس حدیث کے سوا کوئی حدیث روایت نہیں کرتے یعنی یہ حدیث "علي عن أبي بكر مامن مسلم يتوضأ فيحسن الوضوء، الحديث وعلى هذا القياس" انہوں نے ہدبۃ بن خالد (۲) سے جو بخاری اور مسلم کے شیخ ہیں، اور ایسے ہی عبدالاعلیٰ بن حماد (۳)

(۱) تذكرة الحفاظ ٦/٢٢٦۔ [٢/٢٠٤،نور] سير أعلام النبلاء ١٣/٥٥٤

(۲) ہدبہ بن خالد: ہدبہ بن خالد بن اسود بن ہدبہ، قیسی، ثوبانی، ہدبی، ان کی کنیت ابوخالد تھی۔ بصرہ کے محدث اور صاحب مسند تھے، آپ نے مبارک بن فضالہ، حماد بن سلمہ، جریر بن حازم وغیرہ سے خوشہ چینی کی، حصول علم کی خاطر انہوں نے سفر نہیں کیا، امام بخاری و مسلم اور ابوداؤد کے علاوہ ابوزرعہ، ابوحاتم اور ابویعلی موصلی نے بھی ان سے روایت کی ہے، ابن معین نے ان کو ثقہ اور ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ ۲۳۵ھ [۵۰-۸۴۹ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: الجرح والتعديل ٩/١١٤۔ تذكرة الحفاظ ٢/٥٠۔ [٢/٤٧-٤٦،نور] سير أعلام النبلاء ١١/١٠٠-٩٧۔ شذرات الذهب ٢/٨٦۔ [٢/٨٧-٨٦،نور]

(۳) عبدالاعلیٰ علی بن حماد: عبدالاعلیٰ بن حماد ولاء کے اعتبار سے باہلی تھے۔ ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ "نرسی" سے مشہور ہوئے۔ ان کے اساتذہ میں حماد بن سلمہ، مالک اور حماد بن زید وغیرہ تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور کئی حضرات ہیں۔ ۲۳۷ھ [۵۲-۸۵۱ء] میں ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ابوحاتم نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ دیکھئے: تاريخ بغداد ١١/٧٥-٧٧، تذكرة الحفاظ ٢/٥٢۔ [٢/٤٨،نور] سير أعلام النبلاء ١١/٢٨-٢٩۔ تهذيب التهذيب ٥/٩٤-٩٤۔ [٦/٩٤-٩٣،نور] شذرات الذهب ٢/٨٨۔

Marfat.com

اورحسن بن علی بن راشد [۱] اورعبداللہ بن معاویہ جمحی [۲] سے علم حدیث کو حاصل کیا۔ [۳] اور ابوالشیخ [۴] وطبرانی اورعبدالباقی بن قانع ودیگرعمدہ محدثین ان کے اچھے شاگرد ہیں۔ [۵] عام رواج یہ ہے کہ جوانی کے زمانہ میں تعلیم اورفائدہ حاصل کرنے کی غرض سے سفر کرتے ہیں، انہوں نے اس کے برعکس یہ کیا کہ آخرعمر میں ان حدیثوں کی اشاعت کے لئے جن کے وہ عالم تھے، اورمزید علم حاصل کرنے کی غرض سے سفراختیار فرمایا، مدتوں اصبہان اورشام میں اسی نیت صالحہ پرمقیم رہے، اورمخلوق کثیر کوعلم حدیث کے فیض سے مستفیض فرمایا۔ [۶] دارقطنی نے اول ان کا ذکر کیا ہے اوران کی تعریف وتوصیف کے بعد یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ان کو اپنے حفظ ویاد پروثوق زیادہ تھا اور بلادیکھے نسخۂ صحیحہ کے روایت کرتے تھے۔

(۱) حسن بن علی بن راشد: حسن بن علی بن راشد واسطی، انہوں نے ابوالاحوص اورہیثم سے روایت کی ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، زکریا ساجی وغیرہ ہیں۔ عباس عنبری نے ان کوضعیف کہا ہے۔ لیکن ابن عدی نے کہا ہے کہ میں ان میں کوئی عیب نہیں پاتاہوں، نخشل نے ان کوثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات ۲۳۷ھ [۵۲-۸۵۱ء] میں ہوئی۔ میزان الاعتدال ۱/ ۵۰۶۔ [۱/ ۴۶۲، نور]

(۲) عبداللہ بن معاویہ: عبداللہ بن معاویہ۔ ابوجعفران کی کنیت تھی، حماد بن سلمہ، محمد بن راشد اورمہدی بن میمون سے سماع حدیث کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بزار اور ابویعلی موصلی وغیرہ ہیں۔ ان کی وفات ۲۴۳ھ [۵۸-۸۵۷ء] میں ہوئی، انہوں نے سوسال کی عمر پائی، علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کئی ائمہ حدیث نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۱/ ۳۵-۴۳۶. تهذیب التهذیب ۶/ ۳۸-۳۹، شذرات الذهب ۲/ ۱۰۴

(۳) تذکرة الحفاظ ۲/ ۲۲۶. [۲/ ۲۰۴، نور]

(۴) ابوالشیخ: ابومحمد بن عبداللہ بن محمد انصاری، آپ ابوالشیخ کے نام سے مشہور ہیں، ان کی تاریخ پیدائش ۲۷۴ھ [۸۸-۸۸۷ء] ہے، انہوں نے محمد بن اسد مدینی، ابوبکر بزار، ابوخلیفہ جمحی، ابویعلی موصلی، جعفرفریابی اورابوالقاسم بغوی سے حدیثیں سنی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابن مندہ، ابن مردویہ، ابونعیم جیسے کبار محدثین ہیں۔ ۳۶۹ھ [۹۷۹ء] ماہ محرم کے اخیر میں ان کی وفات ہوئی۔ خطیب نے انہیں حافظ، ثبت اور متقن کہا ہے۔ ابن مردویہ نے ثقہ اور مامون کہا ہے، لیکن ان کی تصنیفات میں واہیات پائی جاتی ہیں، علامہ ذہبی کہتے ہیں متبحر عالم ہونے کے ساتھ نیک سیرت ومتقی تھے۔ دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۳/ ۱۵۷۔ [۳/ ۱۴۷، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/ ۲۷۶-۸۰۔ شذرات الذهب ۳/ ۶۹۔

(۵) تذکرة الحفاظ ۲/ ۲۲۶۔ [۲/ ۲۰۴، نور]

Marfat.com

اس وجہ سے روایت میں خطا کرتے تھے، اور اکثر خطا واقع ہونے کا سبب یہی ہے۔ (۱) ملک شام کے شہر رملہ میں ۲۹۲ھ [۹۰۴ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ (۲)

مسند ابویعلی موصلی ☆

اس کی ترتیب ابواب واسماء صحابہ ہر دو پر رکھی گئی ہے، اس کے اول میں کتاب الایمان ہے، اور اس طرح پر بیان کرتے ہیں۔ "في أحاديث الإيمان من مسند أبي بكر"، وعلى هذا القياس یعنی اس میں ایمان کے متعلق جو روایت مسند ابی بکر سے ہیں وہ بیان کی جائیں گی، اور باتوں کو اسی پر قیاس کیا جائے، اس پوری مسند کے چھتیس جزو ہیں، اول مسند میں یہ حدیث بیان کی ہے:

حدثنا سلمة بن شبيب قال: حدثنا هشيم قال: حدثنا كوثر بن حكيم عن نافع عن ابن عمر عن أبي بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه قال: قلت: يا رسول الله! ما نجاة هذا الأمر الذي نحن فيه قال: من شهد أن لآ اِلٰه إلّا الله فهو له نجاة. (۳)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں صدیق اکبر سے، کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جس دین میں ہم اس وقت موجود ہیں اس میں نجات کا اصلی مدار کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کی شہادت دی بس یہی اس کے لئے نجات ہے۔

ابویعلی کی ایک معجم بھی ہے جس کو انہوں نے اپنے شیوخ کے اسماء پر مرتب کیا ہے۔ محدثین کا یہ قاعدہ ہے کہ مسمّٰی بہ احمد ومحمد کو مقدم کرتے تھے اور اس کے بعد اپنے شیوخ کے اسماء گرامی کے حروف کے

(۱) تذكرة الحفاظ ۲/۲۲٦۔[۲/۲۰٤،نور] سير أعلام النبلاء۱۳/۵۵٦۔

(۲) تذكرة الحفاظ ۲/۲۲٦۔[۲/۲۰٤،نور]

(۳) یہ مسند ابویعلی کی انیسویں حدیث ہے۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد ۱/۱۵ میں اس کو ذکر کیا ہے، اور اس کی نسبت ابویعلی کی طرف کی ہے، اور کہتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راوی "کوثر" ہے جو متروک الحدیث ہے۔

☆ دار الثقافة العربیة دمشق نے حسین سلیم اسد کی تحقیق وتخریج سے ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

موافق ترتیب وار ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے تھے، چنانچہ معجم کے شروع میں ابویعلی اس طرح پر بیان کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن المنهال قال: حدثنا يزيد بن زريع قال: حدثنا عمارة بن أبي حفصة عن عكرمة عن عائشة رضى الله عنها قالت قلتُ: يا رسول الله! أخبرني عن ابن عمر بن جدعان قال النبي صلى الله عليه وسلم وما كان: قالت كان ينحر الكومآءِ ويكرم الجار ويقرى الضيف ويصدق الحديث ويوفى بالذمّة ويصل الرحم ويفك العاني ويطعم الطعام ويؤدى الأمانة قال: هل قال يوما واحداً اللهم إني أعوذبك من نار جهنم قلت: لا وما كان يدرى وما جهنم قال: فلا إذاً. (۱)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو ابن عمر بن جدعان کے ساتھ جو کچھ معاملہ خدا کے یہاں ہوا ہو اس سے مطلع فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ اس کا کیا حال تھا عرض کیا کہ بڑی بڑی اونٹنیوں کی قربانی کرتا تھا، اپنے ہمسایوں کی خبر گیری رکھتا تھا۔ مہمان نوازی اس کی عادت تھی، بات سچی کہتا تھا، عہد کو پورا کرتا تھا، کھانا تقسیم کرتا تھا، امانت میں خیانت نہ تھی، آپ نے فرمایا کہ کسی دن اس نے یہ بھی کہا کہ اے اللہ! دوزخ کی آگ سے مجھے اپنی پناہ میں رکھئے، میں نے کہا نہیں اسے تو یہ بھی خبر نہ تھی کہ دوزخ کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اب (خدا تعالیٰ کے یہاں) اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔

ابویعلی جزیرہ کے محدثین میں سے تھے۔ ان کا نام احمد بن علی بن المثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال

(۱) معجم أبويعلىٰ ص: ۵۵-۵۶۔ [ص: ۸۸۸ حدیث نمبر: ٤٨٦٧/٥١٤]

Marfat.com

تمیمی موصلی ہے۔ (۱) علی بن الجعد (۲) اور یحییٰ بن معین اور دیگر عمدہ محدثین کے شاگرد ہیں۔ (۳) ابن حبان، ابوحاتم اور ابوبکر اسماعیلی ان کے شاگرد ہیں۔ (۴) مخلوق کو ان کے صدق، دیانت اور امانت اور علم وتقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتقاد تھا، جس روز ان کا انتقال ہوا ہے موصل کے تمام بازار بند ہو گئے تھے، اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں ان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے۔ (۵) اپنی تصنیف وترویجِ علم میں نیت صالحہ رکھتے تھے۔ محض حسبۃً للہ علم حدیث کی تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے ثلاثیات بھی ہیں۔ (۶) محدثین کی اصطلاح میں ثلاثیات ان روایتوں کو کہتے ہیں جن میں ان محدث اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہوں۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ حافظ اسماعیل بن محمد بن الفضل (تمیمی) (۷) کہتے تھے کہ میں نے مثل مسند عدنی اور مسند ابن منیع اور علاوہ ان کے

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۷۴۔ [۲/۲۴۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۴/۱۷۴۔

(۲) علی بن جعد: شیخ بغداد علی بن جعد جوہری کنیت ابوالحسن تھی، ولاء کے اعتبار سے ہاشمی تھے۔ ۱۳۴ھ [۵۲-۷۵۱ء] میں پیدا ہوئے، شعبہ، ابن ابوذئب، حریز بن عثمان، سفیان ثوری، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، اور مالک بن انس وغیرہ سے حدیث کے فیض سے مستفیض ہوئے، ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، ابوداؤد، ابوزرعہ اور ابوحاتم عمدہ محدثین کے علاوہ ایک بڑی جماعت ہے۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ہے۔ صاحب ثروت عالم تھے۔ انہوں نے بعض سلف کو برا بھلا کہا ہے۔ اسی لئے امام احمد بن حنبل نے اپنے دو فرزندوں کو ان سے سماع حدیث سے منع کیا تھا۔ ۲۴ رجب ۲۳۰ھ [۸۴۵ء] میں رحلت فرمائی، الطبقات ۷/۳۹-۳۳۸۔ [۷/۴۴-۲۴۳، نور] الجرح والتعدیل ۶/۱۷۸۔ سیر أعلام النبلاء ۱۰/۶۸-۴۵۹۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۶۶۔ [۱/۶۲-۳۶۱، نور] شذرات الذہب ۲/۶۸۔ تاریخ بغداد ۱۱/۶۶-۳۶۱۔ [۱۱/۶۶-۳۶۰، نور] تہذیب التہذیب ۷/۲۸۹۔ [۷/۹۳-۲۸۹، نور]

(۳-۴) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۷۵۔ [۲/۲۴۸، نور]

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۷۵۔ [۲/۲۴۹، نور]

(۶) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۷۵۔ [۲/۲۴۹، البتہ ثلاثیات کا ذکر نہیں ہے، نور]

(۷) اسماعیل بن محمد بن فضل: اسماعیل بن محمد بن فضل تیمی، اصفہانی، شافعی ان کا اسم گرامی ہے اور ابوالقاسم کنیت، سن ولادت ۴۵۷ھ [۶۵-۱۰۶۴ء] ہے۔ آپ نے ابوعمرو عبدالوہاب بن ابوعبداللہ بن مندہ، عائشہ بنت حسن، ابونصر محمد بن موسیٰ زینبی وغیرہ سے حدیثیں سنیں۔ ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوسعید سمعانی، ابوطاہر سلفی اور ابوموسیٰ مدینی وغیرہ ہیں، تفسیر، حدیث، لغت اور ادب میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ اسانید اور متون حدیث پر گہری نظر تھی، ان کی کئی مفید تصنیفات ہیں۔ ۵۳۵ھ [۱۱۴۱ء] میں وفات ہوئی، دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۲۰/۸۰-۸۸۔ العبر ۴/۹۴۔ [۲/۴۷-۴۴۶، تحقیق محمد سعید بن بسیونی زغلول دار الکتب العلمیۃ بیروت، نور] شذرات الذہب ۴/۱۰۵۔

Marfat.com

بہت سی مسندات پڑھی ہیں۔ لیکن تمام مسندات ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے نہریں، اور ابویعلی کا مسند دریا ناپید کنار کی طرح ہے۔[1] ۲۲۰ھ [۸۳۵ء] میں آپ پیدا ہوئے، پندرہ سال کی عمر میں علم حدیث کی طلب اور اس کے شوق میں سفر اختیار کیا، ان کی عمر بہت ہوئی۔ ۳۰۷ھ [۹۱۹ء] میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔[2]

صحیح ابوعوانہ ☆

یہ صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔ اصطلاح محدثین میں مستخرج اس کو کہتے ہیں جو کسی دوسری کتاب کی حدیثوں سے ثابت کیا جائے اور ترتیب اور متون اور طرق اسناد میں اسی کتاب کے طریق کو ملحوظ رکھے اور اپنی سند کو اسی طریق سے بیان کرے کہ اس کتاب کا مصنف درمیان میں نہ رہے جس پر یہ مستخرج ہے، بلکہ اپنے واسطہ کو اس کتاب کے مصنف کے شیخ یا شیخ الشیخ یا شیخ شیخ الشیخ یا اور اوپر تک بیان کر دے۔[3] اور جب اس طرح پر دوسرے طریق سے بھی یہ روایت ثابت ہوگئی تو اس کتاب کے مصنف کی روایت پر زیادہ وثوق اور اعتبار ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مستخرج کو صحیح اس سبب سے کہتے ہیں کہ مسلم کے طرق واسانید کے علاوہ اور طرق اسانید کا بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ بلکہ قدرے قلیل متون میں بھی زیادتی کی ہے۔ پس گویا یہ ایک کتاب مستقل ہوگئی۔ ذہبی نے اس صحیح سے ایک کتاب علیحدہ انتخاب کی ہے جو منتقی الذہبی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دوسوتیس احادیث پر مشتمل ہے، صحیح ابوعوانہ کے شروع میں یہ خطبہ ہے:

قال الحافظ ابوعوانه: الحمد لله قبل كلّ مقالٍ وا مام كل رغبة وسؤال، وبعد! فإن يوسف بن سعيد بن مسلم المصّيصي ومحمد بن إبراهيم الطّرسوسي وأباالعباس العنزي والعباس بن محمد حدثنا قالوا: حدثنا عبيد اللّٰه بن موسىٰ قال أخبرنا الأوزاعي عن مرة بن عبدالرحمن عن

(۱) تذكرة الحفاظ ۲/۲۷۶۔[۲/۲۴۹، نور] سير أعلام النبلاء ۱۴/۱۸۰۔

(۲) تذكرة الحفاظ ۲/۲۷۶۔[۲/۲۴۹، نور]

(۳) دیکھئے: تدريب الراوى ۱/۱۱۲۔[۱/۹۱، نور]

☆ حیدرآباد سے ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء میں چھپی [تاریخ التراث العربی۔ علوم الحدیث جلد اول، جزاول ص: ۳۴۳] بعد میں ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء میں دارالمعرفۃ بیروت سے، ایمن بن عارف دمشقی کی تحقیق سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئی۔

Marfat.com

الزهري رحمه الله عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل أمر ذى بال لم يبدأ فيه بالحمد فهو أقطع (۱) حدثني يزيد بن عبدالصمد الدمشقي وسعد بن محمد قالا: حدثنا هشام بن عمار قال: حدثنا عبدالحميد عن الأوزاعي بإسناد مثله.

حافظ ابوعوانہ نے فرمایا ہے کہ ہر قسم کی گفتگو سے پہلے اور ہر ایک مطلوب اور مرغوب چیز سے اول خدا کی حمد کرتا ہوں، اس کے بعد یہ ہے کہ مجھ کو یوسف بن سعید بن مسلم مصیصی، محمد بن ابراہیم طرسوسی، ابوالعباس عنزی اور عباس بن محمد نے کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے یہ کہا کہ ہم کو اوزاعی نے خبر دی ہے اور وہ مرہ بن عبدالرحمٰن سے اور یہ زہریؒ سے اور یہ ابی سلمہ سے اور یہ ابو ہریرہؓ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس قابل اہتمام کام کا آغاز بغیر حمد وثنا کے کیا جاتا ہے اس میں خیر وبرکت نہیں ہوتی، بلکہ ادھورا اور نکما رہتا ہے، اور پھر اسی حدیث کی دوسری سند فرمائی جس کے راوی یہ ہیں، یزید بن عبدالصمد دمشقی اور سعد بن محمد، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی ہشام بن عمار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی عبدالحمید نے انہوں نے اوزاعی سے۔

اور میں نے بعض اصحاب سے اس تحمید کے بجائے یہ خطبہ سنا ہے:

فقال: الحمد لله الذي ابتدأ الخلق بنعمائه، وتغمدهم بحسن بلائه، فوقف كل أمر مهتم فى حبائه على طلب ما يحتاج إليه من غذائه، وسخر له من يكلائه الى استغنائه ثم احتج على من بلغ منهم بالائه، وأعذر إليهم بأنبيائه، فشرح صدر من أحب من أوليائه، وطبع على قلب من لم يرد إرشاده من أعدائه، الّذى لم يزل بصفاته وأسمائه، الذى لا

(۱) ابوداؤد نے اپنی سنن میں کتاب الأدب، باب الهدي فى الكلام میں اس کو ذکر کیا ہے، حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر کام جس کا آغاز بغیر حمد وثنا کے ہوتو وہ ادھورا اور ناقص ہے۔

Marfat.com

يشتمل عليه زمان ولايحيط به مكان، فخلق الأماكن والأزمان، ثم استوىٰ إلى السماء وهي دخان فقال لها وللارض ائتيا طوعا وكرهاً قالتا أتَيْنا طائعين، فقدرها أحسن تقدير، واخترعها من غير نظير، لم يرفعها بعمد ولم يستعن عليها بأحد زينها للناظرين وجعل فيها رجوما للشياطين، فتبارك الله أحسن الخالقين وتعالىٰ ان يطلبوا فى وصفه آراء المتكلمين، وإن يحكم فى دينه أهواء المتقلدين، فجعل القرآن إماما للمتقين، وهدى للمؤمنين وملجأ للمتنازعين وحاكماً بين المختلفين، ودعا أولياءه المؤمنين إلى اتباع تنزيله وأمر عباده عند التنازع فى تأويله بالرجوع إلى قول رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك نطق محكم كتابه إذ يقول جل ثناؤه: يا أيّها الذين امنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم فإن تنازعتم فى شئ فردّوه إلى الله وإلى الرسول إن كنتم تؤمنون بالله واليوم الاٰخر، ذلك خير و أحسن تاويلاً، أحمده حمدا بلغ رضاه. انتهى

اس اللہ کے لئے حمد وثنا ہے جس نے اپنے فضل سے مخلوق کو پیدا کیا اور جس نے بہتر آزمائش کے ساتھ ان کی پردہ پوشی فرمائی۔ جس نے ان امور مہتم بالشان کی طلب کو (جو اس کے خزینہ میں مدفون ہیں) ان کے وسائل اور ذرائع پر موقوف رکھا، جس نے اس کے لئے ایسے لوگوں کو مسخر کیا جو اس کی حفاظت اس وقت تک کریں گے جب تک کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے، اور جس نے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے جن کو اپنی نعمتوں اور احسانات کی تبلیغ فرمائی انبیاء کو بھیج کر حجت کو پورا اور ان کے عذروں کو زائل کر دیا، جس نے اپنے اولیاء میں سے جس کا چاہا شرح صدر کر دیا، جس نے ان قلوب پر مہر لگا دی جن کی ہدایت منظور نہ تھی اور جو اس کے دشمن تھے، وہ اللہ جو ازل سے ابد تک اپنے اسماء کے ساتھ موسوم اور اپنی صفات کے ساتھ متصف رہا، وہ

Marfat.com

اللہ جس کو نہ زمانہ مشتمل ہی، نہ مکان محیط ہے، وہ اللہ جس نے مکانوں اور زمانوں کو پیدا فرمایا، اور پھر آسمان پر تجلی فگن ہوا، درآنحالیکہ وہ ایک دھواں تھا، اور آسمان وزمین کو جب یہ حکم فرمایا کہ تم بطیب خاطر یا بکراہت (جس طرح ممکن ہو) آؤ، تو انہوں نے کہا ہم خوشی (فرمانبرداری) سے حاضر ہیں وہ اللہ جس نے آسمان کا بھلا اندازہ کیا، جس نے اس کو بے نظیر پیدا کیا، جس نے بغیر ستون کے اس کو قائم کیا، جس نے ان کے بنانے میں کسی سے مدد نہیں لی، اور ستاروں سے اس کو رونق دی، اور شیاطین کے لئے اس میں رجم کا سامان مہیا کیا، پس بابرکت ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے جو ایسا بالا و برتر ہے کہ متکلمین کی عقلیں اس کی حقیقت کو طلب نہیں کر سکتیں، اور متقلدین کی خواہشیں اس کے دین میں حکم نہیں لگا سکتیں، اس نے قرآن کو ایماندار بندوں کے لئے ہدایت اور ڈرنے والوں کے لئے پیشوا، جھگڑا کرنے والوں کے لئے جائے پناہ اور اختلاف کرنے والوں کے لئے فیصلہ کن بنایا، جس نے اولیاے مؤمنین کو قرآن کے اتباع کی طرف بلایا، اور اپنے بندوں کو یہ حکم فرمایا کہ اگر اس کی تاویل اور صحیح معنی میں کوئی جھگڑا پیش آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی طرف رجوع کریں اور اس کو اپنا حکم بنائیں اور اس کی راسخ کتاب نے بھی اس کی شہادت دی، چنانچہ فرماتا ہے اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اور ان اختیار والے حاکموں کی جو تم میں سے ہیں اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اللہ اور اس کے رسول کے قول کی طرف رجوع کرو۔ بشرطیکہ تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو، یہ تحقیق کرنا بہتر اور خوب ہے۔

(ف: مترجم کہتا ہے کہ اولوالامر سے بادشاہ، قاضی، حاکم اور جو کسی کام پر مقرر ہوں، سب مراد ہیں، جب تک یہ خلاف خدا اور خلاف رسول حکم نہ فرمائیں ان کا حکم ماننا بھی ضروری ہے۔، اور کوئی ان میں سے اگر اللہ ورسول کے خلاف حکم کرے تو اس کو نہ مانے۔ اگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا، ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کر کے جو فیصلہ ہو، اس پر عمل درآمد کریں اور اس کے جواب میں دوسرے نے یہ کہا کہ میں

Marfat.com

شرع کو نہیں سمجھتا، یا مجھے شرع سے کچھ کام نہیں تو وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔[عیاذاً باللہ])

ابوعوانہ کا نام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے، اور وہ اسفرائن کے رہنے والے ہیں، بعد میں نیشاپور میں سکونت اختیار فرمالی تھی۔ (۱) خراسان، عراق، یمن، حجاز، شام، جزیرہ، فارس، اصفہان، مصر، اور ثغور میں گشت کر کے ہر دیار کے علماء سے حدیثوں کو جمع کیا، (۲) شافعی المذہب تھے، اسفرائن میں مذہب شافعی کی ابتدا ان سے ہوئی، اور انہوں نے ہی اس کو رواج دیا۔ فقہ میں مزنی (۳) اور ربیع کے شاگرد تھے۔ (۴) جو امام شافعیؒ کے افضل اور اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں۔ اور حدیث میں مسلم بن الحجاج اور یونس بن عبدالاعلیٰ (۵) اور

---

(۱) وفیات الاعیان ۳۹۳/۶۔[۳۹۶/۳،نور] تذکرۃ الحفاظ ۲/۳۔ سیر أعلام النبلاء ۴۱۷/۱۴۔[بستان کے فارسی نسخہ [ص:۳۷، گلزار محمدی، لاہور] اور اردو ترجمہ دونوں میں اسی طرح لکھا ہے مگر یہ صحیح نہیں، تذکرۃ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء دونوں میں اس کے برعکس صراحت ہے: النیسابوری الاصل الاسفرائینی: سیر ص:۴۱۷، ج:۱۴]

(۲) سیر أعلام النبلاء ۴۱۷/۱۴۔

(۳) مزنی: ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل بن عمرو مزنی، مصری۔ ۱۷۵ھ [۹۲-۷۹۱ء] میں پیدا ہوئے، اور ۲۶۴ھ [۸۷۷ء] میں وفات پائی۔ امام شافعی، علی بن معبد اور نعیم بن حماد سے روایت کرتے ہیں۔ احادیث کم روایت کرنیوالوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، لیکن فقہ میں دسترس حاصل تھی، امام شافعی کے خاص تلامذہ میں تھے، ان ہی کے ذریعہ امام شافعی کا مسلک دنیا میں پھیلا ہے۔ دنیا سے زاہد و بے رغبت اور مستجاب الدعوات تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں ابن خزیمہ، طحاوی، ابن ابی حاتم وغیرہ ہیں۔ فقہ میں ان کی مختصر کو اتنی شہرت حاصل ہو چکی تھی کہ کہا جاتا ہے کہ باکرہ کے جہیز میں مختصر مزنی کا نسخہ ضرور دیا جاتا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۴۹۲/۱۲-۹۶۔[۹۷/۱۲-۴۹۲،نور] الجرح والتعدیل ۲۰۴/۲۔ وفیات الاعیان ۲۱۷/۱۔[۱۸/۱-۱۱۷،نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۲/۳۔[۳/۳،نور] سیر أعلام النبلاء ۴۲۰/۱۴۔

(۵) یونس بن عبدالاعلیٰ: یونس بن عبدالاعلیٰ بن میسرہ بن حفص بن حیان صدفی، ان کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ ۱۷۰ھ [۷۸۷ء] ذی الحجہ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن وہب، ولید بن مسلم، معن بن عیسیٰ اور اشہب سے روایت کی ہے، نافع کے شاگرد ورش سے قرآن پڑھا، ان سے روایت کرنے والوں میں مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابوحاتم، ابوزرعہ، بقی بن مخلد، ابن خزیمہ، ابوعوانہ، ابن ابوحاتم، اور طحاوی وغیرہ ہیں۔ یحییٰ بن حسان کہتے ہیں کہ یونس اسلام کا ایک رکن ہے، عمرو بن خالد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام شافعیؒ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالحسن مسجد کے اس دروازے کی طرف دیکھو، اس دروازے سے یونس بن عبدالاعلیٰ سے بڑا صاحب علم داخل نہیں ہوا۔ ان کی وفات ۲ ربیع الاخر بروز پیر ۲۶۴ھ [۸۷۷ء] میں ہوئی، دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۳۴۸/۱۲-۵۱۔ الجرح والتعدیل ۲۴۳/۹۔ وفیات الاعیان ۲۴۹/۷-۵۴۔[۳۴/۳-۵۳۲،نور] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۱۷۰/۲-۸۰۔[۹۷/۱-۳۸۹، تحقیق شدہ مصطفیٰ عبدالقادر احمد عطا، مطبع: دارالکتب العلمیۃ بیروت: لبنان، نور] تہذیب التہذیب ۴۴۰/۱۱-۴۱۔ شذرات الذہب ۱۴۹/۲۔

Marfat.com

محمد بن یحییٰ ذہلی[۱] کے شاگرد ہیں۔[۲] اور طبرانی وابوبکر اسماعیلی وابوعلی نیشاپوری اور دیگر محدثین ان کے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں۔[۳] حاکم نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے:

[كان] أبو عوانة من علماء الحديث و أثباتهم سمعت ابنه محمداً يقول: إنه توفي سنة ست عشرة وثلث مائة.[۴]

ابوعوانہ علماء حدیث کے افضل علماء میں سے تھے، اور میں نے ان کے بیٹے محمد سے یہ سنا ہے کہ ابوعوانہ کی وفات ۳۱۶ھ [۹۲۸ء] میں ہوئی۔

صحیح اسماعیلی

یہ مستخرج بر صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ شیخ السنہ ابوالفضل بن حجر نے تعلیقات بخاری کو جس کو اسماعیلی نے ملا دیا تھا اس سے انتخاب کر کے جدا لکھا ہے۔ اور اس کو منتقی ابن حجر کہتے ہیں۔ عوالی اسماعیلی میں سے یہ حدیث ہے۔ اصطلاح محدثین میں عوالی ان احادیث کو کہتے ہیں جن کی سندوں میں ایک

---

(۱) محمد بن یحییٰ ذہلی: ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ خراسان میں علم حدیث کے امام اور مشرق کے مایۂ ناز عالم تھے، ان کی ولادت ۱۷۰ھ [۷۸۷ء] کے بعد ہوئی، ولاء کے اعتبار سے ذہلی ہیں۔ مکی بن ابراہیم، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابوداؤد طیالسی، وہب بن جریر اور عبدالرزاق سے علم حدیث حاصل کیا، انہوں نے رطب ویابس کو جمع کیا ہے، علم وعظمت میں اپنے علاقے کے سردار تھے، امام احمد کو بغداد میں اور امام مالک کو مدینے میں جو شان حاصل تھی، نیشاپور میں وہ شان انہیں حاصل تھی، ان سے روایت کرنے والوں میں سعید بن منصور ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابن خزیمہ اور ابوعوانہ ہیں۔ امام بخاری ان سے روایت کرتے ہیں لیکن روایت کرنے میں تدلیس سے کام لیتے ہیں کبھی صرف محمد، کبھی محمد بن خالد، اور کبھی ان کے دادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن عبداللہ کہتے ہیں اور باہمی رنجش کی وجہ سے ان کا نام چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ غفر الله لهما، مسلم نے ان سے بہت سی حدیثیں روایت کی تھیں لیکن اختلاف کے سبب ان سے روایت کرنے سے اجتناب کرنے لگے، احمد بن حنبل ان کی خوب تعریف کرتے تھے، ان کی وفات ۲۵۸ھ [۸۷۲ء] میں ہوئی، ابن ابی داود نے ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا ہے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۲/۸۵-۲۷۳ ـ تاريخ بغداد ۳/۲۰-۴۱۵، تهذيب التهذيب ۹/۱۶-۵۱۱ ـ شذرات الذهب ۲/۱۳۸ ـ

(۲) وفيات الاعيان ۶/۳۹۳ ـ [۳/۳۹۶، نور] تذكرة الحفاظ ۳/۲ ـ سير أعلام النبلاء ۱۴/۴۱۸ ـ

(۳) تذكرة الحفاظ ۳/۲ ـ سير أعلام النبلاء ۱۴/۴۱۹ ـ [۱۴/۱۹-۴۱۸، نور]

(۴) تذكرة الحفاظ ۳/۲ ـ سير أعلام النبلاء ۱۴/۴۱۹ ـ

Marfat.com

صاحب کتاب کو دوسری کتاب والوں کے اعتبار سے یا بہ نسبت اپنی باقی مرویات کے علو واقع ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود ان کے درمیان کے واسطے بہت کم ہو جائیں، اس کو علو مطلق کہتے ہیں۔ اور اگر شیوخ وائمہ حدیث میں سے کسی ایک شیخ یا امام کی نسبت واسطوں کی کمی ہو تو اس کو علو نسبی کہتے ہیں۔

قال الاسمٰعيلي في حديث "من كذب عليّ" أخبرنا أبو خليفة قال: حدثنا عبدالوارث عن عبدالعزيز بن حبيب عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: ما منعني أن أحدثكم حديثاً كثيرًا إلّا أني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من يتعمد الكذب عليّ فليتبوأ مقعده من النار.(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے سوائے اس کے اور کوئی مانع نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص عمداً میری طرف جھوٹ لگائے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تجویز کر رکھے۔

چونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چار واسطوں سے یہ حدیث پہنچی ہے، اور اسماعیلی کو بھی باوجود بخاری سے متاخر ہونے کے چار ہی واسطوں سے پہنچی ہے۔ اس واسطے اسماعیلی کو علو اسناد حاصل ہو گیا۔

اسماعیلی کی کنیت ابوبکر ہے۔ اور احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن العباس الاسماعیلی نام ہے، شہر جرجان میں اپنے وقت کے امام تھے۔ فقہ اور حدیث میں ان کو لوگ مقتدا سمجھتے تھے۔(۲) بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے اکیس سال بعد ۲۷۷ھ [۸۹۰-۹۱ء] میں پیدا ہوئے۔(۳) اور ابتدا ہی سے علم حدیث کی طلب کا شوق دامنگیر ہوا، مگر ان کے رشتہ دار اور عزیز و اقارب ان کو سفر کرنے کی خوشی سے اجازت نہیں دیتے

---

(۱) یہ حدیث متواتر ہے کئی صحابہ سے مروی ہے اور کئی محدثین نے اپنی کتابوں میں اسے ذکر کیا ہے، امام دارمی نے بروایت حضرت انس اپنی سنن میں مختلف سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ باب اتقاء الحديث عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم والتثبت فيه.

(۲) تذكرة الحفاظ ۱۵۹/۳۔[۱۴۹/۳، نور]

(۳) تذكرة الحفاظ ۱۵۹/۳۔[۱۴۹/۳، نور]

Marfat.com

تھے۔اور طرح طرح کے حیلہ بہانہ اور نہایت چاپلوسی کے ساتھ ان کو اس ارادہ سے روکتے رہے یہاں تک کہ جب محمد بن ایوب رازی [۱] کا (جو اپنے وقت کے عمدہ محدث تھے) انتقال ہو گیا تو ان کی حالت ایسی غیر ہوئی کہ اپنے گھر میں آکر تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور آہ وبکا شروع کر دیا، تمام رشتہ دار ان کو خاک بر سر دیکھ کر مجتمع ہو گئے اور جب انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا، تو یہ فرمایا کہ دیکھو کیسے زبردست عالم کا اس عالم سے انتقال ہو گیا ہے، تم لوگوں نے مجھ کو ان کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی، مجھ کو اس امر کا زیادہ صدمہ ہے کہ میں اُن سے مستفید نہ ہوا، اور ان کی دولت علمی سے محروم رہ گیا، جب انکے رشتہ داروں نے ان کے حال کو ایسا متغیر پایا تو اس طرح پر ان کو تسلی دی کہ اب بھی بہت سے عالم زندہ ہیں، تمہارا جس طرف دل چاہے سفر کرو، جس محدث کی خدمت میں چاہو رہ کر ان سے فیض حدیث حاصل کرو، تمہارے ماموں تمہارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے وطن سے سفر اختیار کیا، اور اول شہر نساء (نسی) میں حسن بن سفیان [۲] کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور پھر وہاں سے بغداد، کوفہ، اہواز، بصرہ، انبار، موصل،

---

(۱) محمد بن ایوب رازی: ابو عبد اللہ محمد بن ایوب بن یحیٰی بن ضریس بجلی، رازی، آپ کا نام گرامی ہے۔آپ کی ایک تصنیف فضائل القرآن ہے۔ ۲۰۰ھ [۱۶-۸۱۵ء] یا اس سے قبل ان کی پیدائش ہوئی۔ مسلم بن ابراہیم، قعنبی، ابو الولید طیالسی، مسدد بن مسرہد، ابو سلمہ تبوذکی وغیرہ سے فیض حدیث حاصل کیا۔ان سے روایت کرنے والوں میں ابن ابو حاتم، عبد الرحمٰن بن ابو حاتم، اسماعیل بن نجید، اور کئی لوگ ہیں، ابو یعلی خلیلی نے انہیں ثقہ کہا ہے، یہ اور ان کے والد دونوں محدث تھے ۲۹۴ھ [۷-۹۰۶ء] میں بروز عاشوراء بمقام ری، وفات ہوئی۔عجم میں ان کی سند عالی تھی، سیر أعلام النبلاء ۱۳/ ۵۱-۴۴۹-۴۴۹۔ [۱۳/ ۵۳-۴۴۹-۴۴۹، نور] الجرح والتعدیل ۷/ ۱۹۷۔[۷/ ۱۹۸، نور] شذرات الذھب ۲/ ۲۱۶۔

(۲) حسن بن سفیان: ابو العباس حسن بن سفیان بن عامر شیبانی، نسائی۔ احمد بن حنبل، اسحاق، یحیٰی بن معین اور قتیبہ وغیرہ سے علم حاصل کیا اور حدیثیں سنیں۔ان سے روایت کرنے والوں میں ابن خزیمہ، اسماعیلی اور ابن حبان وغیرہ ہیں۔انہوں نے ابن شیبہ کی تصانیف خود انہی سے اور ابو ثور سے کتاب السنن سنی اور انہی سے علم فقہ حاصل کیا، چنانچہ انہی کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ المسند الکبیر اور الأربعین ان کی تصانیف ہیں۔حاکم کہتے ہیں کہ موصوف اپنے زمانہ میں خراسان کے محدث تھے، کثرت روایت اور ثبت میں فائق وممتاز، فہم اور فقہ ادب میں بھی دوسروں سے فائق تھے، ان کی اسناد عجم میں عالی تھی، معرفت حدیث اور سچائی کی صفات سے متصف تھے۔ان کی وفات رمضان ۳۰۳ھ [۹۱۶ء] میں ہوئی۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۳-۲۷۱۔ [۲/ ۴۶-۲۴۵، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۲۹۶۔[۱۴/ ۶۲-۱۵۷، نور]

Marfat.com

جزیرہ اور دوسرے بلاد اسلام میں پھرتے رہے۔ ابویعلی، عبدان (۱) ابوخلیفہ جمحی، (۲) محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، (۳) شیخ زاہد محمد بن عثمان مقابری، ابراہیم بن زہیر حلوانی، فریابی (۴) اور دوسرے اعلیٰ محدثین سے علم حدیث کو حاصل کیا۔ (۵) اور فقہ وحدیث کے جامع اور دین ودنیا کی ریاست کے مالک ہوئے۔

بعض فاضل (☆) محدثوں نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے کہ چونکہ اسماعیلی کو درجہ اجتہاد حاصل تھا، اور کتابیں بہت یاد تھیں، حق تعالیٰ نے ذہن سلیم اور علم وافر بھی ان کو عطا فرمایا تھا، اس واسطے ان کو

(۱) عبدان: ابومحمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ بن زیاد اہوازی جوالیقی۔ ان کی کئی اہم تصنیفات ہیں۔ انہوں نے ابوکامل جحدری، ابوبکر بن ابوشیبہ وعثمان بن ابوشیبہ سے خوب استفادہ کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں ابن قانع، حمزہ کتانی، طبرانی اور اسماعیلی کے علاوہ بہت سارے رواۃ ہیں، ان کو ایک لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ ذہبی نے کہا ہے کہ ان سے کچھ تسامح ہوا ہے، صدوق ہیں، ۹۰ سال کی عمر پائی۔ ۳۰۶ھ [۹۱۹ء] کے اواخر میں انتقال ہوا۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۲۵۷-۵۸۔ [۲/ ۳۳-۲۳۲، نور]

(۲) ابوخلیفہ جمحی: ابوخلیفہ محدث بصرہ تھے، ان کا نام فضل بن حباب جمحی بصری تھا۔ سلیمان بن حرب، مسدد، ابوداوٗد طیالسی وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ ان کا شمار مکثرین راویوں میں ہوتا ہے۔ طبرانی، اسماعیلی اور ابن عدی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی وفات ۳۰۵ھ [۱۸-۹۱۷ء] میں تقریباً سو سال کی عمر میں ہوئی۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۲۴۲۔ [۲/ ۲۱۸، نور]

(۳) محمد بن عثمان بن ابوشیبہ: محمد بن عثمان بن ابوشیبہ عبسی کوفی، جعفران کی کنیت تھی۔ کوفہ کے محدث تھے، اپنے والد ابواحمد بن یونس، علی بن مدینی اور یحییٰ بن معین وغیرہ سے انہوں نے سماعت حدیث کی، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوبکر شافعی، حسین طبرانی، حسین بن عبید دقاق کے علاوہ کئی لوگ ہیں۔ ۲۹۷ھ [۱۰-۹۰۹ء] جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ مجھے ان کی کسی منکر روایت کا علم نہیں، البتہ عبدان نے ان کے بارے میں ''لا بأس بہ'' کہا تھا۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۳۳۔ [۲/ ۱۰-۲۰۹، نور]

(۴) فریابی: ابوبکر جعفر بن محمد بن حسن بن مستفاض ترکی۔ دینور کے قاضی تھے۔ ان کی کئی تصانیف ہیں، آپ نے حصول علم کے لئے ترکی سے مصر کا سفر کیا اور علی بن مدینی، نفیلی، قتیبہ، اسحاق اور کئی لوگوں سے روایت کی ان سے روایت کرنے والوں میں نجاد، ابوبکر شافعی، قطیعی، ابن عدی، اسماعیلی اور کئی رواۃ ہیں، آپ نے مشرق ومغرب کا سفر کر کے کبار علماء سے ملاقات کی اور خوب استفادہ کیا۔ ثقہ اور مامون تھے، خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ فریابی علماء کبار میں سے ہیں، مشرق ومغرب کی خاک چھان کر نابغہ روزگار علماء سے ملاقات کی، ثقہ اور حجت تھے۔ ۲۰۷ھ [۲۳-۸۲۲ء] میں پیدا ہوئے، اور ۳۰۱ھ ماہ محرم الحرام [۹۱۳ء] میں وفات پائی، انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی قبر تیار کر لی تھی۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۳-۲۶۱۔ [۲/ ۳۷-۲۳۶، نور]

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۱۵۹۔ [۳/ ۱۴۹، نور]

☆ حافظ حسن بن علی۔

Marfat.com

مناسب تھا کہ سنن میں کوئی کتاب مستقل تصنیف فرماتے نہ کہ بخاری کے تابع ہو کر صرف ان کے مرویات اوراسانید کے بیان پر اکتفا کرتے۔ (۱)

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس مستخرج کے علاوہ اسماعیلی کی اور بھی تصانیف ہیں، چنانچہ مسند کبیر جو نہایت ضخیم قریب ایک سو جلد کے ہے، وہ اور ایک معجم بھی انہیں کی تصنیف کردہ ہیں، البتہ یہ مسند مشہور نہیں ہوا، (۲) آغازِ ماہ صفر ۳۷۱ھ [۹۸۱ء] میں اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔ (۳)

صحیح ابن حبان ☆ (۴)

اس کو تقاسیم اور انواع بھی کہتے ہیں اس کی ترتیب نئی طرح کی ہے، نہ مبوب بہ ابواب ہی ہے اور نہ مثل مسانید صحابہ و معاجم شیوخ ہے۔ اول اقسام کو ذکر کرتے ہیں اور ان اقسام میں انواع بیان کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ النوع السادس والأربعون من القسم الثاني في النواهي یعنی دوسری قسم کی چھیالیسویں نوع نواہی کے بیان میں ہے۔ علی ہذا، سب اقسام اسی طرح پر ہیں۔ اس کتاب میں خطبہ طویل لکھا ہوا ہے اور اس کے بعض فقرات نہایت دلچسپ ہیں۔ چنانچہ اس خطبہ کی حمد و ثنا نقل کی جاتی ہے۔

الحمد لله المستحق الحمد لآلائه، المتوحد بعزه وكبريائه،
القريب من خلقه في اعلىٰ علوه، البعيد منهم في أدنى دنوه،

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۵۹ ـ [۳/۱۵۰، نور] امام ذہبی نے اس پر تعلیقاً لکھا ہے کہ یہ اسماعیلی کی شان تھی کہ انہوں نے صحیح بخاری کی قدر پہچانی اور اسی پر قناعت کی۔ سیر أعلام النبلاء ۱۶/۲۹۴۔

(۲) سیر أعلام النبلاء ۱۶/۲۹۳۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۵۹ ـ [۳/۱۵۱، نور؛ لیکن سیر اعلام النبلاء میں اس کا تذکرہ نہیں ملا، نور] سیر أعلام النبلاء میں اوائل صفر کے بجائے اوائل رجب مذکور ہے۔ ۱۶/۲۹۶۔

(۴) اس کو امیر علاء الدین علی بن بلبان بن عبداللہ فارسی مصری حنفی، متوفی ۷۳۹ھ [۳۹-۱۳۳۸ء] نے ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور اس کا نام "الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان" رکھا ہے۔

☆ ایک عمدہ نسخہ قریب میں دو سال قبل ۱۴۳۳ھ قطر کی وزارت اوقاف نے محمد علی سونمز اور خالص آمی دمیر کی تحقیق کے ساتھ ایک عمدہ نسخہ دار ابن حزم بیروت سے شائع کیا ہے۔

Marfat.com

العالم بكنين مكنون النجوى، ☆ والمطلع على افكار السر وأخفى، وماستجن تحت عناصر الثرى، وماجال فيه خواطرُ الورى، الذى ابتدع الأشياء بقدرته، وذرأ الأنام بمشيته من غير أصل عليه أُفتعِل ولا رسم مرسوم أُمتثِل، ثم جعل العقول مسلكا لذوي الحجا، وملجأ في مسالك اولى النُهى، وجعل أسباب الوصول الى كيفية العقول، ماشقّ لهم من الأسماع والأبصار والتكلف للبحث والاعتبار فأحكم لطيف مادبّر وأتقن جميع ماقدّر.

ثم فضّل بأنواع الخطاب أهل التميز والألباب، ثم اختار طائفة لصفوته، وهداهم لزومَ طاعته، من اتباع سبل الأبرار فى لزوم السنن والآثار، فزين قلوبهم بالإيمان، وانطق ألسنتهم بالبيان، من كشف أعلام دينه واتباع سنن نبيّه صلى الله عليه وسلم بالدُّؤوب فى الرحل والأسفار وفراق الأهل والأوطان فى جمع السنن ورفض الأهواء، والتفقه فيها بترك الآراء، فتجردّ القوم للحديث وطلبوه، ورحلوا فيه وكتبوه، وسألوا عنه وأحكموه، وذاكروا به ونشروه، وتفقهوا فيه وأصّلوه وفرعوا عليه وما بدّلوه، وبينوا المرسلَ من المتصلِ والموقوفَ من المنفصل، والناسخَ من المنسوخ والمحكم من المفسوخ والمفسّرَ من المجملِ والمستعملَ من المهمل والمختصر من المُتقصّى والملزوق من المُتَفَصَّى والعموم من الخصوص، والدليل من المنصوص والمباح من المزجور، والغريبَ من المشهور والفرض من الإرشاد، والحتَم من الإيعاد، والعدولَ من المجروحين والضعفاءَ من المتروكين،

☆العالم بكنين مكنون النجوى. تصحيح ازصحيح ابن حبان ١/ ٦١[وزارة الأوقاف والشؤن الاسلامية دولة قطر ١٤٣٣هـ]

Marfat.com

وكيفية المعمول والكشف عن المجهول، وما حرف عن المخذول و قُلِبَ من المنحول، من مخايل التدليس ومافيه من التلبيس حتى حفظ الله بهم الدين على المسلمين، وصانه عن ثلب القادحين، وجعلهم عند التنازع أئمةَ الهدى، وفى النوازل مصابيح الدجى، فهم ورثةُ الأنبياء ومأنس الأصفياء وملجأ الأتقياء ومركز الأولياء فله الحمد على قدره وقضائه وتفضله بعطائه وبره ونعمائه ومنّه والائه.(۱)☆

تمام محامد اس خدا کے لئے ہیں جو اپنے احسانات کی وجہ سے حمد کا مستحق ہے، جو اپنی عزت اور کبریائی میں یگانہ ہے، اور جو باوجود ہر قسم کی بلندی اور برتری کے اپنی مخلوق سے بہت زیادہ نزدیک ہے اور جو باوجود زیادہ سے زیادہ نزدیک ہونے کے پھر ان سے دور ہے، اور جو پوشیدہ سرگوشیوں پر مطلع ہے اور جو ہر قسم کے اسرار اور چھپے ہوئے افکار سے آگاہ ہے۔ وہ چیزیں بھی اس کے سامنے حاضر ہیں جو تحت الثری میں چھپی ہوئی ہیں، اور وہ بھی جو لوگوں کے دلوں میں گزرتی رہتی ہیں۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے تمام اشیاء کو محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا، اور ساری کائنات کو محض اپنی مشیت سے پھیلا دیا، بغیر کسی ایسے نمونہ کے کہ جس پر یہ عمارت بنائی جائے، اور بغیر کسی ایسے نقشہ کے کہ جو تیار شدہ ہوتا، پھر اس خدا نے دانش مندوں کے لئے راستہ بنایا اور عقلمندوں کے راستوں کی جائے پناہ اور اس خدا نے ایسے اسباب پیدا کئے جن کے ذریعہ سے عقول کی کیفیات تک ہم پہنچ سکیں اور اسی خدا نے بشرۂ انسانی کو شق کر کے

(۱)صحيح ابن حبان ۱/۲۵-۲۶۔

☆ حوالہ مندرجہ ترجمہ عربی، مرتبہ ڈاکٹر اکرم ندوی۔
صحیح ابن حبان کی جدید طباعت، مرتبہ: دکتور محمد علی سون مز، ترکی
خالص آئی دمیر ترکی:
[مطبوعہ وزارۃ الاوقاف، قطر: ۱۴۳۳ھ-۲۰۱۲ء] کے ص: ۶۲-۶۱ پر آئی ہے۔ یہی نسخہ ہمارے سامنے ہے۔ نور

Marfat.com

کان اور آنکھیں پیدا کیں اور بحث اور اعتبار کا متحمل بنایا، پھر اپنی تدبیرات لطیفہ کو محکم کیا اور جملہ ان چیزوں کو جو مقدور تھیں مضبوطی کے ساتھ قائم رکھا، بعدہ ہوشمندوں اور عاقلوں کو خاص طرح کے خطابات کے ساتھ ممتاز فرمایا، پھر ان میں سے بھی ایک برگزیدہ جماعت کو چن لیا، اور ان کو اپنی طاعت پر پابند رہنے کی ہدایت کی، یعنی یہ کہ وہ نیک بندوں کے راستہ کا اتباع کریں، اور سنن (۱) و آثار (۲) کو لازم سمجھیں، پس خدا نے ہی ان کے قلوب کو ایمان سے مزین فرمایا اور ان کی زبانوں کو بیانات کے ساتھ گویا کیا، تا کہ وہ دین کے نشانات کو ظاہر کر سکیں، اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کریں، احادیث کے جمع کرنے اور خواہشات کے چھوڑنے اور آراء کو ترک کر کے فقیہ بننے کے لئے اپنے اہل وعیال اور جملہ حاجات سے علاحدہ ہو کر سفر اور راہ پیمائی میں اپنے کو گھلا دیں تو ایک قوم خاص حدیث کے لئے علیحدہ ہوئی، اس نے حدیث کو تلاش کیا اس کے لئے سفر کئے، کتابیں لکھیں، لوگوں سے معلومات کیں اس فن کو مضبوط کیا، اس میں مذاکرے جاری رہے، اس کو پھیلایا، فقیہ بنے اس کے اصول وفروع کو قائم کیا اور ذرا سی بھی اس میں تبدیلی نہیں کی، مرسل (۳) اور متصل (۴) موقوف (۵) اور منفصل (۶)، ناسخ اور منسوخ مفسر اور مجمل، مستعمل اور مہمل مختصر اور متقصی، ملزوق (۷) اور متقصی (۸) عموم اور خصوص دلیل (۹) اور منصوص، (۱۰) مباح

(۱) اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۲) اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم۔

(۳) وہ حدیث جو تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا فرمایا یا ایسا کیا، یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے۔

(۴) وہ حدیث ہے جس کی سند برابر ملی ہوئی ہو، کوئی راوی چھوٹا نہ ہو۔

(۵) وہ قول وفعل جو کسی صحابی سے روایت کیا جائے، خواہ سند متصل ہو، خواہ کوئی راوی چھوٹ گیا ہو۔

(۶) مراد حدیث منقطع ہے، یعنی جس کے اسناد برابر نہ ہوں، شروع میں ہے، خواہ بیچ میں سے خواہ اوپر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر اس حدیث کو کہتے ہیں جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے۔

(۷) لغوی معنی تو چمٹائے ہوئے کے ہیں، مراد یہاں پر بتائی ہوئی حدیث۔

(۸) لغوی معنی چھوٹنے والے کے ہیں، مراد یہاں پر یگانہ۔

(۹) مفہوم مخالفت (۱۰) منطوق

Marfat.com

اور منہی، غریب[۱] اور مشہور[۲]، فرض اور ارشاد حتم[۳] اور ایعاد کو الگ الگ کیا، اور رواۃ ثقات کو مجروحین سے اور ضعفاء کو متروکین سے جدا کیا، معلول کی کیفیت بیان کی، مجہول کی جہالت سے پردہ اٹھایا اور مجدول ومنخول[۴] کی تدلیس[۵] وتلبیس[۶] کے مواقع بتائے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دین کی حفاظت ان کے ذریعہ کرائی اور رخنہ ڈالنے والوں کے رخنہ سے بچایا، اور جھگڑوں کے وقت ان لوگوں کو ہدایت کا امام مقرر کیا اور پیش آنے والی باتوں میں ان سے چراغ ہدایت کا کام لیا تو حقیقت میں یہی لوگ انبیاء کے وارث اور اتقیا کی جائے پناہ اور اصفیاء کے انس کا سبب اور اولیاء کے مرکز ہیں، پس اسی خدا کے لئے ہے حمد اس کی قضا وقدر پر، اس کے انعام پر، اس کی عطاؤں پر، اس کے حسن سلوک پر، اس کی نعمتوں پر، اس کے تمام احسانات اور بخششوں پر۔

ان کی کنیت ابوحاتم ہے، اور نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ہے، نسب ان کا زید مناۃ بن تمیم تک پہنچتا ہے، اس وجہ سے وہ تمیمی ہیں، اور بُستی بھی کہلاتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ سیستان میں جو شہر بُست ہے اس کے رہنے والے تھے۔ نسائی کے شاگرد ہیں۔[۷] ابویعلی موصلی حسن بن سفیان اور ابوبکر بن خزیمہ سے بھی جو صاحب صحیح ہیں تلمذ حاصل کیا اور خراسان سے مصر تک سیر کر کے ہر عالم کے فیض سے مستفیض ہوئے،[۸] علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم بھی جانتے

---

(۱) وہ حدیث صحیح ہے جس کا راوی کسی جگہ روایت میں اکیلا ہو، اور اگر ہر زمانے میں ایک ہو تو وہ فرد ہے۔

(۲) وہ حدیث ہے کہ خاص اہل حدیث کے نزدیک شائع ہو۔ یعنی اس کو بہت سے راویوں نے ہر زمانے میں روایت کیا ہو۔

(۳) واجب (۴) منقح

(۵) تدلیس اس فعل کو کہتے ہیں کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اس سے ملاقات کی ہو یا ان کا ہم عصر ہو مگر اس سے اس روایت کو نہ سنا ہو، اور ایسے لفظوں سے بیان کرے جس سے یہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہے۔

(۶) ملمع سازی [یہاں تک کی تمام تشریحات مصطلحات مترجم مولانا عبدالسمیع صاحب کے قلم سے ہیں۔]

(۷) تذکرۃ الحفاظ ۱۳۳/۳۔ [۱۲۵/۳، نور] سیر أعلام النبلاء ۹۲/۱۶۔ [۹۳/۱۶-۹۲، نور]

(۸) تذکرۃ الحفاظ ۱۳٤/۳۔ [۱۲۵/۳، نور] سیر أعلام النبلاء ۹۳/۱۶۔

Marfat.com

تھے، فقہ لغت، طب اور نجوم میں کامل مہارت رکھتے تھے، حاکم نے بھی ان کی شاگردی اختیار کر کے ان سے علم کو حاصل کیا ہے۔ [1] خود ابن حبان نے اسی کتاب الانواع میں یہ بیان کیا ہے کہ "لعلنا كتبنا عن أكثر من ألفي شيخ" [2] یعنی یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم نے دو ہزار شیوخ سے علم حدیث کو لکھا ہے۔

فائدہ: یہ جاننا چاہئے کہ چونکہ ابن حبان نے اپنی بعض کتابوں میں یہ بیان کیا ہے کہ "النبوة العلم و العمل" یعنی نبوت علم و عمل کا نام ہے، اس وجہ سے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوئے، اُس زمانہ کے آدمیوں نے اس کا انکار کیا اور ان کو زندیق بتایا۔ ان سے روایت حدیث اور ملاقات ترک کر دی، خلیفہ وقت تک بھی قصہ پہنچایا گیا اور خلیفہ نے تحقیق کر کے ان کے قتل کا حکم دیدیا، نوبت بہ ایں جا رسید کہ بعض ثقات محدثین بھی ان کے حق میں یہ کہنے لگے کہ "ذٰلك نفس فلسفي" [3] یہ فلسفی ہے، لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان کا یہ کلام عقائد حقہ سے چنداں دور نہیں ہے کیونکہ ان کی مراد یہ نہیں تھی کہ نبوت ایک کسبی چیز ہے، اس کو علم و عمل کی ریاضت سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت کے لئے ایسا نفس ناطقہ چاہئے جو علم و عمل میں بین زیادتی رکھتا ہو، اس کے بعد وہی طریق سے اس کو نبوت عطا ہوتی ہے، چنانچہ کلام مجید کی اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے: اللّٰه يعلم حيث يجعل رسالته [4] یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور پیغمبری جس کو دیتا ہے اس کو خوب جانتا ہے ورنہ یہ اعتقاد کس کا ہو سکتا ہے کہ انبیاء قوت علمیہ و عملیہ میں سب افراد کے برابر ہو جاتے ہیں اور ان افراد متساویہ میں سے کسی ایک کو زبردستی سے نبوت کے ساتھ سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ یہ بات ہرگز شریعت اور دین سے ثابت نہیں ہوتی، اور یا اس کلام کا یہ مطلب ہے کہ انبیاء کو نبوت کے ملنے کے بعد علم و عمل کے ہر دونوں جانب میں تفوق حاصل ہو جاتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ خطا و گناہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور جمیع اہل اسلام کا ان معنی پر اتفاق ہے، چنانچہ ذہبی نے تذکرہ میں بیان کیا ہے:

هذا له محمل حسنٌ ولم يرد حصر المبتدأ في الخبر، ومثله: الحج

(۱) تذکرة الحفاظ ۳/۱۳٤۔ [۳/۲٦-۱۲۵، نور]
(۲) سیر أعلام النبلاء ۱٦/۹٤۔
(۳) تذکرة الحفاظ ۳/۱۳۵۔ [۳/۱۲٦، نور]
(٤) سورة الانعام: ۱۲٤۔

Marfat.com

عرفة فمعلوم أن الرجل لا يصير حاجا بمجرد الوقوف بعرفة، وإنما ذكرمهم الحج.(۱)

یعنی اس کلام کا یہ عمدہ محمل ہے کیونکہ ان کا یہ خیال نہیں ہے کہ مبتدا کا خبر میں حصر ہورہا ہے بلکہ یہ قول تو ''الحج عرفة'' کی طرح ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مجرد وقوف عرفہ سے کوئی شخص حاجی نہیں ہوجاتا، بلکہ اس کے مہتم بالشان ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

آپ کی وفات ۲۲ شوال ۳۵۴ھ(۲) [۹۶۵ء] کو جمعہ کے روز ہوئی، بہت سی تصانیف ان کی یادگار میں مشہور ہیں، من جملہ ان کے کتاب تاریخ الثقات ہے جو رائج ہے اور کثرت سے ملتی ہے، اور اس کے حوالے بھی نقل کر لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کتاب الضعفاء بھی متداول ہے۔

ازاں جملہ علل حديث الزهری، علل حديث مالك، ما انفرد به أهل المدينة من الشاميين، ماانفرد به المكيون، ماانفرد به اهل العراق، ماانفرد به أهل خراسان، اور ایک معجم ہے جو شہروں کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اور ایک کتاب مناقب امام مالک میں، اور ایک مناقب امام شافعی میں اور کتاب ہے جو أنواع العلوم وأوصافها کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کی تین جلدیں ہیں اور ایک کتاب ہے جو ''الهدايه إلى علم السنن'' کے نام سے موسوم ہے، ان کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔(۳)

صحیح حاکم ☆

اسی کو مستدرک حاکم بھی کہتے ہیں، یہ کتاب مشہور و معروف ہے، اس کتاب کے خطبہ میں اس کی تالیف کا سبب اس طرح بیان کیا ہے:

(۱) تذكرة الحفاظ ۱۳۵/۳۔ [۱۲۷/۳، نور]

(۲) تذكرة الحفاظ ۱۳۵/۳۔ [تذکرہ میں ۲۲ شوال کی صراحت موجود نہیں ہے۔ ۱۲۷/۳، نور]

(۳) سیر أعلام النبلاء ۹۵/۱۶۔

☆ مستدرک حاکم ۱۳۳۴ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی، [تاريخ التراث العربي علوم الحديث جلد اول، جزء اول. ص: ٤٥٥] بعدازاں دار المعرفة بيروت نے بھی اس کی طباعت کا بیڑہ اٹھایا جس کی پہلی جلد ۱۳۳۵ھ اواخر جمادی الثانیہ میں چھپی۔

Marfat.com

وقد نبغ في عصرنا هذا جماعة من المبتدعة يشمتون برواة الآثار بأن جميع ما يصح عندكم من الحديث لا يبلغ عشرة آلاف حديث، وهذه الأسانيد المجموعة المشتملة على ألف جزء أو أقل او أكثر منه كلها سقيمة غير صحيحة.

[وقد] سألني جماعة من أعيان أهل العلم بهذه المدينة وغيرها أن أجمع كتابا يشتمل على الأحاديث المروية بأسانيد يحتج محمد بن إسماعيل ومسلم بن الحجاج بمثلها ا ذ لا سبيل إلى إخراج مالا علة له، فإنهما رحمهما الله لم يدعيا ذلك لأنفسهما.

[وقد خرج] جماعة من علماء عصرهما ومن بعدهما عليهما أحاديث قدأخرجاها وهي معلولة، وقدجهدت في الذب عنهمافي المدخل ا لى الصحيح بمارضيه أهل الصنعة وأنا أستعين الله تعالىٰ على إخراج أحاديث رواتها ثقات قد احتج بمثلها الشيخان رضي الله عنهما أو أحدهماهذا شرط الصحيح عندكافة فقهاء أهل الاسلام (۱) إن الزيادة في الأسانيد والمتون من الثقات مقبولة. والله المعين على ما قصدته وهو حسبي ونعم الوكيل.

اور ہمارے اس زمانے میں مبتدعین کی ایک اور جماعت پیدا ہوئی ہے جو حدیث کے راویوں پر یہ کہہ کر سب وشتم کرتی ہے کہ کل وہ حدیثیں جو تمہارے نزدیک صحت کو پہنچ چکی ہیں وہ دس ہزار سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ اسانید جمع کی گئی ہیں اور ہزاروں جزو یا کم بیش پر مشتمل ہیں وہ سب سقیم اور غیر صحیح ہیں۔ اور مجھ سے اس شہر کے عالموں کی ایک ممتاز جماعت نے یہ خواہش کی کہ میں ایک ایسی جامع کتاب لکھوں

(۱) مستدرك ۱/۳ ۔إن الزيادة سے وَنعم الوكيل تک کی عبارت ڈاکٹر محمد اکرم ندوی کے نسخہ میں نہیں ہے، جب کہ یہ عبارت فارسی کے اصل نسخہ اور اردو نسخوں میں موجود ہے، فارسی نسخہ ص: ۴۱، اردو نسخہ ص: ۷۰ ،نور]

Marfat.com

کہ جس میں وہ حدیثیں جمع کی جائیں جن کی سی سندوں سے امام بخاری اور امام مسلم نے استدلال کیا ہو، اس وجہ سے کہ جو سند علت قادحہ سے خالی ہو اس کے نکال ڈالنے کی کوئی صورت نہیں، کیونکہ ان دونوں بزرگوں نے اپنے متعلق یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ ادھر ان دونوں کے معاصرین اور ان کے بعد آنے والے علماء کی ایک جماعت نے چند ایسی احادیث کی تخریج کی تھی جن کا اخراج ان دونوں نے کیا تھا، اس وجہ سے وہ حدیثیں معلول تھیں، تو میں نے ایسی احادیث کی جانب سے مدافعت کرنے میں اپنی اس کتاب کے اندر جس کا نام "المدخل إلی الصحیح بمارضیه أهل الصنعة" ہے پوری کوشش کی، اور میں اللہ سے ایسی احادیث کے اخراج پر جن کے رواۃ ایسے ثقہ ہوں جن سے شیخین بھی استدلال کر سکتے ہوں، امداد کا طالب ہوں، اور تمام فقہائے اسلام کے نزدیک اسانید و متون میں ثقات کی زیادتی مقبول ہے، اور اللہ ہی اس چیز پر مددگار ہے جس کا میں نے قصد کیا ہے اور وہ کافی ہے اور اچھا وکیل ہے۔

اس کے بعد کتاب الایمان سے آخری ابواب تک حدیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے، لیکن خطیب بغدادی نے ان کے حال میں لکھا ہے "کان الحاکم ثقة و کان یمیل الی التشیع" (۱) یعنی حاکم ثقہ تھے اور تشیع کی جانب میلان رکھتے تھے، اور بعض علماء نے ان کے تشیع کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتے تھے، اور اسلاف میں سے بھی ایک جماعت کا یہ مذہب تھا، مستدرک کی بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جن کو انہوں نے ایسا صحیح بتایا ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیثیں، مگر بڑے بڑے عالموں نے ان کا تخطیہ کر کے اس کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ منجملہ اُن کے حدیث الطیر (۲) ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں مشہور و معروف ہے۔ (۳)

اور اسی واسطے ذہبی نے فرمایا ہے کہ جب تک میری تعقیبات و تلحیقات کو نہ دیکھے، اُس وقت تک کسی کو جائز

(۱) تذکرة الحفاظ ۳/۲۴۳۔ [۳/۲۳۰، نور]

(۲) المستدرك ۲/۲۱-۱۲۰ وقال الذهبی: طلحة [راو فی اسناده] لیس بعمدة.

(۳) تذکرة الحفاظ ۳/۲۴۵۔ [۳/۲۳۱، نور]

Marfat.com

نہیں کہ حاکم کی تصحیح پر مغرور ہو جائے، اور یہ بھی فرمایا کہ مستدرک میں بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جو شرط صحت پر نہیں ہیں۔ بلکہ بعض احادیث موضوعہ بھی درج ہیں جن کی وجہ سے تمام مستدرک معیوب ہو گئی۔ البتہ حدیث الطیر کے بہت طرق ہیں جن کو ذہبی نے ایک جدا رسالہ میں جمع کیا ہے ان تمام طرق سے اس قدر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ فی الجملہ حدیث کی کچھ اصلیت ہے۔ (۱)

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کے زمانے میں چار شخص مملکت اسلام میں چوٹی کے محدثین شمار ہوتے تھے، دار قطنی بغداد میں، حاکم نیشاپور میں، ابوعبداللہ بن مندہ (۲) اصفہان میں، اور عبدالغنی (۳) مصر میں۔ محققین اہل حدیث نے ان چاروں میں یہ نسبت بیان کی کہ دار قطنی معرفت علل حدیث میں ممتاز اور مستثنیٰ تھے۔ اور حاکم کو فن تصنیف اور ترتیب میں دخل تام حاصل تھا، (۴) اور ابن مندہ کثرت حدیث اور معرفۃ واسعہ میں فضیلت رکھتے تھے، اور عبدالغنی کو اسباب کی معرفت میں تبحر حاصل تھا۔ حاکم کی

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۴۵ـ[۳/۲۳۱، نور]

(۲) ابوعبداللہ بن مندہ: ابوعبداللہ محمد بن ابویعقوب اسحاق بن حافظ ابوعبداللہ محمد بن ابوزکریا یحییٰ بن مندہ آپ کا پورا نام ہے۔ ۳۱۰ھ [۲۳-۹۲۲ء] میں ان کی ولادت ہوئی، اپنے والد، ابوسعید بن اعرابی، ابوالعباس اصم سے شرف تلمذ حاصل کیا، حاکم، ابونعیم اصفہانی، تمام بن محمد رازی وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے سترہ سو شیوخ سے استفادہ کیا ہے، ان کی وفات آخر ماہ ذی قعدہ ۳۹۵ھ [۱۰۰۵ء] میں ہوئی۔ ابونعیم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ابن مندہ حافظ حدیث ہیں اور محدثین کی اولاد میں سے ہیں، لیکن آخری عمر میں ان کو اختلاط ہو گیا تھا۔ تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۹-۲۳۵۔ [۳/۲۴-۲۲۰، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۷/۲۸-۴۳۔ شذرات الذهب ۳/۱۴۶۔

(۳) عبدالغنی بن سعید: عبدالغنی بن سعید بن علی بن سعید بن بشر بن مروان ازدی مصری، آپ کا نام ہے۔ آپ کی پیدائش ۳۳۲ھ [۴۴-۹۴۳ء] میں ہوئی۔ عثمان بن محمد سمرقندی، احمد سیرافی اور ابوالحسن دار قطنی سے آپ نے حدیثیں اخذ کیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں حافظ محمد بن علی صوری، اور قاضی ابوعبداللہ قضاعی وغیرہ ہیں۔ آپ حافظ حدیث تھے۔ عتیقی کہتے ہیں کہ عبدالغنی اپنے زمانہ میں علم حدیث اور حفظ حدیث میں منصب امامت پر فائز تھے۔ انہوں نے ان کو ثقہ اور مامون کہا ہے۔ برقانی کہتے ہیں کہ جب دار قطنی مصر سے لوٹے تو میں نے ان سے پوچھا کہ راستہ میں کوئی اہل علم ملا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس لمبے سفر میں صرف ایک نوجوان مصر میں ملا، جس کا نام عبدالغنی تھا۔ گویا کہ وہ آگ کا شعلہ تھا، پھر اس کی تعریف کے پل باندھنے لگے۔ ۷ صفر ۴۰۹ھ [۱۰۱۸ء] میں ان کا انتقال ہوا۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ۳/۵۱-۲۵۰۔ [۳/۳۸-۲۳۵، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۷/۲۶۸-۷۳۔ وفیات الاعیان ۳/۲۴-۲۲۳۔ [۲/۷-۲۰۶، نور] شذرات الذهب ۳/۱۸۸-۸۹۔

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۴۷۔ [۳/۲۳۳، نور] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۴/۱۵۹-۶۰۔ [۲/۴۴۶۔ تحقیق شدہ: مصطفیٰ عبدالقادر احمد عطا، مطبع: دار الکتب العلمیۃ بیروت: لبنان]

Marfat.com

تصانیف اس قدر زیادہ ہیں کہ تقریباً ہزار جزء تک پہنچتی ہیں، ان سب میں عمدہ "معرفة علوم الحديث" ہے، یہ کتاب نافع اور مفید ہے۔ اور اس کتاب کی نوع عالی میں جو سب سے اول نوع ہے یہ بیان کیا ہے۔

وأقرب ما يصح لأقراننا من الأسانيد بعدد الرجال ماحدّثونا عن أحمد بن شيبان الرملي وغيره قالوا حدثنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن ابن عمرو، عن الزهري عن أنس بن مالك، وعن عبيدالله بن أبي يزيد عن ابن عبّاس، وعن عبدالله بن دينار عن ابن عمر، و عن زياد بن علاقة عن جرير، فهذه الأسانيد لابن عيينة صحيحة ومن رسول الله صلى الله عليه وسلم قريبة.

اور ہمارے ہمعصروں کی جو سندیں رجال کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ یہ ہیں: احمد بن شیبان رملی وغیرہ، سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ [۱] عمر بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر سے [۲] سفیان بن عیینہ زہری سے اور وہ حضرت انس بن مالک سے [۳] سفیان بن عیینہ عبید اللہ بن ابی یزید سے اور وہ حضرت ابن عباس سے [۴] سفیان بن عیینہ عبد اللہ بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر سے [۵] سفیان بن عیینہ زیاد بن علاقہ سے اور وہ حضرت جریر بجلی سے۔ سفیان بن عیینہ کی یہ سب سندیں صحیح ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔

ان کی تصانیف میں سے تاریخ نیشاپور، کتاب مزکی الأخبار اور کتاب المدخل ا لی عد. الصحیح ہیں، ایک کتاب، الا کلیل ہے، یہ کتاب بھی بہت مفید ہے اور مفسر کو اس کی سخت ضرورت ہے، ان کی ایک کتاب امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں بھی ہے۔ (۱) تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ ان کی تصانیف ایک ہزار پانچ سو جزو کے قریب پہنچی ہیں۔ (۲) وہ اگر چہ دوسرے علوم

---

(۱) سیر أعلام النبلاء ۱۷/۱۷۰۔ (۲) وفیات الاعیان ۴/۲۸۰۔[۲/۳۶۴، نور]

Marfat.com

میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مگر علم حدیث میں زیادہ مشغلہ رکھنے کی وجہ سے اسی فن میں زیادہ مشہور ہو گئے تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور نام ونسب یہ ہے: محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم الضبی اوران کو طہمانی بھی کہتے تھے۔ یہ نسبت جدی ہے یعنی اجداد میں سے کسی کا نام طہمان تھا اس کی طرف نسبت کی گئی ہے، یہ نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔ اپنے زمانہ میں ابنِ البیّع کے ساتھ مشہور تھے۔ (۱)

لفظ بیّع باء۔ کے زبر اویاء مشددہ کے زیر سے ہے، ہندی لغت میں بیّع بیوپاری کو کہتے ہیں اُن کی پیدائش ۳۲۱ھ [۹۳۳ء] ماہ ربیع الثانی ☆ میں ہوئی۔ (۲)

ان کے باپ اور ماموں کی تاکید بھی ان فن کی تحصیل کے لئے زیادہ تھی، اور وہ اہتمام کے ساتھ اس فن کی طرف ان کو ترغیب دیتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے خراسان اور ماوراء النہر اور دیگر بلاد اسلام میں گشت کر کے دو ہزار شیوخ سے حدیث کی سند حاصل کیا۔ ان کے والد امام مسلم کے دیکھنے والوں میں تھے، (۳) اور وہ خود اپنے باپ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم، ابوعبداللہ بن یعقوب بن الاخرم (۴)

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۴۲ ۔[۳/۲۲۷، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۷/۱٦۲ ۔[۱۷/۱٦۳، نور] وفیات الاعیان ٤/۲۸۰ ۔[۲/۳٦٤، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۳/٤٤۲ ۔[تذکرہ میں بیّع کے اعراب کی وضاحت نہیں ہے، نیز ماہ ولادت ربیع الاول ہے۔ ۳/۲۲۷، نور] وفیات الاعیان ٤/۲۸۰ .[۲/۳٦٤، نور]

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۳/٤٤۲ ۔[۳/۲۲۷، نور]

(۴) ابوعبداللہ اخرم: ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف شیبانی، نیشاپوری، آپ ابن اخرم کے نام سے مشہور ہیں، پہلے ابن کرمانی کے نام سے مشہور تھے۔ ۲۵۰ھ [٦۵-۸٦۴ء] میں پیدا ہوئے۔ اور جمادی الاخریٰ ۳۴۴ھ [۵٦-۹۵۵ء] میں وفات پائی، یحییٰ بن محمد ذہلی، محمد بن عبدالوہاب فراء، محمد بن نصر مروزی وغیرہ سے حدیثیں سنیں، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوعبداللہ ابن مندہ، حاکم، حسان بن محمد وغیرہ ہیں، وہ اس فن کے امام تھے، انہوں نے صحیحین پر مستخرج تصنیف کی، علل اور رجال کی بحثوں میں انہوں نے عمدہ کلام کیا ہے، حاکم کہتے ہیں کہ ابن شرقی کے بعد موصوف ہی ہمارے شہر میں اہل حدیث کے سرخیل تھے۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۲-۸۱ ۔[۳/۷۸-۷٦، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۵/۷۰-٤٦٦ ۔ شذرات الذہب ۲/۳٦۸ ۔

☆ صحیح ربیع الاول ہے۔

Marfat.com

ابوالعباس بن محبوب (۱) ابو عمرو عثمان بن سماک اور ابو علی حافظ نیشا پوری (۲) جو اپنے زمانہ کے حافظ حدیث تھے۔اور ان کے ماسوا اس فن کے بڑے بڑے عالموں سے اس فن کو حاصل کیا۔(۳) اور دار قطنی وابوذر ہروی (۴) (جو بخاری کے راویوں میں ہیں) ابویعلی خلیلی، ابوالقاسم قشیری، اور بیہقی اور اس صفت کے ساتھ جو دوسرے استاد متصف ہیں اُن سے روایت کرتے ہیں۔ (۵) چونکہ وہ عہدۂ قضا پر مامور تھے، اس وجہ سے ان کا لقب حاکم پڑ گیا تھا، (۶) ان کی وفات عجیب طور پر واقع ہوئی، ایک روز حمام میں غسل کی

(۱) ابوالعباس بن محبوب: ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب بن فضیل محبوبی، مروزی۔امام ترمذی کی جامع کے خودان سے راوی ہیں۔انہوں نے سعید بن مسعود، فضل بن عبدالجبار باہلی، وغیرہ سے حدیثیں سماعت کیں ان سے احادیث روایت کرنے والوں میں ابوعبداللہ ابن مندہ، حاکم، عبدالجبار وغیرہ ہیں۔ ۲۶۵ھ[۷۹-۸۷۸ء] میں سولہ سال کی عمر ہی سے امام ترمذی کی صحبت میں رہے۔ ان کی وفات رمضان ۳۴۶ھ[۹۵۷ء] میں ہوئی۔حاکم بیان کرتے ہیں کہ ان کی سماعت صحیح ہے۔دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۵/۵۳۷-شذرات الذهب ۲/۳۷۳۔

(۲) ابوعلی نیشا پوری: ابوعلی حسین بن علی نیشا پوری حدیث کے بڑے عالموں میں سے ایک ہیں۔ابن خزیمہ، حسن بن سفیان، نسائی، ابویعلی موصلی، وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں ابن مندہ، حاکم، ابوطاہر محمش وغیرہ ہیں۔ان کی پیدائش ۲۷۷ھ[۹۱-۸۹۰ء] میں ہوئی، اور وفات جمادی الاولیٰ ۳۴۹ھ[۹۶۰ء] میں ہوئی۔حاکم کہتے ہیں کہ حفظ، اتقان، ورع اور تصنیف وتالیف وغیرہ میں اپنے زمانہ کے یگانہ تھے۔دیکھئے: تذكرة الحفاظ ۳/۱۹-۱۱۷ ـ[۳/۱۳-۱۱۰،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۵۹-۵۱ ـ تاریخ بغداد ۸/۷۲-۷۱ ـ شذرات الذهب ۲/۳۸۰ ـ

(۳) تذكرة الحفاظ ۲/۲۴۲ ـ[۳/۲۲۷،نور]

(۴) ابوذر ہروی: ابوذر ہروی امام وحافظ حدیث تھے، ان کا نام عبد بن احمد بن محمد بن عبداللہ انصاری مالکی تھا۔شیخ الحرم تھے، صحیح بخاری کو مستملی، حموی اور کشمیہنی تینوں سے روایت کیا ہے۔انہوں نے ابوالحسن دار قطنی، ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن حمیدویہ اور بشر بن محمد مزنی سے حدیثیں سماعت کیں۔ان سے حدیث بیان کرنے والوں میں قاضی ابوالولید باجی، عبداللہ بن حسن تنیسی وغیرہ ہیں۔مکہ میں اپنے شیوخ کی ایک معجم تالیف کی۔ان کی کئی تصانیف ہیں۔ان کی ولادت تقریباً ۳۵۵ھ[۹۶۵ء] میں ہوئی۔خطیب کہتے ہیں کہ وہ ثقہ دیندار اور تام الضبط تھے۔شوال ۴۳۴ھ[۱۰۴۳ء] میں ان کی وفات ہوئی۔دیکھئے: تذكرة الحفاظ ۳/۳۰۳-۳۰۱ ـ[۳/۸۸-۲۸۴،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۷/۶۳-۵۵۴ ـ تاریخ بغداد ۱۱/۱۴۱ ـ شذرات الذهب ۳/۲۵۴ ـ

(۵) تذكرة الحفاظ ۳/۲۴۳ ـ[۳/۲۲۸،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۷/۱۶۵ ـ

(۶) وفيات الاعيان ۴/۲۸۱ ـ[۲/۳۶۴،نور]

Marfat.com

غرض سے تشریف لے گئے، فراغت کے بعد وہاں سے نکلے تو ایک آہ کھینچی اور جاں بحق ہو گئے، [اس وقت صرف] تہ بند بندھا ہوا تھا، کپڑے بھی نہیں پہنے تھے، یہ واقعہ ماہ صفر ۴۰۵ھ [۱۰۱۴ء] میں ہوا۔ (۱) انتقال کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا تو یہ فرما رہے تھے کہ میں نے نجات پائی، دیکھنے والے نے دریافت کیا کہ کس سبب سے؟ تو جواب دیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر سے۔ ذہبی نے تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ابوسعید مالینی ☆(۲) نے ان کی کتاب کے بارے میں حد سے زیادہ تجاوز کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے مستدرک اول سے آخر تک دیکھا ہے، مگر ایک حدیث بھی بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق، نہ پائی، مگر انصاف یہ ہے کہ بہت سی حدیثیں ان دونوں بزرگوں یا دونوں میں سے ایک کی شرط کے مطابق پائی جاتی ہیں۔ بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ بقدر نصف کتاب کے اس قسم سے ہو اور چوتھائی کے بقدر ایسی ہو کہ بظاہر اس کا اسناد درست ہے، لیکن ان دونوں کی شرط کے مطابق نہیں ہے، اور باقی ربع کے بقدر واہیات اور منکرات بلکہ محض موضوعات سے پر ہے۔ (۳) چنانچہ میں نے تلخیص ذہبی میں جو اسی کتاب کے اختصار میں ہے لوگوں کو اس پر مطلع کر دیا ہے۔

اسی وجہ سے علماء حدیث نے بیان کر دیا ہے کہ حاکم کی مستدرک پر، تلخیص ذہبی کے دیکھے بغیر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔

---

(۱) تذكرة الحفاظ ۳/۳٤۸ ـ سير اعلام النبلاء ۱۷/۱۷۳ ـ طبقات الشافعية الكبرىٰ ٤/۱٦۱ ـ [۲/٤٤۷، نور]

(۲) ابوسعد مالینی: ابوسعد احمد بن محمد بن احمد انصاری، ہروی، مالینی، صوفی، طاؤس الفقراء کے نام سے جانے جاتے ہیں، اکابر صوفیاء میں ان کا شمار ہوتا ہے، ۴۰۹ھ [۱۰۱۸-۱۹ء] میں ان کی وفات ہوئی، اسماعیل بن نجید، ابوالشیخ، ابوبکر قطیعی، فضل بن جعفر تمیمی وغیرہ سے حدیثیں بیان کی ہیں۔ انہوں نے مسانید کبار سے خوب استفادہ کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں بیہقی، خطیب، اور ابوعبداللہ قضاعی وغیرہ ہیں۔ دیکھئے: تذكرة الحفاظ ۳/۲۷۱ـ[۳/۵۷-۲۵٦، نور] سير أعلام النبلاء ۱۷/۳۰۳-۳۰۱ـ تاريخ بغداد ٤/۳۷۱-۷۲ ـ طبقات الشافعية الكبرىٰ ٤/٦۰-۵۹ ـ [۲/۳۸۱، نور] شذرات الذهب ۳/۱۹۵ ـ سن وفات ٤۱۲ صحیح ہے اور یہی شذرات میں مذکور ہے۔ نور]

(۳) سير أعلام النبلاء ۱۷/۱۷۵ ـ طبقات الشافعية الكبرىٰ ٤/۱٦۵ ـ [۲/۵۰-٤۹، نور]

☆ صحیح لفظ ابوسعد مالینی ہے۔

Marfat.com

کتاب مستخرج
علی صحیح مسلم لابی نعیم الاصفہانی ☆

اس کے شروع میں کتاب الإیمان ہے اور اول میں یہ حدیثِ جبرئیل ہے:

حدثنا أحمد بن یوسف خلاد قال، حدثنا الحارث بن أبی أسامة قال: حدثنا أبو عبدالرحمٰن بن یزید المقري وحدثنا أبو علی بن الصواف قال: حدثنا بشر بن موسیٰ قال: حدثنا أبو عبدالرحمٰن المقري قال: حدثنا کهمس بن الحسن عن عبدالله بن بریدة الأسلمي عن یحییٰ بن یعمر القرشي قال: کان من أوّل من قال بالقدر، معبدالجهني بالبصرة فانطلقت أنا وحمید بن عبدالرحمٰن الحمیري حجاجا إلی اٰخر الحدیث المذکور فی أوائل صحیح مسلم۔ (۱)

عبداللہ بن بریدہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یعمر القرشی نے یہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے مقام بصرہ میں معبد جہنی نے قدر کے بارے میں کچھ کہا تھا، اس کو سن کر میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حجاج کے پاس گئے۔ اس کے بعد وہ حدیث پوری نقل کی جو صحیح مسلم کے شروع میں ہے۔

ان کا نام ونسب یہ ہے:

احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن (وائل بن) مہران اصبہانی، صوفی۔ (۲)

یہ ۳۳۶ھ ☆ [۴۸-۹۴۷ء] میں پیدا ہوئے۔ (۳) چھ سال کی عمر میں مشائخ عمدہ نے بطریق تبرک

---

(۱) دیکھئے: المستخرج علی صحیح مسلم، ص: ۹۹، مسلم نے کتاب الایمان کے شروع میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(۲) وفیات الاعیان ۹۱/۱۔ [۵٤/۱، نور] تذکرة الحفاظ ۲۹۱/۳۔ [۲۷۵/۳، نور] سیر أعلام النبلاء ٤۵۳/۱۷۔ [٤۵۳-۵٤/۱۷، نور]

(۳) تذکرة الحفاظ ۲۹۱/۳۔ [۲۷۵/۳، نور]

☆ یہ کتاب محمد حسن محمد حسن (محمد فارس) کی تحقیق سے دار الکتب العلمیہ بیروت سے ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی۔

☆ اصل فارسی میں "شش وصدی وشش" ہے۔

Marfat.com

ان کو حدیث کی اجازت دے دی، جن مشائخ نے ان کو اجازت دی تھی ان میں سے ابوالعباس اصم، خیثمہ بن سلیمان طرابلسی، (۱) جعفر خلدی (۲) اور شیخ عبداللہ بن عمر بن شوذب (۳) بھی ہیں۔ اور یہ ابونعیم اس خصوصیت کے ساتھ متفرد ہیں۔ (۴) اس کے بعد جب جوان ہو گئے تو بڑے بڑے مشائخ سے سماع کیا۔ اور جو تخم ان کی زمین استعداد میں لڑکپن سے ڈالا گیا تھا وہ جم کر بار آور ہوا۔ نیز طبرانی، ابوشیخ، جعابی، (۵)

---

(۱) خیثمہ بن سلیمان: خیثمہ بن سلیمان بن حیدرہ قرشی، طرابلسی ان کا نام اور کنیت ابوالحسن تھی۔ انہوں نے عراق حجاز اور یمن کا سفر کر کے حدیثیں جمع کیں اور کتابیں لکھیں۔ ۲۵۰ھ [۶۵-۸۶۴ء] میں ان کی ولادت ہوئی، ابوعتبہ احمد بن فرج حجازی، صاحب بقیہ ابن عیینہ کے شاگرد محمد بن عیسیٰ بن حبان مدائنی، ابراہیم بن عبداللہ قصار اور محمد بن عوف طائی کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ تمام رازی اور ابوعبداللہ بن مندہ ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آخری شخص جنہوں نے ان سے بلا اجازۃ روایت کی وہ حافظ ابونعیم ہیں۔ خطیب بغدادی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ انہوں نے صحابہ کے فضائل ومناقب جمع کئے تھے۔ ۳۴۳ھ [۹۵۵ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ۷۶/۴-۷۵۔ [۷۲/۳-۷۱، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۱۵-۴۱۲۔ شذرات الذہب ۳۶۵/۲۔

(۲) جعفر خلدی: ابومحمد جعفر بن محمد بن نصیر بغدادی، خلدی، امام ومحدث اور مشائخ صوفیہ میں سے ہیں، انہوں نے حارث بن ابواسامہ، ابومسلم کجی وغیرہ سے کسب فیض کیا، اور ابوالحسین نوری اور جنید کی صحبت میں رہے، ان سے روایت کرنے والوں میں حاکم، حسین غضائری اور ابوعلی بن شاذان وغیرہ ہیں۔ ان کی وفات ۳۴۸ھ [۶۰-۹۵۹ء] میں ہوئی۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۶۰/۱۵-۵۵۸۔ تاریخ بغداد ۳۱/۷-۲۲۶۔ شذرات الذہب ۳۷۸/۲

(۳) عبداللہ بن عمر بن شوذب: ابومحمد عبداللہ بن عمر بن احمد بن علی بن شوذب واسطی محدث ومقری تھے، آپ نے شعیب بن ایوب، محمد بن عبداللہ دقیقی، صالح بن ہیثم جیسے کبار علماء کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے، ان سے روایت کرنے والوں میں منصور بن عبداللہ، ابوبکر بن لال، ابوعبداللہ بن مندہ، ابن جمیع صیداوی، اور کئی لوگ ہیں۔ ۲۴۹ھ [۶۴-۸۶۳ء] میں آپ پیدا ہوئے، اور ۳۴۲ھ [۹۵۳ء-۵۴] میں دار فانی سے دار ابدی کی طرف کوچ کر گئے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۴۶۶/۱۵۔ العبر ۲۵۹/۲۔ [۶۴/۲، نور] شذرات الذہب ۳۶۲/۲۔

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۲۹۱/۳۔ [۲۷۵/۳، نور]

(۵) ابوبکر جعابی: حافظ ابوبکر محمد بن عمر بن تمیمی، بغدادی، ابن جعی، موصل کے قاضی تھے، صفر ۲۸۴ھ [۸۹۷ء] میں پیدا ہوئے، محمد بن یحییٰ مروزی، ابوخلیفہ، فضل بن حباب اور جعفر محمد بن فریابی، سے انہوں نے حدیثیں سنیں۔ ابوعلی نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ ہمارے مشائخ میں ابن عبدان اور ہمارے ساتھیوں میں ابوبکر جعابی سے اچھا حافظ حدیث میں نے نہیں دیکھا، ابوالحسن دار قطنی، ابن مندہ، حاکم، قاضی ابوعمر ہاشمی بصری، کے علاوہ کئی لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ جن میں حافظ ابونعیم نے سب سے اخیر میں وفات پائی۔ رجب ۳۵۵ھ [۹۶۶ء] میں بغداد میں رحلت فرمائی۔ تذکرۃ الحفاظ ۴۱/۳-۱۳۹۔ [۳۳/۳-۱۳۱، نور] سیر أعلام النبلاء ۸۸/۱۶-۹۲۔ تاریخ بغداد ۲۶/۳-۳۱۔ شذرات الذہب ۱۷/۳۔

Marfat.com

ابوعلی ☆ بن صواف، (۱) ابوبکر آجری (۲) ابن خلاد نصیبی (۳) اور فاروق بن عبدالکریم خطابی ☆(۴) سے استفادہ تامہ کیا۔ (۵) اس کے بعد شیخوخت اور افادہ کے مرتبہ کو پہنچے تو فن حدیث کے حفاظ عجز و نیاز کے ساتھ در دولت پر حاضر ہو کر فائدہ حاصل کر کے مرتبہ علیا پر پہنچ گئے، ان کے اسانید بلند ہونے اور وفور حفظ

(۱) ابوعلی صواف: محمد بن احمد بن حسن بغدادی، محدث تھے، محمد بن اسماعیل ترمذی، اسحاق حربی، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عثمان بن ابی شیبہ اور جعفر فریابی وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں برقانی، حافظ ابونعیم وغیرہ ہیں۔ دار قطنی کہتے ہیں میں نے ان جیسا عالم نہیں دیکھا۔ شعبان ۳۵۹ھ [۹۷۰ء] میں وفات پائی، ۸۹ سال کی عمر تھی۔ سیر أعلام النبلاء ۱۶/ ۱۸٤-۸٦۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۸۹۔ شذرات الذهب ۳/ ۲۸۔

(۲) ابوبکر آجری: ان کا پورا نام ابوبکر محمد بن حسین بن عبداللہ بغدادی آجری ہے، انہوں نے ابومسلم کجی، محمد بن یحییٰ مروزی، جعفر بن محمد فریابی، موسیٰ بن ہارون، القاسم بغوی، ابن ابی داؤد اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت سے کسب فیض کیا۔ ابوالحسین بن بشران، مقری ابوحسن حمامی اور حافظ ابونعیم نے ان سے روایت کی ہے، ان کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سے الشريعة في السنة، الرؤية، الغرباء، الأربعين وغیرہ ہیں۔ ان کی وفات مکہ میں ۳۶۰ھ [۹۷۰ء] ماہ محرم میں ہوئی۔ یہ بہت نیک، پارسا اور متبع سنت تھے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۳۳-۳٦۔ تاریخ بغداد ۲/ ۲٤۳۔ شذرات الذهب ۳/ ۳۵۔

(۳) ابن خلاد نصیبی: احمد بن یوسف بن خلاد نصیبینی، بغداد میں عطر فروش تھے۔ انہوں نے محمد بن فرج ازرق، حارث بن ابواسامہ، ابراہیم بن حربی اور کئی علم وفن کے ماہرین سے استفادہ تامہ کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں دار قطنی، ابوعلی بن شاذان، ابونعیم حافظ اور کئی دوسرے رواۃ ہیں، ابونعیم اور ابوالفتح بن ابوالفوارس نے ان کو ثقہ کہا ہے لیکن حدیث کا ان کو خاص علم نہ تھا، البتہ خطیب کے بقول ان کی سماعت صحیح تھی، ۳۵۹ھ [۹۶۹ء] ماہ صفر میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۶/ ٦۹-۷۰۔ تاریخ بغداد ۵/ ۲۱-۲۲۰۔ شذرات الذهب ۳/ ۲۸۔

(۴) ابن عبدالکبیر خطابی: فاروق بن عبدالکبیر بن عمر خطابی، بصری۔ ابوحفص ان کی کنیت ہے۔ انہوں نے ہشام بن علی سیرافی، ابومسلم کجی کے علاوہ کئی لوگوں سے کسب فیض کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوبکر محمد بن ابوعلی ذکوانی، احمد بن محمد بن سقر بغدادی اور حافظ ابونعیم کے علاوہ کئی رواۃ ہیں۔ اپنے زمانہ کی عبقری شخصیت تھے، ان کی طرف لوگ اقصائے عالم سے رخت سفر باندھ کے آتے تھے۔ سیر أعلام النبلاء ۱۶/ ۱٤۰-٤۱۔ العبر ۲/ ۳۵۷۔ شذرات الذهب ۳/ ۷٤۔

(۵) تذكرة الحفاظ ۳/ ۲۹۲. [۳/ ۲۷۵، نور]

☆ سیر میں بن صواف اور شذرات الذہب میں ابوعلی صواف ہے۔ جیسا کہ فارسی نسخہ کی پہلی طباعت میں مذکور ہے۔

☆ صحیح عبدالکریم کے بجائے عبدالکبیر ہے، فارسی کی طباعت میں یہی لکھا ہے۔

Marfat.com

اور فضیلت علم کی وجہ سے ان لوگوں کی رغبت ایک عرصہ تک ان کی جناب میں رہی۔ خطیب بغدادی ان کے خاص الخاص شاگردوں میں سے ہیں۔ ابوسعید مالینی ☆ (۱) ابوصالح مؤذن (۲) ابوعلی حسن بن احمد حداد (۳) ابوسعید ☆ محمد بن محمد بن المطرز (۴) ابومنصور محمد بن عبداللہ شروطی اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر حاصل ہے، (۵) ان کی نادر و عجیب کتابوں میں سے کتاب حلیۃ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جس کی نظیر اسلام میں نصیب نہیں ہوئی۔ اگرچہ صبح سے ظہر تک ان کے یہاں حدیث کا درس ہوا کرتا تھا، لیکن جب مجلس افادہ سے اٹھ کر مکان میں تشریف لے جاتے تھے تو راستہ میں بھی بقدر ایک جزء کے، آدمی ان سے پڑھ لیا کرتے تھے۔ بااین ہمہ ہرگز ملول اور تنگ دل نہ ہوتے تھے، علم حدیث میں مشغولی کی نوبت اس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ گویا کتابوں کا تصنیف کرنا اور حدیث کا پڑھانا ان کی غذا میں داخل ہو گیا تھا۔ (۶)

---

(۱) ان کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے۔

(۲) ابوصالح المؤذن: ابوصالح احمد بن عبدالملک بن علی بن احمد نیشاپوری، آپ خراسان کے محدث تھے۔ طریقت، افادے اور احادیث جمع کرنے میں اپنے زمانہ کے یکتائے روزگار تھے۔ انہوں نے کئی لوگوں سے حدیثیں سماعت کیں، عبدالقادر بن اسماعیل نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ابوصالح مؤذن، بڑے محدث اور صوفی تھے، ان جیسا حافظ قرآن میں نے نہیں دیکھا، کئی علماء حدیث سے حدیثیں سنیں اور، شیوخ وابواب کی ترتیب پر جمع کیں، اور کئی سالوں تک ثواب کی نیت سے اذان دیتے رہے۔ رمضان ۴۷۰ھ [۱۰۷۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۵۷-۳۵۰۔ [۳/ ۳۸-۳۳۵، نور]

(۳) ابوعلی حداد: حسن بن احمد بن حسن بن محمد بن علی اصبہانی، آپ کا نام ہے، ان کی تاریخ پیدائش شعبان ۴۱۹ھ [۱۰۲۸ء] ہے۔ انہوں نے حافظ ابونعیم، ابوسعد صفار اور محمد بن عبدالرزاق بن ابوالشیخ سے حدیثیں سنیں، ان سے حدیثیں روایت کرنے والوں میں سلفی، ابوموسیٰ مدینی وغیرہ ہیں، سمعانی کہتے ہیں کہ یہ ثقہ اور صدوق تھے، اہل علم، اہل قرآن اور اہل دین میں ان کا شمار ہوتا ہے امام مقری، مجود، محدث تھے۔ ۵۱۵ھ [۱۱۲۲ء] میں مالک حقیقی سے جا ملے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۹/ ۳۰۳-۰۷۔ شذرات الذهب ٤/ ٤٧۔

(۴) ابوسعید مطرز: ابوسعد محمد بن احمد اصبہانی، مطرز اصبہان کے صاحب مسند تھے۔ انہوں نے حافظ ابونعیم اور کئی لوگوں سے روایت سنی اور علم حاصل کیا ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابوطاہر سلفی کے علاوہ کئی لوگ ہیں۔ سمعانی نے انہیں ثقہ اور صالح کہا ہے۔ ۴۱۱ھ [۲۱-۱۰۲۰ء] میں ان کی ولادت ہوئی، اور سن ۵۰۳ھ [۱۱۱۰ء] میں انتقال کر گئے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۹/ ۵۵-۲۵٤۔ العبر ٤/ ۷۔ [۲/ ۳۸۵، نور] شذرات الذهب ٤/ ۷۔

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۲۹۲۔ [۳/ ۲۷٦، نور]

(٦) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۲۹۲۔ [۳/ ۲۷٦، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۷/ ٤٥۹۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ٤/ ۲۱۔ [۲/ ۳۵۷، نور]

☆ صحیح ابوسعد مالینی ہے۔ ☆ صحیح ابوسعد ہے۔

Marfat.com

کتاب حلیۃ الاولیاء نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کیا تھا کہ نیشاپور میں اس کا ایک نسخہ چار سو دینار میں خریدا گیا تھا، (۱) اول وہ شخص جو ان کے اجداد میں سے شرف اسلام سے مشرف ہوئے مہران تھے۔ اور وہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے غلام تھے۔ (۲) اصفہان واصبہان کو جو سپاہان کا معرب ہے، عجم کے بعض بادشاہوں نے اپنے لشکر کے لئے تیار کر کے شہر سپاہان کے نام سے موسوم کیا تھا۔ (۳) اور بالفعل وہ عراق اور عجم کی دار السلطنت اور اس کے مشہور شہروں میں ہے۔ ابونعیم کی تصانیف بہت ہیں۔ منجملہ ان کے کتاب معرفۃ الصحابہ دو جلدوں میں کتاب، دلائل النبوۃ کتاب، المستخرج علی البخاری، کتاب، المستخرج علی مسلم، کتاب، تاریخ اصفہان، کتاب، صفۃ الجنۃ، کتاب، الطب، کتاب، فضائل الصحابہ اور کتاب، المعتقد ہیں، ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بہت سے رسالے ان کی تصنیفات میں سے ہیں۔ (۴) بیس محرم ۴۳۰ھ ☆ [اکتوبر ۱۳۰۸ء] میں اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف رحلت فرمائی۔ (۵) کل چورانوے سال کی عمر ہوئی۔ ☆ اسی سال عبدالملک بن بشر ☆ بغدادی (۶) نے جو عراق کے مستند محدث

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲۹۳/۳۔ [۲۷۶/۳، نور]

(۲) وفیات الاعیان ۹۱/۱۔ [۵٤/۱، نور]

(۳) الأنساب ۲۸٤/۱۔ [۷۵/۱، تقدیم وتعلیق: عبداللہ عمر البارودی، دار الجنان، بیروت: ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ء، نور]

وفیات الاعیان ۹۲/۱۔ [۵٤/۱، نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۲۹۵/۳۔

(۵) وفیات الاعیان ۹۲/۱۔ [۵٤/۱، نور] فارسی نسخہ میں ''ہفتاد و چہار'' (۷۴) سال مذکور ہے۔

(۶) عبدالملک بن بشران: ابوالقاسم عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران بغدادی۔ عراق کے محدث اور واعظ تھے، بشران بنوامیہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کی پیدائش شوال ۳۳۹ھ [۵۱-۹۵۰ء] میں ہوئی۔ یہ ابوبکر نجاد، ابوبکر شافعی، اور ابوبکر آجری سے حدیثیں روایت کرتے ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں خطیب اور کتانی جیسے نامور محدثین ہیں۔ ثقہ ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان سے حدیثیں لی ہیں، وہ ثقہ ثبت اور صالح تھے۔ ربیع الآخر ۴۳۰ھ [۳۹-۱۰۳۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۵۱/۱۷-٤۵۰۔ [۵۲/۱۷-۵۰، نور] تاریخ بغداد ۳۳/۱۰-٤۳۲۔ شذرات الذھب ۲٤٦/۳۔

☆ فارسی میں ''چہار صد و سہ ہشتم محرم'' ۸ محرم مذکور ہے۔

☆ صحیح بشران ہے۔

Marfat.com

تھے، انتقال فرمایا اور مشہور مفسر ابوعبدالرحمٰن اسماعیل بن احمد الحیری نے بھی اسی سال وفات پائی۔ ابوبکر خطیب نے ان سے بھی علم حاصل کیا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری کو بتمامہ تین مجلسوں میں ان کے سامنے پڑھا۔ ابوعمران فارسی (۱)☆ محدث دیار مغرب بھی اسی سال واصل بحق ہوئے۔ (۲) اناللہ و إنّا إلیه راجعون.

مسند دارمی ☆

یہ اصطلاح کے خلاف، مسند کے ساتھ مشہور ہوگئی۔ اس مسند کی ثلاثیات میں سب سے پہلے باب البول فی المسجد میں یہ حدیث ہے:

أخبرنا جعفر بن عون قال أخبرنا یحییٰ بن سعید عن أنس قال جاء أعرابی إلی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فلما قام بال فی ناحیة المسجد قال فصاح به أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فکفّهم عنه، ثم دعا بدلوٍ من ماء فصبّه علی بوله. (۳)

---

(۱) ابوعمران فاسی: ابوعمران موسیٰ بن عیسیٰ فاسی، مالکی، کبار علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے ابوالحسن قابسی سے علم فقہ حاصل کیا، عبدالوارث بن سفیان اور سعید بن نصر وغیرہ سے اپنی علمی پیاس بجھائی، حاتم بن محمد کا بیان ہے کہ ابوعمران علم وحفظ حدیث میں لوگوں کے سب سے بڑے عالم تھے، حفظ فقہ کے ساتھ حدیث اور اس کے معانی سے بھی واقف تھے، فن قرأت کے ماہر تھے، کئی قرأتوں میں قرآن پڑھتے تھے، رجال اور جرح وتعدیل کے علم میں بھی دسترس رکھتے تھے، مغربی ممالک کے لوگوں نے ان سے خوب استفادہ کیا، کثرت روایات اور وسعت علمی میں ان سے فائق کسی عالم سے ملاقات نہیں کی، ۴۳۰ھ [۳۹-۱۰۳۸ء] میں ان کا وصال ہوا۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۷/ ۵۷-۵۴۵ ۔[۱۷/۴۸-۵۴۵ نور] جذوة المقتبس ص: ۳۸۸ ۔[۳۳۸ نور] ترتیب المدارک ۴/ ۶-۷۰۲ ۔ شذرات الذهب ۳/ ۲۴۷-۴۸ ۔

(۲) تذکرة الحفاظ ۳/ ۹۶-۲۹۵ ۔[۳/ ۲۷۹ نور]

(۳) سنن الدارمی ۱/ ۲۰۰ . [سنن دارمی، تحقیق: فواد احمد زمرلی، خالد السبع العلمی، مکتبہ دار الایمان سہارنپور: ۱/ ۲۰۵ نور] اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد میں ذکر کیا ہے۔ ☆ صحیح فاسی ہے۔

☆ یہ مسند سب سے پہلے مطبع نظامی کانپور سے ۱۲۹۳ھ میں پتھر پر چھپی [تاریخ التراث العربی علوم الحدیث جلد اول جزء اول ص: ۲۲۰] شیخ محمد عبدالعزیز خالدی کی تخریج آیات واحادیث کے ساتھ دار الکتب العلمیۃ بیروت نے ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۶ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص دیہات کا رہنے والا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور جب وہ کھڑا ہوا تو مسجد کی ایک جانب میں پیشاب کرنے لگا، انس فرماتے ہیں کہ اس کی یہ حرکت نا گوار خلاف آداب مسجد دیکھ کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شور وشغب مچانا شروع کیا اور اس پر لے دے کرنے لگے، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو برا بھلا کہنے سے روک دیا اور پانی کا ڈول اس پر ڈلوا کر مسجد کو پاک کروا دیا۔

ان بزرگ کا نام ونسب: عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد تمیمی، دارمی، سمرقندی ہے، (ان کی کنیت ابو محمد ہے)، کثرت سے سفر میں رہتے تھے، اکثر بلاد اسلام کا سفر کر کے دور دراز شہروں میں گشت کر کے علم حدیث کو جمع کیا۔ (۱) مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، عبداللہ، امام احمد بن حنبل کے بیٹے اور محمد بن یحییٰ ذہلی ان سے روایت کرتے ہیں۔ (۲)

عبداللہ پسر امام احمد بن حنبل اپنے والد بزرگوار سے یہ نقل کرتے ہیں کہ خراسان میں علم حدیث کے حافظ چار شخص تھے۔ ابوزرعہ رازی، محمد بن اسماعیل بخاری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی، اور حسن بن شجاع (۳) بلخی (۴) جس وقت دارمی کی وفات کی خبر محمد بن اسماعیل بخاری کو پہنچی تو (انتہائی صدمہ سے) سر جھکا لیا، اور اشک جاری کرتے ہوئے، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھنے لگے اور بے ساختہ آپ کی

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱۱۵/۲۔[۱۰۵/۲،نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۱۱٦/۲۔[۱۰۵/۲،نور] سیر أعلام النبلاء ۲۲۵/۱۲۔

(۳) حسن بن شجاع: ابوعلی حسن بن شجاع بن رجاء بلخی، انہوں نے بلخ میں مکی بن ابراہیم سے اور پھر عبداللہ بن موسیٰ، ابونعیم، ابوالولید طیالسی، یحییٰ بن یحییٰ، علی بن مدینی، ابن راہویہ اور ان کے طبقے کے علماء کی شاگردی اختیار کی، انہوں نے اکثر بلاد اسلام کا سفر کر کے خوب علم حاصل کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری اور ابوزرعہ رازی وغیرہ ہیں، حاکم کہتے ہیں کہ ابن شجاع ائمہ حدیث میں ہیں، انہوں نے خوب اسفار کیے، اور حدیثیں جمع کیں۔ شوال ۲۴۴ھ [۸۵۹ء] میں ۴۹ رسال کی عمر میں رب حقیقی سے جاملے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۹۰/۱۲-۱۸۷۔ العبر ۴۴۲/۱۔[۳۴۸/۱،نور] تهذیب التهذیب ۸٤/۲-۲۸۲۔ شذرات الذهب ۱۰٤/۲۔[۱۰۵/۲،نور]

(۴) سیر أعلام النبلاء ۱۸۸/۱۲۔[۸۹/۱۲-۱۸۸،نور]

Marfat.com

زبان سے یہ (حسرت آمیز) شعر نکل گیا، حالانکہ بجز ان اشعار کے جو حدیث میں روایت کئے گئے ہیں آپ کبھی کوئی شعر نہیں پڑھتے تھے۔

إن تبق تفجع بالأحبة كلها ☆
وفناء نفسك لا أبا لك أفجع (۱)

اگر تو زندہ رہے گا تو تمام دوستوں کی مفارقت کا درد تجھ ہی کو اٹھانا پڑے گا، مگر تیری موت کا سانحہ ان سب سے دردناک ہے۔

دارمی کی ولادت ۱۸۱ھ [۹۸-۷۹۷ء] (۲) میں اور وفات پنجشنبہ کو عرفہ کے روز ۲۵۵ھ [۸۶۹ء] میں ہوئی۔ جمعہ کے روز جو یوم النحر واقع ہوا تھا دفن کئے گئے (۳) اور یہی سال عبداللہ بن المبارک کی وفات کا ہے۔ ☆نسخہ ابوالوقت (۴) مسند دارمی میں تین ہزر پانچ سوستاون حدیثیں مندرج ہیں، یہ حدیثیں ایک ہزار چار سو آٹھ باب میں متفرق طور پر جمع کی گئی ہیں۔

---

(۱) سير أعلام النبلاء ۱۲/ ۲۲۹۔ تهذيب التهذيب ۵/ ۲۹۶۔

(۲) تذكرة الحفاظ ۲/ ۱۱۵۔ [۲/ ۱۰۵، نور]　　(۳) تهذيب التهذيب ۵/ ۲۹۵۔

(۴) ابوالوقت: عبدالاول بن محدث ابوعبداللہ عیسیٰ بن شعیب بن ابراہیم بن اسحاق سجزی، ہروی، مالینی آپ کا نام ونسب ہے، ۴۵۸ھ [۶۶-۱۰۶۵ء] میں ولادت ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن محمد داؤدی سے ''صحیح'' اور دارمی کی کتاب کی سماعت کی۔ حصول علم کے لئے ابوعاصم، فضیل بن یحییٰ اور محمد بن ابومسعود فارسی کی طرف رخت سفر باندھا، اور ان سے خوشہ چینی کی۔ ابن عساکر، سمعانی، ابن جوزی، عمر بن طبرزد وغیرہ جیسے کبار محدثین نے ان کی شاگردی اختیار کی تھی، سمعانی کا بیان ہے کہ ابوالوقت سلیم الفطرت، متواضع، خوش اخلاق ومحبت کرنے والے تھے، تواضع، صلاح، ذکر وشغل، تہجد اور خوف خدا میں نمونۂ اسلاف تھے۔ شوال ۵۱۲ھ میں مالین میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۲۰/ ۱۱-۳۰۳۔ وفيات الأعيان ۳/ ۲۷-۲۲۶۔ [۲/ ۸-۱۰۷، نور] شذرات الذهب ۴/ ۱۶۶۔

☆ كلهم صحیح ہے جیسا کہ فارسی نسخہ میں ہے۔

☆ ترجمہ میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ یوں ہونا چاہئے، دارمی کی ولادت ۱۸۱ھ میں ہوئی، اور یہی سال عبداللہ بن مبارک کی وفات کا ہے۔ فارسی میں ان کی وفات بروز جمعرات عرفہ کے روز اور تدفین بروز جمعہ یوم النحر کے روز لکھا ہے، شاید مصنف سے تسامح ہوا ہے، اس لئے کہ مصادر میں ان کی وفات یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) اور تدفین یوم عرفہ کے دن، لکھا ہے: دیکھئے: تهذيب التهذيب ۵/ ۲۹۵۔ تذكرة الحفاظ ۲/ ۱۱۵ [۲/ ۱۰۵ تذکرہ میں کسی خاص دن کا ذکر نہیں ہے، نور]

Marfat.com

سنن دار قطنی ☆

ان کی مسند کو بلند کرنے والی سند خماسی ہے۔ اس کتاب کے چند نسخے ہیں۔ بروایت ابن بشران (۱) از دار قطنی، اور بروایت ابوطاہر کاتب از دار قطنی، اور بروایت تو قانی، اور ان تینوں نسخوں میں بھی اختلاف اور تفاوت موجود ہے، لیکن یہ اختلاف صرف بعض راویوں کے نسب اور نسبت کی کمی اور زیادتی میں ہے، اور بعض جگہ بعض الفاظ بھی مختلف ہیں۔ اصل حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے، ہر نسخہ میں حدیثیں بالاستیعاب مذکور ہیں، البتہ "كتاب السبق بين الخيل" ابن عبدالرحیم کے روایت کردہ نسخہ میں موجود نہیں ہے۔ اور اس کے اول سنن میں جو حدیث قلتین موجود ہے، اس حدیث کی سندوں کے طریقوں کو کثرت اور بیحد مبالغہ سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ چوّن سندیں اس حدیث کی ذکر کی ہیں۔ ازاں جملہ نو مسندوں میں ان الفاظ سے منقول ہے۔ "ا ذا كان الماء أربعين قلةاور ان میں سے اول جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔ (۲) اور ان کی تضعیف بھی کی گئی ہے۔ اور باقی ابن عمر (۳) رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

---

(۱) ابن بشران: ابوبکر محمد بن ابوالقاسم عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران بغدادی۔ سنن دار قطنی مصنف ہی سے انہوں نے روایت کی ہے۔ انہوں نے محمد بن مظفر، ابوبکر بن شاذان وغیرہ سے حدیثیں سماعت کیں۔ ثقہ راوی ہیں، مکثرین میں شمار ہوتا ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابوبکر خطیب، ابوعلی بردانی، اور عبدالرحمٰن بن احمد جو سنن کے راوی ہیں۔ جمادی الاخریٰ ۳۲۷ھ [۹۳۸ء] میں پیدائش اور جمادی الاولیٰ ۴۴۸ھ [۱۰۵۶ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۱۸/۲۶ - [۱۸/۶۱ - ۶۰، نور] تاريخ بغداد ۲/۳۴۸ - ۴۹ - شذرات الذهب؟ ۲۷۸ - [دار ابن كثير دمشق - ط، أولى ۱٤۱۰ھ - ۱۹۸۹ء] [۳/۲۷۸، نور]

(۲) سنن دارقطنی ۱/۱۹ - [بستان کے تمام نسخوں میں اسی طرح لکھا ہوا ہے، مگر سنن دار قطنی کے قدیم ہندوستانی طباعت، مرتبہ مولانا شمس الحق ڈیانوی ص: ۱۰ [مطبع فاروقی، دہلی: ۱۳۱۵ھ] اور نسخہ محققہ، مجدی بن منصور بن الشوری۔ قدم علیہ عبدالفتاح ابوغدہ۔ کے ص: ۱۹، ج: ۱، پر اس روایت کے الفاظ: اذا بلغ الماء قلتين ہے۔ اذا كان الماء کے الفاظ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں آئے ہیں، نور]

(۳) مطبوعہ سنن دار قطنی میں عبداللہ بن عمرو ہے۔ فارسی میں ابن عمر لکھا ہے، عمرو ہونا چاہئے۔

☆ ۱۳۱۰ھ میں مطبع فاروقی دہلی سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ مجدی بن منصور بن سید الشوری کی تعلیق وتخریج سے دار الکتب العلمیہ بیروت نے ۱۴۱۷ھ میں شائع کیا۔

Marfat.com

مروی ہیں۔ (۱) اوران میں بھی بعض روایت میں تو ''لم ینجس'' واقع ہے اور بعض میں ''لم ینجسه شیٔ'' آیا ہے۔ رہے دوسرے ۴۵ طرق جن میں ایک ابو ہریرہؓ بھی ہیں۔ وہ اس حدیث کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ''مابلغ (۲) من الماء قلتین فمافوق ذلك لم ینجسه شیٔ'' (۳) اور دوسرا ابن عباس سے مروی ہے۔ یہ اس حدیث کو ان الفاظ سے ذکر کرتے ہیں ''إذا كان الماء قلتين فصاعداً لم ينجسه شئ'' (۴) اور باقی ابن عمر سے مروی ہیں جن میں بعض روایت میں تو اس طرح پر ہے، ''عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم'' اور بعض میں ''عن ابن عمر عن ابيه'' اور دونوں میں یہی لفظ ہیں ''إذا كان الماء قلتين''، (۵) حاصل یہ ہے کہ یہ سب امور ان کی قوت حافظہ اور استیفاء پر دلالت کرتے ہیں۔

دارقطنی کا نام و نسب یہ ہے: علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبداللہ، اور کنیت ابوالحسن ہے، شافعی المذہب تھے اور بغداد میں جو دارقطن ہے، وہاں رہتے تھے، (۶) یہ قاف کے ضمہ سے ہے اور بغداد کے ایک بڑے محلّہ کا نام ہے۔ (۷) آپ سن ۳۰۶ھ [۹۱۸-۱۹ء] میں پیدا ہوئے، (۸) ابوالقاسم بغوی (۹)

(۱) سنن دارقطنی ۱/ ۲۱ - ۲۰۔

(۲) یعنی جب پانی بقدر دو قلوں یا اس سے زیادہ کو پہنچ جائے تو اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ [ع]

(۳) سنن دارقطنی ۱/ ۱٦۔ دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں: ما بلغ الماء الخ.

(۴) سنن دارقطنی ۱/ ۱۸۔ (۵) سنن دارقطنی ۱/ ۱۸ - ۹۔

(٦) تذكرة الحفاظ ٣/ ١٩٩۔ [٣/ ١٨٦، نور] سير أعلام النبلاء ١٦/ ٤٤٩۔

(۷) وفيات الاعيان ٣/ ٢٩٨۔ [٢/ ١٤٢، نور] (۸) تذكرة الحفاظ ٣/ ١٩٩۔ [٣/ ١٨٦، نور]

(۹) ابوالقاسم بغوی: ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن مرزبان بغوی، بغدادی، اصلاً بغا کے رہنے والے تھے، لیکن بغداد کو وطن ثانی اختیار کیا تھا۔ احمد بن منیع کے نواسے ہیں۔ تاریخ پیدائش رمضان ۲۱۴ھ [۸۲۹ء] ہے، صغرسنی ہی سے اپنے چچا علی بن عبدالعزیز کے شوق دلانے سے حدیثیں سننے لگے، خوب حدیثیں لکھیں اور جعدیات کے اجزاء بھی، احادیث کا التزام کرنے والے سبھی حضرات نے انہیں قابل احتجاج سمجھا ہے، جیسے کہ اسماعیلی برقانی، دارقطنی وغیرہ، دارقطنی فرماتے ہیں کہ بغوی ثقہ امام اور علمی رسوخ میں مثل پہاڑ کے ہیں، سب سے کم غلطی کرنے والے مشائخ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ معجم صحابہ کی تصنیف کی، ایک سو تین سال کی عمر پائی۔ عیدالفطر کی رات ۳۱۶ھ [۹۲۸ء] میں فات ہوئی۔ دیکھئے: تذكرة الحفاظ ٢/ ٣٠٢ - ٠٤۔ [٢/ ٧٦ - ٢٧٣ نور]

Marfat.com

ابوبکر بن ابی داؤد [1] ابن صاعد [2] حسین بن محاملی اور نیز دوسرے بہت سے عالموں سے حدیث کی سماعت کی [3] اور علاوہ بغداد کے کوفہ، بصرہ، شام، واسط، مصر اور دوسرے اسلامی شہروں کی سیر وسیاحت کی، [4] حاکم، عبدالغنی منذری صاحب ترغیب وترہیب، تمام رازی صاحب فوائد مشہورہ اور ابونعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الاولیاء یہ سب محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ [5] علم نحو وفن تجوید میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے، فن معرفت علل حدیث واسماء الرجال میں بے نظیر اور اپنے وقت کے یگانہ تھے، چنانچہ خطیب اور حاکم اور اس فن کے دوسرے اماموں نے ان کی فضیلت کی شہادت دی ہے۔ [6] نیز مذاہب فقہاء سے بھی باخبر تھے۔ علم ادب وشعر سے بھی خوب باخبر تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے شاعروں کے دیوان ازبریاد تھے۔ [7] جوانی کے زمانہ میں اسماعیل صفار [8] کی مجلس میں نشست رہا کرتی تھی، ایک دن صفار

---

(۱) ابوبکر بن داؤد: ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔ ۲۳۰ھ [۴۵-۸۴۴ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ خلال کہتے ہیں کہ حفظ میں ابن ابی داؤد اپنے والد سے بھی بہتر ہیں۔ دارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ان سے حدیث پر کلام کرنے میں بہت تسامح ہوا ہے۔ ذی الحجہ ۳۱۶ھ [۹۲۹ء] میں وفات پائی۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۳۲۸-۳۲۔

(۲) ابن صاعد: ابومحمد یحییٰ بن محمد بن صاعد بن کاتب ہاشمی، بغدادی۔ حافظ مجود اور عراق کے محدث تھے۔ خلیفہ ابوجعفر منصور کے آزاد کردہ غلام تھے۔ طلب علم میں بہت ہی زیادہ سفر کرتے تھے، علل ورجال کے ماہر تھے، ۲۲۸ھ [۴۳-۸۴۲ء] میں پیدا ہوئے، احمد بن منیع، یعقوب دورقی، محمد بن بشار، حسن بن عرفہ، بکار بن قتیبہ، اور امام بخاری سے فیض حدیث حاصل کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں بغوی، ابن عدی کے علاوہ بہت سارے لوگ ہیں۔ کوفہ میں ذی قعدہ ۳۱۸ھ [۹۳۰ء] میں وفات پائی، خلیلی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور حفظ میں اپنے ہمعصروں پر فوقیت دی ہے۔ دارقطنی نے انہیں ثقہ ثبت اور حافظ کہا ہے۔ سیر أعلام النبلاء ۱۴/۵۰۱-۵۰۷۔ تاریخ بغداد ۱۴/۲۳۱-۳۴۔ شذرات الذهب ۲/۲۸۰۔

(۳-۴) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۹۹۔ [۳/۸۷-۱۸۶، نور]

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۹۹۔ [۳/۱۸۷، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۴۵۱۔

(۶-۷) تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۰۰۔ [۳/۱۸۷، نور]

(۸) اسماعیل صفار: ابوعلی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بغدادی صفار۔ آپ عراق کے صاحب مسند تھے، ان کی ولادت ۲۴۷ھ [۶۲-۸۶۱ء] میں ہوئی۔ آپ نے حسن بن عرفہ اور محمد بن عبیداللہ بن منادی سے حدیثیں سنیں، اور ابوالعباس مبرد کی صحبت میں رہے، ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں دارقطنی، ابن مندہ، محمد بن حسین بن فضل قطان وغیرہ ہیں، دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں۔ سخت متبع سنت تھے، حاکم ایک راوی کے واسطے سے ان سے روایت کرتے ہیں، علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ ان کی سند عالی تھی۔ عربی ادب میں بھی مہارت حاصل تھی، شعری ذوق رکھتے تھے۔ چودہ محرم ۳۴۱ھ [۹۵۲ء] کو وفات پائی۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۵/۴۴۰-۴۱۔ تاریخ بغداد ۶/۳۰۲-۰۴۔ شذرات الذهب ۲/۳۵۸۔

Marfat.com

مذکور اُن کو حدیثیں لکھوا رہے تھے، جب ایک جزو کے قریب لکھوا چکے تو صفار نے یہ کہا کہ تمہارا سماع صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ تم لکھنے میں ایسے مشغول رہتے ہو کہ حدیث کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ تو دار قطنی نے ان کے جواب میں یہ عرض کیا کہ جناب کو یاد ہے کہ اس وقت تک مجھ کو کتنی حدیثیں لکھوائی ہیں۔ صفار نے کہا کہ مجھے تو یاد نہیں۔ دار قطنی نے عرض کیا کہ اس وقت تک اٹھارہ حدیثیں لکھوائی ہیں، اول حدیث فلاں ازفلاں تا آخر سند، علی ہذا ثانی حدیث ازفلاں ازفلاں الخ، اسی طرح سب حدیثوں کی سندوں کے راویوں کے نام اول سے آخر تک مع متن حدیث ان کو حفظ پڑھ کر سنائے، تمام اہل مجلس کو ان کی قوت حافظہ پر تعجب ہوا۔[1] ایک روز دار قطنی سے یہ دریافت کیا گیا کہ تم نے اپنا جیسا بھی کوئی دوسرا شخص دیکھا ہے تو خاموش ہو رہے، اور کچھ جواب نہ دیا، صرف یہ آیت پڑھی، "فلَا تُزَكُّوا أنفسكم"[2] دار قطنی کے لطائف وظرائف میں سے یہ واقعہ ہے کہ ایک دن ابوالحسن بیضاوی[3] کسی ایسے شخص کو جو دور دراز سے حدیث کی طلب میں آیا تھا، ان کے پاس لائے اور یہ کہا کہ یہ شخص غریب دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے آپ اس کو کچھ حدیثیں لکھوا دیجئے، تو آپ نے لطائف الحیل سے ٹالنے کے لئے یہ جواب دیا کہ مجھ کو فرصت نہیں، جب ابوالحسن بیضاوی نے بہت اصرار کیا تو اس کو بیس سندیں ایسی لکھوائیں جن کا متن یہ تھا، "نعم الشئ الهدية امام الحاجة"[4] دوسرے دن وہ مرد غریب کوئی مناسب ہدیہ لے کر حاضر ہوا تو اس کو سترہ سندیں لکھوائیں اور ان سب کا متن یہ تھا "إذا[5] أتاكم كريم قوم فأكرموه"[6] منجملہ

(۱) تاریخ بغداد ۱۲/۳۶۔ تذکرة الحفاظ ۳/۲۰۰ [۳/۸۸-۱۸۷، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۴۵۳۔

(۲) تاریخ بغداد ۱۲/۳۵۔ تذکرة الحفاظ ۳/۲۰۰ [۳/۱۸۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۴۵۳۔

(۳) ابوالحسن بیضاوی: محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد ابوالحسن بن قاضی ابوعبداللہ بیضاوی، آپ کا پورا اسم گرامی ہے، انہوں نے ابوالحسن بن جندی اور اسماعیل بن حسن صرصری وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ربع کرخ میں قضاء کے عہدے پر فائز تھے، صدوق ہیں، مسلک شافعی کے فقیہ تھے، ۴۸۸ھ [۱۰۹۵ء] میں ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی، دیکھئے: تاریخ بغداد ۳/۲۳۹۔ طبقات الشافعیة الکبریٰ ۴/۱۹۶۔ [۲/۴۲-۴۴۱، نور]

(۴) اپنی حاجت ظاہر کرنے سے قبل کچھ ہدیہ پیش کرنا بہت اچھا ادب ہے۔ [ع] [بہترین چیز کسی چیز کی ضرورت کے ہوتے ہوئے اس کو ہبہ کرنا ہے۔]

(۵) جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی توقیر کیا کرو۔ [ع]

(۶) تذکرة الحفاظ ۳/۲۰۱۔ [۳/۸۹-۱۸۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۴۵۶۔

Marfat.com

اور لطائف کے ایک یہ لطیفہ بھی ان کا مشہور ہے ایک روز نوافل ادا کررہے تھے اور ایک دوسرا شخص اُن کے متصل بیٹھا ہوا کسی حدیث کا کوئی نسخہ پڑھ رہا تھا، اس نسخہ کے راویوں کے ناموں میں ایک نام نُسیر آیا، جونون اور سین مہملہ اور یاء تصغیر سے ہے۔ اس پڑھنے والے نے بشیر باء موحدہ اور شین معجمہ سے پڑھا، تو دار قطنی نے اس کو اس غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے نماز میں ہی سبحان اللہ کہا، پڑھنے والے نے دوسری مرتبہ یسیر بضم یاء تحتانی پڑھا، جب دار قطنی نے خیال کیا کہ صحیح لفظ پر متنبہ نہیں ہوا، پھر دار قطنی نے سبحان اللہ کہا، مگر وہ نہ سمجھا تو آپ نے یہ آیت پڑھی، "ن والقلم ومایسطرون" تاکہ وہ سمجھ جائے کہ اس راوی کا نام نون کے ساتھ ہے۔ (۱)

(ف: نماز میں اس طرح تلقین کرنا شوافع کے ہاں جائز ہے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست نہیں۔ مترجم۔)

اسی طرح ایک دن پھر نفل ادا کررہے تھے، ایک پڑھنے والے نے حدیث عمرو بن شعیب کو عمرو بن سعید پڑھا تو دار قطنی نے سبحان اللہ کہا، پڑھنے والے نے پھر سند کا اعادہ کیا اور اس نام پر رک گیا تو دار قطنی نے یہ آیت تلاوت کی، "یاشعیب أصلوٰتك تامرك" وہ سمجھ گئے، اور بجائے سعید کے شعیب پڑھنے لگے۔ (۱) دار قطنی کی وفات آٹھویں ذی قعدہ ۳۸۵ھ [نومبر ۹۹۵ء] میں جمعرات کے روز ہوئی، (۲) حافظ ابونصر بن ماکولا (۳) کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا دار قطنی کا حال فرشتوں سے دریافت کرتا ہوں، اور پوچھتا ہوں کہ آخرت میں دار قطنی کے ساتھ کیا معاملہ گزرا؟ تو فرشتوں نے یہ جواب دیا کہ جنت میں ان کا لقب امام ہے۔ (۴)

---

(۱) تاریخ بغداد ۱۲/۳۹۔ تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۰۲۔ [۳/۱۹۰، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۴۵۵۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۰۲ [۳/۱۹۰، نور]

(۳) ابن ماکولا: ابونصر علی بن ہبۃ اللہ بغدادی، ابن ماکولا کے نام سے مشہور ہیں، "الإکمال" اور دوسری کتابوں کے مصنف ہیں۔ شعبان ۴۲۲ھ [۱۰۳۱ء] میں پیدا ہوئے اور ۴۷۰ھ [۱۰۷۸ء] کے بعد جرجان میں شہادت پائی۔ حمیدی کہتے ہیں میں جب جب خطیب سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کرتا تو مجھے کتاب سے رجوع کراتے، لیکن میں نے جب بھی ابن ماکولا سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے ایسے جواب دیا گویا کہ وہ کتاب دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ مجود، شاعر نحوی، اور فصیح اللسان تھے، دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ ٤/٦٢۔ [٤/٧-٢، نور]

(۴) تاریخ بغداد ۱۲/۴۰۔ تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۰۳۔ [۳/۱۹۰، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۴۵۷۔

Marfat.com

سنن ابی مسلم الکشّی

اس کتاب میں ثلاثیات بہت ہیں، ان کو کشی بفتح کاف عجمی اور کجّی بھی کہتے ہیں۔ ان کی ثلاثیات کی پہلی حدیث باب فضل الصدقه میں یہ ہے:

حدثنا عمروبن محمد العثماني قال: حدثنا عبدالله بن نافع الأنصاري أنه أخبر عن جابر بن عبدالله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أحيا أرضا ميتة فله منها أجر، وما أكلت العافية منها فهو له صدقة. (۱)

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو خراب زمین کو آباد کرے گا تو اس کے لئے اُس میں سے اجر ہے اور اس میں سے جو کچھ جانوروں نے کھایا ہے، وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

ان کی کنیت ابو مسلم ہے اور نام ابراہیم ہے۔ عبداللہ کے بیٹے ہیں اور بصرہ کے رہنے والے ہیں، ان کی یہی کتاب مشہور ہے۔ (۲) مسلم کشی نے جب اس سنن کے جمع کرنے، استاد کو سنانے اور محدثین کو دکھلانے سے فراغت پائی تو اس نعمت کے شکرانہ میں ہزار درہم مفلسوں کو صدقہ میں دیے، اور جو علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والے تھے ان میں سے ایک کثیر التعداد جماعت اور دیگر اُمراءِ ملک کی دعوت کر کے پر تکلف کھانے پکوا کر کھلائے، غرض ہزار دینار اس دعوت میں صرف کئے۔ (۳) جس روز مسلم کشی بغداد میں آئے تو بہت سے آدمی ان سے سند حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے، رَحبہ غسان جو بغداد کے فراخ ترین مکانوں میں سے تھا مکان جلوس قرار پایا، چونکہ چاروں طرف کثرت سے آدمیوں کا ہجوم تھا، اس لئے سات آدمی ان کی آواز کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے متعین ہوئے، تاکہ دور دست کے آدمیوں کو بھی نفع حاصل

---

(۱) دارمی نے اپنی سنن میں "كتاب البيوع باب من أحيا أرضا ميتة فهي له" میں جابر بن عبداللہؓ سے روایت کیا ہے، ترمذی نے اپنی جامع میں كتاب الأحكام، باب ماذكر في إحياء أرض الموات، میں سعید بن زید اور جابر بن عبداللہ دونوں سے روایت کیا ہے۔

(۲) تذكرة الحفاظ ۱۹۵/۲ ـ [۱۷٦/۲، نور] سير أعلام النبلاء ۱۳/٤۲۳ ـ

(۳) تذكرة الحفاظ ۱۹۵/۲ ـ [۱۷۷/۲، نور]

Marfat.com

ہو۔ فارغ ہونے کے بعد جب اُس مجلس کے آدمیوں کو شمار کیا گیا تو علاوہ دیگر سامعین وناظرین کے تقریباً ایک ہزار چالیس آدمی صاحب دوات وقلم وہاں موجود تھے۔ ☆ جو ان کے فرمودہ کو لکھ رہے تھے، خطیب بغدادی نے بھی اس واقعہ کو تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے۔ (۱) ۲۶۲ھ [۶-۸۷۵ء] میں ان کا انتقال ہوا۔ (۲)

سنن سعید بن منصور ☆

اس کتاب میں بھی ثلاثیات بہت ہیں۔ چنانچہ ابتدائے سنن کے باب الأذان میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

حدثنا هشيم بن بشير قال: حدثنا حصين بن عبدالرحمن قال: أخبرنا عبدالرحمٰن بن أبى ليلىٰ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم اهتمّ للصلوٰة كيف يجمع الناس لها قال: لقد هممت ا ن أبعث رجالا فيقوم كل رجل منهم على أطم من أطام المدينة فيؤذن كل رجل منهم من يليه فلم يعجبه ذلك، فذكروا لنا قوس فلم يعجبه ذلك، فانصرف عبدالله بن زيد مهتما لهمّ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأُرى الأذان فى منامه، فلمّا أصبح غداً فقال: يارسول الله رأيت رجلا على سقف المسجد عليه ثوبان أخضران، ينادى بالأذان، فزعم انه أذن مثنى مثنىٰ الأذان كله، فلمافرغ قعد قعدة ثم دعا فقال: مثل قوله الأول فلمّابلغ حيّ على الصلاة حيّ على الفلاح قال قد

(۱) تاریخ بغداد ۵/۲۲-۱۲۱۔[۶/۲۴-۱۲۰، نور] تذکرة الحفاظ ۲/۱۹۶۔[۲/۱۷۷، نور]

(۲) مصنف سے یہاں تسامح ہوا ہے، ان کی وفات ۲۹۲ھ [۹۰۴ء] میں ہوئی، جیسا کہ امام ذہبی نے لکھا ہے۔ سیر أعلام النبلاء ۱۳/۴۲۵۔[ذہبی نے تذکرہ میں بھی ۲۹۲ھ ہی لکھا ہے، ۲/۱۷۷، نور]

☆ تاریخ بغداد اور تذکرة الحفاظ میں چالیس ہزار سے زائد کا ذکر ہے۔

☆ دارالکتب العلمیہ سے شیخ حبیب الرحمٰن کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی تھی، لقمان ص: ۴۷ پھر اس کے بعد شیخ سعد حمید کی تحقیق سے دار الصمیعی ریاض نے ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹۹۳ء میں شائع کی، جس کی چوتھی طباعت ۱۴۳۳ھ ۲۰۱۲ء میں مکمل ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔

Marfat.com

قامت الصلوٰة قد قامت الصلوٰة الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله، فقام عمر بن الخطاب فقال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا قد أطاف بي الليلة مثل الذى أطاف به، فقال مامنعك أن تخبرنا فقال: سبقني عبدالله بن زيد فاستحييت، فأعجب بذٰلك المسلمون فكانت سنة بعد وأمر بلال فأذن. (۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے متفکر ہوئے (یعنی آپ کو یہ فکر ہوا کہ) نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح پر جمع کیا جائے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس امر کا قصد کیا تھا کہ چند لوگوں کو بھیج دوں اور ان میں سے ہر ایک شخص مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی کسی ٹیلہ پر کھڑا ہو جائے اور ہر آدمی اس شخص کو مطلع کردیا کرے جو اس کے قریب ہے، مگر آپ نے اس کو پسند نہ کیا تو لوگوں نے ناقوس بجانے کی رائے پیش کی، آپ نے اس کو بھی ناپسند کیا، عبداللہ بن زید واپس ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر کی وجہ سے خود بھی فکر مند تھے، اللہ تعالیٰ نے اذان کا طریقہ اور کیفیت ان کو خواب میں دکھلائی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کو مسجد کی چھت پر دیکھا وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے، اور اذان کہہ رہا تھا، اور یہ بھی کہا کہ اس نے اذان کے کل کلموں کو دو دو مرتبہ کہا، اور جب فارغ ہو گیا تو وہ بیٹھ گیا اور دعا مانگی، پھر اول کی طرح انہیں کلمات کو کہا اور جب حيّ على الصلوٰة اور حيّ على الفلاح کہا تو اس کے بعد قدقامت الصلوٰة قد قامت الصلوٰة، الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله کہا، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے، آپ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز مانع ہوئی جو تم

(۱) امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں كتاب الصلوٰة باب بدء الاذان، میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے، ابن ماجہ نے بھی اپنی سنن میں كتاب الاذان والسنة فيها، باب بدء الاذان میں اسے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

نے ہم کو خبر نہ کی تو یہ عرض کیا کہ عبداللہ بن زید جب مجھ سے سابق ہوئے تو مجھ کو شرم دامنگیر ہوئی، تمام مسلمان اس سے خوش ہوئے اور اس کے بعد سے یہ طریقہ جاری ہوگیا، اور بلال اذان دینے کے لئے مامور ہوئے۔

ان کی کنیت ابوعثمان ہے، اور نام سعید بن منصور بن شعبہ مروزی ہے، بیان کیا جاتا ہے، یہ دراصل طالقانی ہیں، مگر بلخ میں رہنے لگے تھے، اور آخر عمر میں مکہ معظمہ کو اپنا مسکن بنالیا تھا، اور اسی جگہ ماہ رمضان المبارک ۲۲۹ھ [۴۴-۸۴۳ء] میں انتقال ہوا۔ تقریبا اسی نوے سال کے درمیان عمر پائی۔ (۱)

امام مالکؒ سے موطا اور دوسری حدیثوں کی سماعت حاصل کی، علاوہ ازیں لیث بن سعد، ابوعوانہ (۲) فلیح بن سلیمان (۳) اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین سے استفادہ فرمایا، (۴) اور امام احمد اور مسلم اور ابوداؤد وغیرہ بہت سے لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔ (۵) امام احمدؒ ان کی بہت تعظیم اور

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/۵۔ بستان کے فارسی اردو، دونوں نسخوں میں یہ سن وفات ۲۲۹ھ درج ہے، جو صحیح نہیں ہے، اصل مآخذ، تذکرۃ الحفاظ میں ۲۲۷ھ ہے، یہی صحیح ہے۔ [نور]

(۲) ابوعوانہ: وضاح بن عبداللہ ان کا نام ہے، یزید بن عطاء یشکری کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ۹۰ھ [۷۰۹ء] کے بعد ان کی ولادت ہوئی۔ حکم بن عتبہ، زیاد بن علاقہ، قتادۃ، سماک بن حرب، عمرو بن دینار، منصور بن معتمر وغیرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، ان سے کسب فیض کرنے والوں میں ابن مبارک، ابن مہدی، عفان بن مسلم، سعید بن منصور، قتیبہ بن سعید، ابوالولید طیالسی، یحییٰ بن یحییٰ اور یحییٰ بن سعید قطان جیسے کبار محدثین ہیں۔ ثقہ ہیں۔ بعض نے فلیح بن سلیمان سے ان کو اوثق کہا ہے، جوں کہ ان سے تسامح بھی ہوا ہے۔ اس لئے امام بخاری و مسلم نے ان کی روایات لینے سے گریز کیا ہے۔ ربیع الاول ۱۷۷ھ [۷۹۳ء] میں واصل بحق ہوئے۔ سیر أعلام النبلاء ۸/۲۱۷-۲۲۔ الجرح والتعدیل ۹/۴۰۔ [۹/۴۱-۴۰، نور] تاریخ بغداد ۳/۴۶۵۔ [۱۳/۴۹۰، نور] تهذيب التهذيب ۱۱/۱۸۔ [۱۱/۲۰-۱۱۶، نور]

(۳) فلیح بن سلیمان: ابویحییٰ فلیح بن سلیمان عدوی مدنی۔ بعضوں نے ان کا نام عبدالملک بتایا ہے۔ ولاء کے اعتبار سے عدوی ہیں۔ نافع، زہری، عباس بن سہل ساعدی وغیرہ سے انہوں نے حدیث بیان کی ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوداؤد طیالسی، سعید بن منصور، شریح بن نعمان وغیرہ قابل ذکر ہیں، امام بخاری و مسلم نے ان کو قابل احتجاج سمجھا ہے۔ مدینہ منورہ میں ۱۶۸ھ [۸۴-۷۸۵ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی مرویات حسن درجہ کی ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۰۲ [۲/۲۰۷، نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۲/۵۔ سیر أعلام النبلاء ۱۰/۵۸۶۔ [۱۰/۸۷-۵۸۶، نور]

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۲/۵۔

Marfat.com

بے حد تعریف وتوصیف کیا کرتے تھے۔قوی الحفظ تھے،اپنی یاد سے دس ہزار احادیث کے قریب لکھوایا کرتے تھے،ابوحاتم نے بھی ان کی توثیق وتعدیل کی ہے۔ (۱)

مصنف عبدالرزاق ☆

اس کی اکثر حدیثیں ثلاثی ہیں،عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مصنف کو شمائل پر ختم کیا ہے اور شمائل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کے ذکر پر تمام کیا۔ چنانچہ اس کے آخر میں یہ حدیث ہے:

حدثنا معمر عن ثابت عن انسؓ قال: كان شعر النبي إلى أنصاف أذنيه. (۲)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک آپ کے کانوں کے نصف حصے تک پہنچتے تھے۔

ان کی کنیت ابوبکر ہے،اور نام ونسب یہ ہے: عبدالرزاق بن ہمام بن نافع،اور ولاء کے اعتبار سے حمیری ہیں،صنعاء کے رہنے والے ہیں، (۳) جو یمن کا دارالسلطنت ہے۔عبیداللہ بن عمر(بن حفص) عمری (۴) سے بہت کم اور ابن جریج،اوزاعی اور ثوری سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ (۵)

(۱)تذکرۃ الحفاظ ۲/ ٥_[۱/ ۳۳۱،نور] (۲)مصنف عبدالرزاق ۱۱/ ٤٧١_

(۳)تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۳۳_[۱/ ۳۳۱،نور] سیر أعلام النبلاء ۹/ ٥٦٤_[۹/ ۶۴-۵۶۳،نور] وفیات الاعیان ۳/ ۲۱۶

(۴)عبیداللہ بن عمر: عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطابؓ قرشی،عدوی ۷۰ھ[۶۹۰ء] کے بعد ان کی پیدائش ہوئی۔ام خالد بنت خالد صحابیہ کے پاس گئے اور ان سے علم حدیث کا فیض حاصل کیا،سالم بن عبداللہ،قاسم بن محمد،نافع، سعید مقبری،عطاء بن ابی رباح،عمرو بن شعیب،زہری،ثابت بنانی،عمرو بن دینار وغیرہ عباقرہ سے کسب فیض کیا۔ابن جریج، معمر،شعبہ،سفیان،حماد بن سلمہ،زائدہ،ابن مبارک،اور عبدالرزاق کے علاوہ بہت سارے لوگوں کو ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے،علم وفضل،حفظ واتقان اور شرافت وعبادت میں قریش کے سربرآوردہ لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ۱۴۷ھ [۷۶۴ء] میں ان کی وفات ہوئی،امرائے مدینہ میں تھے،دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ٦/ ۳۰٤-۰۷_الجرح والتعدیل ٥/ ۳۲٦_ تہذیب التہذیب ۷/ ۳۸_[۸/ ٤٠-۳۸،نور] شذرات الذہب ۱/ ۲۱۹_

(۵)تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۳٤_[۱/ ۳۳۱،نور] سیر أعلام النبلاء ۹/ ٥٦٤_

☆ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی تحقیق سے یہ کتاب گیارہ جلدوں میں المجلس العلمی نے ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں شائع کی۔

Marfat.com

امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن معین ان کے شاگرد ہیں۔ [(۱)] آپ معمر [(۲)] کے ممتاز اور بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ سات سال تک ان کی صحبت میں رہے اور اسی وجہ سے معمر کی حدیثوں کو یاد رکھنے میں مشہور اور ممتاز ہیں۔ صحاح ستہ میں بھی ان کی روایت موجود ہے۔ [(۳)] کسی نے ان میں کوئی عیب بیان نہیں کیا۔ مگر فی الجملہ تشیع تھا، البتہ زیادہ غلو نہ تھا، اور باوجود اس وصف تشیع کے یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو یہ جرأت نہیں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیر المؤمنین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ترجیح دوں۔ [(۴)] اور میرا دل یاری نہیں کرتا کہ ان کے تفاضل کو ثابت کروں کیونکہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بتواتر ثابت ہے، [(۵)] اور یقین کی حد تک پہنچ گیا ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے "مجھ کو ان دونوں حضرات پر فضیلت مت دو" پس امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودہ سے تجاوز کرنا کارِ شیعی نہیں ہے۔ نصف ماہ شوال ۲۱۱ھ [۸۲۷ء] میں رحلت فرمائی۔ عمر طویل پائی، یعنی پچاسی سال زندہ رہے۔ [(۶)]

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۳۴۔ [۱/۳۳۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۹/۵٦٤۔

(۲) معمر بن راشد: معمر بن راشد ازدی۔ اصلا بصرہ کے رہنے والے تھے، لیکن یمن میں سکونت اختیار کی تھی۔ ولاء کے اعتبار سے ازدی ہیں۔ ۹۵ھ [۱۳-۱۴-۷۱ء] یا ۹٦ھ [۱۴-۱۵-۷۱ء] میں پیدا ہوئے، انہیں قتادہ، زہری، عمرو بن دینار، ہمام بن منبہ، ابو اسحاق سبیعی، ثابت بنانی، یحییٰ بن ابو کثیر، منصور بن معتمر، سلیمان اعمش، ایوب سختیانی، عبد اللہ بن مبارک، عبد الرزاق بن ہمام اور محمد بن منکدر جیسے جہابذہ علماء سے خوشہ چینی کا موقع ملا، ان سے روایت کرنے والوں میں سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور محمد بن ثور وغیرہ ہیں۔ رمضان ۱۵۳ھ [۷۷۰ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ احمد عجلی کہتے ہیں کہ جب معمر نے صنعاء کا سفر کیا تو ان کے علم و فضل کی وجہ سے وہاں کے رہنے والوں کو ان کا واپس لوٹنا نا گوار ہوا، چنانچہ ایک آدمی نے رائے دی کہ انہیں قید کر دو۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کی شادی صنعاء ہی کے کسی گھرانے میں کرا دی۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۸/۱۸-۵۔ [۷/۱۸-۵، نور] تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۲-۱۷۱۔ [۱/۷۹-۷۸، نور] الجرح والتعدیل ۸/۲۵۵-۵۷۔ تہذیب التہذیب ۱۰/٤٦-۲٤۳۔ شذرات الذہب ۱/۲۳۵۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۳٤۔ [۱/۳۳۱، نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ: ۱/۳۳٤۔ [۱/۳۳۱، نور] سیر أعلام النبلاء ۹/۵۷۳۔

(۵) سیر أعلام النبلاء: ۹/۵۷٤۔

(٦) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۳٤۔ [۱/۳۳۱، نور] سیر أعلام النبلاء ۹/۵۸۰۔

Marfat.com

مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ ☆

اس کے شروع میں کتاب الطھارة ہے۔ اور اس کے اول یہ ہے باب مایقول الرجل اذا دخل الخلاء (جب کوئی شخص پاخانہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو کونسی دعا پڑھے) اور اس باب میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

حدثنا هشيم بن بشير (۱) عن عبدالعزيزبن أبی صهيب (۲) عن أنس بن مالك قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء قال أعوذ بالله من الخبث و الخبائث. (۳)

انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں داخل ہوتے تو آپ یہ فرمایا کرتے تھے، اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی، یعنی ابن عبس کے (عین مہملہ کے بعد باء موحدہ ساکنہ) موالی میں سے ہیں۔ (۴) اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں میں اس طرح کی تین صورتیں باہم ملتبس ومشتبہ ہیں۔ ان تینوں میں امتیازی علامت یہ ہے کہ اگر وہ ساکن بصرہ ہیں تو عیشی، یائے تحتانی اور شین معجمہ سے۔ اور کوفہ کے رہنے والے ہیں، تو عبسی باء موحدہ اور سین مہملہ سے پڑھنا چاہئے۔ اور اگر شام کے باشندے ہیں تو عنسی نون اور سین مہملہ سے پڑھنا چاہئے۔ ابوبکر کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ اس مصنف کے

(۱) مطبوعہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہشیم عن بشیر ہے، جو کہ غلط ہے۔ ۱/۱۱ [ڈاکٹر ندوی کا مآخذ نسخہ دائرۃ المعارف حیدر آباد: ۱۳۸۸ھ۔ ۱۹۶۸ء بتحقیق عبدالخالق افغانی ہے۔ نور]

(۲) مطبوعہ مصنف ابن ابی شیبہ میں عبدالعزیز بن ابوصہیب ہے جو کہ غلط ہے۔ ۱/۱۱۔

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۱۔ یہ تینوں حاشیے مصنف ابن ابی شیبہ، تحقیق شیخ محمد عوامہ [مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، پاکستان] ۱/۲۰-۲۱۹ سن: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء پر ہیں۔ [نور]

(۴) تذکرة الحفاظ ۲/۲۰۔ [۲/۱۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۱/۱۲۲۔

☆ ۱۳۸۸ھ میں حیدر آباد دکن سے پہلی بار منظر عام پر آئی تھی، پھر محمد عوامہ کی تحقیق کے ساتھ کراچی سے ۱۴۲۸ھ میں چھبیس جلدوں میں شائع ہوئی۔

Marfat.com

علاوہ ان کا ایک مسند اور بعض تصانیف اور بھی ہیں۔ (۱) انہوں نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ، (۲) ابوالاحوص، (۳) عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینہ اور جریر بن عبدالحمید (۴) اور ان کے ہم عصروں سے علم حدیث کو حاصل کیا ہے۔ (۵) ابوزرعہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دوسرے بہت سے عالموں نے ابوبکر سے استفادہ کیا ہے۔ (۶) ابوبکر فن حدیث کے امام ہیں۔ ابوزرعہ رازی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں چار شخصوں پر نظر پڑتی تھی۔ اور علم حدیث کا منتہا ان ہی کو خیال کرتے تھے، اول ابوبکر بن ابی شیبہ جو حدیث کے بیان کرنے میں یکتا تھے۔ دوسرے احمد بن حنبل جو فقہ اور حدیث کے سمجھنے میں مستثنیٰ خیال کئے جاتے تھے، تیسرے ابن معین جو جمع وتکثیر حدیث میں ممتاز تھے۔ چوتھے علی بن المدینی جو مخرج حدیث اور اس کے علل کے علم میں یگانہ اور بے نظیر تھے۔ (۷) لیکن مذاکرہ کے وقت ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے ہم

---

(۱) سیر أعلام النبلاء ۱۱/۱۲۲۔

(۲) شریک: ابوعبداللہ شریک بن عبداللہ نخعی، کوفی کبار علماء میں سے ہیں۔ ابوعبداللہ ان کی کینت تھی، جامع بن شداد، زیاد بن علاقہ، سماک بن حرب وغیرہ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں، ان سے حدیثیں روایت کرنے والوں میں محمد بن اسحاق، قتیبہ بن ابی شیبہ، اور بہت سارے لوگ ہیں۔ ان کی وفات ذی قعدہ ۱۷۷ھ [۷۹۳-۹۴ء] کو بیاسی سال کی عمر میں ہوئی۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ شریک امام، فقیہ، محدث اور مکثرین راویوں میں ہیں۔ نسائی نے ان کے بارے میں لابأس بہ کہا ہے۔ دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۱/۲۱۰۔ [۱/۲۱٤، نور]

(۳) ابوالاحوص: سلام بن سلیم کوفی ان کی کنیت ابوالاحوص تھی۔ بنوثقیف کے مولیٰ تھے۔ زیادہ بن علاقہ، سماک بن حرب، منصور بن معتمر اور کئی محدثین سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں مسدد، قتیبہ اور ابن ابی شیبہ ہیں۔ ۱۷۹ھ [۷۹۵-۹۶ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ اور متقن کہا ہے۔ چار ہزار سے زائد ان کی روایات ہیں، دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۱/۲۲٦. [۱/۲۳۰، نور]

(۴) جریر بن عبدالحمید: ابوعبداللہ جریر بن عبدالحمید ضبی، کوفی۔ حافظ حدیث اور حجت تھے۔ ۱۱۰ھ [۷۲۸-۲۹ء] میں ان کی پیدائش ہوئی۔ انہوں نے منصور بن معتمر، حسین بن عبدالرحمٰن، اعمش اور کئی لوگوں سے استفادہ کیا ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں علی بن مدینی، قتیبہ اور ابن حنبل کے علاوہ بہت سارے لوگ ہیں۔ ان کی ثقاہت، حفظ اور تبحر علمی کو دیکھ کر محدثین ان کی طرف رخت سفر باندھا کرتے تھے۔ جریر کی وفات ۱۸۸ھ [۸۰۳-۴ء] میں رے میں ہوئی۔ دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۱/۲٤۷۔ [۱/۲۵۰، نور]

(۵-۶) تذکرة الحفاظ ۲/۲۰۔ [۲/۱۸، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۱/۱۲۳۔

(۷) تذکرة الحفاظ ۲/۲۰۔ [۲/۱۹، نور]

Marfat.com

عصروں میں حافظ ترین بتائے جاتے تھے۔ ترتیب اور تہذیب کے اعتبار سے بھی یہ کتاب ان کے ہم عصروں سے امتیاز تام رکھتی ہے۔ [۱] ماہ محرم ۲۳۵ھ [۸۴۹ء] میں اس خاکدان عالم سے دار القرار کو رحلت فرمائی۔ [۲]

کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف لابن المنذر ☆

یہ کتاب نہایت نفیس ہے اس میں علماء کا اختلاف معہ دلائل ذکر کیا گیا ہے، اور احادیث کو بھی اس طرز سے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اجتہاد و استنباط آسان ہو جائے، اس کتاب کی ابتداء یوں کی ہے:

ذكر فرض الطهارة أوجب الله تعالىٰ الطهارة للصلوٰة فى كتابه فقال جل ثناؤه "يآايها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلوٰة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق وامسحوا برؤسكم وأرجلكم إلى الكعبين" [۳] وقال: يآأيها الذين آمنوا لاتقربوا الصلوٰة وأنتم سكارىٰ حتى تعلموا ما تقولون ولاجنبا إلا عابري سبيل حتى تغتسلوا [۴] ودلت الأخبار الثابتة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم على وجوب فرض الطهارة للصلوٰةِ واتفق علماء الأمة على أن الصلاة لايجوز إلا بها إذا وجد السبيل إليها حدثنا الربيع بن سليمان قال: حدثنا عبدالله بن وهب قال: أخبرنا سليمان قال حدثني كثير بن زيد عن الوليد بن رباح عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يقبل الله صلوٰة بغير طهور ولاصدقة من غلول. [۵]

(۱) تذکرة الحفاظ ۲/ ۲۰۔ [۲/ ۱۹، نور]

(۲) تذکرة الحفاظ ۲/ ۲۰۔ [۲/ ۱۹، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۱/ ۱۲۷۔

(۳) سورة المائده: ۶۔ (۴) سورة النساء ۴۳۔

(۵) مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں کتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلوٰة میں ذکر کیا ہے۔ نسائی نے بھی اپنی سنن میں کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء میں اسے ذکر کیا ہے۔

☆ ادارہ احیاء التراث الإسلامی قطر نے اسے شائع کیا ہے، لقمان ص: ۷۷

Marfat.com

طہارت یعنی وضو کی فرضیت کا ذکر، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کے لئے طہارت کو واجب کیا ہے۔ (چنانچہ ایک جگہ اس طرح فرمایا) کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے ادا کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے تمام منہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور پیروں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اپنے سر کا مسح کرلو (اور ایک مقام پر یہ ارشاد فرمایا) کہ اے ایمان والو! جب تم کو نشہ ہو تو نماز کے نزدیک (بھی) مت ہو، یہاں تک کہ تم جو کہتے ہو اس کو سمجھنے لگو، اور نہ اس وقت کہ جب جنابت کی حالت ہو، یہاں تک کہ غسل کرلو البتہ راہ چلنے کی حالت میں (سو وہ مجبوری ہے)۔ علی ہذا احادیث مرفوعہ بھی اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز کے لئے وضو فرض ہے، اور علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جب تک وضو کرسکتا ہے اور کوئی عذر و مانع موجود نہ ہو تو بغیر وضو کے نماز جائز نہ ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نماز، بغیر وضو کے قبول نہیں فرماتا، اور مال غنیمت سے خیانت کر کے جو صدقہ ادا کیا جاتا ہے اس کو بھی حق تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

ان کی کنیت ابو بکر ہے، اور نام محمد ہے، ابراہیم بن المنذر نیشاپوری کے بیٹے ہیں۔ چونکہ ابو بکر کو حرم محترم کی مجاورت حاصل تھی، اور اسی متبرک زمین میں رہ کر تعلیم علم حدیث میں مشغول رہے، اس وجہ سے ان کو شیخ الحرم بھی کہتے ہیں۔ [1] اور چونکہ ان سے پہلے اسلام میں ان کے مثل کوئی مصنف نہیں گزرا، اس وجہ سے ان کی کتابیں نادر الوقت سمجھی جاتی تھیں، منجملہ اور کتابوں کے ایک کتاب تو یہی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب المبسوط فقہ میں، کتاب الا جماع، کتاب التفسیر اور کتاب السنن وغیرہ بھی ان کی نادر کتابوں میں سے ہیں۔ [2] ان کی سب تصنیفات مایۂ اجتہاد و تحقیق ہیں۔ علم فقہ اور معرفت اختلافات علماء

(۱) تذکرة الحفاظ ۳/۵۔[۳/۴، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۴/ ۴۹۰۔[۱۴/ ۴۹۰، نور]

(۲) تذکرة الحفاظ ۳/۵۔[۳/۴، نور]

Marfat.com

اوران کے ماخذ ودلیل کے شناخت کرنے میں بہت ماہر تھے۔(۱) اگرچہ شیخ ابواسحاق (۲) نے اپنے طبقات میں ان کو زمرہ فقہاء شافعیہ میں لکھا ہے جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام شافعیؒ اوران کے اجتہاد میں کثرت سے توارد تھا۔ نیز ان کا قیاس اکثر امام شافعی کے قیاس کے مطابق ہوتا تھا۔ لیکن درحقیقت وہ کسی کے مقلد نہ تھے، شیخ ابواسحاق نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام علماء کوخواہ وہ ان کے مذہب کے موافق ہوں یا مخالف، ابن المنذر کی تصنیفوں کی ضرورت پڑتی ہے، کیونکہ وہ آئین استنباط اور طریق اجتہاد کو بتاتے اور سکھاتے ہیں۔ (۳)علم حدیث میں محمد بن میمون، (۴) ربیع بن سلیمان، محمد بن اسماعیل صائغ (۵) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، (۶) ان کے علاوہ اور بزرگ وافضل ترین محدثین کے شاگرد ہیں۔ (۷) اور محمد بن یحییٰ

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۵۔

(۲) ابواسحاق شیرازی: ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی، شیرازی۔ ابواسحاق ان کی کنیت ہے۔ ان کی ولادت ۳۹۳ھ [۳-۱۰۰۲ء] میں ہوئی، اور ۲۱/ جمادی الاخریٰ ۴۷۶ھ [۸۷-۱۰۷۷ء] میں وفات پائی، فصاحت وبلاغت اور مناظرے میں بے نظیر بلکہ ضرب المثل تھے۔ مشرق ومغرب سے طلبہ ان کے پاس حصول علم کے شوق میں آتے تھے، دور دراز علاقوں سے استفتاءات آتے، مستجاب الدعوات بھی تھے۔ التنبیہ، المھذب فی الفقہ، النکت فی الخلاف، التبصرۃ فی أصول الفقہ اور طبقات الفقہاء ان کی مشہور تصنیفات ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: طبقات الشافعیۃ الکبری ۴/ ۲۲۹-۲۱۵۔ [۲/ ۵۰۹-۴۸۰، نور]

(۳) طبقات الفقہاء ص: ۱۰۸ [طبقات الفقہاء، تصحیح وترتیب خلیل المیس، مدیر ازہر لبنان، ناشر دارالقلم بیروت، ص: ۲۰۱]

(۴) محمد بن میمون: ابوعبداللہ محمد بن میمون خیاط مکی، آپ عیینہ، ولید بن مسلم، مزمل بن اسماعیل وغیرہ کے شاگرد ہیں، ان سے احادیث روایت کرنے والوں میں ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور دوسرے مشائخ ہیں۔ اصلاً بغداد کے تھے، مکہ میں سکونت اختیار کی تھی، دولابی کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۵۲ھ [۸۹۶ء] میں ہوئی۔ تھذیب التھذیب ۹/ ۴۸۵۔

(۵) محمد بن اسماعیل صائغ: ابوجعفر محمد بن اسماعیل صائغ مکہ مکرمہ کے محدث تھے، ابواسامہ، شبابہ اوران دونوں کے طبقے کے علماء سے سماعت حدیث کی ہے۔ ان کا انتقال ۲۷۶ھ [۹۰-۸۸۹ء] میں ہوا، تقریباً ۹۰ سال کی عمر پائی۔ شذرات الذھب ۲/ ۱۷۰

(۶) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم: ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بن اعین بن لیث مصری۔ انہوں نے اپنے والد، ابن وہب، شافعی اور قعنبی کے علاوہ کئی اعلیٰ ترین محدثین سے روایت کی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں نسائی، ابوحاتم، ابن خزیمہ، ابن صاعد اور کئی بلند پایہ محدثین ہیں، نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور ایک مرتبہ ان کے متعلق کہا ہے کہ یہ صدوق ہیں۔ ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ایک مرتبہ یوں کہا کہ جھوٹ اور جھوٹوں کے معیار سے وہ بلند ہیں ۱۸۲ھ [۹۹-۷۹۸ء] میں پیدا ہوئے، اور ذی قعدہ ۲۶۸ھ [۸۸۲ء] میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب ۹/ ۶۱-۲۶۰ [۹/ ۶۲-۲۶۰، نور]

(۷) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۵۔ سیر أعلام النبلاء ۱۴/ ۴۹۰۔

Marfat.com

بن عمار دمیاطیؒ (۱) اور ابوبکر ابن المقری (۲) اور دیگر محدثین خود ان کے اعلیٰ اور عمدہ شاگردوں میں سے ہیں۔ (۳) ۳۱۸ھ [۹۳۰ء] میں وفات پائی۔ (۴)

سنن کبریٰ ☆

یہ کتاب بیہقیؒ کی تصنیف ہے، جو مختصر مزنی کی ترتیب کے مطابق مرتب کی گئی ہے، اس کتاب کے دوسو دو جز ہیں۔ اس کے آخر میں یہ باب ہے: باب عدة أم الولد ☆ ، إذا توفي عنها سيدها أخبرنا أبوعبدالله قال: أخبرنا أبو الوليد قال: حدثنا محمد بن أحمد بن زهير قال: حدثنا عبدالله هو ابن هاشم عن وكيع عن مسعر وسفيان عن عبدالكريم عن مجاهد قال: ثلثة أشهر (وعن وكيع) عن سعيد عن الحكم عن إبراهيم قال: ثلاثة أشهر (وروينا) عن عطاء وطاؤس وعمر بن عبدالعزيز وأبي قلابة رحمهم الله تعالىٰ. (۵)

---

(۱) محمد بن عیسی دمیاطی: ابوبکر محمد بن یحییٰ بن عمار دمیاطی۔ انہوں نے محمد بن زبان سے لیث کی کتاب اور ابوبکر بن منذر سے "الاشراف" کی سماعت کی، محمد بن ابراہیم دیبلی سے بھی علم حاصل کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابوعمر احمد بن محمد طلمنکی، یحییٰ بن علی طحان اور بصرہ کے محدثین ہیں۔ ۳۸۴ھ [۹۵-۹۹۴ء] میں واصل بحق ہوئے۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ١٦/ ٥٠٤۔

(۲) ابوبکر بن مقری: ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم بن زاذان اصفہانی۔ یہ ابن مقری کے نام سے مشہور ہیں، "المعجم الكبير" اور "الأربعين" کے مصنف ہیں۔ انہوں نے مسند ابی حنیفہ تصنیف کی، ابن مردویہ نے انہیں ثقہ، مامون اور صاحب اصول کہا ہے۔ ابن مقری خود کہتے ہیں کہ اصول میں میرا مسلک احمد بن حنبل اور ابوزرعہ رازی کا مسلک ہے۔ ۹۶ سال کی عمر پائی، شوال ۳۸۱ھ [۹۹۱ء] میں ان کا انتقال ہوا۔ تذكرة الحفاظ ٣/ ١٨٤-٨٥۔

(۳) تذكرة الحفاظ ٣/ ٥۔ سير أعلام النبلاء ١٤/ ٤٩٠۔

(۴) تذكرة الحفاظ ٣/ ٥۔ سير أعلام النبلاء ١٤/ ٤٩٢۔

(۵) السنن الكبرىٰ ١٠/ ٥٨٥-٨٦۔ [سنن کبریٰ مع ذیل جوہر نقی، دار الفکر بیروت ١٠/ ٣٥٠، نور]

☆ یہ کتاب سب سے پہلے دائرۃ المعارف حیدر آباد نے شائع کی تھی ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء میں عبدالقادر عطا کی تحقیق سے دار الکتب العلمیہ بیروت نے شائع کیا ہے۔

☆ اس باب میں ام ولد کی عدت کا بیان ہے، جبکہ اس کے سید کا انتقال ہو جائے تو اس کو کس قدر عدت کرنی چاہئے۔ مجاہد سے منقول ہے کہ اس کی عدت تین مہینے ہے۔

Marfat.com

کتاب معرفۃ السنن والآثار ☆

یہ کتاب بھی بیہقی کی تصنیف ہے، علماء نے بیان کیا ہے کہ اس نام کے معنی ہیں "معرفة الشافعي بالسنن و الآثار"[1] اسی لئے تاج الدین سبکی[2] فرماتے ہیں کہ شافعی فقیہ کو اس کتاب کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔[3] بغیر اس کتاب کے اس کو چارہ نہیں ہے۔ اس کتاب کی چار جلدیں ہیں اور سنن کبریٰ دس جلدوں میں مجلد ہے۔[4] اس کتاب یعنی معرفۃ السنن میں یہ حدیث ہے:

أخبرنا أبو عبدالله الحافظ قال أخبرنا الزبير بن عبدالواحد الحافظ قال: حدثني حمزة بن علي العطار بمصر قال: حدثني الربيع بن سليمان قال: سُئل الشافعي رحمة الله عليه عن القدر، فأنشأ يقول.

یعنی حضرت امام شافعیؒ سے تقدیر کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے:

إذا شئت كان وإن لم أشأ ... وماشئت إن لم تشاء لم يكن

اے اللہ جس چیز کو تو چاہتا ہے وہ ہوجاتی ہے، اگرچہ میری خواہش نہ ہو اور جس چیز کو آپ نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتی گو میری خواہش ہو۔

خلقت العباد على ماعلمت ... ففي العلم يجري الغنى والمنن ☆

---

(۱) طبقات الشافعية ٤/٩۔[٢/٣٤٩، نور]

(۲) تاج الدین سبکی: ابونصر تاج الدین عبدالوہاب بن علی سبکی۔ ان کی ولادت ۷۲۷ھ[۲۶-۱۳۲۵ء] میں ہوئی، ابن شحنہ اور یونس دبوسی نے ان کو روایت کرنے کی اجازت دی تھی، انہوں نے مزی اور ذہبی کی شاگردی اختیار کی، فقہ، اصولیات اور فن ادب میں ہمہ تن مشغول رہنے کے باوجود کئی اجزاء اور طبقات تصنیف کیں، نظم ونثر اور خطاطی کے ماہر تھے، ان کی تصنیفات انہی کی زندگی میں ہاتھوں ہاتھ لی گئیں، شام میں قضاء کے عہدہ پر فائز ہونے کے علاوہ اور دوسرے مناصب پر بھی فائز تھے۔ جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ بعض دشمنوں نے سنیچر کی رات ان پر نیزے سے حملہ کیا، منگل کی رات سات ذی الحجہ ۷۶۲ھ[۱۳۷۰ء] میں زخموں کی تاب نہ لاکر جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ دیکھئے: الدر الكامنه ٢/٢٨-٤٢٥۔

(۳) طبقات الشافعية ٤/٩۔[٢/٣٤٩، نور]

(۴) تذكرة الحفاظ ٣/٣٢٨.[٣/٣١٠، نور]

☆ سید کسروی حسن کی تحقیق سے دار الکتب العلمیہ نے ۱۴۱۲، مطابق ۱۹۹۱ میں شائع کیا۔ ☆ الفتی والمن

Marfat.com

اپنے علم کے موافق بندوں کو آپ نے پیدا کیا، اس کے علم کے موافق ہی غنی اور احسانات جاری ہوتے ہیں۔

علی ذا مننت وهذا ذللت ☆ وهـذا أعنـت وذا لـم تعن

اس پر آپ نے احسان کیا اور اُس کو ذلیل، اِس کی امداد کی اور اُس کی نہ کی

فمنهم شقی ومنهم سعيد ومنهم قبيح ومنهم حسن (۱)

پس ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت، بعض بدصورت ہیں اور بعض خوبصورت۔

ان کی کنیت ابوبکر ہے اور نام احمد بن الحسین ہے۔ (۲) (احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ) بیہقی کی نسبت بیہق کی طرف ہے۔ اور بیہق چند گاؤں کا نام ہے جو باہم متصل ہیں اور نیشاپور سے تیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہیں اور یہ ایسا ہے جیسا نواح دہلی میں بارہہ وہریانہ، ان دیہات میں سب سے بڑا گاؤں خسروجرد ہے جیم کے کسرہ کے ساتھ جہاں بیہقی کی قبر ہے۔ (۳) ماہ شعبان ۳۸۴ھ [۹۹۴ء] میں پیدا ہوئے۔ (۴) حاکم، ابوطاہر، (۵) ابن فورک متکلم اصولی، (۶) ابوعلی روذباری صوفی (۷) اور ابوعبدالرحمٰن

(۱)معرفة السنن والآثار ۱/ ۱۱۰۔

(۲)تذکرة الحفاظ ۳/ ۳۲۸۔[۳/ ۲۰۹،نور]سیر أعلام النبلاء ۱۸/ ۱۶۴۔[۱۸/ ۶۵-۱۶۴،نور]

(۳) وفیات الاعیان ۱/ ۷۶۔[۱/ ۴۶،نور]

(۴)تذکرة الحفاظ ۳/ ۳۲۸۔[۳/ ۳۰۹،نور]

(۵)ابوطاہر بن محمش: ابوطاہر محمد بن محمش بن علی بن داؤد بن ایوب زیادی پورا نام ہے، مستند علماء نیشاپور میں ہیں۔ وہاں ان کی مسند درس لگتی تھی، جہاں وہ احادیث املا کراتے تھے اور درس دیتے تھے، مسلک شافعی کے فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے، ان کی ولادت ۳۱۷ھ [۳۰-۹۲۹ء] میں ہوئی، ابوحامد بن بلال، اور محمد بن حسین قطان کی صحبت میں رہ کر مستفید ہوئے۔ قناعت پسند اور پاکدامن تھے، علم شروط میں ان کی تصنیف ہے۔ ابن سمعانی کے بقول زیادی ان کے آباء واجداد میں سے کسی ایک کی طرف نسبت ہے، اسی نام سے وہ مشہور ہوئے۔ حاکم نے ان کی خوب تعریف وتوصیف کی ہے اور ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ۴۱۰ھ [۲۰-۱۰۱۹ء] میں واصل بحق ہوئے۔ دیکھئے: شذرات الذهب ۳/ ۱۹۳۔[۳/ ۱۹۲،نور]

☆خذلت

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

سلمی صوفی (۱) سے علوم کو حاصل کیا۔ (۲) اور بغداد، خراسان، کوفہ، حجاز اور دوسری اسلامی آبادیوں میں گشت کیا، (۳) اور باوجود اس تبحر علمی وعلو اسناد کے جوان کو حاصل تھا، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ ان کے پاس موجود نہ تھے۔ (۴) اور ان تینوں کتابوں کی حدیثوں پر کما ینبغی ان کو اطلاع بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے علم میں بڑی برکت اور فہم میں کامل قوت عطا فرمائی تھی، ان کی یادگار میں ایسی عجیب عجیب تصانیف موجود ہیں جو ان سے پہلے لوگوں سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ (۵) ان کی چیدہ اور نافع تصانیف میں سے کتاب الأسماء والصفات ہے، یہ کتاب دو جلدوں میں مجلد ہے، سبکی کہتے ہیں کہ [لا أعرف له نظيرا] مجھ کو اس کتاب کی نظیر نہیں ملتی۔ (۶) علیٰ ہذا ''دلائل النبوة'' تین جلدوں میں مجلد ہے۔ مناقب الشافعی اور کتاب دعوات الکبیر کی صرف ایک ایک جلد ہے۔ سبکی کہتے ہیں کہ میں قسم کھا کر بیان

بقیہ حاشیہ گذشتہ

(۶) ابن فورک: امام ابوبکر محمد بن حسن بن فورک اصفہانی۔ متکلم تھے، اصولیات اور دوسرے علوم میں آپ کی کئی تصانیف ہیں، جن کی تعداد تقریباً سو تک پہنچتی ہے۔ عابد وزاہد تھے، علم کلام، ادب، نحو اور وعظ میں غیر معمولی ملکہ تھا۔ ہندوستان کے شہر غزنہ میں ان کو دعوت دی گئی تھی، اسی مدت قیام میں دوسرے فرقوں کے ساتھ کئی مناظرے ہوئے، جب یہاں سے واپس نیشاپور لوٹے تو راستہ ہی میں ان کو زہر دے دیا گیا اور زہر بھی سم قاتل ثابت ہوا۔ نیشاپور ہی میں سپرد خاک کئے گئے۔ یہ ۴۰۶ھ [۱۰۱۵ء] کی بات ہے۔ شذرات الذهب ۳/۱۸۱-۸۲

(۷) ابوعلی روذباری: ابوعلی احمد بن قاسم بن شہریار روذباری۔ فقیہ ومحدث اور صوفیا کے اماموں میں ہیں۔ انہوں نے جنید بغدادی کی صحبت میں رہ کر باطنی کمال وجمال حاصل کیا، علم فقہ ابن سریج سے، نحو ثعلب سے، اور حدیث ابراہیم حربی سے حاصل کی، ان مشائخ کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کرنا وہ اپنے لئے قابل افتخار سمجھتے تھے۔ قاسم قشیری کہتے ہیں کہ علم طریقت کے سب سے بڑے عالم روذباری ہیں، ان کی وفات ۳۲۲ھ [۳۴-۹۳۳ء] یا ۳۲۳ھ [۳۵-۹۳۴ء] میں ہوئی۔ طبقات الشافعية ۳/۴۸. [۲/۴۱-۳۶ تحقیق شدہ: مصطفیٰ عبدالقادر احمد عطا دارالکتب بیروت، لبنان، نور]

(۱) ابوعبدالرحمٰن سلمی: ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین بن موسیٰ سلمی، نیشاپوری، صوفی۔ انہوں نے اپنے دادا عمر بن نجید کی صحبت اختیار کی اور اصم اور ان کے طبقے کے علماء سے کسب فیض کیا۔ ان کی شاگردی کا فخر حاصل کرنے والوں میں ابوالقاسم قشیری، بیہقی وغیرہ ہیں، تفسیر وتاریخ کے علاوہ کئی علوم میں ان کی تالیفات ہیں، ان کی تصانیف کی تعداد سو تک پہنچتی ہے، شعبان ۴۱۲ھ [۱۰۲۱ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ زاہد اور دنیا سے بے رغبت تھے۔ دیکھئے: شذرات الذهب ۳/۱۹۶.

(۲-۳) تذكرة الحفاظ ۳/۳۲۸۔ [۳/۳۱۰، نور]

(۴) تذكرة الحفاظ ۳/۳۲۸۔ [۳/۳۱۰، نور] سير أعلام النبلاء ۱۸/۱۶۵۔

(۵) تذكرة الحفاظ ۳/۲۲۸۔ [۳/۳۱۰، نور] (۶) طبقات الشافعية ۲/۹۔ [۲/۴۳۹، نور]

Marfat.com

کرسکتا ہوں کہ دنیا میں یہ پانچوں کتابیں بے مثل ہیں۔ (۱) اور ان کی نظیر عالم میں موجود نہیں۔ [سنن صغریٰ دو جلدوں میں] ☆ کتاب الزھد، کتاب البعث والنشور اور ترغیب وترہیب کی بھی ایک ایک جلد ہے۔ ہاں کتاب الخلافیات بھی دو جلدوں میں ہے، اربعین کبریٰ، اربعین صغریٰ، کتاب الاسرار ☆ ان کے علاوہ اور بہت سی تصانیف بھی ہیں، ان کی تمام تالیفات ہزار جزء کے قریب ہوں گی، (۲) تورع اور زہد میں وہی خصائل رکھتے تھے جو علماء ربانیین میں ہونی چاہئے۔ (۳) امام الحرمین (۴) نے ان کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سوا بیہقی کے اور کسی شافعی کا احسان امام شافعی کی گردن پر نہیں ہے۔ اس سے کہ بیہقی نے اپنی تمام تصانیف میں امام شافعیؒ کے مذہب کی نصرت وتائید کی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس مذہب کا رواج دوبالا ہو گیا۔ (۵) امام شافعیؒ کے فقہ اور فن حدیث وعلل حدیث میں پوری مہارت رکھتے تھے، خدا تعالیٰ نے ان کو احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کا اچھا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ (۶) جب کتاب، معرفة السنن کی تصنیف شروع کی ہے تو صلحاء وراستبازوں میں سے کسی نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ کسی مقام پر موجود ہیں اور اس کتاب کے چند جزو ان کے ہاتھ میں ہیں۔ اور یہ فرماتے ہیں کہ آج فقیہ احمد کی کتاب سے میں نے سات جزو پڑھے ہیں۔ (۷) ایک دوسرے فقیہ نے امام شافعیؒ کو خواب میں

(۱-۲) طبقات الشافعية ۹/۲ـ[۳۴۹/۲،نور]

(۳) تذکرة الحفاظ ۳۲۹/۳ـ[۳۱۰/۳،نور]

(۴) امام الحرمین: ابو المعالی عبدالملک بن ابو محمد عبداللہ بن ابو یعقوب یوسف جوینی۔ آپ امام الحرمین کے نام سے معروف ومشہور ہیں، متاخرین شوافع میں سب سے بڑے عالم تھے، جن کی امامت کے سب قائل اور جن کی علوم وفنون میں تبحر علمی پر سب متفق ہیں۔ انہوں نے تقریباً ہر فن میں خامہ فرسائی کی ہے، ۱۸ محرم الحرام ۴۱۹ھ [جنوری ۱۰۲۸ء] ان کی تاریخ پیدائش ہے اور ۴۷۸ھ [۱۰۸۵ء] تاریخ وفات۔ ان کے انتقال کے دن بازار بند کر دیئے گئے تھے۔ لوگوں نے غم وحزن کی وجہ سے جامع مسجد میں ان کا منبر توڑ دیا تھا، اس دن ان کے تلامذہ کی تعداد تقریباً چار سو تھی۔ دیکھئے: وفیات الاعیان ۱۶۷ـ۷۰/۳ [۸۱/۲،نور]

(۵) تذکرة الحفاظ ۳۲۶/۳ـ[۳۱۰/۳،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶۸/۱۸ ـ وفیات الاعیان ۷۶/۱ـ[۴۶/۱،نور]

(۶) تذکرة الحفاظ ۳۲۹/۳ـ[۳۱۰/۳،نور]

(۷) تذکرة الحفاظ ۳۲۹/۳ـ[۳۱۱/۳،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶۸/۱۸

☆ ھدیة العارفین میں کتاب الأسرار، سیر أعلام النبلاء میں کتاب الإسرار اور طبقات الشافعية میں کتاب الأسریٰ لکھا ہے۔

☆ اردو ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن میں ساقط ہو گیا ہے۔

Marfat.com

دیکھا کہ جامع مسجد میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے۔ ☆فرماتے ہیں کہ آج میں نے کتاب فقیہ احمد یعنی بیہقی سے فلاں فلاں حدیث کا استفادہ کیا ہے۔ [1] محمد بن عبد العزیز مروزی جو مشہور فقیہ ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے آسمان کی طرف اڑا جا رہا ہے، اور اس کے گرداگرد ایک ایسا چمکتا ہوا نور ہے جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے، تو فرشتوں نے جواب دیا کہ بیہقی کی تصنیفات کا یہ صندوق ہے جو بارگاہ کبریا میں مقبول ہو گیا ہے۔ [2] دسویں جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ [۱۰۶۶ء] کو شہر نیشاپور میں بیہقی کا انتقال ہوا۔ ان کو تابوت میں رکھ کر بیہق لائے، اور خسرو جرد میں دفن کیا۔ [3] کبھی کبھی شعر و اشعار کی طرف بھی طبیعت کا میلان ہوتا تھا۔ چنانچہ یہ چند بیت بھی انہیں کے ہیں:

من اعتز بالمولی فذاك جليل   ومن رام عزاً عن سواه ذليل

جس شخص کو خدا تعالیٰ نے عزت دی تو وہ بزرگ ہے، اور خدا کے سوا اگر کسی دوسرے سے عزت کا طالب ہوا تو وہ ذلیل ہے۔

ولو أن نفسی مذبرأها مليكها   مضى عمرها فی سجدة لقليل

میرے نفس کی جیسے اس کو اس کے مالک نے پیدا کیا ہے اگر تمام عمر سجدہ (عبادت) میں گزر جائے تو نہایت قلیل ہے۔

أحب مناجاة الحبيب بأوجه   ولكن لسان المذنبين كليل [4]

میں اپنے حبیب کی مناجات کو عمدہ طریقہ سے پسند کرتا ہوں لیکن گنہگاروں کی زبان گونگی ہے۔

---

(۱) تذکرة الحفاظ ۳/۳۲۹_[۳/۳۱۱،نور]

(۲) تذکرة الحفاظ ۳/۳۳۰_[۳/۳۱۱،نور]

(۳) طبقات الشافعية الكبرىٰ ٤/۱۲-۱۱_[۲/۳۵۱،نور]

(۴) طبقات الشافعية الكبرىٰ ٤/۱۱-۱۲ [یہ اشعار تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملے، بیہقی کے پورے تذکرے بلکہ فہرس الابیات میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جس نسخے کا حوالہ دیا وہی نسخہ پیش نظر ہے۔]

☆ "ترجمہ میں یہ عبارت چھوٹ گئی ہے، فارسی نسخہ سے یہاں درج کی گئی"

Marfat.com

شرح السنۃ للبغوی ☆

اس کتاب کے شروع میں یہ حدیث ہے "إنما الأعمال بالنيات" اس روایت کے راوی حضرت عمرؓ ہیں۔ اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس واسطوں سے اور کبھی آٹھ و نو واسطوں سے بھی بغوی تک پہنچی ہے۔ (۱) ان کی کنیت ابو محمد ہے، اور نام حسین بن مسعود، ان کو فراء و ابن الفراء بھی کہتے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے آبا و اجداد میں سے کوئی پوستین سی کر فروخت کرتا تھا، لغت عرب میں پوستین کو فرو کہتے ہیں۔ "بغ" جو ان کا وطن ہے اس کی طرف نسبت ہے، (۲) "بغ" کی اصل بغشور ہے جو باغ کور کا معرب ہے، اور یہ ایک معمور آباد شہر ہے جو ہرات اور مرو کے درمیان واقع ہے۔ شور کو حذف کر کے بغ کی طرف نسبت کی تو بغوی ہو گیا، یہ لفظ ثنائی ہے مگر زیادت واؤ کی وجہ سے ثلاثی ہو گیا ہے۔ ان کو تین فنون میں مہارت حاصل تھی، اور ہر ایک فن کو معراج کمال پر پہنچایا ہے۔ بے نظیر محدث اور بے عدیل مفسر تھے، فقیہ بھی تھے، شافعی مذہب رکھتے تھے۔ تمام عمر تصنیف اور حدیث و تفسیر و فقہ کے درس میں مشغول رہے، ہمیشہ باوضو درس دیتے تھے۔ (۳) فقہ میں قاضی حسین (بن محمد) (۴) کے شاگرد ہیں جو صاحب تعلیقہ اور اجل شوافع میں سے ہیں۔ اور حدیث میں ابوالحسن داؤدی (۵) کے شاگرد ہیں جن کا نام عبدالرحمٰن بن محمد ہے، جو

---

(۱) شرح السنہ ۵/۱ (۲) وفیات الاعیان ۲/۱۳۶-۳۷ [۱/۲۵۹، نور]

(۳) وفیات الاعیان ۲/۱۳۶۔ [۱/۲۵۹، نور] طبقات الشافعیة ۷/۷۵۔ [۴/۴۷، نور]

(۴) قاضی حسین: ابوعلی حسین بن محمد بن احمد مروروذی، آپ ابونعیم عبدالملک اسفرائینی سے حدیث روایت کرتے ہیں ان سے روایت کرنے والوں میں عبدالرزاق منیعی اور امام بغوی وغیرہ ہیں۔ التعلیقہ ان کی مشہور کتاب ہے۔ رافعی کہتے ہیں کہ ان کو حبر الامۃ کہا جاتا ہے۔ کبار علماء میں سے ایک بڑی تعداد نے آپ سے علمی سیرابی پائی۔ جن میں سرفہرست امام الحرمین اور محی السنہ بغوی وغیرہ ہیں۔ ان کی وفات شعبان ۴۶۲ھ [۱۰۷۰ء] میں ہوئی۔ طبقات الشافعیة ۴/۳۵۶-۵۸ [۳/۳۶-۳۰، نور]

(۵) ابوالحسن داؤدی: ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر داؤدی، بوشنجی، خراسان کے عالم و فاضل اور عالی سند شیخ تھے، انہوں نے ابومحمد بن حمویہ سے کثرت سے روایات کی ہیں۔ قفال مروزی، ابوطیب صعلوکی، اور ابوحامد اسفرائینی سے علم فقہ پڑھا۔ شوال ۴۶۷ھ [۱۰۷۵ء] میں چونسٹھ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: شذرات الذهب ۳/۳۲۷۔ اللباب ۱/۴۸۷ [۱/۱۲۹، تحقیق: عبداللطیف حسن عبدالرحمٰن، دار الکتب العلمیة بیروت: ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰ء، نور]

☆ شعیب ارناؤوط اور زہیر شاویش کی تحقیق سے المکتب الإسلامی بیروت سے شائع ہوئی۔ ۱۴۱۲ھ۔ ۱۴۱۳ھ میں شیخ علی محمد معوض اور عادل احمد عبدالموجود کی تحقیق سے دار الکتب العلمیہ بیروت نے بھی شائع کیا ہے۔

Marfat.com

زمرۂ محدثین میں داخل ہیں اور یعقوب بن احمد صیرفی (۱) علی بن یوسف جوینی (۲) اور نیز دیگر محدثین سے فوائد بے شمار حاصل کئے۔ (۳) قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ زہد وقناعت میں زندگی گزارتے تھے۔ افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑے پر اکتفا فرماتے تھے۔ جب لوگوں نے بے حد اصرار کے ساتھ یہ عرض کیا کہ خشک روٹی کھانے سے دماغ میں خشکی ہو جائے گی تو بطور نانخورش (سالن) کے روغن زیتون مقرر کیا۔ (۴)

۵۱۶ھ [۱۱۲۲ء] میں بمقام شہر مروروذ انتقال ہوا اور اپنے استاد قاضی حسین کے مقبرہ میں مدفن ہوئے۔ (۵)

معاجم ثلاثہ طبرانی ☆

ان معاجم میں سے ایک کبیر، دوسرا اوسط اور تیسرا صغیر ہے، جاننا چاہئے کہ مسند معجم کبیر کو مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے، چونکہ یہ مدنظر تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسندات کو جدا مرتب کریں، اس وجہ سے ان کی مرویات میں سے کسی روایت کو اس میں بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن اس کا ان کو موقع نہ مل سکا اور اگر موقع ملا تو اس کو شہرت نصیب نہ ہوئی۔ معجم اوسط کی چھ جلدیں ہیں۔ ہر جلد ایک ضخیم کتاب ہے اور بہ ترتیب اسماء شیوخ مرتب ہے۔ ان کے شیوخ کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ اپنے ہر شیخ سے جو عجائب وغرائب سنے تھے، ان کو اس میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب دارقطنی کی کتاب الأفراد کی

(۱) یعقوب بن احمد صیرفی: ابو بکر یعقوب بن احمد صیرفی، نیسابوری، یہ ابو محمد مخلدی، خفاف وغیرہ سے روایات بیان کرتے ہیں، ان کی وفات ربیع الاول ۴۶۶ھ [۱۰۷۳ء] میں ہوئی۔ شذرات الذهب ۳/ ۳۲۵۔

(۲) علی بن یوسف جوینی: ابو الحسن علی بن یوسف جوینی (امام الحرمین کے چچا تھے) شیخ الحجاز کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ انہوں نے سیر وسیاحت کے ذریعہ اساطین امت سے بھرپور استفادہ کیا، اور کبار شیوخ سے سماعت حدیث کی، خراسان میں ان کی مجلس املاء لگتی تھی، ان پر تصوف کا غلبہ ہو گیا تھا انہوں نے تصوف میں ایک بہترین کتاب "کتاب السلوه" کے نام سے تصنیف کی۔ ذیقعدہ ۴۶۳ھ [۱۰۷۱ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ شذرات الذهب ۳/ ۲۶۲۔ [۳/ ۶۲-۲۶۱، نور]

(۳) تذکرة الحفاظ ٤/ ٥٤۔ [٤/ ٥٢، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۹/ ٤٤٠۔

(۴) تذکرة الحفاظ ٤/ ٥٤۔ [٤/ ٥٢، نور]

(۵) تذکرة الحفاظ ٤/ ٥٤۔ [٤/ ٥٣-٥٢، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۹/ ٤٤٢۔

☆ معجم کبیر طبرانی سن ۱۴۰۳ھ تا ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹۸۳ء-۱۹۹۳ء میں حمیدی عبد الحمید سلفی کی تحقیق سے شائع ہوئی، دار احیاء التراث العربی بیروت نے اسے طبع کیا۔ معجم اوسط، محمد حسن محمد حسن اسماعیل شافعی کی تحقیق سے ۱۹۹۹ء میں دار الفکر عمان سے شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔ معجم صغیر طبرانی کو مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ نے ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

مانند ہے۔ (۱) اصطلاح محدثین میں افراد وغرائب ان حدیثوں کو کہتے ہیں جو اپنے شیخ کے سوا اور کسی کے پاس نہ ہوں۔ طبرانی اس کتاب کی نسبت یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری جان ہے۔ (۲) اور فی الواقع علم حدیث میں ان کی فضیلت علمی اور وسعت روایت کا پتہ اسی سے چلتا ہے لیکن محققین اہل حدیث نے فرمایا ہے کہ اس میں منکرات بہت ہیں۔ (۳) اس کا منشاء یہ ہے کہ غرابت اسی کو مقتضی ہے۔ اور تفرد ثقہ کا جس کو اصطلاح میں غریب صحیح بھی کہتے ہیں، ایک باب ہے۔ معجم صغیر بھی شیوخ ہی کی ترتیب پر مرتب ہے۔ اور اس کتاب میں ان شیوخ کا بھی ذکر کیا ہے، جن سے صرف ایک ایک حدیث کا استفادہ کیا۔ معجم کبیر کے آخر میں حدیث حلب العنز کے سلسلہ میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

حدثنا عبيد بن عنام قال حدثنا أبوبكر بن أبي شيبة حدثنا وكيع عن الأعمش عن أبي إسحاق عن عبدالرحمٰن بن زيد الفايشي عن بنت خباب قالت: خرج أبي في غزاة في عهد النبي صلى الله عليه وسلم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتعاهدنا فيحلب عنزا لنا وكان يحلبها في جفنة فتمتلئ، فلما قدم خباب كان يحلبها فعاد حلابها الأول. (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے، اور ہماری بکری کا دودھ نکالا کرتے تھے، اس کو کٹیرے (لکڑی کا بڑا برتن) میں دوہتے تھے، تو وہ بھر جاتا تھا، پھر خباب آتے اور وہ دوہنے لگتے تو دودھ اپنی اصلی مقدار پر لوٹ آتا۔

معجم صغیر کے آخر میں فضیلت نساء کے بارے میں یہ حدیث منقول ہے:

حدثنا سمّانة بنت محمد بن موسى بن بنت الوضاح بن حسان الأنباريّة بالأنبار قالت: حدثنا أبي محمد بن موسىٰ قال: حدثنا محمد بن عقبة

(۱-۲) تذكرة الحفاظ ۱۲۶/۳ ـ [۱۱۹/۳، نور] سير أعلام النبلاء ۱۲۲/۱۶ ـ [دار قطنی کی کتاب الافراد کے مانند ہونے کا ذکر سیر میں نہیں ہے، نور]

(۳) تذكرة الحفاظ ۱۲۶/۳ ـ [۱۱۹/۳، نور]

(۴) المعجم الكبير ۱۸۷/۲۵ ـ [۴۹۵/۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء، نور]

Marfat.com

السدوسي قال: حدثنا محمد بن حمران قال: حدثنا عطية الدعاء عن الحكم بن الحارث السّلمي رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: من أخذ من طریق المسلمین شبرا طوّقه اللّٰه یوم القیامة عن سبع أرضین وسمعت صلیحة بنت أبی نعیم الفضل بن دکین تقول سمعت أبي یقول: القرآن کلام اللّٰه تعالیٰ غیر مخلوق.(۱)

حکم بن حارث سلمی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص مسلمانوں کے راستے میں سے ایک بالشت زمین کو بھی دبا لے گا تو قیامت کے روز ساتوں زمینوں سے اسی قدر لے کر طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا، اور صلیحہ بنت فضل بن دکین فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے وہ یہ کہتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مخلوق (حادث) نہیں ہے۔

طبرانی کی کنیت ابوالقاسم ہے اور نام سلیمان ہے۔ احمد بن ایوب بن مطیر لخمی طبرانی کے بیٹے ہیں۔(۲) ملک شام کے شہر عکہ میں بماہ صفر ۲۶۰ھ [۸۷۳ء] میں پیدا ہوئے، (۳) اور ۲۷۳ھ [۸۸۶ء] میں آپ نے طالب علمی شروع کی۔ ملک شام کے اکثر شہروں اور حرمین شریفین اور یمن، مصر، بغداد، کوفہ بصرہ، اصفہان، جزیرہ اور اسلام کی دوسری آباد بستیوں میں سیر و سیاحت کی۔(۴) علی بن عبدالعزیز بغوی، (۵)

(۱) المعجم الصغیر ۱۵۳/۲۔

(۲) تذکرة الحفاظ ۱۲۶/۳۔ [۱۱۸/۳، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۱۹/۱۶۔

(۳) تذکرة الحفاظ ۱۲۶/۳۔ [ملک شام اور عکہ کی صراحت تذکرہ میں نہیں ہے، ۱۱۸/۳، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۱۹/۱۶۔

(۴) تذکرة الحفاظ ۱۲۶/۳۔ [۱۱۸/۳، نور]

(۵) علی بن عبدالعزیز بغوی: ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بن مرزبان بن سابور بغوی ۱۹۰ھ [۸۰۶ء] کے بعد ان کی پیدائش ہوئی، ابونعیم، عفان، مسلم بن ابراہیم، علی بن جعد وغیرہ سے حدیثیں سنیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں عبدالمومن بن خلف نسفی، ابوالحسن قطان اور طبرانی وغیرہ ہیں۔ مکہ مکرمہ میں انہوں نے سکونت اختیار کر لی تھی، دارقطنی نے انہیں ثقہ، مامون اور ابن حاتم نے صدوق کہا ہے۔ ۲۸۶ھ [۸۹۹] میں ان کا انتقال ہوا۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۳۴۸/۱۳-۴۹۔ الجرح والتعدیل ۱۹۶/۶۔ شذرات الذهب ۱۹۳/۲۔

Marfat.com

بشر بن موسیٰ، (۱) ادریس عطاء، ابوزرعہ دمشقی (۲) اوران کے ہم عصروں سے حدیث شریف کی سماعت حاصل کی۔ (۳) طبرانی کے والد بزرگوار ان کو علم حدیث طلب کرنے کی بے حد ترغیب دیا کرتے تھے۔ اور خود ان کو اپنے ہمراہ لے کر شہر بہ شہر پھرتے ہوئے استادوں کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔ (۴) ان تینوں معجموں کے علاوہ جن کا ابھی ذکر ہوا ہے اور بھی بہت سی تصنیفات ان کی موجود ہیں۔ ☆

کتاب الدعاء للطبرانی ☆

اس کے شروع میں ذیل کی حدیث کو نقل کیا ہے اور اسی کتاب سے صاحب حصن حصین نے بھی نقل کیا ہے۔

---

(۱) بشر بن موسیٰ: بشر بن موسیٰ بن صالح اسدی، بغدادی۔ ان کا نام ہے، اور کنیت ابوعلی ہے ۱۹۰ھ [۶-۸۰۵ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ روح بن عبادہ، ابوعبدالرحمٰن مقری، ابونعیم، سعید بن منصور اور حمیدی وغیرہ آپ کے اساتذہ میں ہیں۔ بشر بن موسیٰ سے روایت کرنے والوں میں اسماعیل صفار، ابوبکر شافعی اور ابوالقاسم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ دارقطنی نے ان کو ثقہ کہا ہے، امام احمد ان کا بہت اکرام کیا کرتے تھے، ان کے لئے امام احمد نے ایک سفارشی خط بھی حمیدی کو لکھا تھا۔ ۲۶ ربیع الاول ۲۸۸ھ [۹۰۱ء] میں ان کا انتقال ہوا۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۳/۳۵۲-۵٤۔ الجرح والتعدیل ۲/۳٦۷۔ شذرات الذھب ۲/۱۹٦۔

(۲) ابوزرعہ دمشقی: [تذکرۃ الحفاظ میں صرف ثقفی درج ہے، یہی بستان کے اصل فارسی نسخہ میں ہے مگر اردو اور عربی دونوں ترجموں میں صرف دمشقی لکھا ہے، ثقفی نہیں، دونوں صحیح ہیں۔ نور] ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن صفوان دمشقی ۲۰۰ھ [۸۱۵ء] سے پہلے ان کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے ابونعیم فضل بن دکین، ہوذہ بن خلیفہ، سلیمان بن حرب، ابوالیمان حکم بن نافع، حمیدی، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین وغیرہ سے حدیث شریف کی سماعت کی، اور ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے احادیث کو جمع کیا اور حفاظ حدیث کے پاس جا کر ان کو دہرایا، اور صحیح وسقیم کو چھانٹا، ان کو علو سند اور معرفت حدیث میں اپنے ہم عصروں پر فوقیت حاصل تھی، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوداؤد، ابوبکر بن ابی داؤد، یحییٰ بن صاعد، ابوالعباس اصم، ابوجعفر طحاوی اور ابوالقاسم طبرانی جیسے کبار محدثین ہیں۔ ابن ابوحاتم نے انہیں ثقہ اور صدوق کہا ہے، شام کے مستند محدث تھے ۲۸۱ھ [۸۹٤ء] میں ان کا وصال ہوا۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۳/٦-۳۱۱۔ الجرح والتعدیل ۵/۲٦۷۔ شذرات الذھب ۲/۱۷۷۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۲٦۔ [۳/۱۱۹، نور] سیر أعلام النبلاء ۱٦/۱۲۰۔

(٤) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۲٦۔ [۳/۱۱۹، نور] سیر أعلام النبلاء ۱٦/۱۱۹۔

☆ سامی انور شاہین کی تحقیق سے دار الحدیث قاہرہ نے ۱٤۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء میں شائع کی ہے۔

☆ فارسی میں یہ عبارت ہے "تصانیف بسیار دارد، این سہ معجم کہ حال آں مذکور شد و کتاب الدعاء للطبرانی کہ صاحب حصن حصین ازاں نقل می کند"

☆ ڈاکٹر محمد اکرم ندوی صاحب نے "کتاب الدعاء للطبرانی" عنوان کو حذف کر دیا ہے جب کہ فارسی کے اصل نسخے میں اور دیگر نسخ فارسی و اردو میں یہ عنوان موجود ہے [نور]

Marfat.com

قال الحافظ أبو القاسم هذا كتاب ألّفته جامعا لأدعية رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جرّأني عليه أني رأيت كثيراً من الناس قد تمسّكوا بأدعية سجع وأدعية وضعت على عدد الأيام مما ألفها الورّاقون لايروى عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ولاعن أحدٍ من أصحابه رضى الله تعالیٰ عنهم ولا عن أحد من التابعين لهم بإحسان مع ماروى عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من الكراهة للسجع فى الدّعاء والتعدّى فيه فألفت هذا الكتاب بالأسانيد المأثورة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وبدأت بفضائل الدعاء وآدابه ثم رتبت أبوابه على الأحوال الّتي كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يدعوا فيها فجعلت كل دعاءٍ فى موضوعه يستعمله السامع له ومن بلغه علیٰ مارتبناه ا ن شاء اللّٰه تعالیٰ.

حافظ ابوالقاسم نے فرمایا اس کتاب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب دعاؤں کو جمع کیا ہے (چونکہ) میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا کہ انہوں نے ایسی دعاؤں سے تمسک کیا ہے جو مقفی ہیں اور نیز ایسی دعائیں جو ہر دن کے لئے وضع کی گئی ہیں، جن کو وراقوں یعنی واعظین وغیرہم نے بلا تحقیق جمع کر دیا ہے، حالانکہ وہ نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور نہ صحابہ، اور نہ ان لوگوں سے جو احسان کے ساتھ ان کے پیرو ہیں یعنی تابعین سے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ منقول ہے کہ دعا میں قافیہ بندی اور تعدی نہ کرو، لہٰذا مجھ کو ان امور نے ایک ایسی کتاب کے جمع کرنے کی جرأت دلائی کہ جس میں وہ اسانید ہوں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، میں نے اس کتاب کی ابتدا فضائل دعا اور اس کے آداب سے کی ہے اور جس حال میں جو دعا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اس کے لئے علیحدہ علیحدہ باب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا، اور ہر ایک دعا کو اس

Marfat.com

کے موقعہ پر لکھ دیا تا کہ وہ لوگ جو اس کو سنیں یا جن کو یہ پہنچے اس کی ترتیب کے موافق خدا کی توفیق سے استعمال کریں جس طرح ہم نے مرتب کیا ہے۔

باب تأويل قول الله تعالىٰ أدعوني أستجب لكم إن الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنّم داخرين.[1]

حدثنا عبدالله محمد بن سعيد بن مريم قال: حدثنا محمد بن يوسف الفريابي ح وحدثنا علي بن عبدالعزيز قال: حدثنا أبو حذيفه قال: حدثنا سفيان عن منصور عن ذرّبن عبدالله (الهمداني) المرّهبي عن يُسيع الحضرمي عن النعمان بن بشير رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: العبادة هي الدعا ثم قرأ أدعوني أستجب لكم.[2]

(اس کے بعد ایک باب قائم کیا جس میں اس آیت أدعوني أستجب لكم الخ کی تفسیر فرمائی اور اس میں ایک حدیث اس کے مناسب بیان کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:)

نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عبادت دعا ہی ہے۔ پھر آپ نے اس کے استشہاد میں وہی آیت پڑھی جس کا ترجمۃ الباب منعقد کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا، اور جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت وخواری کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس کتاب کی بھی بڑی ضخامت ہے، كتاب المسالك ، كتاب عشرة النساء اور كتاب دلائل النبوة یہ سب کتابیں انہیں کی تصنیف کردہ ہیں، تفسیر میں بھی ایک بہت بڑی کتاب تالیف فرمائی

(۱) سورة الغافر : ۶۰

(۲) كتاب الدعاء للطبراني ۲/۸۶-۷۸۵۔ [جزء اول ص: ۲۳، تحقیق: سامی انور جاہین، دار الحدیث قاہرہ: ۱۴۲۸ھ۔ ۲۰۰۷ء، نور]

Marfat.com

ہے۔ان کے علاوہ اور بہت سی ایسی تصانیف بھی ہیں جو اس زمانہ میں نہیں پائی جاتیں۔ (۱) چنانچہ حافظ یحییٰ بن مندہ (۲) نے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ (۳) طبرانی نے علم حدیث کی طلب میں بہت محنت اور مشقت اٹھائی ہے، اپنی راحت و آرام کو بالائے طاق رکھ کر تیس برس تک بوریہ پر سوتے رہے ہیں (۴) استاد بن العمید (۵) جو مشہور و معروف وزیر اور علم عربیت و اشعار و لغت میں اپنے وقت کے سردار ہیں، اور دولت دیالمہ میں کوئی وزیر اس قابلیت اور لیاقت کا نہیں گزرا ہے، اور صاحب بن عباد (۶) جو منجملہ وزیران دولت دیالمہ کے ایک وزیر ہیں، طبرانی کے شاگرد اور انہی کے تربیت یافتہ ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ (ابن العمید سے اس طرح منقول ہے) میرا خیال یہ تھا کہ دنیا میں کوئی مرتبہ اور کوئی منصب وزارت کے برابر نہیں ہے، اور مجھ کو جو لذت اور ذائقہ اس مرتبہ میں حاصل ہوا، وہ دنیا کی لذیذ چیزوں میں سے کسی چیز میں بھی میں نے

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۲۷۔[۳/۱۲۰،نور]

(۲) یحییٰ بن مندہ: ابوزکریا یحییٰ بن ابوعمرو عبدالوہاب بن ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ عبدی، اصبہانی، آپ شوال ۴۳۴ھ [۱۰۴۳ء] میں پیدا ہوئے۔ احمد بن محمود ثقفی، ابوبکر بیہقی، محمد بن علی جصاص وغیرہ سے سماعت حدیث کی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں عبدالوہاب انماطی، ابوطاہر سلفی، اور ابوموسیٰ مدینی وغیرہ ہیں۔ ان کی وفات ذی الحجہ ۵۱۱ھ [۱۱۱۸ء] میں ہوئی۔ کثیر التصانیف، مکثر الحدیث، ثقہ اور حافظ تھے، نیک و صالح، حسن سیرت و کردار اور بے تکلف شخصیت کے مالک تھے، اپنے زمانہ میں یکتائے روزگار اور یگانہ تھے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۹/۹۶-۳۹۵۔ وفیات الاعیان ۶/۷۱-۱۶۸۔ [۳/۸۷-۸۶،نور] شذرات الذہب ٤/۲۳۲۔[٤/۳۲،نور]

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۲۷۔[۳/۱۲۰،نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۲۷۔[۳/۱۲۱،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۱۲۲۔

(۵) ابن عمید: ان کا نام ابوالفضل محمد بن حسین بن محمد تھا۔ بادشاہ رکن الدولہ حسن بن بویہ دیلمی کے وزیر تھے، بلاغت اور انشاء پردازی میں اپنی نظیر آپ تھے، فصاحت و بلاغت میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔ ۳۶۰ھ [۹۷۱ء] میں ان کی وفات ہوئی، دیکھئے: وفیات الاعیان ۵/۱۳-۱۰۳۔[۳/۵۸-۵۳،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۱۳۷-۳۸۔ شذرات الذہب ۳/۳۱-۳٤۔

(۶) صاحب بن عباد: یہ دیلمی بادشاہ مؤید الدولہ بن رکن الدولہ کا وزیر تھا، ابن عمید کی صحبت اختیار کر کے ان کے علوم سے مستفید ہوا تھا اور صاحب کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس نے ابومحمد بن فارس سے اصبہان میں اور قاضی احمد بن کامل سے کسب فیض کیا، صاحب بن عباد عقیدۃً شیعی، معتزلی، اور عملاً بدعتی اور ظالم و جابر تھا، یہ فصیح اللسان بھی تھا اور اپنی تقاریر میں غیر مناسب الفاظ بکتا تھا، اور مناظرہ کے دوران غصہ ہوتا اور بھڑکتا تھا، ۳۸۵ھ [۹۹۵ء] ماہ صفر میں اس کا انتقال ہوا۔ دیکھئے: وفیات الاعیان ۱/۳۳-۲۲۸۔[۱/۲۵-۱۲۲،نور] سیر أعلام النبلاء ۱۶/۵۱۱-۱٤۔ شذرات الذہب ۳/۶-۱۱۳۔

Marfat.com

نہیں پایا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ میں اس وقت مرجع خلائق تھا اور ہر طرح کے آدمی مجھ کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھتے تھے۔ میں اسی گمان اور خیال میں مست رہتا تھا۔ ایک دن میرے روبرو مشہور محدث ابوبکر جعابی اور ابوالقاسم طبرانی کے مابین مذاکرہ حدیث واقع ہوا۔ کبھی طبرانی اپنی کثرت محفوظات کے باعث ان پر غالب آتے تھے اور کبھی ابوبکر اپنی فطانت اور ذکاوت کے سبب سے ان پر سبقت لے جاتے تھے، یہی قصہ دیر تک ہوتا رہا، نوبت بایں جارسید کہ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں اور جوش وخروش پھیل گیا۔ ابوبکر جعابی نے کہا "حدثنا أبو خليفة قال حدثنا سليمان بن أيوب" ابوالقاسم طبرانی نے اسی وقت کہا کہ میں ہی سلیمان بن ایوب ہوں، اور ابوخلیفہ میرا ہی شاگرد ہے، اور وہ مجھ سے ہی حدیث کی روایت کرتا ہے پس تم کو مناسب ہے کہ خود مجھ سے اس حدیث کی سند حاصل کرو، تاکہ تم کو علو اسناد حاصل ہو، ابن العمید کہتے ہیں کہ اس وقت ابوبکر جعابی شرم سے پانی پانی ہو گئے، اور جو خجالت ان کو اس وقت حاصل ہوئی دنیا میں کسی کو نہ ہوئی ہوگی، میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ کاش میں طبرانی ہوتا اور جو فرحت وغلبہ طبرانی کو حاصل ہوا ہے وہ مجھ کو ہوتا، (۱) میں وزیر ہو کر اس قسم کے تحصیل وفضائل اور اسباب جاہ سے محروم ہوں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابن العمید کی اس تمنا کا سبب اس کی ریاست اور وزارت تھی، ورنہ علماء ربانیین کو ایسے غلبوں کے سبب سے نہ کوئی تغیر پیش آتا ہے، اور نہ ان کے نفوس کو کسی قسم کی کوئی جنبش ہوتی ہے۔ لیکن المرء يقيس على نفسه۔ (۲) غرض یہ ہے کہ طبرانی علم حدیث میں کامل وسعت رکھتے تھے۔ اور کثرت روایت میں مستثنیٰ اور ممتاز تھے۔ ابوالعباس احمد بن منصور شیرازی (۳) فرماتے ہیں کہ میں نے طبرانی سے تین لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ (۴)

---

(۱) تذكرة الحفاظ ۱۲۹/۳ ۔[۱۲۱/۳، نور] سير أعلام النبلاء ۱۲٤/۱٦ ۔

(۲) انسان اپنے نفس پر دوسروں کو بھی قیاس کرتا ہے۔ [ع]

(۳) ابوالعباس احمد بن منصور شیرازی: ابوالعباس احمد بن منصور بن ثابت شیرازی، آپ ابوالقاسم طبرانی ابومحمد رامہرمزی اور ایک بڑی جماعت محدثین سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ ابونصر بن اسماعیلی، حاکم اور تمام رازی وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ انہوں نے سب سے زیادہ حدیثیں جمع کیں۔ شیراز میں انہیں مقبولیت تامہ حاصل ہوئی حتی کہ ضرب المثل بن گئے۔ ۳۸۲ھ [۹۹۲-۹۳ء] میں دار فانی سے دار ابدی کی طرف کوچ کر گئے۔ سير أعلام النبلاء ۴۷۲-۷۳/۱٦ ۔ شذرات الذهب ۹٦/۳ ۔

(۴) تذكرة الحفاظ ۱۳۰/۳ ۔[۱۲۲/۳، نور]

Marfat.com

زنادقہ یعنی فرقہ قرامطہ اسماعیلیہ نے جو اُس زمانہ میں اہل سنت کے دشمن تھے طبرانی پر ان کی آخر عمر میں اس وجہ سے سحر کرادیا تھا کہ وہ احادیث سے ان کے مذہب کو رد کرتے تھے، اسی وجہ سے ان کی بصارت ظاہری جاتی رہی تھی۔ [1] آپ نے ماہ ذی قعدہ ۳۶۰ھ [۷۱-۹۷۰ء] میں وفات پائی۔ جنازہ کی نماز حافظ ابونعیم اصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء نے پڑھائی۔ دو ماہ ☆ اور ایک سو سال کی عمر ہوئی۔ [2]

معجم اسماعیلی ☆

صحیح اسماعیلی میں جو مستخرج بر بخاری ہے ان کا احوال مفصل لکھا گیا ہے، اب ان کے معجم کے ابتدائی چند فقرے لکھے جاتے ہیں، تا کہ ان کی اس کتاب کا حال بھی روشن ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں:

الحمد لله حمداً كما ينبغي لكرم وجهه وعز جلاله وكما يقتضيه تتابع نعمه وأفضاله، وصلى الله على نبيه محمد نبي الرحمة والرسالة وعلى آله وسلم كثيراً. أما بعد! فإني استخرت الله تعالىٰ في حصر أسامي شيوخي الذين سمعت عنهم وكتبت عنهم وقرأت عليهم الحديث وتخريجها على الحروف المعجمة ليسهل على الطالب تناوله وليرجع إليه في اسم أن التبس أو أشكل والاقتصار منهم لكل واحدٍ على حديث واحدٍ يستغرب أو يستفاد أو يستحسن وحكاية.

فينضاف إلى ما أردتُ من (ذالك) جمع أحاديث تكون فوائد في نفسها وأبين حال من ذممت طريقه في الحديث بظهور كذبه أو اتهامه به أو خروجه عن جملة أهل الحديث للجهل به والذهاب عنه فمن كان عندي منهم ظاهر الحال لم أخرجه فيماصنفت من حديثي وأثبت

---

(۱) سير أعلام النبلاء ۱۶/۱۲۷۔

(۲) سير أعلام النبلاء ۱۶/۲۹-۱۲۸۔ [حافظ اصبہانی کا نماز جنازہ پڑھانا سیر میں مذکور نہیں ہے، نور]

☆ صحیح دس ماہ ہے۔ لیکن فارسی نسخہ کی پہلی طباعت میں دو ہی ماہ لکھا ہے۔

☆ یہ معجم دکتور زیاد محمد منصور کی تحقیق سے مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ نے ۱۴۱۰ھ۔ مطابق ۱۹۹۰ء شائع کی ہے۔

Marfat.com

أسامي من كتبت عنه في صغرى أملاه بخطي سنة ثلاث وثمانين ومائتين وأنا يومئذ ابن ست سنين فضبطه ضبط مثلي من يدركه المتأمل له من خطي ذلك على أني لم أخرج من هذه البابة شيئا فيماصنفت من السنن وأحاديث الشيوخ والله أسأل التوفيق لاستمامه في خير وعافية وأن ينفعني به وغيري وافتتحت ذلك بأحمد ليكون مفتحة باسم النبي صلى الله عليه وسلم تيمناً به وليصح لى به الابتداء بالألف من الحروف المعجمة، وإذا كان محمد وأحمد يرجعان إلى اسم واحد فان الله عزوجل قال فى كتابه فى بشارة عيسىٰ ومبشرا برسول يأتى من بعدي اسمه أحمد (١) كما قال محمد رسول الله (٢) وما محمدٌ ا لا رسول (٣) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ا ن لى أسماءً أنا محمد وأنا أحمد وقد كان أبومحمد عبدالله بن محمد بن ناجية يقول حدثنا أحمد بن الوليد بن السرى فأقول محمد أيها الشيخ فيقول محمد وأحمد واحد وابتدأت بهذا الجمع فى الجمادى الأولى من سنة إحدى وستين وثلث مائة عصمنا الله من الزلل في القول والعمل. (٤)

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی تمام ایسی تعریفیں ہیں جو اس بزرگ ذات اور عزت وجلال کے لائق ہیں اور جیسا کہ اس کی مسلسل نعمتیں اور مہربانیاں تقاضا کرتی ہیں، اس نبی رحمت ورسالت پر جن کا نام محمد ہے، اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائے اور (نیز) ان کی اولاد پر اللہ کی رحمت وسلام کثرت سے نازل ہوتے رہیں۔ اس کے بعد (یہ عرض

(١)سورة الصف: ٦۔

(٢)سورة الفتح: ٢٩۔

(٣)سورة آل عمران: ١٤٤۔

(٤) كتاب المعجم ١/ ١٠-٣٠٩۔

Marfat.com

ہے) کہ میں نے اللہ پاک سے اپنے اُن شیوخ کے ناموں اور ان کے تخریج کے احاطہ کرنے میں استخارہ کیا۔ جن سے میں نے کسی حدیث کو سنا اور لکھا اور سنایا تھا، اور ان کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق اس وجہ سے دی گئی کہ طالبین کو اس کے حاصل کرنے میں آسانی ہو، اور اگر کسی نام میں کوئی التباس یا اشکال واقع ہو تو اس کی طرف رجوع کر کے اپنا اطمینان کر لیں۔ میں نے ہر ایک شخص سے فقط ایک ایک حدیث ایسی لے لی ہے جو غریب سمجھی جاتی ہو، یا جس سے جدید فائدہ حاصل ہوتا ہو، یا اچھی سمجھی گئی اور اس کی کوئی حکایت یا قصہ بھی درج کیا تا کہ میں نے اپنے شیوخ کے ناموں کے احاطہ کرنے کا جو ارادہ کیا ہے اس کے ساتھ ایسی احادیث بھی جمع ہو جائیں جن میں فی نفسہا کوئی فائدہ ہے، اور میں نے اس کا حال بھی بیان کر دیا ہے جس کے طریق فی الحدیث کو میں نے ناپسند کیا، خواہ اس کے کذب کے ظہور کی وجہ سے، خواہ اس کے متّہم ہونے کے سبب یا محدثین کے زمرہ میں سے نکل جانے کی وجہ سے، جہالت فی الحدیث کے باعث، یا ذہول ہو جانے کے سبب سے، اور جو ان میں سے میرے نزدیک ظاہر الحال تھے، ان کی حدیث کی تخریج میں نے اپنی تصنیف میں نہیں کی۔ ۲۸۳ھ [۹۷-۸۹٦ء] میں جب کہ میری صغرسنی کی حالت تھی اور میری عمر چھ سال کی تھی، ان کے نام بھی لکھ دیتا ہوں اور میں ان لوگوں کے نام کو یاد رکھتا ہوں، جیسا کہ مجھ جیسا صغیر السن یاد رکھ سکتا ہے اور وہ لوگ ہیں جن کو غور کرنے والا میرے اس خط سے پہچان سکتا ہے، اس کے علاوہ جو کتابیں سنن واحادیث شیوخ سے میں نے تالیف کی ہیں ان میں کسی شے کو میں نے اس باب سے نہیں لکھا، اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ خیر و عافیت سے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائے، اور مجھ کو اور دوسروں کو اس سے نفع پہنچائے، میں نے تین وجہ سے اس کتاب کو احمد کے نام سے شروع کیا اول تو یہ کہ کتاب کا افتتاح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

Marfat.com

سے ہوکر موجب برکت ہو، دوسرے یہ کہ حروف معجمہ میں سے الف کے ساتھ میرا شروع کرنا صحیح ہوجائے، تیسرے یہ کہ محمد اور احمد کا مآل ایک ہی نام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جیسے "محمد رسول اللہ" اور "ما محمد الا رسول" فرمایا ہے، ایسے ہی حضرت عیسیٰ کی بشارت میں "ومبشرا برسول يأتي من بعدی اسمه احمد" ہے۔ اور (اسی طرح) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے چند نام ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن ناجیہ فرمایا کرتے تھے "حدثنا أحمد بن الوليد بن السري" میں کہتا تھا، اے شیخ محمد (کہو) تو وہ کہتے تھے کہ محمد اور احمد ایک ہی ہیں۔ میں نے اس کتاب کو جمع کرنے کی ابتداء جمادی الاولیٰ ۳۶۱ھ سے کی ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو قول وعمل میں لغزشوں سے بچائے۔ آمین

باب محدثین میں، ترجمہ ابوبکر محمد بن صالح بن شعیب نمار کے تحت میں یہ بیان کرتے ہیں، چونکہ یہ سند جوذیل میں درج ہے ان کے اعلیٰ اسنادوں میں سے ہے۔ اسی وجہ سے اس کو اس موقع پر لکھا جاتا ہے:

حدثنا ابن صالح بن شعيب ا ملاء اً بالبصرة حدثنا نصر بن علي عن يزيد بن هارون عن عاصم الأحول قال: دخلنا على أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه نعزيه على ابنٍ له فقلنا: يا أباحمزة! انا لنرجو له النعيم قال: وأكثر من ذلك سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الموت كفارة لكل مؤمن.(۱)

عاصم احول فرماتے ہیں کہ ہم انس بن مالکؓ کے پاس ان کے فرزند کی تعزیت کی غرض سے گئے اور ہم نے کہا کہ اے اباحمزہ! ہم اس کے لئے جنت کی امید کرتے ہیں، تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اس سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں (یعنی آپ یہ فرماتے تھے) کہ موت ہر مؤمن کے گناہ کا کفارہ ہوتی ہے۔

(۱) کتاب المعجم ۴۹۱/۱

Marfat.com

کتاب الزہد والرقائق ☆

یہ کتاب عبداللہ بن المبارک کی تصنیف ہے، جو کتاب اس وقت اس نام سے رائج ومشہور ہے، وہ اس کا انتخاب ہے جس کو حافظ ضیاء الدین ابوعبداللہ بن محمد بن عثمان بن سلیمان صوفی زرازی نے کیا تھا، جو عوام وخواص کی نظروں میں مقبول ہے۔ دراصل یہ کتاب بروایت حسین بن مروزی (۱) رائج اور مشہور ہے، اوران سے ان کے شاگرد ابومحمد بن یحییٰ محمد بن صاعد نے روایت کیا ہے، بہت سے زیادات واقع ہیں، ان میں سے بعض زیادات وہ ہیں جن کو مروزی نے غیر ابن مبارک سے روایت کیا ہے، اور بعض وہ ہیں جن کو ابن صاعد نے اپنے شیوخ سے کیا ہے۔ بہرحال اس وقت کتاب الزہد والرقایق، کا منتخب شدہ نسخہ ہے جو اجازت وسماعات میں کارآمد ہے، اس کی پہلی حدیث یہ ہے:

قال الإمام الجليل الحافظ أبو عبدالرحمٰن عبدالله بن المبارك الحنظلي المروزي أخبرنا يونس عن الزهري قال أخبرنا السائب بن يزيد أن شريح الحضرمي ذكر عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ذٰلك رجل لا يتوسد القرآن. (۲)

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ شریح حضرمی کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ آدمی ہے جو قرآن کو تکیہ نہیں لگاتا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کلمہ کے معنوں میں علماء حدیث کا کافی اختلاف ہے۔ میں نے اپنے شیخ سے جو کچھ سنا ہے اور جو مجھ کو یاد ہے وہ یہ ہے کہ توسد کے معنی ہیں نیند میں تکیہ لگانا، غرض اس سے یہ ہے کہ

(۱) حسین بن حسن مروزی: ابوعبداللہ حسین بن حسن بن حرب سلمی مروزی، آپ عبداللہ بن مبارکؒ کے خاص تلامذہ میں ہیں۔ مکہ میں حرم کی مجاورت اختیار کی تھی، عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے بکثرت روایتیں کی ہیں، ان کے علاوہ سفیان بن عیینہ، معتمر بن سلیمان، ہشام بن بشیر وغیرہ سے بھی آپ نے روایت کی ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں ترمذی، ابن ماجہ، بقی بن مخلد، اور یحییٰ بن صاعد وغیرہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا ہے کہ ان کی وفات ۲۴۶ھ [۸۶۰ء-۶۱] میں ہوئی۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۱۲/۱۹۰-۹۱۔ الجرح والتعديل ۳/۴۹۔ تهذيب التهذب ۴/۳۳۴۔ شذرات الذهب ۲/۱۱۱۔

(۲) كتاب الزهد، ص: ۴۲٦۔

☆ یہ کتاب مجلس احیاء المعارف مالیگاؤں سے ۱۳۸۵ھ میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔ جس میں اس کتاب کا نام کتاب الزہد والرقائق ہی لکھا ہے، جب کہ اصل فارسی میں الرقاق درج ہے۔

Marfat.com

چونکہ قوت حافظہ سر میں ہوتی ہے، اور قرآن محفوظ بمنزلہ تکیہ کے ہے جو زیر سر رہتا ہے، پس انسان کو مناسب نہیں ہے کہ تہجد کو ترک کرے اور قرآن کو گویا تکیہ بنا کر سو جائے۔ واللہ اعلم

اگرچہ ابن المبارک اس تعریف سے جو اس مختصر میں ان کی جائے مثل ائمہ اربعہ برتر ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں کے احوال ذکر کرنے سے کنارہ کیا گیا ہے، مگر چونکہ ان بزرگ (ابن المبارک) کے مذہب کا باوجود اس جلالت وفضیلت کے رواج نہیں ہے، اور نہ ان کے تابع ومقلد موجود ہیں کہ لوگ ان کے احوال پر مطلع ہوتے، اس وجہ سے ان کے حالات کا کچھ حصہ لکھا جاتا ہے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، نام عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی، باعتبار ولا[1] کے، مرو کے رہنے والے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کو مروزی کہتے ہیں۔[2] ان کے والد بزرگوار شہر حران[3] کے ایک ترک تاجر کے غلام اور مملوک تھے، اور وہ تاجر بنی حنظلہ میں سے تھا جو بنی تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔[4] تاریخ عامری میں مذکور ہے کہ ان کے والد مبارک بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان کے مالک نے اپنے باغ کا داروغہ ان کو مقرر کیا تھا، ایک دن اس نے یہ کہا کہ اے مبارک! باغ سے ایک ترش[5] انار لے آؤ، وہ گئے اور ایک انار لائے جو شیریں نکلا، مالک نے کہا میں نے تم کو ترش انار لانے کے لئے کہا تھا، مبارک نے جواب دیا کہ میں کس طرح معلوم کر سکتا ہوں کہ کون سے درخت سے انار شیریں اترتے ہیں اور کون سے درخت سے ترش؟ جس کسی نے ان درختوں سے کھایا ہے وہ جانتا ہے، مالک نے کہا کہ تم نے اب تک کوئی انار نہیں کھایا؟ مبارک نے کہا کہ آپ نے میرے ذمہ اس باغ کی حفاظت اور نگہبانی لازم کی ہے، کھانے اور چکھنے کی اجازت نہیں دی، میرے ذمہ جو خدمت لازم ہے اس کو بجالاتا ہوں۔ مالک ان کی اس دیانت اور امانت سے بہت خوش ہوا، اور کہا کہ تم اس قابل ہو کہ میری مجلس میں رہو اور باغبانی کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی۔ ایک روز مالک نے اپنی نوجوان دختر کے نکاح کے بارے میں ان سے مشورہ کیا، تو مبارک نے کہا کہ جاہلیت کے عرب تو اپنی لڑکی کا نکاح حسب ونسب کے اعتبار سے کرتے تھے، یہود مال کے عاشق ہیں، نصاریٰ جمال پر فریفتہ

---

(۱) یعنی اپنے آقا کے وطن کی نسبت سے۔

(۲) سیر أعلام النبلاء ۸/۳۷۸۔ [۸/۷۹-۷۸، نور] وفیات الاعیان ۳/۳۲۔

(۳) فارسی کے نسخہ میں ہمدان ہے اور یہی صحیح ہے، سیر اعلام النبلاء ۸/۳۸۱، سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ [نور]

(۴) سیر أعلام النبلاء ۸/۳۷۱۔ [۸/۳۸۱، نور]

(۵) بنیادی مراجع میں شیریں [حلو] لکھا ہے۔ مگر بستان کے تمام نسخوں اور ترجموں میں ترش تحریر ہے، بظاہر اول صحیح ہے۔ [نور]

Marfat.com

ہوتے ہیں، مگر اسلام میں دین کا اعتبار ہے، ان چاروں میں سے جو پسند خاطر ہو اس پر عمل کرنا چاہئے، مالک کو ان کی یہ عاقلانہ بات بہت پسند آئی، گھر جا کر اس مشورہ کو اپنی بیوی سے بیان کیا، اور کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح مبارک سے کردوں، اگرچہ غلام ہے، مگر پرہیزگاری، تقویٰ اور دینداری کے اعتبار سے وہ اپنے زمانہ کا سردار ہے۔ دختر کی ماں نے بھی اس کو پسند کیا، تو اس کا نکاح ان سے کردیا۔ اسی لڑکی سے یہ عبداللہ پیدا ہوئے، اس تاجر کی وراثت سے بہت سا مال ان کو ملا۔ (۱) عبداللہ کا سال ولادت ۱۱۸ھ [۷۳۶ء] یا ۱۱۹ھ [۷۳۷ء] ہے، (۲) عبداللہ کی ساری زندگی سفر میں گزری، کبھی حج کے لئے جاتے تھے، کبھی جہاد اور تجارت کے لئے۔ (۳) اسی طرح اسلامی ممالک میں گشت کرتے رہے، امام مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ہشام بن عروہ، (۴) عاصم احول، (۵) سلیمان تیمی (۶) حمید طویل، خالد حذاء (۷) اور دوسرے

---

(۱) دیکھئے: مرآۃ الجنان ۱/۳۷۹. [۱/۲۹۲ دار الکتب العلمیة بیروت: ۱۴۱۷ھ، نور] تھوڑے فرق کے ساتھ۔ وفیات الاعیان ۳/۳۲. [۲/۱۶، نور] ابن خلکان کہتے ہیں کہ میں نے بعض کتب تاریخ میں کہ یہ قصہ ابراہیم بن ادہم کی طرف منسوب پایا ہے۔

(۲-۳) تذکرة الحفاظ ۱/۲۵۰_[۱/۲۵۳، نور] سیر أعلام النبلاء ۸/۳۷۹

(۴) ہشام بن عروہ: ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام قرشی، اسدی۔ ان کی کنیت ابو المنذر تھی ۶۱ھ [۶۸۰-۸۱] میں پیدا ہوئے، اپنے والد، چچا اور عمرو بن شعیب سے کسب فیض کیا، اپنی چچازاد بہن (منذر کی دختر نیک اختر) اسماء سے ان کا نکاح ہوا، ان سے روایت کرنے والوں میں طبقات ائمہ محدثین میں سے مالک، شعبہ، ثوری وغیرہ ہیں، ان کی وفات ۱۴۶ھ [۷۶۴ء] بغداد میں ہوئی، نماز جنازہ ابو جعفر منصور نے پڑھائی، ابو حاتم رازی نے انہیں ثقہ اور حدیث کا امام کہا ہے۔ ذہبی نے لکھا ہے کہ جس طرح معمر سے عراقیوں کی روایت کردہ احادیث میں اوہام کا احتمال پایا جاتا ہے، اسی طرح ہشام سے عراقیوں کی روایت کردہ احادیث میں بھی اوہام کا احتمال ہے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۶/۴۷-۳۴_ تاریخ بغداد ۱٤/٤٧_ [۱۴/۴۲-۳۷، نور] وفیات الاعیان ۶/۵۸۰_ [۳/۴۷-۲۴۶، نور] تهذيب التهذيب ۱۱/۴۸_[۱۱/۵۱-۴۸، نور]

(۵) عاصم احول: ابو عبدالرحمٰن عاصم بن سلیمان بصری احول۔ بصرہ کے محدث اور مدائن کے محتسب تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن سرجس، انس بن مالک، رفیع ابو العالیہ، ابو قلابہ، حسن اور ابن سیرین وغیرہ سے روایت کی ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں قتادہ، سلیمان تیمی، شعبہ، معمر، ہشیم، جریر بن عبدالحمید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، یزید بن ہارون وغیرہ ہیں۔ ثوری کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں چار بڑے حفاظ حدیث دیکھے، اسماعیل بن ابو خالد، عاصم احول، یحییٰ بن سعید، اور غالباً ہشام دستوائی ۱۴۱ھ [۵۹-۷۵۸ء] یا ۱۴۲ھ [۶۰-۷۵۹ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۶/۵-۱۳_ الجرح والتعديل ۶/۳۴۳_ تهذيب التهذيب ۵/۴۲_[۵/۴۳-۴۲، نور] شذرات الذهب ۱/۲۱۰_

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

علماء تبع تابعین اور صغار تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین سے علم حدیث کو حاصل کیا۔[1] طبقات عمدہ محدثین میں سے مثل عبدالرحمٰن بن مہدی، [2] یحییٰ بن معین، ابوبکر وعثمان [3] پسران ابی شیبہ، امام احمد بن

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(٦) سلیمان بن طرخان: ابوالمعتمر سلیمان بن طرخان تیمی، بصری۔ بنو تیم میں رہنے کی وجہ سے ان کو تیمی کہا گیا ہے۔ انہوں نے انس بن مالک، طاؤس، حسن اور ثابت وغیرہ سے اکتساب فیض کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے فرزند معتمر، شعبہ، سفیان، حماد بن سلمہ، ابن مبارک، جریر بن عبدالحمید، یحییٰ قطان اور یزید بن ہارون جیسے ائمہ حدیث ہیں، علم وعمل کے جامع تھے، جب یہ حدیث سناتے تھے، تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ حماد بن سلمہ کہتے ہیں جب بھی ہم سلیمان تیمی کے پاس عبادت کے وقت میں گئے تو ہم نے ان کو اس وقت خدا کے حکم پر عمل پیرا پایا، ہمارا گمان تھا کہ معصیت الٰہی سے وہ آشنا ہی نہ تھے، بصرہ میں ۱۴۳ھ [٦١-٧٦٠ء] میں وفات ہوئی۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ٢٠٢/١٢-١٩٥ ـ [٢٠٢/٦-١٩٥، نور] الطبقات ١٨/٧ ـ [١٨٨/٧، نور] الجرح والتعدیل ١٢٥/٤-١٢٤ ـ شذرات الذهب ٢١٢/١ ـ

(٧) خالد حذاء: ابوالمنازل خالد بن مہران بصری حذاء کے نام سے مشہور ہیں، حافظ حدیث اور ثقہ ہیں، انس بن مالک کو انہوں نے دیکھا ہے، ابوعثمان مہدی، عبداللہ بن شقیق، ابن سیرین اور ابوالعالیہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں ابواسحاق فزاری، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، شعبہ اور معتمر بن سلیمان وغیرہ ہیں۔ احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور دیگر حضرات نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ صحاح میں ان کی حدیثیں ہیں۔ ۱۴۱ھ [٥٩-٧٥٨ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ٩٣/٦-١٩٠ ـ الطبقات ٢٣/٧ ـ [١٩٢/٧، نور] الجرح والتعدیل ٥٣/٢-٣٥٢ ـ [٥٣/٣-٣٥٢، نور] شذرات الذهب ٢١٠/١.

حاشیہ صفحہ ہٰذا

(١) سیر أعلام النبلاء ٣٧٩/٨ ـ [٨٠/٨-٣٧٩، نور]

(٢) عبدالرحمٰن بن مہدی: ابوسعید عبدالرحمٰن بن مہدی بن حبان [ذہبی نے تذکرہ میں حبان کے بجائے حسان لکھا ہے، نور] بن عبدالرحمٰن عنبری، بصری۔ ناقد مجود، سید الحفاظ اور ائمہ حدیث میں ہیں۔ ۱۳۵ھ [٥٢ء-٧٥٣] ان کا سال ولادت ہے، ہشام دستوائی، سفیان، شعبہ، حماد بن سلمہ، مالک اور ابن مبارک سے علم حدیث حاصل کیا، ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں علی، یحییٰ، احمد، اسحاق ابن ابی شیبہ، بندار، ابوخیثمہ اور ابوثور وغیرہ ہیں، امام اور حجت تھے اور علم وعمل میں نمونۂ سلف تھے۔ امام شافعی نے ان کے متعلق فرمایا کہ علم حدیث میں یہ عدیم المثال تھے، احمد بن حنبلؒ نے عبدالرحمٰن کو، یحییٰ قطان سے افقہ کہا ہے، ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن مہدی سے پوچھا گیا کہ تم جھوٹوں کو کیسے پہچانتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ڈاکٹر جس طرح مجنوں کو پہچان لیتا ہے، اسی طرح میں بھی جھوٹوں کو پہچان لیتا ہوں۔ ۱۹۸ھ [٨١٤ء] جمادی الاخریٰ میں ان کی وفات ہوئی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ٢٠٩/٩-١٩٥ [٢٠٩/٩-١٩٢، نور] الطبقات ٢٩٧/٧ ـ تاریخ بغداد ٢٤٠/١٠ ـ شذرات الذهب ٣٥٥/١ ـ

(٣) عثمان ابن ابی شیبہ: عثمان بن محمد بن ابوشیبہ ابراہیم کوفی آپ کا نام ہے، ولاء کے اعتبار سے عبسی تھے، حافظ حدیث صاحب تصانیف ہونے کے علاوہ مفسر بھی تھے، ۱۶۰ھ [٧٧٧ء] میں عید کے دن تولد ہوئے، انہوں نے شریک، جریر بن عبدالحمید، ہشیم، ابن عیینہ اور عبداللہ بن مبارک سے روایت کی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شیخین، ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ ہیں۔ احمد بن حنبل سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ان کی تعریف کی اور کہا کہ وہ سراپا خیر ہیں، میں نے ان میں بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ ۳ محرم الحرام ۲۳۹ھ [٨٥٣ء] کو ان کی وفات ہوئی دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ١١/٥٣-١٥١ [٥٤/١١-١٥١، نور] الجرح والتعدیل ١٦٦/٦-٦٧ ـ تهذيب التهذيب ١٤٩/٧-٥١ ـ شذرات الذهب ٩٢/٢ ـ

Marfat.com

حنبل اور حسن بن عرفہ[1] ان کے شاگرد ہیں۔[2] عجیب تر بات یہ ہے کہ سفیان ثوری نے بھی جوان کے بزرگ ترین شیوخ میں سے ہیں، ان سے کچھ باتیں اخذ کی ہیں۔[3] سفیان ثوری باوجود اُس کمال کے جس کو اہل کمال ہی سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے بہت کوشش کی کہ ایک سال ہی شب و روز ابن المبارک کی وضع پر گزار دوں۔ مگر نہ ہو سکا۔ کبھی کبھی یہ بھی فرماتے تھے کہ کاش میری تمام عمر ابن المبارک کے تین شبانہ روز کے برابر ہوتی۔[4] ابن المبارک کو حق تعالیٰ نے وہ مرتبہ عنایت فرمایا تھا کہ چیدہ چیدہ بزرگ ان کی محبت سے تقرب الٰہی کے متلاشی رہتے تھے۔ ذہبی جو حدیث کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور بہت بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن المبارک تک از راہ اجازت چھ واسطے بہم پہنچے ہیں، اور یہ میری انتہائی اونچی سند ہے۔ اس کے بعد یہ کہا ہے کہ

والله إني لأحبه لله وأرجو الخير بحبه لما منحه من التقوىٰ والعبادة والإخلاص والجهاد وسعة العلم والإتقان والمؤاساة والفتوة والصفات الحميدة.[5]

چونکہ ابن مبارک تقویٰ، عبادت، اخلاص، جہاد، وسعت علم، دین کی مضبوطی، غم خواری، جواں مردی، اور نیز تمام صفات حمیدہ سے متصف تھے، اس وجہ سے قسم اللہ کی ان کو اللہ

---

(۱) حسن بن عرفہ: ابوعلی حسن بن عرفہ بن یزید بغدادی۔ مؤدب اور اپنے زمانے کے صاحب مسند تھے، ثقہ ہیں۔ ۱۵۰ھ [۷۶۷ء] میں ولادت ہوئی۔ ہشیم بن بشیر، عبداللہ بن مبارک، جریر بن عبدالحمید، معتمر بن سلیمان وغیرہ آپ کے اجل شیوخ میں ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں ترمذی، ابن ماجہ اور زکریا کے علاوہ ابویعلی، ابن صاعد، اور ابن ابوحاتم بھی ہیں۔ ۲۵۷ھ [۸۷۰-۷۱ء] میں وفات پائی، متبع سنت تھے، علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ۷۳۵ھ [۱۳۳۴-۳۵ء] میں ان کی سند عالی سند تھی۔ سير أعلام النبلاء ۱۱/۵۱-۵٤۷۔ الجرح والتعديل ۳/۳۲-۳۱۔ تاريخ بغداد ۷/۹٦-۳۹٤۔ شذرات الذهب ۲/۱۳٦۔

(۲) تذكرة الحفاظ ۱/۲۵۰. [۱/۲۵۳، نور] صحیح بات یہ ہے کہ احمد بن حنبل کی ملاقات ابن مبارک سے نہیں ہوئی ہے جیسا کہ ذہبی نے بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۸/٤۱۸۔

(۳) سير أعلام النبلاء ۸/۳۸۰۔

(۴) تاريخ بغداد ۱۰/۱٦۲۔ [۱۰/۱٦۱، نور] سير أعلام النبلاء ۸/۳۸۹

(۵) تذكرة الحفاظ ۱/۲۵۰۔ [۲/۲۵٤، نور]

Marfat.com

کے واسطے دوست رکھتا ہوں اور ان کی محبت سے مجھ کو بھلائی کی امید ہے۔

قتیبہ بن سعد بلخی بغلانی جو اصحاب ستہ کے شیخ ہیں۔ (۱) فرمایا کرتے تھے کہ ''خير أهل زماننا ابن المبارك، ثم أحمد بن حنبل'' ہمارے زمانے کے بہتر ابن المبارک ہیں، اور پھر احمد بن حنبل۔ (۲) ثقات کی تاریخ میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ بزرگوں کی ایک جماعت ایک مقام پر مجتمع ہوئی، اور علم فقہ، ادب، نحو، لغت، زہد، شعر گوئی، فصاحت، شب بیداری، تہجد گزاری، عبادت، حج، جہاد، شہ سواری، ہتھیار بندی، بے فائدہ باتوں سے اجتناب، انصاف کی پابندی، اپنے احباب سے حسن صحبت اور ان کی مخالفت سے احتراز کرنا، ان سب صفات حمیدہ میں اپنے زمانہ کا سردار ابن المبارک کو تسلیم کیا، اور ان باب ہائے مذکورہ سے ہر باب میں ان کے تفوق اور بے نظیر ہونے کا اقرار کیا۔ (۳) ابن المبارک فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار شیوخ سے علم کو جمع کیا ہے۔ لیکن روایت صرف ایک ہزار شیوخ سے کرتا ہوں۔ (۴) علی بن حسن بن شقیق فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ابن المبارک کے ہمراہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر باہر آیا، ابن المبارک اپنے مکان کو جانا چاہتے تھے۔ رات سخت جاڑوں کی تھی، جب ہم مسجد کے دروازے پر پہنچے، تو میں نے ان سے ایک حدیث کا ذکر کیا، انہوں نے جواب دینا شروع کیا تو اسی مقام پر کھڑے کھڑے صبح ہوگئی اور مؤذن نے آ کر فجر کی اذان دی۔ (۵) فضیل بن عیاض تو ابن المبارک کے بارے میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ ''وربّ هذا البيت مارأت عيناي مثل ابن المبارك'' (۶) (اس بیت اللہ کی قسم میری نظروں نے تو ابن المبارک جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا) ایک روز چند اشخاص ابن المبارک کی خدمت میں بغرض طلب علم حدیث آئے اور یہ کہا کہ ''يا عالم المشرق حدثنا'' یعنی اے مشرق کے عالم ہم کو حدیث

(۱) سوائے ابن ماجہ کے اصحاب صحاح نے ان سے روایت کی ہے، ابن ماجہ نے محمد بن یحییٰ ذہلی کے واسطے ان سے روایت کی ہے۔

(۲) سير أعلام النبلاء ۱۱/ ۱۹۵۔

(۳) تذكرة الحافظ ۱/ ۲۵۱۔ [۱/ ۲۵٤، نور] سير أعلام النبلاء ۸/ ۳۹۷۔

(۴) تذكرة الحافظ ۱/ ۲۵۲۔ [۱/ ۲۵۵، نور]

(۵) تذكرة الحافظ ۱/ ۲۵۲۔ [۱/ ۲۵۵، نور]

(۶) تذكرة الحافظ ۱/ ۲۵۲۔ [۱/ ۲۵۵، نور]

Marfat.com

سنائیے۔سفیان ثوری اس جگہ تشریف فرما تھے،انہوں نے فرمایا کہ" ویحکم عالم المشرق والمغرب ومابینھما إن کنتم تعقلون" ۔[۱] (افسوس ہے تم پر کیا کہتے ہو؟ وہ تو مشرق اور مغرب اوران کے مابین کے عالم ہیں اگر تم جانتے اور سمجھتے) ایک دن ابن المبارک شہر رقہ میں تشریف لے گئے ، ہارون رشید خلیفہ عباسی بھی وہاں موجود تھے۔تمام شہر میں شور اور غلغلہ بلند ہوا، آدمی دوڑ دوڑ کر آرہے تھے، ہارون رشید کی خواص عورتوں میں سے ایک عورت (کنیز) نے بالا خانہ پر سے یہ شور وغوغا سن کر دریافت کیا کہ یہ کیا غل مچ رہا ہے، اور کس لئے ،لوگوں نے کہا کہ خراسان کے ایک عالم تشریف لائے ہیں،عبداللہ بن المبارک ان کا نام ہے،ان کی زیارت کے لئے مخلوق کھینچی چلی آرہی ہے۔تو اس نے کہا در حقیقت بادشاہت یہی ہے جو اس شخص کے پاس ہے، نہ کہ ہارون رشید کے پاس جو بزور چابک اور چوب دستی لوگوں کو جمع کرتا ہے۔[۲] ابوبکر خطیب فرماتے ہیں کہ فن حدیث کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ معمر بن راشد اور حسین بن داؤدان دونوں نے ابن المبارک سے حدیث کو روایت کیا ہے، حالانکہ ان دونوں کی وفات کے مابین ایک سو بتیس سال کی مدت ہے۔[۳] ایک دفعہ ابن المبارک کے والد نے پچاس ہزار درہم دے کر کہا کہ اس روپیہ سے تجارت کرو، ابن المبارک اُن درہموں کو لے کر چلے گئے اور سب کو علم حدیث کی طلب میں صرف کر کے واپس آگئے، جب والد بزرگوار نے دریافت کیا کہ ان درہموں سے کیا جنس لائے اور کس قدر کمایا تو ابن المبارک نے اس مدت میں جس قدر دفتروں کو جمع کیا تھا، وہ باپ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ میں یہ جنس لایا ہوں اور میں نے ایسی تجارت کی ہے جس سے دارین کا نفع حاصل ہو، باپ بہت خوش ہوئے، گھر میں لے جاکر تیس ہزار درہم اور دیئے اور یہ کہا کہ ان کو بھی اسی جنس میں صرف کر کے اپنی تجارت کو کامل کرلو۔ ابن المبارک کے طلب علم کا سبب اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جوانی کے ایام میں نبیذ پیا کرتے

(۱)تاریخ بغداد ۱۰/ ۲۶۲ ۔ [۱۰/ ۱۶۲ ،نور]سیر أعلام النبلاء۸/ ۳۸۹ ۔[إن کنتم تعقلون کا اضافہ سیر میں نہیں ہے،نور]

(۲)سیر أعلام النبلاء۸/ ۳۸۴۔ تاریخ بغداد ۱۰/ ۱۵۶ ۔[۱۰/ ۵۷-۱۵۶،نور] وفیات الاعیان ۳/ ۳۳ ۔[۲/ ۱۶،نور]

(۳)السابق واللاحق، ص: ۲۵۲ ۔[ص: ۲۳۷، تحقیق: محمد بن مطرز ہرانی، دار الصمیعی ریاض: ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰ء،نور]

Marfat.com

تھے، اور سرود، صحبت یاراں اور جو کچھ اس شغل کے لوازم ہیں، ان کو بھی پوری طرح پر کیا کرتے تھے، ایک دفعہ جب سیب پکنے کا موسم آیا تو باغ میں تشریف لے گئے اور سب یار دوستوں کو وہاں بلا کر مکلّف طعام اور اعلیٰ شراب سے ان کی دعوت کی، کھانا کھانے اور شراب نوشی سے فارغ ہو کر لہو ولعب اور سرود طرب میں ایسے مشغول ہوئے کہ نشہ غالب ہوا اور بیہوش ہو کر گر پڑے، جب صبح کے وقت بیدار ہوئے تو چنگ ہاتھ میں لے کر بجانا چاہا، مگر اس سے آواز نہ نکلی، چونکہ اس فن میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے، اس کے تاروں کو ٹھیک کر کے دوبارہ بجانا چاہا، تو پھر بھی کوئی صدا اس سے برآمد نہ ہوئی، یہاں تک کہ چنگ انسان کی طرح قدرت خداوندی سے گویا ہوا اور یہ آیت پڑھنے لگا۔ "ألم يأن للذين آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله" (کیا وقت نہیں پہنچا ایمان والوں کو کہ اللہ کی یاد سے ان کے دل خوف کھائیں) یہ سنتے ہی ایسے متنبہ ہوئے کہ چنگ کو توڑ دیا، شراب بہادی، وہ ریشمیں اور گوناں گوں نقش ونگار سے منقش کپڑے جو زیب تن تھے، ان سب کو پھاڑ ڈالا، اور طلب علم وعبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ ابوعبداللہ بن حماد نے تو تاریخ مختصر المدارك میں اس حکایت کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ مگر طبقات کفوی میں دوسری طرح مذکور ہے، وہ باغ اور شراب نوشی اور سکر کا قصہ ذکر کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں کہ ابن المبارک نے یہ خواب دیکھا کہ ایک جانور خوش الحان ایک درخت پر جوان کے قریب تھا، یہ آیت تلاوت کر رہا ہے۔ ان دونوں واقعات میں اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے کہ ممکن ہے حق تعالیٰ نے اول خواب میں کسی پرندہ کی آواز سے ان کو باخبر کیا ہو اور پھر بیداری میں چنگ کے ذریعہ سے اس کی تاکید کی گئی ہو، بہر حال وہ اس شغل میں اپنے اصل مدعا کو پہنچ گئے۔ (۱) سب سے پہلے امام اعظمؒ کے شاگرد ہوئے، اور ان سے طریق تفقہ کو حاصل کیا۔ (۲) جب امام اعظمؒ کی وفات ہو گئی تو مدینہ منورہ میں امام مالکؒ کی خدمت میں رہ کر علم کی تکمیل کی، اسی وجہ سے ان کا اجتہاد بہیئت مجموعی دو طریق پر ہے، یہی وجہ ہے کہ حنفیہ ان کو اپنی جماعت میں شمار کرتے ہیں اور مالکیہ اپنے طبقات میں ان کو لکھتے ہیں۔ آخر حیات تک اس طریق پر قائم رہے کہ ایک سال حج کو تشریف لے جاتے تھے اور ایک سال جہاد میں مصروف رہتے تھے۔ یہ دو شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

---

(۱) تاریخ دمشق الكبير ۴۰۶/۳۲۔ [۲۸۰/۳۴، نور]

(۲) سير أعلام النبلاء ۴۰۹/۸۔

Marfat.com

وا ذا صاحبت☆ فاصحب ماجداً☆ ذا عفاف وحیاء وکرم☆

جب تو کسی کو دوست بنائے تو ایسے شریف کو دوست بنا جو پاکدامن اور باحیا اور صاحب کرم ہو۔

قولہ للشيء لا، ا ن قلت لا وا ذا قلت نعم، قال نعم(۱)

(ایسا کہ) اگر تو کسی چیز کے بارے میں نہیں کہے تو وہ نہیں کہے، اور جب تو ہاں کہے تو وہ (بھی) ہاں کہے۔

ابن المبارک کے نصیحت آمیز کلمات یہ ہیں کہ طالب علم کی نیت صحیح ہونی چاہئے، استادوں کے حروف اور کلمات کو کامل توجہ سے سننا چاہئے، اور پھر اس میں غور وفکر کرنا ضروری ہے، اس کے بعد ان کو محفوظ کرنا اور مشہور شاگردوں میں پھیلانا چاہئے، جو کوئی ان پانچ شرطوں میں سے ایک کو بھی نظر انداز کرے گا اس کا علم ناقص رہے گا۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار حدیثوں میں سے یہ چار باتیں منتخب کی ہیں، اول یہ کہ مال دنیا پر مغرور نہ ہونا چاہئے، دوسرے یہ کہ اپنے شکم میں ایسی چیز کو داخل نہ کرنا چاہئے جس کا وہ کماً اور کیفاً متحمل نہ ہو، تیسرے یہ کہ علم سے اُسی قدر حاصل کرنا چاہئے جس قدر کہ وہ نافع ہو، چوتھے یہ کہ کسی چیز میں عورت پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے، ابن المبارک کے تقوے اور پرہیز گاری کی بھی عجیب عجیب حکایات منقول ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ملک شام میں کسی سے قلم عاریتاً لیا تھا اس کو دینا یاد نہ رہا، اپنے ہمراہ وطن مرو میں لے آئے، جب یاد آیا تو پھر ملک شام میں اس کے دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک شک وشبہ کا ایک درہم واپس کر دینا لاکھ درہم راہ خدا میں صرف کرنے سے بہتر ہے۔ جب قریب المرگ ہوئے، موت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو اپنے غلام نصر سے جو حدیث کے معتبر راویوں میں سے ہے یہ فرمایا کہ مجھ کو فرش سے اٹھا کر خاک پر ڈال دو، اس پر غلام رونے لگا تو فرمایا کیوں روتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ اس غربت اور مسافرت اور بے کسی کی حالت کو دیکھ کر آپ کی ثروت اور نعمت ودولت کا زمانہ یاد کر کے روتا ہوں۔ فرمایا خاموش رہو، میں اپنے خدا سے ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ میری زندگی مثل دولت مندوں کے اور میرا مرنا خاکساروں کی طرح ہو۔ ابن المبارک کی وفات

(۱) الجواہر المضیئۃ ۱/۲۸۱۔

☆صحبت ☆صاحباً ☆ذا حیاء وعفاف وکرم

Marfat.com

غربت اور مسافرت میں ہوئی، جہاد سے واپسی کے وقت راستہ میں جب مقام قصبہ ہیت متصل شہر موصل میں پہنچے تو بیمار ہوئے، اور اپنی جان کو خدا کے سپرد کیا۔ ماہ رمضان المبارک ۱۸۱ھ [۷۹۷ء] آپ کی وفات کا سال ہے۔ [۱] انتقال کے بعد صلحاء میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ابن المبارک فردوس اعلیٰ میں پہنچ گئے۔ [۲] ابن المبارک گاہ گاہ شعر بھی تصنیف کیا کرتے تھے، چنانچہ یہ چند اشعار انہیں کے تصنیف کردہ ہیں۔

أری أناسا بادنی الدین قد قنعوا ولا أراهم رضوا في العیش بالدون

لوگوں کی یہ حالت دیکھتا ہوں کہ دین کی باتوں میں تھوڑے سے پر قناعت کر لی ہے اور کبھی نہیں دیکھتا کہ اسباب معشیت میں بھی ادنیٰ درجہ پر راضی ہو گئے ہوں۔

فاستغن بالله عن دین الملوك کما استغنی الملوك بدنیاهم عن الدین

جیسا کہ بادشاہ اپنی دنیا کے سبب دین سے مستغنی ہو گئے، تو بھی اللہ سے لو لگا کر ان کے دین سے مستغنی ہو جا۔

ابن المبارک کے ہم عصر شاعروں نے ان کی تعریف وتوصیف میں بہت قصیدے لکھے ہیں۔ چنانچہ ایک قصیدہ کے دو شعر اس جگہ بھی لکھے جاتے ہیں۔

إذا سار عبدالله من مرو لیلة فقد سار عنها نورُها وجمالها

جب ایک رات عبداللہ مرو سے چلے، تو (گویا) اس سے اس کا نور و جمال رخصت ہو گیا۔

إذا ذکر الأخیار فی کل بلدة فهم أنجم فیها وأنت هلالها

جب شہروں میں علماء کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ ستاروں کی مانند ہیں، اور آپ ان میں مثل چاند کے۔

جب حج کو تشریف لے جاتے اور بہت سے لوگ آپ کی معیت اور رفاقت میں اس مبارک سفر کا ارادہ کر کے اپنے ہمراہ نقد اور جنس لا کر آپ کے سپرد کر دیتے، تا کہ شرکت میں صرف کی جائے، تو ہر شخص کی

(۱) سیر أعلام النبلاء ۸/۴۱۸۔

(۲) سیر أعلام النبلاء ۸/۴۱۹۔

Marfat.com

چیز کو لے کر ایک فہرست پر اس لانے والے کا نام مع اس مقدار کے جو لایا تھا لکھ لیا کرتے تھے، اور جس وقت سفر سے مراجعت فرماتے تو ہر ایک مالک کو اس کی وہ چیز لوٹا دیتے تھے۔ [1] جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں اول ہی ان کو واپس کر دوں تو وہ سب لوگ میری مرافقت کو ترک کر دیں گے اور اس مبارک سفر سے محروم رہیں گے، وہ لوگ یہ خیال کر کے کہ ہم اپنے خرچہ سے کھاتے ہیں، کسی پر بار نہیں ہے، اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کے طفیل سے میں بھی اپنا بہت سا مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا ہوں، اور یہ لوگ میرے سبب سے اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں، اگر اول ہی ان کے نفقات کو واپس کر دوں تو میں بھی عمل خیر سے محروم رہوں، اور ان لوگوں کو بھی حج (کی سعادت) نصیب نہ ہو۔ جب حج سے فارغ ہو کر مراجعت فرماتے تو اپنے ہمراہیوں اور احباب کے لئے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے ہدایا اور تحفے کثرت سے لاتے تھے۔ اس میں بھی زر کثیر صرف ہوتا تھا جو اپنی تجارت کے مال میں سے صرف فرمایا کرتے تھے۔

فردوس للدیلمی ☆

یہ کتاب مشارق، تنبیہات اور جامع صغیر کے طرز پر ہے، یعنی احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔ [2] چنانچہ حروف اللّام فصل لما میں اس طرح مرقوم ہے:

لما خلق الله الجنة، حففها بالريحان، و حفف الريحان بالحناء، وماخلق

---

(۱) سیر أعلام النبلاء ۸/ ۳۸۵-۸۶ . سیر أعلام النبلاء میں یہاں بیان کردہ باتوں کے علاوہ بھی کئی باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

(۲) محمد بن جعفر کتانی کہتے ہیں کہ اس کتاب میں مصنف نے چھوٹی چھوٹی دس ہزار حدیثیں ذکر کی ہیں، اور بیس حروف تہجی پر مرتب کیا ہے، جس میں سند ذکر نہیں کی گئی ہے، اس کا نام ''فردوس الأثار بمأ ثور الخطاب المخرج علی کتاب الشهاب'' رکھا ہے، کتاب الشهاب سے مراد قضاعی کی شهاب الاخبار ہے، ان کے فرزند نے چار جلدوں میں ان احادیث کی اسانید بیان کیں ہیں ہر حدیث کے تحت اس کی سند بیان کی ہے، اور اس کا نام إبانة الشبه فی معرفة کیفیة الوقوف علی مافی کتاب الفردوس من علامة الحروف رکھا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کو مختصر کیا ہے، جس کا نام تسوید القوس فی مختصر مسند الفردوس رکھا ہے۔ الرسالة المستطرفه، ص: ۷۵-۷۶

☆ دارالکتب العلمیہ بیروت نے ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء میں یہ کتاب شائع کی تھی۔

Marfat.com

الله شجرة أحب إليه من الحناء إلى آخر الحديث عن عبدالله بن عمر.[1]

جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو ریحان سے اس کو ڈھانپا اور ریحان کو حنا سے، اللہ تعالیٰ نے کوئی درخت ایسا پیدا نہیں کیا جو اس کو حنا سے زیادہ محبوب ہو۔

اور اسی فصل میں دوسری حدیث بھی بیان کرتے ہیں:

لما أسرى بي أتيت على قوم يزرعون في يوم ويحصدون في يوم، كلما حصدوا عاد كما كان، قلت لجبرئيل: من هؤلاء، قال هؤلاء المجاهدون في سبيل الله إلى آخر الحديث عن أبي هريرة.

جب مجھ کو معراج کی شب میں آسمانوں پر لے گئے تو میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو اسی روز بوتے ہیں اور کاٹ لیتے ہیں، اور جب کاٹ لیتے ہیں تو کھیتی پھر اسی طرح تیار ہو جاتی ہے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو کہا یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

یہ حدیث بہت طویل اور دراز ہے، جیسا کہ معراج کے قصے میں پوری مذکور ہے، فردوس کو دیلمی کے بیٹے نے حروف تہجی پر مرتب کیا ہے، اور اس کتاب کی وہی سند لکھی ہے جس کو حدیث کے شروع میں بیان کیا ہے، اور انہیں حروف کی ترتیب سے نہ کہ بترتیب اسمائے صحابہ۔ کتاب فردوس کے مصنف کا نام حافظ شیرویہ[2] ہے، جو شہردار بن شیرویہ کے بیٹے ہیں، اور ہمدان کے رہنے والے ہیں۔ تاریخ ہمدان کے مصنف بھی یہی ہیں۔[3] یوسف بن محمد بن یوسف مستملی، سفیان بن الحسن بن فنجویہ، عبدالحمید بن الحسن القفاعی، عبدالوہاب بن مندہ، احمد بن عیسیٰ دینوری، ابوالقاسم بن البسری اور دوسرے بے شمار علماء سے علم حدیث کو حاصل کیا۔ ہمدان، اصفہان، بغداد، قزوین اور دوسرے اسلامی شہروں میں سیر وسیاحت کی،[4] حافظ یحییٰ بن مندہ ان کے یہ اوصاف بیان کرتے ہیں کہ وہ نہایت شکیل جوان، خلیق اور مذہب سنت میں

---

(۱) كتاب الفردوس ۴۲۳/۳ — (۲) کنیت ابوشجاع ہے۔ ولادت: ۴۴۵ھ [۱۰۵۳-۵۴ء] [ع]

(۳) تذكرة الحفاظ ۵۵/۴ [۵۳/۴ نور]

(۴) تذكرة الحفاظ ۵۵/۴ [۵۳/۴ نور] سير أعلام النبلاء ۲۹۴/۱۹

Marfat.com

متصلب (سخت) اعتزال سے دور، کم گو اور دل کے دلیر تھے، (۱) مگر اتقان معرفت اور علم میں کچھ قصور تھا، سقیم اور صحیح حدیث میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لئے ان کی اس کتاب میں کثرت سے موضوعات اور واہیات درج ہیں۔ ان کے بیٹے شہردار دیلمی، حافظ ابو موسیٰ ابن المدینی، اور حافظ ابوالعلاء حسن بن احمد عطار، یہ سب ان سے روایت کرتے ہیں۔ (۲) ۹ر رجب☆ ۵۰۹ھ [۱۱۱۵ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ (۳) ان کے بیٹے شہردار بن شیرویہ دیلمی جن کی کنیت ابو منصور ہے، (۴) علم حدیث کی معرفت اور اس کے سمجھنے میں اپنے والد سے بہتر تھے، چنانچہ سمعانی بھی ان کی فہم اور معرفت کی شہادت دیتے ہیں۔ (۵) نیز علم ادب اچھا جانتے تھے۔ پاکباز اور عابد تھے زیادہ تر اپنی مسجد میں رہتے تھے۔ اکثر اوقات سماع حدیث اور اس کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ طلب علم میں اپنے والد کے شریک رہے۔ ۵۰۵ھ [۱۲-۱۱۱۱ء] میں جب انہوں نے اصفہان کا سفر کیا تو یہ بھی ہمراہ تھے۔ (۶) اور ۵۳۷ھ [۴۳-۱۱۴۲ء] میں خود تنہا بغداد گئے اور اپنے والد کی وفات کے بعد بہت سے استادوں سے علم کو حاصل کیا۔ منجملہ ان کے مکی ابن منصور الکرخی، ابو محمد نودی، اور ابوبکر احمد بن محمد بن زنجویہ بھی ہیں، اور بعض دوسرے محدثین سے اجازت حاصل کی ہے۔ (۷) کتاب فردوس کی ترتیب اس وضع پر انہوں نے کی، اور سندوں کو بڑی محنت سے فراہم کیا۔ جب یہ منقح اور مہذب ہو چکی تو ان کے بیٹے ابو مسلم احمد بن شہردار دیلمی اور ان کے بہت سے شاگردوں نے ان سے روایت کی۔ (۸) ۵۵۸ھ [۶۳-۱۱۶۲ء] میں شہردار دیلمی کا انتقال ہو گیا۔ (۹) اس خاندان کا نسب فیروز دیلمی تک پہنچتا ہے، جو

(۱) سیر أعلام النبلاء ۲۹۵/۱۹ ۔ [ترجمہ بستان میں اسی طرح ہے مگر غالباً صحیح ترجمہ یہ ہونا چاہئے، اگرچہ معرفت حدیث میں بہتر تھے مگر دوسرے لوگ اس فن میں ان سے ممتاز تھے۔ ۵٤/٤، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ٥٦/٤ ۔ سیر أعلام النبلاء ۲۹۵/۱۹ ۔

(۳) سیر أعلام النبلاء ۲۹۵/۱۹ ۔

(۴) سیر أعلام النبلاء ۳۷۵/۲۰ ۔

(۵) سیر أعلام النبلاء ۳۷٦/۲۰ ۔

(٦) سیر أعلام النبلاء ۳۷٦/۲۰ ۔

(۷) تاریخ الاسلام، ص: ۲٥۰ ۔ [٥٥١ھ تا ٥٦١ھ] [٦٤٢-٤٣/١١ (٥١١-٥٧٠)] تحقیق مصطفیٰ عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۲۰۰۵ء، نور] سیر أعلام النبلاء ۳۷٦/۲۰ ۔

(۸) تاریخ الاسلام، ص: ۲٥۰ ۔ [٥٥١ھ تا ٥٦١ھ] [٦٤٣/١١ (٥١١-٥٧٠)، نور]

(۹) سیر أعلام النبلاء ۳۷٦/۲۰ ۔ ☆ صحیح ۱۹ر رجب ہے۔

Marfat.com

صحابی اور اسود عنسی (کذاب) کے قاتل تھے۔ ان کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے "فاز فیروز" (فیروز کامیاب ہوئے) فرمایا تھا۔(۱)

نوادر الاصول ☆

اس کے مصنف حکیم ترمذی اُن ابوعیسیٰ ترمذی کے علاوہ ہیں جن کی کتاب صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے۔ نوادر الاصول میں اکثر حدیثیں غیر معتبر ہیں، اکثر جاہلوں کو چونکہ معلوم نہیں ہے اس وجہ سے حکیم ترمذی کو وہی ترمذی خیال کر کے ان کی واہیات کو ابوعیسیٰ ترمذی کی طرف منسوب کر کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ترمذی میں اس طرح ہے، اس لئے ان ہر دو میں فرق کرنا نہایت ضروری ہے۔

أصل مایقال فی السجود بسجدات القرآن میں اس طرح بیان کیا ہے:

مایقال فی سجدة سورة الأعراف عند قوله تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لایستکبرون عن عبادته ویسبّحونه وله یسجدون.(۲)

طابت لهم منازل القربة عندك فتطهروا عن الاستكبار وأذعنوا لك خضوعاً بما عاينوا من كبريائك ،وعزيز جبروتك فی الملكوت فلقوا عظمتك بالتسبيح واستكانوا بالسجود لك خشوعا هؤلاءِ بديع حكمتك، ونحن ولد بديع فطرتك وصنيع يدك وأمّة حبيبك الممدوحون فی التوراة والموصوفون فی الإنجيل، بما منحتنا من منّتك وفضلك وأهديت الى المخبتين منّا هداياك وكراماتك تحنّنا ورأفة سجدنا لك بحظّنا من رأفتك ورحمتك،وألقينا بأيدينا

(۱) دیکھئے: الاصابه ۳/۱۱-۲۱۰ - الاستیعاب علی هامش الاصابة ۳/۸-۲۰۴۔

(۲) سورة الاعراف: ۲۰۶۔

☆ یہ کتاب ۱۲۹۳ھ۔۱۲۹۴ میں دار صادر بیروت سے مرقاۃ الوصول کے ساتھ طبع ہو کر منظر عام پر آئی۔ پھر توفیق محمد تکلہ کی تحقیق سے دار النوادر نے ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

سلماً نرجو مرادك وسبيلك ومعروفك يامعروفاً بالعطايا الجزيلة، ومحموداً على صنايعك الجميلة.

وہ دعا جو سورہ اعراف کے سجدہ میں پڑھی جاتی ہے، جو اِنَّ الَّذِیْنَ الخ پر کیا جاتا ہے (ترجمہ آیۃ: جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) تیرے نزدیک ان کو عمدہ منازلِ قربت نصیب ہوئے تو وہ تکبر و غرور سے پاک ہوگئے، ان لوگوں نے ملکوت میں تیری بڑائی اور غلبہء جبروت کا معائنہ کرکے عجز و انکساری کرتے ہوئے تیرا یقین کرلیا۔ تیری عظمت کو معلوم کرکے تسبیح و تقدیس میں مشغول ہوئے، اور گڑگڑا کر خشوع قلب سے تیرے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ یہ لوگ تیری نادر حکمت کا نمونہ ہیں۔ اور ہم تیری نادر فطرت کی اولاد ہیں، تیرے ہاتھ کے بنائے ہوئے اور تیری حبیب کی وہ امت ہیں جن کی تورات میں مدح کی گئی ہے، اور جو انجیل میں ان صفات سے متصف کئے گئے ہیں جن کو اپنے فضل اور احسان سے تو نے ہم کو عطا فرمایا۔ اور ہم میں سے جو بہت عاجزی کرنے والے ہیں ان کو تو نے اپنی مہربانی و شفقت سے اپنے ہدیوں اور کرامتوں کا تحفہ عنایت فرمایا (چونکہ) ہم تیری رافت اور رحمت سے بہرہ یاب ہوئے (اس لئے) ہم (بھی) تیرے لئے سجدہ کرتے ہیں اور تیرے مطیع اور فرمانبردار بندے بنتے ہیں۔ اے وہ (پاک ذات) جو کثیر عطاؤں کے ساتھ معروف اور عمدہ صفتوں سے محمود ہے ہم تیری عطاء اور تیری مراد اور تیرے راستے کی (تجھ سے) امید کرتے ہیں۔

ان کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد ہے۔ نسب کا سلسلہ اس طرح ہے۔ محمد بن علی بن الحسین (حسن) ابن شیر (بشر) المؤذن حکیم ترمذی لقب ہے۔ اپنے زمانہ کے زاہدوں کے رئیس تھے، ان کی تصنیفات

Marfat.com

بکثرت ہیں۔ (۱) اپنے والد علی بن الحسین، قتیبہ بن سعید بلخی، صالح بن عبداللہ ترمذی، (۲) اوران کے ہمعصروں سے روایت کرتے ہیں۔ (۳) علماء نیشاپوراور قاضی یحیٰی بن منصور (۴) خودان سے روایت کرتے ہیں۔ جب ترمذ کے لوگوں نے ان کوشہر بدر کیا تو ۲۸۵ھ[۸۹۸ء] میں نیشاپور تشریف لائے۔ (۵) اخراج کا سبب یہ ہوا تھا کہ جب انہوں نے ختم الولایت اور کتاب علل الشریعہ تصنیف کی اوروہ ظاہر بینوں کی نظروں سے گذریں تو انہوں نے ان کتابوں سے یہ استنباط کیا کہ یہ تفضیل ولایت برنبوت کا مذہب رکھتے ہیں۔ یعنی اولیاء کوانبیاء پرفضیلت دیتے ہیں۔ اوران کا احتجاج بھی ان معنی کی طرف کچھ مشیر تھا، اس لئے کہ انہوں نے" یغبطهم النبیون و الشهداء" سے یہ تمسک کیا تھا کہ اگر بعض اولیاء انبیاء وشہداء سے افضل نہ ہوتے تو انبیاء ان پر کیوں غبطہ (رشک) کرتے۔ ان کے اس وحشتناک عقیدہ کی وجہ سے لوگوں نے ان کوترمذ سے نکال دیا۔ وہاں سے بلخ پہنچے۔ اہل بلخ نے ان کو اپنے یہاں جگہ دی۔ (۶) آپ نے اہل بلخ سے اپنے کلام کا مطلب اور عذر بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ میری غرض تفضیل اولیاء برانبیاء ہرگزنہیں

---

(۱) تذكرة الحفاظ ۲/ ۲۱۸ ـ[۲/ ۱۹۷ ،نور] سير أعلام النبلاء ۱۳/ ۴۳۹ ـ[۱۳/ ۴۰-۴۳۹ ،نور]

(۲) صالح بن عبداللہ ترمذی: ابوعبداللہ صالح بن عبداللہ بن ذکوان باہلی، ترمذی۔ انہوں نے بغداد کومسکن اختیار کیا تھا۔ مالک، شریک، ابوعوانہ وغیرہ سے فیض علم حدیث حاصل کیا۔ ان سے فیض حدیث پانے والوں میں ابوعیسیٰ ترمذی، ابوزرعہ رازی، ابن ابی الدنیا، صالح جزرۃ اورابویعلی وغیرہ ہیں۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ صاحب حدیث ومتبع سنت تھے۔ انہوں نے حدیثیں لکھی، اورجمع کی ہیں۔ ۲۳۹ھ[۵۴-۸۵۳ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۱۱/ ۳۹-۵۳۸ـ تاريخ بغداد ۹/ ۱۶-۳۱۵ـ الجرح والتعديل ۴/ ۴۰۷ـ

(۳) تذكرة الحفاظ ۲/ ۲۱۸ ـ[۲/ ۱۹۷ ،نور] سير أعلام النبلاء ۱۳/ ۴۴۰ـ

(۴) یحیٰی بن منصور: ابومحمد یحیٰی بن منصور بن یحیٰی بن عبدالملک آپ نیساپور کے قاضی تھے۔ آپ نے علی بن عبدالعزیز بغوی، ابومسلم کجی اوراحمد بن سلمہ سے حدیث روایت کی ہے۔ علم حدیث کے بحرذخار تھے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں حاکم، یحیٰی مزکی، ابوسعید عبدالملک بن ابوعثمان وغیرہ ہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ انہوں نے دس سے زیادہ سالوں تک قضاءت کاعہدہ سنبھالا، ۳۳۹ھ[۵۱-۹۵۰ء] میں قضاء کے منصب سے معزول کئے گئے۔ اپنے عہد کے نیشاپور کے بڑے محدث تھے، ۳۵۱ھ[۹۶۲ء] میں وفات ہوئی۔ سير أعلام النبلاء ۱۶/ ۲۸ـ العبر ۲/ ۲۵۳ـ[۲/ ۸۹ ،نور] شذرات الذهب ۳/ ۹ـ

(۵) تذكرة الحفاظ ۲/ ۲۱۸ ـ[۲/ ۱۹۷ ،نور] سير أعلام النبلاء ۱۳/ ۴۴۰ـ

(۶) تذكرة الحفاظ ۲/ ۲۱۸ ـ[۲/ ۱۹۷ ،نور] سير أعلام النبلاء ۱۳/ ۴۴۱ ـ طبقات الشافعية الكبرىٰ ۲/ ۲۴۵ـ[۱/ ۴۴۹ ،نور]

Marfat.com

ہے۔ میرا تو وہی عقیدہ ہے جو تمہارا۔☆ یہ بھی جاننا چاہئے کہ ان کی تصانیف میں احادیث غیر معتبرہ اور موضوعات کثرت سے درج ہیں۔اس حادثہ کا سبب خود انہوں نے بیان کیا ہے۔طبقات شعراوی میں مذکور ہے وہ یہ کہتے تھے کہ میں نے تصنیف سے پہلے کبھی تفکر وتدبر اور تأمل نہیں کیا۔اور نہ میری یہ غرض تھی کہ کوئی شخص ان مؤلفات کی نسبت میری طرف کرے گا۔ بلکہ جب کبھی مجھ کو کبیدگی پیدا ہوتی تو میں اپنی تسلی اور تسکین تالیف وتصنیف میں سمجھتا تھا۔(۱) اور جو کچھ میرے دل میں آتا اس کو لکھ لیا کرتا تھا۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اکثر تصانیف از قبیل مسودات ہیں جو نظر ثانی وتہذیب وتنقیح کی محتاج ہیں ،اوران میں حذف واصلاح کی ضرورت ہے۔ ان کے لطائف میں سے یہ ہے کہ وہ کہا کرتے تھے، پانچ شخصوں کے لئے پانچ جگہ سے بہتر کوئی مقام نہیں ہے۔لڑکے کے لئے مکتب، جوان کے لئے مکانِ طلب علم ، بوڑھے کے لئے مسجد۔عورت کے لئے گھر ،اور موذی کے لئے قید خانہ۔(۲)

کتاب الدعاء لابن ابی الدنیا☆

یہ نہایت عمدہ اور نفیس کتاب ہے۔ اس کے اول میں اللہ پاک کے ننانوے نام درج ہیں، جو بروایت ابن سیرین از ابی ہریرۃؓ مروی ہیں۔ پھر چہل اسم ادریسی ہے جس کی سند حسن بصریؒ پر موقوف ہے،اس کے بعد اسم اعظم ہے۔اس کے بعد دعاء الفرج ہے۔علی ہذا القیاس اسی سلسلہ میں ان کی ایک دوسری کتاب بھی ہے جس کا نام کتاب مجاب الدعوۃ ہے اس کے شروع میں یہ حدیث ہے:

لم يتكلم في المهد إلا ثلثة عيسىٰ بن مريم وصاحب جريج العابد والصبي الذى مر بأمّه راكب دابة فارهة وشارةٍ حسنةٍ وهى ترضعه

(۱)سیر أعلام النبلاء ۱۳/ ٤٤١. [۳/ ٤٢-٤٤١،نور]

(۲)سیر أعلام النبلاء ۱۳/ ٤٤١ _طبقات الصوفية ،ص: ۲۱۹_[ص:۱۷۷ ،تالیف:ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی متوفی ۴۱۲ھ، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطاء دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان:۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء،نور]

☆اہل بلخ سے عذر بیان کرنے کی بات مصادر میں نہیں ملی، بلکہ یوں لکھا ہے کہ اہل بلخ نے اپنے ہم عقیدہ ہونے کی وجہ سے ان کا اکرام کیا۔

☆ابن ابی الدنیا کے رسائل کا مجموعہ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت نے ۱۴۱۳ھ-۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹۹۳ء میں شائع کیا جس میں یہ رسالہ بھی شامل ہے۔

Marfat.com

فقالت: اللّٰھم اجعل ابني مثل ھذا الی اخر الحدیث۔[1]

تین شخصوں کے سوا گہوارے (یعنی دودھ پینے کی حالت میں) کسی نے کلام نہیں کیا، اول عیسیٰ بن مریم نے دوسرے اس لڑکے نے جس کی نسبت جریج عابد کی طرف کی گئی تھی، تیسرے اس لڑکے نے جب کہ اس کو اس کی ماں دودھ پلا رہی تھی اور اس کے پاس سے ایک سوار تیز اور عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر گزرا تو اس نے یہ دعا کہ اے اللہ میرے لڑکے کو اس شہسوار جیسا کر دے الخ۔

(ف: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شیر خواری کی حالت میں کلام کرنا تو مشہور قصہ ہے۔ جریج نہایت عابد وزاہد تھے۔ جنگل میں ایک چھوٹا سا حجرہ تھا، اس میں رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے حجرہ میں نوافل ادا کر رہے تھے، ان کی والدہ آئیں اور ان کو پکارنے لگیں مگر چونکہ جریج نماز میں مصروف تھے جواب نہ دے سکے۔ والدہ کو غصہ آیا اور ان کو بددعا دے کر واپس ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔ اسی وقت اس کا یہ اثر ہوا کہ تمام گاؤں والے جریج پر چڑھ آئے اور یہ تہمت لگائی کہ تو نے ہماری باندی سے زنا کیا ہے اور یہ لڑکا تیرے نطفہ سے ہے، اسی وجہ سے ان کے حجرہ کو بھی گرا دیا۔ اور طرح طرح سے ان کو ذلیل وخوار کیا، حضرت جریج سمجھ گئے کہ یہ میری والدہ کی بددعا کا اثر ہے۔ مگر یہ بھی خیال کرتے تھے کہ میں چونکہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو ضرور خلاصی اور نجات دے گا۔ اس پر آپ نے یہ فرمایا کہ اگر یہ شیر خوار بچہ جو آج ہی پیدا ہوا ہے، یہ بتا دے کہ کس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے تب تو تم لوگوں کو یقین آ جائے گا؟ سب نے تسلیم کر لیا۔ آپ نے اس لڑکے کے شکم پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ اے بچے تو کس کا ہے؟ وہ فوراً قدرت خدا سے گویا ہوا، اور یہ کہنے لگا کہ میری والدہ نے فلاں چرواہے سے زنا کیا تھا، میں اس کا ہوں۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ معتقد ہو گئے، اور کہنے لگے کہ آپ فرمائیں تو آپ کا حجرہ سونے چاندی کا بنوا دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مٹی ہی کا بنوا دو۔ دوسرا واقعہ اس طرح پر ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو دودھ پلا رہی تھی، اس کے سامنے ایک سوار کا گزر ہوا، وہ یہ سمجھ کر کہ یہ تونگر اور مالدار باعزت شخص ہے یہ دعا کرنے لگی کہ یا اللہ میرے اس بیٹے کو بھی اسی سوار کے مانند کیجئے تو لڑکے نے دودھ چھوڑ کر کہا کہ اے اللہ مجھ کو ایسا نہ کیجئے۔)

(۱) رسائل ابن ابی دنیا، کتاب مجابی الدعوۃ ۱۳/۴-۱۲ [۵/۹۲-۳۹۱، تحقیق احمد فرید مزیدی، دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۲۰۱۰ء، نور]

Marfat.com

ان کی کنیت ابوبکر ہے، نام عبداللہ اور نسب یہ ہے: عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس المعروف بابن ابی الدنیا۔ ابوبکر کو قرشی اور اموی بھی کہتے تھے۔ اس وجہ سے کہ ان کے والد بنی امیہ کے موالی میں سے تھے۔ آپ کا مولد اور مسکن بغداد تھا۔[1] ۲۰۸ھ [۲۴-۸۲۳ء] میں پیدا ہوئے۔[2] علی بن الجعد، خلف بن ہشام[3] سعید بن سلیمان[4] اور دوسرے عمدہ محدثین سے علم کو حاصل کیا۔[5] خود ان سے ابوبکر شافعی صاحب غیلانیات اور حارث بن ابی اسامہ صاحب مسند (باوجودیکہ وہ ان سے مقدم ہیں) اور ابوبکر ☆ نجار[6]

(۱-۲) تذکرة الحفاظ ۲/۲٤۸۔ [۲/۲۲٤، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۳/۳۹۷۔

(۳) خلف بن ہشام: ابومحمد خلف بن ہشام بن ثعلب بغدادی، مقری۔ ان کی پیدائش کا سال ۱۵۰ھ [۷٦۷ء] ہے۔ ان کو مالک بن انس، حماد بن زید، ابوعوانہ، قاضی شریک وغیرہ سے شاگردی کا شرف حاصل ہے، اور خود ان کے شاگردوں میں ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی موصلی، ابوقاسم بغوی ہیں، مسلم نے بھی اپنی صحیح میں اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں ان سے روایت کی ہے۔ ان کی وفات ۷ر جمادی الاخریٰ ۲۲۹ھ [۸٤٤ء] کو ہوئی، یحییٰ بن معین اور نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۰/۵۷٦-۸۰۔ طبقات ۷/۳٤۸۔ [۷/۲٤۹، نور] الجرح والتعدیل ۲/۳۷۲۔ شذرات الذهب ۲/٦۷۔

(۴) سعید بن سلیمان: ابوعثمان سعید بن سلیمان ضبی، واسطی۔ سعدویہ ان کا لقب تھا۔ ان کی ولادت ۱۲۰ھ [۷۳۸ء] کے بعد ہوئی، انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی تھی، اور وہیں سے ان کے علم کا فیضان جاری ہوا، ۱۵۰ھ [۷٦۷ء] کے بعد فریضہ حج ادا کیا۔ آپ مبارک بن فضالہ، حماد بن سلمہ، لیث بن سعد وغیرہ کے شاگرد اور امام بخاری، ابوداؤد، محمد بن یحییٰ ذہلی، ابراہیم حربی، ابوبکر بن ابی الدنیا جیسے چوٹی کے علماء کے استاد اور شیخ ہیں، ابوحاتم، ان کو ثقہ اور مامون کہتے تھے۔ اور ثقاہت میں ان کو عفان پر فوقیت دیتے تھے۔ احمد بن حنبلؒ ان سے حدیثیں نہیں لیتے تھے، اس لئے کہ انہوں نے فتنۂ خلق قرآن کے مسئلہ میں تقیہ سے کام لیا تھا، احمد بن عبداللہ عجلی کہتے ہیں جب سعدویہ آزمائش میں ہمت ہار گئے تو ان سے پوچھا گیا کہ تم نے کیا کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا ہم نے کفر کیا اور دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ بغداد میں ۴ر ذی الحجہ ۲۲۵ھ [۸٤۰ء] میں انہوں نے وفات پائی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۰/۴۸۱-۸۳۔ الطبقات ۷/۳٤۰۔ [۷/٤۵-۲٤٤، نور] الجرح والتعدیل ٤/۲٦۔ شذرات الذهب ۲/۵٦۔

(۵) تذکرة الحفاظ ۲/۲٤۸۔ [۲/۲۲٤، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۳/۳۹۷۔

(٦) ابوبکر نجاد: ابوبکر احمد بن سلیمان بن حسن بن اسرائیل بغدادی، حنبلی نجاد۔ ۲۵۳ھ [۸٦۷ء] میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ علم حدیث میں داؤد سجستانی ابوبکر بن ابی داؤد، ابراہیم حربی، حارث بن ابواسامہ وغیرہ کے شاگرد ہیں، آپ نے سنن کا ایک بڑا رجسٹر ترتیب دیا تھا، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوبکر قطیعی، دارقطنی، ابن مندہ، ابوسلیمان خطابی وغیرہ ہیں، ابواسحاق طبری کہتے ہیں کہ نجاد صوم دہر کے پابند تھے، اور ہر روز ایک سوکھی روٹی پر افطار کرتے تھے، ان کا معمول تھا کہ ہر دن ایک لقمہ چھوڑ دیتے تھے اور جب جمعہ کی رات ہوتی تو روٹی صدقہ کر کے ان لقموں پر اکتفا کیا کرتے تھے۔ ذی الحجہ ۳٤۸ھ [۹٦۰ء] میں ان کی وفات ہوئی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۵/٤-۵۰۲۔ [۱۵/۵-۵۰۲، نور] تاریخ بغداد ٤/۹۲-۱۸۹۔ شذرات الذهب: ۲/۳۷٦۔

☆ صحیح نجاد ہے۔

Marfat.com

احمد بن خزیمہ (۱) اوران کے علاوہ دوسرے اسی شان کے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے علم حدیث کا استفادہ کیا۔ (۲) آپ المعتضد عباسی (۳) کے (جو مشہور خلیفہ ہے) اتالیق اور مؤدب تھے۔ان سے پہلے بھی چند خلفاء کی اتالیقی کر چکے تھے۔ (۴) ابن ابی حاتم (۵) کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے والد نے ابوبکر سے ہی حدیثوں کو لکھا ہے اور وہ نہایت سچے آدمی تھے۔ (۶) کہا گیا ہے کہ ابن ابی الدنیا کو حق تعالیٰ نے یہ تصرف مرحمت فرمایا تھا کہ اگر چاہتے تھے تو ایک کلمہ میں ہنسا دیتے تھے، اور پھر دوبارہ اس کو رُلا دیتے تھے، یہ سب کچھ ان کے وسعت علم اور توسیع اخبار اور قدرت وتصرف فی الکلام کی بنا پر تھا۔ (۷) جمادی الاول ۲۸۱ھ [۸۹۴ء] میں انتقال ہوا۔

---

(۱) احمد بن خزیمہ: ابوعلی احمد بن فضل بن عباس بن خزیمہ بغدادی۔ آپ نے ابوقلابہ رقاشی، عبداللہ بن روح مدائنی، محمد بن اسماعیل سلمی اوران کے طبقے کے علماء سے بغداد میں علم حاصل کیا تھا۔حصول علم کے خاطر انہوں نے کبھی ترک وطن نہیں کیا۔ان سے روایت کرنے والوں میں دارقطنی اور حاکم وغیرہ ہیں۔آپ ۲۶۳ھ [۷۷-۸۷۶ء] میں پیدا ہوئے، اور صفر ۳۴۷ھ [۹۵۸ء] میں وفات پائی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۵/۱۶-۵۱۵۔ تاریخ بغداد ۴/۴۸-۳۴۷۔ شذرات الذهب ۲/۳۷۴۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۴۹۔ [۲/۲۲۴، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۳/۳۹۹۔

(۳) معتضد: ابوالعباس احمد بن موفق باللہ، یہ متوکل کا ولی عہد تھا، اپنے دادا کے دور حکومت میں ۲۴۳ھ [۵۸-۸۵۷ء] میں پیدا ہوا اور اپنے چچا معتمد کے بعد خلیفہ بنا۔ بہادر، بارعب اور سخت گیر اور علم دوست تھا، بہادری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تن تنہا شیر کا مقابلہ کرتا تھا۔ ۲۹۸ھ [۹۰۲ء] میں ان کی وفات ہوئی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۳/۷۹-۴۶۳۔ تاریخ الطبری ۱۰/۲۲-۲۰۔ [۵/۶۷۴، نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۴۹۔ [۲/۲۲۴، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۳/۴۰۰۔ تاریخ بغداد ۱۰/۸۹۔

(۵) ابن ابوحاتم: ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابوحاتم رازی۔ان کی ولادت ۲۴۰ھ [۵۵-۸۵۴ء] میں ہوئی۔حسن بن عرفہ، زعفرانی، یونس بن عبدالاعلیٰ، ابوزرعہ، ابن وارہ وغیرہ سے انہوں نے علم حاصل کیا، ان سے کسب فیض کرنے والوں میں ابن عدی، ابوالشیخ بن حبان، ابواحمد حاکم وغیرہ ہیں، ابویعلی خلیلی کہتے ہیں کہ ابومحمد نے اپنے والد اور ابوزرعہ دونوں کا علم حاصل کیا ہے، مختلف علوم اور معرفت رجال میں متبحر تھے، انہوں نے فقہ میں اور صحابہ، تابعین اور علماء کے اختلاف میں کتابیں لکھیں ہیں۔ ابن ابوحاتم بڑے زاہد تھے، ابدال میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ذہبی کہتے ہیں جرح وتعدیل میں ان کی ایک بہترین کتاب ہے جو چار جلدوں میں ہے، ابوحاتم کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن جیسی عبادت کرنے پر کون قادر ہوسکتا ہے، ان سے کسی بھی گناہ کا ارتکاب ہوا ہو یہ میرے علم میں نہیں ہے۔ محرم ۳۲۷ھ [۹۳۸ء] میں خاکدان عالم سے دارالقرار کی طرف رحلت کی۔سیر أعلام النبلاء ۱۵/۶۹-۲۶۳۔ [۱۳/۲۶۹-۲۶۳، نور] وفیات الاعیان ۲/۸۸-۲۸۷۔ [ابن ابی حاتم کا تذکرہ مستقلاً وفیات میں نہیں ہے تاہم یعقوب حضرمی کے تذکرہ کے ذیل میں قدرے مذکور ہے۔ ۳/۳۹۵، نور] شذرات الذهب ۲/۹-۲۰۸۔ [۲/۹-۳۰۸، نور]

(۶) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۴۹۔ [۲/۲۲۴، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۳/۴۰۰۔

(۷) تذکرۃ الحفاظ [۲/۲۲۵، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۳/۴۰۰۔

Marfat.com

کتاب الاعتقاد والهدایۃ الی سبیل الرشاد ☆

یہ کتاب (امام ابوبکر) بیہقی کی تصنیف ہے۔اس کے شروع میں وہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں جن سے عالم کا حادث ہونا ثابت ہوتا ہے، اور نیز یہ کہ اس کا موجد اور مدبر وہی ایک ذات واحد ہے، اس کو اجازات میں پڑھتے ہیں، اور بعض صرف باب استخلاف علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ سے آخر کتاب تک بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کتاب نہایت نفیس ہے، اس میں یہ حدیث بھی ہے۔

أخبرنا أبو عبدالله الحافظ قال: حدثنا أبو النضر الفقيه قال: حدثنا عثمان بن سعيد الدارمي حدثنا على ابن المديني حدثنا مروان بن معاوية حدثنا أبو مالك الأشجعي عن رِبعي بن حراش عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ا ن الله يصنع كل صانع وصنعته.[1]

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی۔

کتاب اقتضاء العلم والعمل ☆

یہ خطیب کی تصنیف ہے، اپنے موضوع پر بہت عمدہ کتاب ہے، بعض محدثین نے اس کا انتخاب بھی کیا ہے، جو ملک عرب میں مشہور ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات میں تحصیل اجازت کے وقت اس منتخب کو پڑھاتے ہیں، اس منتخب کے شروع میں ابو برزہ اسلمی کی یہ حدیث ہے: لاتزول قدما عبدٍ يوم القيامة الخ لیکن اصل کتاب کے اول میں یہ حدیث نہیں ہے۔ خطیب کا قول ہے:

أخبرنا القاضي أبوبكر أحمد بن الحسن بن أحمدالحرشي نيسابور قال حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم قال: حدثنا محمد بن إسحاق

(۱) كتاب الإعتقاد والهداية الى سبيل الرشاد، ص: ۶۱ _[ص: ۱۴۹، تحقیق: فریح بن صالح بہلال، رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء ریاض ۱۴۲۴ھ ـ ۲۰۰۳ء، نور]

☆ مطبع عربیہ لاہور سے احمد محمد مرسی کی تحقیق سے یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے۔ لقمان ص: ۹۷

☆ المکتب الاسلامی بیروت سے شیخ البانی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ جس کی تیسری طباعت ۱۳۸۹ھ میں ہوئی، لقمان، ص: ۹۸۔

Marfat.com

الصنعاني قال: حدثنا الأسود بن عامرٍ قال: أخبرنا أبوبكر بن عياش عن الأعمش عن سعيد بن عبدالله بن أبي برزة الأسلميؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزول قدما عبدٍ يومِ القيامة حتى يسئل عن أربع عن عمره في ما أفناه وعن عمله ما ذا عمل فيه وعن ماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه وعن جسمه فيما أبلاه.(۱)

ابو برزہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب تک بندہ سے چار باتوں کا سوال قیامت کے دن نہ ہو لے گا اس وقت تک اس کے قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکیں گے، اول اس نے عمر کس چیز میں فنا کی۔ دوسرے کیا کام کیا۔ تیسرے مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا۔ چوتھے جسم کو کس کام میں بوڑھا کیا۔

اس منتخب کے آخر میں یہ اشعار ہیں حدثنا الحسن بن أبي بكر قال أنا عثمان بن أحمد الدقاق قال: حدثنا إسحاق بن إبرهيم بن سنين قال أنشدني عمر بن أحمد بن محمد:

أنت في غفلة الأمل　　لست تدري متى الأجل

تو امیدوں کی غفلت میں پڑا ہوا ہے، موت کی تجھ کو خبر نہیں ہے

لا تغرنك صحة　　فهي من أوجع العلل

تجھ کو صحت دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اس لئے کہ وہ تمام بیماریوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

كل نفس ليومها　　صبحة تقطع الأمل

ہر نفس پر ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ جس کی صبح امیدوں کو کاٹ دے گی۔

فاعمل الخير واجتهد　　قبل أن يمنع☆ العمل(۲)

مرنے اور اعمال کے منقطع ہونے سے پہلے کوشش کر کے عمل خیر کر لے۔

(۱) كتاب اقتضاء العلم والعمل، ص: ۱۷-۱۶ [ص: ۲۰، تحقیق: ناصر الدین البانی، مكتبة العارف للنشر والتوزيع ریاض، ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۲ء، نور]

(۲) كتاب اقتضاء العلم والعمل، ص: ۱۱۱ [ص: ۱۰۸، نور]　　☆ تمنع

Marfat.com

تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرجال ☆

اس کتاب کی ترتیب حروف تہجی پر ہے، اس کے شروع میں یہ حدیث ہے:

قال الحافظ الناقد يحيىٰ بن معين حدثنا ابن أبي مريم حدثنا ابن لهيعة عن أبي الأسود عن عروة بن الزبير عن المسور بن مخرمة عن أبيه قال: لقد أظهر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الإسلام فأسلم أهل مكة كلها وذلك قبل أن تفرض الصلوٰة حتى ا ن كان ليقرأ السجدة فيسجد (۱) فيسجدون وما يستطيع بعضهم أن يسجد من الزحام وضيق المقام لكثرة الناس حتى قدم رؤوس قريش الوليد بن المغيرة وأبو جهل وغيرهما، وكانوا بالطائف في أراضيهم فقالوا: أتدعون دينكم ودين آبائكم فكفروا. (۲)

مسور بن مخرمہ اپنے والد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو ظاہر فرمایا تو کل (اکثر) اہل مکہ اسلام لے آئے، اور یہ واقعہ نماز کی فرض ہونے سے پہلے کا ہے، یہاں تک کہ آپ جب آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتے اور مسلمان بھی سجدہ کرتے تو کثرت و ہجوم اور مقام کی تنگی کی وجہ سے بعض لوگ سجدہ نہ کر سکتے تھے، (یہی حالت رہی) یہاں تک کہ ولید بن مغیرہ، ابو جہل اور ان کے علاوہ دوسرے سرداران قریش جو مقام طائف میں اپنی کھیتی باڑی کے کام میں مصروف تھے، مکہ میں آگئے اور لوگوں سے یہ کہا کہ کیا تم اپنے دین اور اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑتے ہو پس وہ کافر ہوگئے۔

اس تاریخ کے آخر میں یہ ہے:

(۱) "فیسجد"، مطبوعہ نسخہ میں موجود نہیں ہے۔ (۲) کتاب التاریخ ۱/۳۲۸-۲۹۔

☆ ڈاکٹر احمد محمد نور سیف کی تحقیق و ترتیب سے مرکز البعث العلمی مکہ مکرمہ نے ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء میں اس کتاب کو زیور طبع سے آراستہ کیا تھا۔

Marfat.com

عن الجرجسي عن بقية بن الوليد عن الزبيدي عن الزهري عن سالم عن أبيه رضي اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه سلّم تسليمة.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ایک سلام پھیر کر (سجدہ کیا)۔

ان کی کنیت ابوزکریا ہے۔ چونکہ یہ بنی مرہ کے موالی میں تھے، اس وجہ سے ولاء کے اعتبار سے ان کو مری بھی کہتے ہیں۔ بغداد کے رہنے والے ہیں۔ (۱) ۱۵۸ھ [۷۵-۷۷۴ء] میں پیدا ہوئے، (۲) ان کے والد ماجد (معین) دفتر کے عمدہ منشیوں میں سے تھے، انشاء میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یحیٰ بن معین کو اپنے والد کے ورثہ میں سے ایک لاکھ درہم ملے تھے، اور اسی وجہ سے وہ کامل ثروت رکھتے تھے۔ (۳) ان کو ہشیم، (۴) ابن المبارک، معتمر بن سلیمان بن طرخان (۵) اور ان کے ہمعصروں سے سماع حاصل تھا۔ (۶) امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ (۷) وہ بھی گویا اس علم کے ائمہ میں سے ہیں۔ ابوزکریا تنقید روایات اور احوال رجال کی معرفت میں امام تھے، وسعت معلومات اور محفوظات کی کثرت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ خود ان سے یہ منقول

---

(۱) وفیات الاعیان ۱۳۹/۶۔ [۲۷۴/۳، نور] تذکرة الحفاظ ۱۷/۲۔ [۱۶/۲، نور] سیر أعلام النبلاء ۷۱/۱۱۔ [۷۲/۱۱-۷۱، نور]

(۲) تذکرة الحفاظ ۱۷/۲۔ [۱۶/۲، نور] سیر أعلام النبلاء ۷۲/۱۱۔

(۳) تذکرة الحفاظ ۱۷/۲۔ [۱۶/۲، نور] سیر أعلام النبلاء ۷۷/۱۱۔

(۴) ہشیم: ابومعاویہ ہشیم بن بشیر بن قاسم سلمی واسطی ان کا پورا نام ہے۔ آپ اپنے والد، حمید طویل، ایوب سختیانی اور بہت سارے لوگوں سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شعبہ، مالک، ثوری اور بہت سارے رواۃ حدیث ہیں، ابن مہدی کہتے ہیں کہ ہشیم حفظ حدیث میں سفیان ثوری سے فائق تھے۔ ابن سعد نے انہیں ثبت اور مکثر کہا ہے۔ لیکن تدلیس بہت کرتے تھے، ۱۰۴ھ [۲۳-۷۲۲ء] میں پیدا ہوئے، اور ۱۸۳ھ [۸۰۰-۷۹۹ء] میں وفات پائی، دیکھئے: تاریخ بغداد ۸۵/۱٤۔ تذکرة الحفاظ ۲٤۸/۱۔ [۲۲۹/۲، نور] طبقات الحفاظ، ص: ۱۰۵۔ شذرات الذهب ۳۰۳/۱۔

(۵) معتمر: معتمر بن سلیمان بن طرخان تیمی، بصری۔ انہوں نے اپنے والد سلیمان بن طرخان اور خالد حذاء سے روایت کی ہے۔ احمد، اسحاق، ابن مدینی، قعنبی، وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ۱۸۷ھ [۸۰۳ء] بصرہ میں انتقال ہوا۔ تذکرة الحفاظ ۲٦٦/۱۔ [۲٤٦/۲، نور] طبقات الحفاظ، ص: ۱۱٤۔

(۶-۷) تذکرة الحفاظ ۱۷/۲۔ [۱٦/۲، نور] سیر أعلام النبلاء ۷۲/۱۱۔

Marfat.com

ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ [1] مرنے کے بعد ان کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ مجھ کو بہت سی عطایا اور بخششیں مرحمت فرمائیں، منجملہ ان کے یہ ہے کہ تین سو حور عین سے میرا نکاح کر دیا۔ [2]

۲۳۳ھ [۸۴۸ء] میں بغداد سے حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اول مدینہ منورہ میں پہنچے، وہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ کا قصد کیا، اول منزل میں جو نیند آئی، تو ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اے ابوزکریا! ہماری ہمسائیگی چھوڑ کر کہاں جاتے ہو، سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک تھی کہ ان کو اس خلعت فاخرہ کے ساتھ مشرف کیا، فوراً واپس ہو کر مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی، اور تین دن کے بعد انتقال ہو گیا۔ ان کی سعادت ایک یہ بھی ہے کہ جس تختہ پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا اس پر ان کو بھی غسل دیا گیا۔ [3] شعر و سخن کی جانب بھی طبیعت کا میلان تھا، چنانچہ یہ چند اشعار جو ان کے تصنیف کردہ ہیں، تحریر کئے جاتے ہیں۔

المال ینفد [4] حلہ وحرامہ یوما [5] ویبقی [6] فی غدٍ آثامہ

مال تو خواہ حلال ہو یا حرام ایک روز ختم ہو جائے گا، اور کل (قیامت) کے لئے اس کے گناہ باقی رہیں گے۔

لیس التقي بمتقٍ فی دینہ [7] حتی یطیب شرابہ وطعامہ

اپنے دین کے امور میں متقی کا تقویٰ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا، جب تک اس کا کھانا پینا پاک نہ ہو۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۸۔[۲/ ۱۷، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۸۔[۲/ ۱۷، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۱/ ۹۱۔

(۳) سیر أعلام النبلاء ۱۱/ ۹۰. تھوڑے سے فرق کے ساتھ۔

(۴) یذھب (۵) طرّا

(۶) تبقي (۷) لاالھه

Marfat.com

ویطیب مایحوی ویکسب أهله[1] ویطیب[2] فی حسن الحدیث کلامه

جس کو وہ جمع کرتا ہے اور جس کو اس کے گھر والے کماتے ہیں وہ پاک ہو، اور اس کی گفتگو دل پسند ہو۔

نطق النبيّ لنا به عن ربه فعلى النبيّ صلاته وسلامه[3]

یہ باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی جانب سے ہم کو فرمائی ہیں، درود وسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہے۔

فائدہ: یہ جاننا چاہئے کہ جاہلوں اور کم فہموں نے قدماء اہل حدیث کو عموماً اور یحییٰ بن معین کو خصوصاً اس طرح پر مطعون کیا ہے کہ محدثین نے اور بالخصوص یحییٰ بن معین نے خلق اللہ کے بارے میں بہت زبان درازیاں کی ہیں، کسی کو دروغ گو اور کسی کو ملبس وجعلی اور کسی کو افترا پرداز و بہتان طراز کہتے ہیں۔ یہ لوگ غیبت محرمہ کو اپنا علم اور اپنی عبادت خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی معاملہ میں بکر بن حماد شاعر مغربی نے یحییٰ بن معین کی ہجو کی، بلکہ علم حدیث پر طعنہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے:

أری الخیر فی الدنیا یقل کثیره وینقص نقصا والحدیث یزید

میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں خیر کا بڑا حصہ کم ہو رہا ہے، اور گھٹتا جاتا ہے حالانکہ حدیث روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

فلو کان خیرا کان الخیر[4] کله ولکن شیطان الحدیث مرید

اگر علم حدیث اچھا ہوتا تو سب کا سب اچھا ہوتا، لیکن شیطان حدیث کا سرکش ہے۔

ولابن معین فی الرجال مقالة سیسئل عنها والملیك شهید

ابن معین نے رجال میں گفتگو کی ہے۔ عنقریب اس کی اس گفتگو پر سوال کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

(۱) تکسب کفه (۲) یکون

(۳) تاریخ بغداد ۱۸۵/۱۴ - وفیات الاعیان ۱۴۱/۶ - [۲۷۴/۳، نور] سیر أعلام النبلاء ۹۴/۱۱ -

(۴) قلّ کالخیر [ع]

Marfat.com

فان يك حقا فهي في الحكم غيبة (۱) وإن يك زورا فالقصاص شديد

اگر وہ صحیح ہے تو غیبت کے حکم میں ہے۔اور اگر وہ جھوٹ ہے تو اس کا بدلہ سخت ہے۔

لیکن ان جاہلوں اور مثل ان کے دوسرے نافہموں نے یہ نہ سمجھا کہ ان (یحییٰ بن معین) کا رجال پر یہ طعن و جرح کرنا محض شریعت غرا اور دین متین کی حفاظت کی غرض سے تھا، گویا یہ از قبیل قتال کفار یا یا خوارج یا اہل بدعت یا سیاست و تعزیر اہل انکار میں داخل ہے، جو بہترین عبادت ہے اور ہرگز غیبت محرمہ میں متصور نہیں ہے۔مذکورہ بالا ناپسندیدہ اشعار کا جواب ابوعبداللہ محمد بن فتوح حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین نے ایک طویل قصیدہ میں دیا ہے، چنانچہ اس شاعر کو خطاب کر کے کہتے ہیں:

وإني إلى إبطال قولك قاصد ولي من شهادات النصوص جنود

بیشک میں تیرے قول کو رد کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، اور میرے پاس گواہی کیلئے نصوص اور آیتوں کے لشکر موجود ہیں۔

إذا لم يكن خيراً كلام نبينا لديك، فإن الخير منك بعيد

جب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام تیرے نزدیک بہتر نہ ہوگا، تو بے شک خیر اور بھلائی تجھ سے دور ہے۔

وأقبح شيئ إن جعلت لما أتىٰ عن اللّٰه شيطاناً وذاك شديد

جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہے اس کو شیطان کہنا بہت برا ہے، اور یہ بات بہت سخت ہے۔

اس کے بعد ابن معین کے اوصاف اس طرح بیان کرتے ہیں:

وما هو إلا واحد من جماعة وكلهم فيما حكاه شهود

اور ابن معین تو جماعت ہی کا ایک فرد ہے۔اور جو کچھ اس نے بیان کیا ہے اس میں کل جماعت اس کی گواہ ہے۔

---

(۱) فان يك حقا قوله فهي غيبة.[ع]

Marfat.com

فان صد عن حکم الشهادة حامل　　فان کتاب الله فیه عتید

اگر کوئی حامل شہادت گواہی سے باز رہے، تو اللہ کی کتاب اس کے لئے تیار ہے۔

ولولا رواة الدین ضاعت وأصبحت　　معاملة فی الآخرین تبید

اور اگر دین کے راوی نہ ہوتے تو آنے والی نسلوں کا معاملہ ضائع اور برباد ہو جاتا۔

هم حفظوا الآثار عن کل شبهة　　وغیرهم عما اقتنوه رقود

ان لوگوں نے احادیث کو ہر شبہ سے بچایا۔ جب کہ ان کے جمع کئے ہوئے ذخیرہ سے غافل سوتے تھے۔

وهم هاجروا فی جمعها وتبادروا　　إلی کل أفق والمرام کؤود

انہیں نے احادیث کے جمع کرنے میں ہجرت کی (وطن واقارب کو چھوڑا) عالم کے ہر گوشہ زمین کے ہر چپہ پر دوڑے باوجود یہ کہ مقصود سخت مشکل تھا۔

وقاموا بتعدیل الرواة وجرحهم　　قیام صحیح النقل وهو حدید

راویوں کی تعدیل وجرح کے لئے کمربستہ ہوئے، صحیح نقل کرنے والے کی طرح اگرچہ یہ کام سخت مشکل ہے۔

بتبلیغهم صحّت شرائع دیننا　　حدود تحرّوا حفظها وعهود

انہیں کی تبلیغ سے ہمارے دین کے طریقے درست ہوئے، یہ وہ حدود ہیں جن کی حفاظت کا انہوں نے ارادہ اور عہد کیا۔

وصحّ لأهل النقل منها احتجاجهم　　فلم یبق إلا عاند وحقود

پس اہل نقل کے لئے ان احادیث سے احتجاج صحیح ہو گیا، پس کوئی منکر باقی نہیں رہا، سوائے کینہ ور مخالف کے (جس کی بات تعصب سے خالی نہیں ہو سکتی۔)

وحسبهم أن الصحابة بلّغوا　　وعنهم رووا لایستطاع جحوذ

اور ان کے لئے یہی کافی ہے کہ صحابہ نے تبلیغ کی ہے، اور انہیں سے روایت کی ہے جس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا۔

Marfat.com

فمن حاد عن هذااليقين فخارق مريد لإظهار الشكوك مريد

پس اب جو اس یقینی بات سے پھرے وہ اجماع کا مخالف، سرکش ہے، شکوک پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

ولٰكن إذا جاء الهدىٰ ودليله فليس لموجود الضلال وجود

لیکن جب کہ ہدایت اپنی دلیل کے ساتھ اٹھے گی، تو گمراہی موجودہ کا وجود بھی باقی نہیں رہے گا۔

وإن رام أعداء الديانة كيدها فكيد هم بالمخزيات مكيد

اور اگر دیانت کے دشمن کید کا قصد کریں تو ان کا کید ذلیل کرنے والی چیزوں سے مٹا دیا جائے گا۔

عبدالسلام بن یزید بن غیاث الاشبیلی نے بھی اس طویل قصیدہ میں ان ابیات کا جواب دیا ہے۔

ولابن معين في الذي قال أسوة ورأي مصيب للصّواب سديد

جو بات ابن معین کہے قابل پیروی ہے، اوران کی رائے حق کا پتہ دینے والی اور درست ہے۔

وأجرمه يعلي الإله محله وينزله في الخلد حيث يريدُ

اور یقینی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرے، اوران کو جنت میں حسب دل خواہ جگہ دے۔

يناضل عن قول النبي وصحبه ويطرد [1] عن أحواضه ويزود

وہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے صحابہ کے کلام کو بچاتے ہیں، اور (غیروں کو) ان کے حوضوں سے ہٹا کر دور کرتے ہیں۔

وجملة أهل العلم قالوا بقوله وماهو في شيءٍ أتاه فريد

(۱) يطرد الأباطيل [ع]

Marfat.com

اور بڑے بڑے اہل علم نے ان کے موافق کہا ہے، وہ اپنی بیان کی ہوئی بات میں تنہا نہیں ہیں۔

ولو لم یقم أهل الحدیث بدیننا فمن كان یروی علمه ویفید

اگر ہمارے دین کی سنبھال کے لئے اہل حدیث نہ کھڑے ہوتے، تو آج کون ہوتا جو علم کی روایت کرتا اور فائدہ دیتا۔

هم ورثوا علم النّبوة واحتووا من الفضل ما عنه الأنام رقود

وہی علم نبوت کے وارث ہوئے، اور وہ فضل حاصل کیا جس سے مخلوق غافل ہے۔

وهم كمصابیح الدجیٰ یُهتدی بهم ونارهم بعد الممات وقود (١)

وہ اندھیری رات کے چراغوں کی طرح ہیں کہ ان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے، اوران کی آگ مرنے کے بعد بھی شعلہ زن ہے۔

علیك ابن غیاث لزوم سبیلهم فحالهم عند الإلٰه حمید

اے ابن غیاث! تو ان کے طریق کو اختیار کر، کیونکہ ان کا حال اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

نیز احمد بن عمر بن عصفور نے ابیات مذکورۂ ذیل سے اس کا جواب دیا ہے:

أیا قادحا فی العلم زید (٢) عماء ه رویداً بما تبدی به وتعید

اے علم حدیث پر اعتراض کرنے والے تیری کوری زیادہ ہو، رہنے دے جس کو تو ظاہر کرتا ہے اور بار بار کہتا ہے۔

جعلت شیاطین الحدیث مریدة ألا إن شیطان الضلال مرید

تو نے حدیث والوں کو سرکش شیطان ٹھہرایا، (لیکن) یاد رکھ گمراہی کا شیطان دراصل سرکش ہے۔

---

(١) ومالهم [ع]

(٢) زلد [ع]

Marfat.com

وجرحت بالتكذيب من كان صادقا　　فقولك مردود وأنت عتيد

تو نے سچے پر تکذیب کے آوازے کسے، پس تیرا ہی قول مردود ہے اور تو ہی متعصب ہے۔

وذو العلم في الدنيا نجوم هداية　　إذا غاب (۱) نجم لاح بعد جديد

اہل علم دنیا میں ہدایت کے ستارے ہیں، جب ایک تارا چھپ جاتا ہے تو دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔

بهم عزّ دين الله طرّا وهم له　　معاقل من أعدائه وجنودُ

ان ہی کے طفیل اللہ کے دین کی عزت پوری پوری قائم ہے اور وہ بزرگ دین کی جائے پناہ اور اللہ کے لشکر ہیں۔

کتاب الکنی والاسامی للنسائی

اس کتاب کا بھی انتخاب کیا گیا ہے، اور اس کا نام منتقی رکھا گیا ہے، منتقی کے آخر میں یہ حدیث ہے:

"باب من يكنى أبا عمران" قال الحافظ أحمد بن شعيب النسائي أخبرنا قتيبة بن سعيد قال: حدثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي عمران أسلم عن عقبة بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه قال: اتبعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو راكب فقلت: أقرئني سورة هود وسورة يوسف فقال: لن تقرأ شيئاً أبلغ عند الله من قل أعوذ برب الفلق. (۲)

ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے، اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی سورت نہیں پڑھو گے جو قل أعوذ برب الفلق سے زیادہ بلیغ ہو۔ (۳)

---

(۱) غار [ع]　(۲) نسائی نے "المجتبی" کتاب الاستعاذہ میں اسے ذکر کیا ہے۔

(۳) فارسی نسخہ میں اسکے بعد یہ عبارت بھی ہے: "واحوال نسائی ان شاء اللہ در ذکر اصحاب صحاح ستہ خواہد آمد" نسائی کے حالات ان شاء اللہ اصحاب ستہ کے تذکرہ کے تحت درج کیے جائیں گے۔

Marfat.com

کتاب تاریخ الثقات لابن حبان ☆

ان کی کنیت ابو حاتم اور نام محمد بن حبان تمیمی ہے، صحیح ابن حبان میں ان کا حال گزر چکا ہے۔ اس تاریخ کے اول ابواب میں یہ باب ہے:

باب ذكر الحثّ على لزوم سنن المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم أخبرنا أحمد بن مكرم خالد البري قال حدثنا علي ابن المديني ثنا الوليد بن مسلم حدثنا (ثور) بن يزيد ثنا خالد بن معدان قال: حدثنا عبدالرحمن بن عمرو السلمي وحجر بن حجر الكلاعي قال أتينا العرباض بن سارية وهو ممن نزله فيه، ولا على الذين إذا ما أتوك لتحمِلهم قُلت لآأجد ما أحمِلكم عَليه فسلّمنا عليه وقلنا: أتيناك زائرين وعائدين ومقتبسين فقال العرباض صلّى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبح ذاتِ يوم ثم أقبل علينا، فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب، فقال قائل: يارسول الله! كأن هذه موعظة مودع فما ذا تعهد إلينا قال: أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن [كان] عبداً حبشيا مجدعا فإنه من يعش منكم (بعدى) فسيرىٰ اختلافا كثيرا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضّوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة.(۱)

عبدالرحمٰن بن عمرو السلمی اور حجر بن حجر الکلاعی کہتے ہیں کہ ہم دونوں حضرت عرباض بن ساریہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور یہ وہی صحابی ہیں جن کے بارے میں یہ

(۱) تاریخ الثقات ۱/ ٤ ۔ [۱/ ۸، محشی: ابراہیم شمس الدین اور ترکی فرحان مصطفیٰ، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء]
اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن کتاب السنة، باب فی لزوم السنة میں ذکر کیا ہے، ترمذی نے بھی اپنی جامع میں کتاب العلم، باب ماجاء فی الأخذ بالسنة میں، اور ابن ماجہ نے بھی اپنی سنن کے مقدمہ میں اس کو روایت کیا ہے۔

☆ دار الکتب العلمیہ بیروت نے ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۹۸ء میں ابراہیم شمس الدین اور ترکی فرحان مصطفیٰ کے حواشی کے ساتھ شائع کی ہے۔

Marfat.com

آیت نازل ہوئی تھی ''ولا علی الذین إذا ما أتوك لتحملهم قلت لآأجد ما أحملكم علیه'' ہم نے ان کو سلام کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ زیارت، عیادت اور استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور اس قدر بلیغ وعظ فرمایا کہ روتے روتے لوگوں کی آنکھیں بہہ پڑیں، دل دہشت زدہ ہوکر کانپ اٹھے، اس پر کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آج کی نصیحت تو آپ کی نصائح میں ایسی ہے جیسے کسی رخصت کرنے والے کی، تو ہمارے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں تم کو اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو، اور اپنے امیر کی باتوں کو سنو اور اس کی اطاعت کرو، اگرچہ وہ ایک حبشی کان کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو، تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت سے اختلافات دیکھے گا، اس وقت میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اس کو دانتوں (مضبوطی) سے پکڑلو، نئی تراشی ہوئی باتوں سے بچتے رہو، کیونکہ دین میں ہر نکالی ہوئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ارشاد، ابویعلی ☆

راویوں کے حالات میں یہ نہایت عمدہ اور عجیب وغریب کتاب ہے، یہ وہ ابویعلی نہیں ہیں، جن کا معجم مسند سابق میں ذکر ہوچکا ہے، وہ موصلی ہیں اور یہ قزوینی۔ ان کا نام خلیل بن عبداللہ بن احمد ہے، قزوین کے رہنے والے ہیں۔ (۱) منجملہ اور تصنیفات کے یہی ایک کتاب إرشاد فی معرفة المحدثین ان کی یادگار باقی رہ گئی ہے، جو شخص اس کتاب کو دیکھتا ہے تو ان کی جلالت وبزرگی کا جوان کو اس فن میں حاصل تھی اقرار کرلیتا ہے۔ (۲) لیکن اہل تحقیق نے یہ لکھا ہے کہ اس کتاب میں اوہام بہت ہیں۔ جب تک دوسری

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۳۱۹۔ [۳/ ۳۰۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۶۶۶۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۳۲۰۔ [۳/ ۳۰۱، نور]

☆ مکتبۃ الرشاد ریاض نے ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۹ء دکتور محمد سعید بن عمر ادریس کی تحقیق وتخریج سے شائع کیا۔

Marfat.com

کتابوں کی شہادت نہ مل جائے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے، (۱) اس کے باوجود ان کو علل حدیث اور رجال پر اطلاع تام تھی، اور اپنے زمانے میں علو اسناد حاصل تھا۔ (۲) علی بن احمد بن صالح قزوینی، ابوحفص کتانی، حاکم اور اس کے طبقہ کے دوسرے بزرگوں سے سماع رکھتے تھے۔ ابوحفص بن شاہین اور ابوبکر مقری سے ان کو اجازت حاصل ہے۔ (۳) ابوبکر بن لال بھی (جو ان کے استاد و شیخ ہیں) ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے ابویعلی ابوزید بن ابویعلی حدیث کے عالم اور ان ہی کے شاگرد تھے۔ (۴) ۴۴۶ھ [۱۰۵۴ء] میں ابویعلی کا انتقال ہوا۔ (۵)

حلیۃ الاولیاء ☆

یہ حافظ ابونعیم اصفہانی کی تصنیف ہے، ان کا ذکر بھی ان کے مستخرج میں گزر چکا ہے، نیز وہ حکایات جو امام مالکؒ کے احوال میں کتاب حلیۃ الاولیاء سے نقل کی گئی تھیں پہلے لکھی جا چکی ہیں۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ☆

یہ ابوعمر ابن عبدالبر کی مشہور و معروف کتاب ہے، اس کتاب کے دیباچہ میں ابن سیرین سے نقل کیا گیا ہے کہ "السابقون الأوّلون من المهاجرين والأنصار الذين صلّو القبلتين" اور سفیان ☆ سے اس طرح منقول ہے کہ "هم الذين بايعوا بيعة الرضوان" (۶) یعنی ابن سیرین تو یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت "السابقون الأولون من المهاجرين والأنصار" کے مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے بیت المقدس اور مکہ معظّمہ دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے۔ اور سفیان کہتے ہیں کہ وہ ہیں جنہوں نے

---

(۱) ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ ابویعلی خلیلی کی "ارشاد" میں بہت ساری غلطیاں ہیں۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۷/۶۶۶۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۲۰۔ [۳/۳۰۲، نور]

(۳-۴-۵) تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۱۹۔ [۳/۳۰۲، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/۶۶۶۔ [حاشیہ: ۵، ص: ۶۶۷ پر ہے، نور]

(۶) الاستیعاب علی ہامش الاصابہ ۱/۲۔

☆ دارالکتاب العربی بیروت سے یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ جس کا تیسرا ایڈیشن ۱۴۰۰ھ-۱۹۸۰ء میں شائع ہوا تھا۔

☆ سب سے پہلے الاصابہ فی تمییز الصحابہ کے ذیل میں چھاپی گئی۔ شیخ علی محمد معوض اور شیخ عادل احمد عبدالموجود کی تحقیق و تعلیق سے دارالکتب العلمیہ بیروت نے ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۲ء میں اسے شائع کیا ہے۔

☆ یہ قول سفیان کا نہیں بلکہ شعبی کا ہے، دیکھئے: الاستیعاب علی هامش الإصابة.

Marfat.com

بیعت رضوان کی تھی۔ یہ مغرب کے چیدہ اور منتخب علماء میں سے تھے، ان کا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم نمری، قرطبی ہے۔ (۱) جمعہ کے روز ماہ ربیع الاول ۳۶۸ھ [۹۷۸ء] میں جس وقت امام خطبہ دے رہا تھا، پیدا ہوئے۔ اگرچہ خطیب بغدادی ان کے معاصر ہیں، مگر ان کا علم حدیث کو طلب کرنا خطیب کی پیدائش سے پہلے تھا۔ (۲) خلف بن القاسم، عبدالوارث بن سفیان، ابوسعید نصر، عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن اور ان کے ہم عصروں سے علم کو حاصل کیا، دور دراز شہروں کے رہنے والے علماء نے بھی ان کو اجازت نامے لکھے، چنانچہ حافظ عبدالغنی منذری صاحبِ ترغیب وترہیب نے مصر سے اور ابوالقاسم عبداللہ بن السقطی نے مکہ معظمہ سے۔ (۳)

حافظ ابن عبدالبر حفظ واتقان میں اپنے زمانہ کے سردار تھے۔ (۴) فقہ حدیث میں ان کی تالیف کتاب التمہید نادر روزگار اور زبردست وروشن ضمیر مجتہدوں کے لئے سرمایہ بصیرت ہے۔ (۵) ان کی تصانیف میں سے یہی ایک کتاب مذہب مالکی میں کافی (۶) ہے، ☆ جس کی پندرہ جلدیں ہیں۔ (۷) بلاد مغرب میں بہت پھرے مگر اکثر قیام اندلس میں رہتا تھا۔ بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ اندلس سے باہر نہیں گئے، سوائے ان ستر عالموں کے جو اس زمانہ میں یکتا تھے اور کسی کو نہیں دیکھا، اور نہ ان کے سوا کسی اور سے علم حاصل کیا۔ اس کے باوجود ان کا علم خطیب، بیہقی اور ابن حزم سے کسی طرح کم تر نہیں ہے، بلکہ بعض چیزیں ان کے پاس ایسی تھیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہیں۔ صدق، دیانت، حسن اعتقاد اور اتباع سنت (۸) جو ان کو حاصل تھا،

(۱) وفیات الاعیان ۶۶/۷ ۔ [۴۴۵/۳، نور] تذکرۃ الحفاظ ۳۲۴/۳ ۔ [۳۰۶/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵۳/۱۸ ۔ [سیر میں صرف تاریخ پیدائش مذکور ہے، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۳۲۴/۳ ۔ [۳۰۶/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵۴/۱۸ ۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۳۲۴/۳ ۔ [۳۰۶/۳، نور] (۴) تذکرۃ الحفاظ ۳۲۴/۳ ۔ [۳۰۶/۳، نور]

(۵) ابن حزم کہتے ہیں کہ فقہ حدیث میں یہ کتاب بے نظیر وعدیم المثال ہے۔ وفیات الاعیان ۶۷/۷ ۔ [۴۴۶/۳، نور]

(۶) تذکرہ الحفاظ ۳۲۵/۳ ترجمہ میں غالبا کچھ سہوا ہے، امام ذہبی نے جو فرمایا وہ یہ ہے: ولھا توالیف لا مثل لھا فی جمع معانیھا منھا الکافی، علیٰ مذھب مالك، خمسة عشرا مجلداً جس کا ترجمہ اس طرح ہونا چاہئے: ان کی متعدد تصنیفات ہیں، جس کی جمع معانی ومباحث میں کوئی نظیر نہیں، ان ہی کتابوں میں سے الکافی ہے، جو امام مالکی کے مذہب میں پندرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۳/۷ ـ ۲۰۶، نور]

(۷) تذکرۃ الحفاظ ۳۲۵/۳ ۔ (۸) تذکرۃ الحفاظ ۳۲۶/۳ ۔ [۲۰۸/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵۷/۱۸ ۔

☆ ترجمے میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ یوں ہونا چاہئے، ان کی تصانیف میں ایک کتاب الکافی ہے جو فقہ مالکی سے متعلق ہے۔

Marfat.com

علماء میں سے بہت کم کو نصیب ہوتا ہے۔ ان کی عوالی اسناد سے سنن ابی داؤد ہے جس کو وہ عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ابن داسہ سے اور وہ اس کے مصنف ابوداؤد سے۔[1] ابتدائی عمر میں اصحاب ظواہر میں سے تھے، پھر مالکی ہوئے۔ اس کے باوجود فقہ شافعی کی طرف بھی میلان تھا۔[2] ان کی کتاب الاستذکار موطا کی بہترین شروح میں سے ہے، اور موطا کی تنسیق ابواب میں استادی دکھلائی ہے، یہ کتاب نہایت ضخیم ہے، اگر بخط جلی تحریر کی جائے تو تیس جلدیں ہوتی ہیں۔ اگر بخط خفی لکھا جائے تو پندرہ جلدیں ہوتی ہیں۔

ایک کتاب علم ادب و روایت کی فضیلت میں بھی لکھی ہے جو بہت نافع ہے، كتاب الدرر في اختصار المغازي والسير، كتاب العقل والعقلاء وماجاء في أوصافهم، كتاب جمهرة الأنساب اور كتاب بهجة المجالس بھی انہی کی ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر تصانیف بھی ہیں۔[3] ماہ ربیع الآخر ۴۶۳ھ [۷۱-۱۰۷۰ء] میں بمقام شاطبہ ان کا انتقال ہوا۔ خطیب بغدادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔[4] شعر و سخن کی طرف بھی میلان تھا۔ ان کے تصنیف کردہ چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

تذكرت من يبكي عليّ مداوماً فلم أر[5] إلا العلم بالدين والخبر

میں نے ان چیزوں کو یاد کیا جو مجھ پر ہمیشہ بکا کرتی ہیں، تو میں نے علم دین اور حدیث کے سوا کسی اور چیز کو نہ پایا۔

علوم كتاب الله والسنن التي أتت عن رسول الله مع[6] صحة الأثر

یعنی اللہ کی کتاب اور ان حدیثوں کے علوم جو صحت نقل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر (ہم تک) پہنچے ہیں۔

---

(۱) تذكرة الحفاظ ۳/۳۲۶ـ [۳/۲۰۸، نور] سير اعلام النبلاء ۱۸/۱۵٤ـ

(۲) تذكرة الحفاظ ۳/۳۲٦ـ [۳/۲۰۸، نور] سير اعلام النبلاء ۱۸/۱۵۷

(۳) وفيات الاعيان ۷/٦۷ـ [۳/٤٦-٤٤٥، نور]

(۴) تذكرة الحفاظ ۳/۳۲٦ـ [۳/۲۰۸، نور] سير اعلام النبلاء ۱۸/۱۵۹ـ

(۵) لم أنف (٦) في [ع]

Marfat.com

وعلم الأولىٰ من ناقديه وفهمنا　　لما اختلفوا فى العلم بالرأي والنظر ☆(۱)

اورعلم ان لوگوں کا جو اس کے پرکھنے والے ہیں، اور ہماری سمجھ اس علم میں جس میں انہوں نے اپنی رائے اور نظر سے اختلاف کیا۔

اور یہ بھی کہتے ہیں:

مقالة ذی نصح وذات فوائد　　إذامن ذوی الألباب کان استماعُها

نصیحت والی اور فائدہ مند گفتگو (مان لو) جب کہ عقل مندوں سے اس کو سنا ہو۔

علیکم بآثار النبيّ فإنّه　　من أفضل أعمال الرشاد اتباعُها (۲)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنے لئے لازم کرلو، کیونکہ آپ کی اتباع رشد کے اعمال میں سب سے افضل ہے۔

مغرب کے شہروں میں مشہور شہر اشبیلہ ہے، جب یوسف وہاں تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں میں وہ خاطر و مدارات اور حسن سلوک جو مناسب تھا نہ دیکھا تو یہ چند اشعار کہے:

تنکّر من کنا نسرّ بقربه　　وصار زعاقا ☆ بعد ما کان سلسلا

جن کا قرب ہمارے خیال میں باعث مسرت سمجھا جاتا تھا وہ اجنبی ہوگئے، اور خوشگوار شیریں پانی ہونے کے بعد وہ گدلا اور کھاری ہوگئے۔

وحق لجارٍ لم یوافقه جارُه　　ولا لایمته ☆ الدار أن یتحوّلا

(اگر) کسی ہمسایہ کا پڑوسی اس کی موافقت نہ کرے، اور نہ گھر اس کا موافق ہو تو اس کے لئے وہاں سے کوچ کرنا مناسب ہے۔

بُلیتُ بحمص والمقام ببلدة　　طویلا لعمری مخلق یورث البلیٰ

میں حمص اور اس شہر میں اتنی لمبی مدت کے ساتھ قیام میں مبتلا ہوا، جو میری عمر کو پرانا

---

(۱) نفح الطیب ۱۷/۶ _ [۳۲۷/٤، نور]　　(۲) نفح الطیب ۱۸/۶ _ [۳۲۷/٤، نور]

☆ وعلم الألیٰ من ناقدیه وفهم ما　　له اختلفوا فی العلم بالرأي والنظر

☆ عاد زعافاً　　☆ لاء مته

Marfat.com

کرنے والی اور مجھ میں کھنگی پیدا کرنے والی ہے۔

إذا هان حرٌ عند قوم أتاهم ولم ينأ عنهم كان أعمى وأجهلا

جب کوئی شریف کسی قوم کے پاس آکر ذلیل ہوا، اور پھر ان سے دور نہ ہوا، تو وہ اندھا اور جاہل تر ہے۔

ولم تضرب الأمثال إلا لعالم وما عوتب الإنسان إلا ليعقلا (۱)

کہاوت اور مثالیں جاننے والے کے لئے ہی بیان کی جاتی ہیں، اور انسان کو سزا اسی لئے دی جاتی ہے کہ اس کو عقل آئے۔

تاریخ بغداد ☆

یہ خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے جزو ثانی کے شروع میں بغداد کی تعریف اور اس شہر مبارک بنیاد کی بزرگی اور نیز ساکنان شہر کے جو محاسن اخلاق منقول تھے ان سب کو لکھا ہے۔ اس کے بعد بغداد کے دو دریاؤں دجلہ اور فرات کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری کا پورا حال بھی اس میں مرقوم ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب کے تذکرہ تک پہنچ کر کتاب کا تقریباً چوتھائی حصہ ختم ہوتا ہے، اس تاریخ کے اول میں جو سند ذکر کی گئی وہ یہ ہے:

قال الحافظ أبوبكر: أخبرنا عبدالعزيز بن أبى الحسن القرميسيني قال: سمعت عمر بن أحمد بن عثمان يقول: سمعت أبابكر النسيابوري يقول: سمعت يونس بن عبدالأعلىٰ يقول: قال لي الشافعي يايونس! دخلت بغداد؟ قال: لا، قال: مارأيت الدنيا. (۲)

امام شافعی نے کہا اے یونس آپ (کبھی) بغداد گئے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ نہیں (اس پر) امام شافعی نے کہا کہ تم نے دنیا کو نہیں دیکھا۔

(۱) نفح الطيب ۱۳۲/۵۔ [۳۰/۴، نور] (۲) تاريخ بغداد ۱/۳-۴۔

☆ یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ مصطفیٰ عبدالقادر عطا نے اس کی تحقیق کی ہے۔ ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔

Marfat.com

قال الخطيب وأنشدنا (القاضى أبو القاسم علي بن المحسن) التنوخي قال:

أنشدنا أبو سعد محمد بن علي بن محمد بن خلف الهمداني لنفسه.

فدىً لك يا بغداد كل قبيلة   من الأرض حتى خطتي وديارها

اے بغداد تجھ پر زمین کا ہر قبیلہ نثار ہو، یہاں تک کہ میرا خطہ اور میرے دیار (بھی۔)

فقد طفت في شرق البلاد و غربها   وسيّرت رحلي بينها وركابيا

میں مشرق اور مغرب کے شہروں میں پھرا ہوں، اور اپنے کجاوے اور سواریوں کو ان میں چلایا ہے۔

فلم أر فيها مثل بغداد منزلا   ولم أر فيها مثل دجلة واديا

میں نے تو بغداد کی مانند کوئی جگہ نہیں دیکھی، نہ دجلہ کے مثل کوئی میدان دیکھا۔

ولامثل أهليها أرق شمائلا   وأعذب ألفاظاً وأحلى معانيا

اور نہ مثل اس کے باشندوں کے نرم خوئی، شیرینی گفتار اور حلاوت معنی میں کسی کو پایا۔

وكم قائل لو كان ودك صادقا   لبغداد لم ترحل فكان جوابيا

بہت سے کہنے والے کہتے ہیں اگر تیری محبت بغداد کے ساتھ سچی ہوتی تو وہاں سے علیحدہ نہ ہوتا میرا جواب ان کے لئے یہ ہے۔

يقيم الرجال الأغنياء بارضهم   وترمى النوى بالمقترين المراميا [1]

مالدار آدمی اپنے وطنوں میں اقامت کرتے ہیں، اور مفلسوں کو ہلاکت پہاڑوں اور میدانوں میں پھینک دیتی ہے۔

خطیب کی کنیت ابوبکر ہے۔ نام ونسب یہ ہے: احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی [2] ۲۴ رذی قعدہ ۳۹۲ھ [۱۰۰۲ء] کو جمعرات کے روز پیدا ہوئے، [3] ان کے والد کو بھی علم حدیث سے مناسبت تھی، اسی

(۱) تاریخ بغداد ۱/۵۲۔ [یہ اشعار وفیات میں موجود نہیں ہے، نور]

(۲) وفیات الاعیان ۱/۹۲۔ تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۳۱۔ [۳/۳۱۲، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۷۰۔

(۳) وفیات الاعیان میں ذی قعدہ کے بجائے جمادی الاخریٰ ہے، ۱/۹۲ [۱/۵۴، نور] تذکرہ میں یوم جمعرات مذکور نہیں ہے۔

Marfat.com

وجہ سے اس شریف فن کے طلب کرنے میں ان کو تحریض و رغبت دلاتے تھے۔ ابھی گیارہ سال کے تھے کہ طلب علم اور سماع شروع کیا۔[1] اس کے بعد بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، دینور، ہمدانؔ، ری، اور حجاز شریف کا سفر اختیار کیا۔

حافظ ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء، ابو سعید مالینی، ابو الحسن بن بشران اور ان کے علاوہ دوسرے علماء سے علم کا استفادہ کیا۔[2]

ابن ماکولا جو مشہور محدّث ہیں ان ہی کے شاگرد ہیں، محمد بن مرزوق زعفرانی اور اس فن کے دوسرے بزرگ ان ہی کی ترغیب سے سرسبز ہوئے۔[3] مکہ معظّمہ میں صحیح بخاری کو سّتی کریمہ (بنت احمد المروزیہ) سے جو بخاری کے مشہور راویوں میں سے ہیں صرف پانچ یوم میں ختم کیا۔[4] علی ہذا، ابو عبدالرحمٰن اسماعیل بن احمد الضریر الحیری نیشاپوری کی خدمت میں رہ کر تین مجلس میں صحیح بخاری کو ختم کیا، اور کشمیہنی سے بھی بخاری کا سماع کیا ہے۔ مغرب کے وقت سے بخاری کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور نماز فجر تک بس کرتے تھے، دورات اسی طرح پر کیا، تیسرے دن چاشت کے وقت سے مغرب تک اور مغرب کے وقت سے صبح تک بخاری کو پڑھ کر ختم کیا۔[5] ذہبی نے بیان کیا ہے کہ دماغ کی یہ قوت اور قرأت میں یہ مہارت نادرات میں سے ہے۔[6] سفروں سے فراغت پانے کے بعد بغداد میں مقیم رہے،☆ اور مرتے وقت تک روایت حدیث اور تصنیف و تالیف میں اپنے وقت کو مشغول رکھا۔ ان کی تصنیف کردہ کتابیں کچھ اوپر ساٹھ ہیں۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: جامع[7]، تاریخ بغداد، کفایۃ[8]، شرف أصحاب

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۳۳۱۔ [۳/ ۳۱۴، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۷۱۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۷۱-۷۳ (۳) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۳۳۲ [۳/ ۳۱۳، نور]۔ سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۷۳۔ (۴) المنتظم ۸/ ۲۶۵۔ [۱۶/ ۱۲۹ تحقیق: محمد عبدالقادر عطاء، مصطفیٰ عبدالقادر عطاء، دارالکتب العلمیۃ بیروت، نور] تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۳۳۳۔ [۳/ ۳۱۵، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۷۷۔

(۵) تاریخ بغداد ۶/ ۳۱٤. سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۷۹. [۱۸/ ۸۰-۲۸۹، نور] اصل فارسی میں خطیب کے کشمیہنی سے پڑھنے کا تذکرہ ہے، مصنف علیہ الرحمۃ کو اس میں سہو ہوا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ خطیب کے استاد ضریر ہیں جنھوں نے کشمیہنی سے سنا ہے۔ واللہ اعلم

(۶) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۸۰

(۷) جامع لآداب الراوی والسامع [ع] (۸) الکفایۃ فی آداب الروایۃ۔ [ع]

☆ فارسی کی عبارت ہے: "در بغداد رحل اقامت انداخت"۔

Marfat.com

الحديث، السابق و اللاحق، المتفق و المفترق ، الموتلف، (۱) تلخيص المشابه، كتاب الرواة عن مالك، غنية المقتبس فی الملتبس، تمییز المتصل الأسانيد، رواية الابناء عن الآباء[وغير ذلك من التصانيف المفيدة التی هی بضاعة المحدثین وثروتهم فی فنهم](ان کے علاوہ اور بہت سی مفید تصانیف ہیں جو محدثین کے لئے سرمایۂ معلومات کا کام دیتی ہیں) حافظ ابوطاہر سلفی نے ان کی تصانیف کے بارے میں لکھا ہے:

تصانيف ابن ثابت الخطيب ألذ من الجنی ☆ الغضّ الرطيب

ابن ثابت خطیب کی تصنیفات، میوہ تروتازہ سے زیادہ لذیذ ہیں۔

يراها إذ رواها من حواها رياضاً للفتی اليقظ اللبيب

جب ان کو جمع کرنے والا ان کی روایت کرے گا، تو ان کو عقلمند بیدار جوان کے لئے مثل باغ کے پائے گا۔

ويأخذ حسن ما قد ضاع ☆ منها بقلب الحافظ الفطن الأريب

اور خوشبوان تصنیفات سے مہکی ہے، اس کا حسن، حافظ سمجھدار دانشمند کے دل کو گرویدہ کرلے گا۔

فأية راحة ونعيم عيش يوازی عيشها ☆ بل أيّ طيب (۲)

پس کونسی راحت اور کونسی زندگی کی نعمت بلکہ کونسی خوشبو ان کی برابری کا دم بھر سکتی ہے۔

سفر حج میں ہر روز ترتیل و تجوید و قرأت سے ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے، جس کو تمام لوگ لفظ بلفظ سنتے تھے۔ (۳) سفر کی تھکان کے باوجود ان کا یہ ورد ناغہ نہ ہوتا، حق تعالیٰ نے ثروت ظاہری بھی بہت عنایت فرمائی تھی۔ اسے علم شریف کے طلبہ پر صدقات و خیرات کیا کرتے تھے۔ حج کے موقع پر جب چاہ زمزم پر گئے تو چونکہ اس وقت کی دعا مستجاب ہوتی ہے، تین مرتبہ اس مبارک پانی سے سیراب ہو کر خدا تعالیٰ سے

(۱)المؤتلف والمختلف۔[ع]

(۲)تذکرة الحفاظ ۳/۳۳۵۔[۳/۳۱۷،نور]سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۹۳۔

(۳)تذکرة الحفاظ ۳/۳۳٤۔[۳/۳۱٦،نور]سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۷۹۔ طبقات الشافعية ٤/۳٤۔[۲/۳٦٦،نور]

☆من الصبی ☆صاغ ☆ توازی کتبها

Marfat.com

تین چیزوں کی دعا مانگی، اول یہ کہ تاریخ بغداد ایسی مقبول ہو کہ لوگ اس کی روایت کریں، دوسرے یہ کہ میں جامع منصور میں جو کہ بغداد کی بہترین جگہ ہے تعلیم حدیث اور اس کے املاء میں مشغول رہوں، تیسرے یہ کہ میری قبر بشر حافی کے متصل ہو۔ سو الحمد للہ ان کی یہ دعا مقبول ہوئی، اور تینوں حاجتیں پوری ہوئیں۔ (۱) بغداد میں ان کو اس قدر عروج ہوا کہ بادشاہ وقت کا یہ حکم ہو گیا تھا کہ کوئی واعظ، کوئی خطیب اور کوئی عالم کسی حدیث کو اس وقت تک نہ ذکر کریں جب تک اس کو خطیب پر پیش کر کے اجازت نہ حاصل کرلیں۔ (۲) ایک دفعہ بعض یہودیوں نے جو خیبر میں رہتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں وہاں سے اٹھ کر ملک شام کے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے، خلیفہ کے روبرو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط پیش کیا، جو حضرت علیؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اس پر ثبت تھی، اور کئی ایک صحابہ کی شہادت بھی اس پر درج تھی، خط کا مضمون یہ تھا کہ یہود (اہل خیبر) کے فلاں فلاں قبیلہ سے ہم نے جزیہ کو معاف اور ساقط کر دیا۔ خلیفہ نے اس خط کو خطیب کے پاس بھیجا، خطیب نے غور کے بعد کہا کہ یہ بالکل مکر اور جعل سازی ہے، اس لئے کہ اس میں معاویہ اور سعد بن معاذ کی گواہی بھی ثبت ہے، حالانکہ جس وقت خیبر فتح ہوا ہے، معاویہ اس وقت تک نہ مسلمان ہوئے تھے اور نہ شرف صحبت ان کو حاصل ہوا تھا، اور سعد بن معاذ کے غزوہ خندق میں تیر کا زخم لگا اور غزوہ قریظہ کے متصل زمانہ میں ان کا انتقال ہو گیا، یعنی وہ بھی فتح خیبر کے وقت زندہ نہ تھے۔ (۳)

خطیب جس وقت بیمار ہوئے تو بادشاہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ میرا کوئی وارث نہیں ہے، میرے مرنے کے بعد میرا مال بیت المال کو پہنچتا ہے، اگر بادشاہ کی اجازت ہو تو میں بطور خود اس کو راہ خدا میں صرف کر دوں، اس پر خلیفہ نے فرمایا کہ بہت مبارک ہے۔ (۴) آپ نے اپنی تمام کتابوں کو وقف کر دیا، اور ہر قسم کے مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دیا۔ (۵) سات ذی الحجہ ۴۶۳ھ [۱۷-۰۷۱ء] میں انتقال ہو گیا۔ (۶)

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۳۴۔ [۳/۱۲-۳۱۵، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۷۹۔ طبقات الشافعیۃ ۴/۳۵۔ [۲/۳۶۶، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۳۶۔ [۳/۳۱۷، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۸۰۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۳۶۔ [۳/۳۱۷، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۸۰۔ المنتظم ۸/۲۶۵۔ [۶/۱۲۹، نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۳۸۔ [۳/۲۰-۳۱۹، نور] (۵) تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۳۹۔ [۳/۳۲۰، نور]

(۶) تذکرۃ الحفاظ ۳/۳۳۹۔ [۳/۳۲۰، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۸۶۔

Marfat.com

شیخ ابواسحاق شیرازیؒ نے جو شوافع کے مشہور مشائخ میں سے نیز علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں، ان کے جنازے کو کاندھے پر اٹھایا۔ (۱) وفات کے بعد بغداد کے صالحین میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ "أنا فی روحٍ وریحانٍ وجنة نعیم" (میں راحت و آرام اور نعمتوں کی جنت میں ہوں) (۲)

نیز اس زمانہ کے بزرگوں میں سے کسی نے یہ بیان کیا کہ میں نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ گویا بغداد میں ہم خطیب کی خدمت میں حاضر ہیں، اور حسب عادت تاریخ بغداد کو ان کے روبرو پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے دائیں جانب شیخ نصر بن ابراہیم مقدسی تشریف رکھتے ہیں، اور بائیں طرف ایک اور باہیبت وجلال بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، جن کے جمال سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں، میں نے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں؟ تو کہا گیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس تاریخ کو سننے کی غرض سے تشریف لائے ہیں،، یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا شرف ہے جو خطیبؒ کو حاصل ہوا۔ (۳) خطیب کو شعر واشعار سے بھی الفت تھی، چنانچہ ان کے اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ قطعہ

إن کنت تبغی الرشاد محضا　　لِأمر دنیاك والمعاد

اگر تم اپنے دنیا و آخرت کے کام میں خالص ہدایت چاہتے ہو۔

فخالف النفس فی هواها　　اِن الهواء جامع الفساد (۴)

تو نفس امارہ کی خواہشات کے خلاف کرو، اس لئے کہ خواہش نفس ہر قسم کی برائی اپنے اندر رکھتی ہے۔

وله

الشمس تشبهه والبدر یحکیه　　والدر یضحك والمرجان من فیه

---

(۱) تذکرة الحفاظ ۳/ ۳۳۹_[۳/ ۳۲۰، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۸۷_

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۸۸-۲۸۷_

(۳) تذکرة الحفاظ ۳/ ۳٤۰_[۳/ ۳۲۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۸۸_

(۴) تذکرة الحفاظ ۳/ ۳٤۰_[۳/ ۳۲۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۸۸_[۱۸/ ۹۶-۲۹۵، نور]

Marfat.com

میرا ممدوح ایسا جلیل القدر شخص ہے کہ آفتاب اس سے مشابہ ہوکر اور چاند اس کی نقل کر کے خوبصورت بنتا ہے، اور دانتوں کی صفائی کی وجہ سے گویا وہ موتی اور مرجان اپنے منہ میں رکھ کر ہنستا ہے۔

ومن سری وظلام اللیل معتکر فوجهه عن ضیاء البدر یغنیه

اور جورات کو ایسے وقت سفر کرے کہ تاریکی تہ بتہ ہوگئی ہو، تو میرے ممدوح کا چہرہ اس کو چاند کی روشنی سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

دیگر

تغیّب الخلق عن عینی سوی قمرٍ حسبي من الخلق طُرّا ذٰلك القمر

میری نظر سے ساری مخلوق اوجھل ہوگئی ہے سوائے ایک ایسے چاند کے، جو مجھے تمام مخلوق کے عوض کافی ہے۔

محلـه في فؤادي قد تمـلّكـه وجار☆ روحي ومالی☆ عنه مصطبر

اس کی جگہ میرے دل میں ہے اور وہ اس کا مالک بن بیٹھا ہے، وہ میری روح کا پڑوسی ہے اس لئے کہ مجھے بغیر اس کے چین نہیں آتا۔

فالشمس☆ أقرب منه في تناولها وغاية الحظ منها☆ للوری النظر☆

پس آفتاب کا ملنا بہ نسبت اس کے آسان ہے، اور اس کو صرف دیکھ لینا مخلوق کے لئے سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔

وددت☆ تقبیله یوما مخالسة☆ فصار من خاطری فی خده أثر

ایک روز میں نے غفلت میں اس کا بوسہ لینا چاہا، تو میرے صرف ارادے سے ان کے نازک رخسار میں دھبہ پڑ گیا۔

☆جاز ☆فمالی ☆ والشمس ☆منه

☆نظر ☆أردت ☆ مجالسة

Marfat.com

وكم حكيم ☆ رآه ظنه ملكا ☆ وردّ ☆ الفكر فيه أنه بشر (۱)

بہت سے عقلاء کو ان کے گمان نے دھوکہ میں ڈالا کہ وہ فرشتہ ہے، مگر فکر و تأمل نے تلاش سے معلوم کرلیا کہ وہ بشر ہی ہے۔

دیگر

لاتغبطنّ أخا الدنيا لزخرفها ☆ ولا للذة وقت عجلت فرحا

دنیادار کی رنگ رلیوں پر فریفتہ نہ ہو، نہ اس لذت پر رشک کر جو فوری خوشی دیتی ہے۔

فالدهر أسرع شئ في تقلّبه ☆ وفعله بيّن للخلق قدوضحا

کہ زمانہ اپنے انقلاب میں سب چیزوں سے زیادہ تیز ہے، اور اس کا فعل خلق پر واضح اور ظاہر ہوگیا ہے۔

كم شارب عللا ☆ فيه منيّته ☆ وكم تقلّد سيفا من به ذبحا (۲)

کتنے پینے والے ہیں کہ اسی پینے میں ان کی موت مقدر ہے، اور کتنے تلوار لٹکانے والے ہیں کہ اسی تلوار سے وہ ذبح ہوئے۔

امالی محاملی ☆

یہ ایک مختصر کتاب ہے جو تقریباً سولہ اجزاء پر مشتمل ہے، اس کے اول میں یہ حدیث ہے:

حدثنا السري ثنا محمد يعني ابن جعفر ثنا شعبة عن الحكم عن إبراهيم عن علقمة عن عبدالله عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه صلى الظهر خمسا فسجد سجدتين بعد ما سلم قال شعبة وسمعت حمادا وسليمان يحدثان أن إبراهيم كان لا يدرى ثلاثاً صلى أوخمسا. (۳)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۹۵۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۹۶۔ البداية والنهاية ۱۲/ ۱۰۳۔

(۳) صحيح البخارى كتاب السهو، باب اذا صلى خمساً.

☆حليم ☆ردّد–راجع ☆ عسلاً

☆حقق كرسالة بجامعة الإمام محمدبن سعود الإسلاميه فى قسم السنة وعلومها. لقمان: ۱۱۱'

[جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ کے شعبہ السنۃ وعلومھا میں اس کی تحقیق ہوئی ہے]

Marfat.com

حضرت عبداللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نماز ظہر کی پانچ رکعتیں ادا فرمائیں اس کے بعد سلام پھیرا، اور دو سجدے کئے۔ شعبہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حماد اور سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابراہیم کو یاد نہیں رہا کہ آنجناب [صلی اللہ علیہ وسلم] نے تین رکعتیں ادا فرمائی تھیں یا پانچ رکعتیں۔

محاملی بغداد کے محدثین اور اس مبارک بنیاد شہر کے مشائخ میں ہیں، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے، نام حسین بن اسماعیل بن محمد طبی [1] بغدادی ہے۔ چونکہ ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہ چکے ہیں، اس وجہ سے ان کو قاضی حسین بھی کہتے ہیں۔ [2] آپ ۲۳۵ھ [۸۴۹ء] کی ابتدا میں پیدا ہوئے، [3] اور ۲۴۴ھ [۸۵۸-۵۹ء] میں طالب علمی کی ابتدا ہوئی، [4] ابوحذافہ سہمی سے، جو صاحب نسخۂ موطا اور امام مالک کے شاگرد ہیں، اس علم کو حاصل کیا، عمر بن علی فلاس، احمد بن المقدام، [5] یعقوب بن ابراہیم دورقی، [6]

(۱) طبی: اصل فارسی اور اردو کے نسخوں میں طبی ہے جب کہ تذکرۃ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء ۲۵۹/۱۵ پر ضبی ہے اور یہی ڈاکٹر صاحب کے نسخہ میں ہے۔ ۴۲/۳، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۴۴/۳۔ سیر اعلام النبلاء ۲۵۹/۱۵۔ [۵۹/۱۵-۲۵۸، نور]

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۴۴/۳۔ [۴۲/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۲۵۹/۱۵۔

(۴) سیر اعلام النبلاء ۲۵۹/۱۵۔

(۵) احمد بن مقدام: احمد بن مقدام بن سلیمان بن اشعث عجلی، بصری۔ ان کی کنیت ابوالاشعث تھی۔ حماد بن زید، فضیل بن عیاض اور معتمر بن سلیمان وغیرہ کے علوم سے مستفید ہوئے، ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری، ترمذی، نسائی، بغوی، محاملی، ابن ماجہ، ابن ابوداؤد، اور ابن خزیمہ جیسے جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدثین ہیں، نسائی نے ان کی توثیق کی ہے، صفر ۲۵۳ھ [۸۶۷ء] میں رب حقیقی سے جاملے۔ سیر اعلام النبلاء ۲۰/۱۲-۲۱۹۔ [۲۱/۱۲-۱۹، نور] الجرح والتعدیل ۷۸/۲۔ تاریخ بغداد ۱۶۲/۵-۶۶۔ تہذیب التہذیب ۸۱/۱-۸۲۔ شذرات الذہب ۱۲۷/۲۔

(۶) یعقوب بن ابراہیم دورقی: یعقوب بن ابراہیم بن کثیر عبدی، قیسی، دورقی۔ آپ ولاء کے اعتبار سے قیسی ہیں۔ ان کی کنیت ابویوسف تھی۔ حافظ حدیث اور حجت تھے۔ ۱۶۶ھ [۸۲-۸۳ء] ان کی تاریخ پیدائش ہے، عبدالعزیز بن ابوحازم، ہشیم، سفیان بن عیینہ، جریر، غندر، یحییٰ قطان، وکیع، یزید اور عبدالرحمٰن وغیرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، حصول علم کی خاطر بلاد اسلام کا انہوں نے خوب سفر کیا، اور حدیثیں جمع کیں، انہوں نے علم حدیث میں اپنی نمایاں پہچان بنائی تھی، ان سے جن بزرگوں نے حدیث کی روایت کی ہے، ان میں سرفہرست اصحاب صحاح ستہ، ابوزرعہ، محاملی، ابوحاتم، ابن ابی الدنیا، زکریا، ابن خزیمہ، ابن صاعد، ابن ابی داؤد وغیرہ ہیں، خطیب کہتے ہیں کہ دورقی ثقہ، حافظ اور متقن ہیں، انہوں نے ایک مسند تصنیف کی تھی۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ہے۔ ۲۵۲ھ [۸۶۶ء] میں آپ نے عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۴۱/۱۲-۴۴۔ طبقات ابن سعد ۳۶۰/۷۔ [۲۵۶/۷، نور] الجرح والتعدیل ۲۲/۹۔ [۲۰۲/۹، نور] تاریخ بغداد ۲۷۷/۱۴-۸۰۔ تہذیب التہذیب ۳۸۱/۱۱۔ شذرات الذہب ۱۲۶/۲.

Marfat.com

محمد بن مثنی عنزی،(۱) زبیر بن بکار(۲) اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے روایت کرتے ہیں،(۳) دار قطنی، ابن جمیع، دعلج،(۴) اور دیگر عمدہ محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔(۵) سفیان بن عیینہ کے اصحاب میں سے تقریباً ستر، علم حدیث میں ان کے شیخ تھے۔(۶) ان کی مجلس املاء میں دس ہزار کے قریب آدمی حاضر رہتے تھے،(۷) آخر عمر میں قضاء کے عہدے سے مستعفی ہو گئے تھے، جب تک عہدۂ قضاء پر مامور

(۱) محمد بن مثنی عنزی: ابوموسیٰ محمد بن مثنی بن عبید بن قیس بن دینار عنزی، بصری۔ ۱۶۷ھ [۸۴-۷۸۳ء] میں تولد ہوئے، انہوں نے سفیان بن عیینہ، معتمر بن سلیمان، غندر، یحیٰ قطان وغیرہ سے خوب استفادہ کیا، بہت سوں سے احادیث لکھیں اور ان کو جمع کر کے ایک کتاب تصنیف کی، ان کے اجل تلامذہ میں اصحاب صحاح ستہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، بقی، ابن ابی دنیا، جعفر فریابی، ابویعلی، ابوبکر بن ابی داؤد، ابن خزیمہ، ابن صاعد، اور محاملی وغیرہ ہیں۔ محمد بن یحیٰ ذہلی نے انہیں حجت کہا ہے۔ خطیب نے انہیں صدوق اور متقی و پرہیزگار کہا ہے۔ ذی قعدہ ۲۵۲ھ [۸۶۶ء] میں ان کا انتقال ہوا۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۲/۱۲۳-۲۶۔ الجرح والتعدیل ۸/۹۵۔ تاریخ بغداد ۳/۲۸۳-۸۶۔ تهذیب التهذیب ۹/۴۲۵-۲۷۔ شذرات الذهب ۲/۱۲۶.

(۲) زبیر بن بکار: ابوعبداللہ زبیر بن ابوبکر بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام اسدی، مدنی، مکی مکے کے مستند عالم اور قاضی تھے۔ ماہر انساب بھی تھے۔ ۱۷۲ھ [۸۹-۷۸۸ء] میں پیدا ہوئے۔ سفیان بن عیینہ، نضر بن شمیل، مصعب بن عبداللہ زبیری سے تعلیم حاصل کی۔ ان سے کسب فیض کرنے والوں میں ابن ماجہ، ابوحاتم رازی، ابن ابی دنیا، محاملی، جیسے کبار محدثین ہیں۔ کتاب "نسب قریش" ان کی شاہکار تالیف ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ کتاب عمدہ اور ضخیم ہے۔ دار قطنی نے ان کو ثقہ کہا ہے، ۲۱ ر ذی قعدہ ۲۵۶ھ [۸۷۰ء] کو مکہ میں وفات پائی، دیکھئے، سیر اعلام النبلاء ۱۲/۱۵-۳۱۱۔ الجرح والتعدیل ۳/۵۸۵۔ تاریخ بغداد ۸/۴۶۷-۷۔ وفیات الاعیان ۲/۱۳-۳۱۱۔ [۱/۳۳۹، نور] تهذیب التهذیب ۳/۳۱۲-۱۴۔ شذرات الذهب ۲/۱۳۳-۳۴۔

(۳) تذکرة الحفاظ ۳/۴۴۔ [۳/۴۲، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/۲۵۹

(۴) دعلج: ابومحمد دعلج بن احمد بن دعلج عبدالرحمٰن سجستانی محدث، حجت اور فقیہ تھے۔ ۲۵۹ھ [۷۳-۸۷۲ء] یا اس سے پہلے ان کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ایوب بجلی، ابومسلم کجی، عثمان بن سعید دارمی، ابن خزیمہ، اور محاملی وغیرہ سے حدیثیں بیان کی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں دار قطنی، ابن جمیع، حاکم، وغیرہ ہیں۔ دار قطنی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اساتذہ میں دعلج کو اثبت پایا۔ حاکم نے انہیں اپنے زمانے کے محدثین کا سرتاج کہا ہے، ۳۵۱ھ [۹۶۲ء] میں واصل بحق ہوئے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۶/۳۰-۳۵۔ تاریخ بغداد ۸/۳۸۷-۹۲۔ شذرات الذهب ۳/۸۔ وفیات الاعیان ۱/۲۷۱-۷۲۔ [۱/۳۲۲-۲۳، نور]

(۵) تذکرة الحفاظ ۳/۴۴۔ [۳/۴۲، نور] سراعلام النبلاء ۱۵/۲۶۰۔

(۶) تذکرة الحفاظ ۳/۴۴۔ [۳/۴۲، نور] سراعلام النبلاء ۱۵/۲۶۰۔ تاریخ بغداد ۸/۲۰۔

(۷) تذکرة الحفاظ ۳/۴۴۔ [۳/۴۲، نور] سراعلام النبلاء ۱۵/۲۶۰۔ تاریخ بغداد ۸/۲۰۔

Marfat.com

رہے ایسے محمود الخلائق رہے کہ کسی شخص کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا، یعنی کوئی اعتراض واتہام ان پر نہ لگا سکا، (۱) کوفہ میں اپنے مکان کو مجمع اہل علم بنا رکھا تھا، ہر روز اس علم شریف کے شغل کے لئے ان کے گھر میں لوگ جمع ہو کر فائدہ حاصل کرتے تھے۔ (۲) محمد بن الحسین نے، جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں، یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل و ببرکتِ محاملی بلاء کو دفع کرتا ہے، (۳) دوسری ربیع الثانی ۳۳۰ھ [۹۴۱ء] کو درس حدیث سے فارغ ہو کر معمول کے مطابق اٹھے، تو کوئی مرض پیش آیا، اور پندرہ دن کے بعد انتقال ہو گیا۔ (۴)

فوائد ابو بکر شافعی ☆

چونکہ شیخ ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان (۵) اس کتاب کو روایت کرتے ہیں، اس وجہ سے ان کی طرف نسبت کر کے ان فوائد کو غیلانیات بھی کہتے ہیں۔ یہ کل گیارہ جزو ہیں، دارقطنی نے ان کی رباعیات کو جدا کر کے ایک مستقل رسالہ لکھ دیا ہے، جو اکثر متداول ہے، اور تحصیل اجازت وسماع کے وقت اس کو پڑھاتے ہیں، رباعیات کی پہلی حدیث یہ ہے:

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ٤٤ _[۳/ ٤٢ ،نور] تاریخ بغداد۸/ ۲۲۔

(۲) تاریخ بغداد۸/ ۲۲۔ تذکرۃ الحفاظ ۳/ ٤٤ _[۳/ ٤٣ - ٤٢ ،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲٦۰۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ٤٤ _[۳/ ٤٣ ،نور]

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ٤٤ _[فارسی اور اردو کے نسخوں میں تاریخ وفات ۲ ربیع الثانی مذکور ہے درانحالیکہ اصل مرجع تذکرہ میں ۱۲ ربیع الثانی مذکور ہے، جسے ڈاکٹر اکرم ندوی نے بھی نقل کیا ہے، ۳/ ٤٣ ،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲٦۱ تاریخ بغداد۸/ ۲۳-۲۲۔

(۵) ابو طالب بن غیلان: ابو طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان ہمدانی، بغدادی، کپڑا فروخت کرنے کی وجہ سے ان کو بزاز کہتے تھے، آپ ۳۴۸ھ [۹۵۹ء] کی ابتداء میں پیدا ہوئے۔ ابو بکر شافعی سے ۳۵۲ھ [۹٦۳ء] ۳۵۳ھ [۹٦٤ء] ۳۵٤ھ [۹٦۵ء] تین سال سماعت حدیث کی اور ان سے حدیث کے ۱۱ اجزاء قلمبند کیے جنہیں عالی اسناد کی وجہ سے امتیازی شان حاصل ہے۔ خطیب کہتے ہیں کہ محمد بن محمد بن ابراہیم غیلان صدوق، دیندار، ونیکوکار ہیں، ہم نے ان سے احادیث لکھی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں خطیب، ابن حبرون وغیرہ ہیں۔ ٦ شوال ۴۴۰ھ [۱۰۴۹ء] کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۱۷/ ۵۹۸- ٦۰۰ _تاریخ بغداد۳/ ۲۳٤ - ۳۵ _شذرات الذهب ۳/ ۲٦۵_

☆ یہ کتاب دکتور فاروق بن عبد العلیم بن مرسی کی تحقیق سے مکتبہ اضواء السلف ریاض سے شائع ہوئی، حلمی کاملی اسعد عبد الهادی کی تحقیق سے دار ابن الجوزی دمام نے ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۷ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

قـال الـحـافـظ أبوبكر الشافعي: ثنا محمد بن الفرج الأزرق وأحمد بن عبـدالله الرشي قال: ثنا محمد بن كناسة قال: ثناإسماعيل بن أبى خالد قـال: قـلـت لأبـى جحيفة: هل رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلـم؟ قال: نعم، وكان الحسن بن علي يشهبه.(۱)

حـدثـنـا مـوسىٰ بن إسماعيل أبوعمران قال: ثنا إسماعيل بن عليّة قال: أخبـرنا حنظلة السدوسي عن أنس بن مالك قال: قيل يارسول الله صلى الـلّـه عـلـيـه وسـلـم! الرجل يلقى صديقه أو أخاه فينحى له، قال: لا، قال: فيلزمه ويقبله، قال: لا قال: فيصافحه ويأخذ بيده، قال: نعم.

اسماعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجحیفہ سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں اور کہا حسن بن علیؓ آپ کے بہت مشابہ ہیں۔

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: کسی شخص نے آپ سے یہ دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شخص اپنے دوست یا بھائی سے ملاقات کرے تو اس کے لئے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس نے عرض کیا کہ اس کو لپٹ جائے اور بوسہ دے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

آپ کا نام ونسب یہ ہے: محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدویہ۔(۲) آپ عراق کے محدثین میں سے ہیں، بغداد میں رہتے تھے۔ ۲۶۰ھ [۷۴-۸۷۳ء] میں بمقام شہر جبل متصل واسط پیدا ہوئے۔(۳) ۲۷۶ھ [۹۰-۸۸۹ء] میں طالب علمی شروع کی۔(۴) چونکہ کپڑا فروخت کرتے تھے، اس لئے ان کو بزاز

(۱) امام ترمذی نے اپنی جامع میں کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین میں یہ حدیث روایت کی ہے۔ حضرت ابوجحیفہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا، حسن بن علیؓ ان سے مشابہ تھے، ترمذی نے اس حدیث کو "حسن صحیح" کہا ہے۔

(۲-۳-۴) تذکرۃ الحفاظ ۹۶/۳۔ [۹۱/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۴۰/۱۶. [حاشیہ: ۳، سیر اعلام النبلاء ص: ۳۹ پر ہے، نور]

Marfat.com

کہتے تھے، موسیٰ بن (سہل) الوشاء (۱) سے جو اسماعیل بن علیہ (۲) کے آخر اصحاب میں سے ہیں، اور محمد بن شداد (۳) سے جو یحییٰ قطان (۴) کے آخر اصحاب میں سے ہیں، اس فن کی تکمیل کی، ابوبکر ابن ابی الدنیا،

(۱) موسیٰ بن سہل وشاء: ابوعمران موسیٰ بن سہل بن کثیر بغدادی، جرفی [ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں الحرقی بالحاء والراء المهملتين والقاف المعجمه ۳۴۸/۱۰، نور] انہوں نے اسماعیل بن علیہ، اسحاق ازرق، علی بن عاصم اور یزید بن ہارون سے حدیثیں سنی ہیں۔ اسماعیل بن علیہ اور اسحاق ازرق سے روایت کرنے والوں میں یہ آخری شخص ہیں۔ دارقطنی نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ یہ ضعفاء میں سے ہیں جن کے حالات میں شبہ پایا جاتا ہے۔ ذی قعدہ ۲۷۸ھ [۸۹۲ء] میں ان کا وصال ہوا۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۳/۵۰-۱۴۹۔ العبر ۲/۲۶۰۔ [۱/۴۰۰، نور] تاریخ بغداد ۱۳/۴۸۔ تهذيب التهذيب ۱۰/۳۴۸۔ شذرات الذهب ۲/۱۷۲۔

(۲) اسماعیل بن علیہ: ابوبشر اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم اسدی، بصری، کوفی۔ ولاء کے اعتبار سے اسدی ہیں، اصلاً کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ ابن علیہ کے نام سے مشہور ہوئے، علیہ ان کی والدہ ہیں۔ ۱۱۰ھ [۲۹-۷۲۸ء] میں تولد ہوئے۔ آپ نے محمد بن منکدر، حمید طویل، عطاء بن سائب، ابن جریج، خالد حذاء، اور سلیمان تیمی کی صحبت و شاگردی اختیار کی۔ حماد بن زید، عبدالرحمٰن بن مہدی، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور ابوحفص فلاس نے ان کی شاگردی کا تمغۂ افتخار حاصل کیا۔ فقیہ مفتی اور ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ تمام محدثین نے کچھ نہ کچھ غلطی کی ہے، سوائے اسماعیل بن علیہ اور بشر بن مفضل کے۔ شعبہ نے انہیں سید المحدثین کہا ہے۔ ذہبی کہتے ہیں ان کی حدیثیں حدیث کی تمام کتابوں میں پائی جاتی ہیں، ذی قعدہ ۱۹۳ھ [۸۰۹ء] میں آسمان علم و عمل کا یہ درخشندہ ستارہ غروب ہوگیا۔ سیر اعلام النبلاء ۹/۲۰-۱۰۷۔ الجرح والتعديل ۲/۱۵۳۔ [۲/۵۵-۱۵۳، نور] شذرات الذهب ۱/۳۳۳.

(۳) محمد بن شداد مسمعی: ابویعلی محمد بن شداد بن عیسیٰ بصری، یحییٰ بن سعید قطان سے روایت کرنے والوں میں سب سے آخری راوی یہی ہیں۔ روح بن عبادہ اور ایک معتدبہ تعداد سے انہوں نے حدیث روایت کی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں حسین بن صفوان اور ابوبکر شافعی قابل ذکر ہیں۔ ابوبکر برقانی نے انہیں "ضعیف جدا" کہا ہے۔ ۲۷۸ھ [۹۲-۸۹۱ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۳/۱۴۸-۴۹۔ الوافی بالوفیات ۳/۱۴۹-۱۴۸ [۲/۳۲۸، نور]

(۴) یحییٰ بن سعید قطان: ابوسعید یحییٰ بن سعید بن فروخ تمیمی بصری۔ آپ ولاء کے اعتبار سے تمیمی ہیں ۱۲۰ھ [۳۸-۷۳۷ء] کی ابتداء میں ان کی ولادت ہوئی، سلیمان تیمی، ہشام بن عروہ، سلیمان اعمش، حمید طویل، یحییٰ بن سعید انصاری، شعبہ اور ثوری جیسے اساطین علماء سے انہوں نے علم حاصل کیا، ذہبی کہتے ہیں کہ یہ علم حدیث کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوگئے تھے۔ اس کے لئے کئی ممالک کی خاک چھانی، جس کے نتیجہ میں انہیں اپنے ہم عصروں پر فوقیت حاصل ہوئی، حفظ میں اپنے زمانے کے سردار تھے، علل و رجال میں انہوں نے عمدہ بحث کی ہے۔ باکمال حفاظ ان کی درسگاہ حدیث سے بڑی تعداد میں نکلے۔ فروعات میں اگر کوئی نص شرعی نہیں ملتی تو مسلک حنفی کے مطابق عمل کرتے تھے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں عبدالرحمٰن بن مہدی، عفان، مسدد، ابوبکر بن ابوشیبہ، علی، یحییٰ، احمد، اسحاق، بندار، اور ابن مثنیٰ ہیں، احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان کے پائے کا عالم نہیں دیکھا۔ ماہ صفر ۱۹۸ھ [۸۱۳ء] میں ابن مہدی اور ابن عیینہ کی وفات سے چار ماہ قبل ان کا سانحۂ ارتحال پیش آیا، سیر اعلام النبلاء ۹/۸۸-۱۷۵۔ الجرح والتعديل ۹/۱۵۰۔ [۹/۵۱-۱۵۰، نور] تهذيب التهذيب ۴/۱۵۴۔ [۱۱/۲۰-۲۱۶، نور] شذرات الذهب ۱/۳۵۵

Marfat.com

ابوقلابہ رقاشی، (۱) اور دوسرے بڑے بڑے محدثین کی شاگردی کا فخر بھی ان کو حاصل ہے، (۲) اس علم کی طلب میں جزیرہ، مصر اور دور دراز شہروں کا سفر کیا۔ (۳) دار قطنی، عمر ابن شاہین، (۴) ابن المحاملی، ابو طالب ابن غیلان، ابن بشران، ابو علی ابن شاذان اور اس فن کے دوسرے امام خود ان کے شاگرد ہیں، (۵) دار قطنی وخطیب نے ان کی تعریف وتوصیف کی ہے، (۶) ۳۵۵ھ [۹۶۵ء] میں انتقال ہوا۔ (۷)

چہل حدیث (۸)

جس کو عربی میں اربعون کہتے ہیں۔ محمد بن اسلم طوسی کی تالیف کردہ ہے۔ اس کے شروع میں

(۱) ابوقلابہ رقاشی: ابوقلابہ عبدالملک بن حافظ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک بن مسلم رقاشی بصری۔ آپ ۱۹۰ھ [۶-۸۰۵ء] میں پیدا ہوئے۔ یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، ابوعاصم نبیل وغیرہ سے استفادہ کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں ابن ماجہ، ابن صاعد، ابوبکر نجار، اور ابوبکر شافعی وغیرہ ہیں۔ دار قطنی نے انہیں صدوق کہا ہے۔ اپنے حافظے ہی سے روایت کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ غلطی بھی کرتے ہیں، محمد بن جریر طبری کہتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ جیسا حافظ حدیث نہیں دیکھا، ان کی وفات شوال ۲۷۶ھ [۸۹۰ء] میں ہوئی، دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۳/۷۸-۱۷۷ - [۱۳/۷۹-۱۷۷، نور] الجرح والتعدیل ۵/۷۰-۳۶۹۔ تاریخ بغداد ۱/۴۲۵ - [۱۰/۴۲۵، نور] شذارت الذهب ۲/۱۷۰۔

(۲) تذکرة الحفاظ ۳/۹۶ - [۳/۹۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۶/۴۰۔

(۳) تذکرة الحفاظ ۳/۹۶ - [۳/۹۱، نور]

(۴) عمر بن شاہین: ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی، صدوق، حافظ حدیث اور عراق کے مستند عالم اور شیخ تھے، ان کی ایک ضخیم تفسیر بھی ہے۔ ان کی پیدائش ماہ صفر ۲۹۷ھ [۹۰۹ء] میں ہوئی۔ ابوالقاسم بغوی، ابوبکر بن ابوداؤد، یحییٰ بن صاعد وغیرہ سے انہوں نے حدیثیں سنیں، ان کے راویوں میں ابوسعد مالینی، ابوبکر برقانی، حسن بن محمد خلال وغیرہ ہیں۔ خطیب نے انہیں ثقہ اور امین کہا ہے، ۳۸۵ھ [۹۹۵ء] ماہ ذی الحجہ میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۶/۳۵-۴۳۱ - تاریخ بغداد ۱۱/۶۸-۲۶۵۔ شذرات الذهب ۳/۱۱۷۔

(۵) تذکرة الحفاظ ۳/۹۶ - [۳/۹۱، نور]

(۶) تذکرة الحفاظ ۳/۹۷-۹۶ - [۳/۹۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۶/۴۲۔

(۷) تذکرة الحفاظ ۳/۹۷-۹۶ - [۳/۹۱، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۶/۴۲۔

(۸) محدث صدرالدین ابوعلی حسن بن محمد بکری کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق سب سے پہلے چہل حدیث تالیف کرنے والے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک مروزی، ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی، ابوالعباس حسن بن سفیان فسوی، ابوبکر محمد بن حسین آجری ہیں جنہوں نے مکہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ "کتاب الأربعین الکبریٰ" ص: ۲۴-۲۵۔

Marfat.com

یہ حدیث ہے:

ثنا عبدالله بن يزيد قال: حدثنا عبدالرحمن، بن زياد عن عبدالله بن يزيد عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالىٰ عنه أن رجلاً قال: يا رسول الله! من المسلم؟ قال: من سلم المسلمون من لسانه ويده، قال: فمن المؤمن؟ قال: من أمنه الناس على أنفسهم وأموالهم، قال: فمن المهاجر؟ قال: من هجر السيئات، قال: فمن المجاهد؟ قال: من جاهد نفسه لله عزوجل. (۱)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مسلمان کامل کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ امن میں رہیں، پھر پوچھا کہ مومن کون ہے؟ فرمایا جس سے لوگوں کو اپنے مال وجان کا خوف وخطر نہ ہو، پھر سوال کیا مہاجر کون ہے؟ فرمایا جس نے گناہوں کو چھوڑ دیا ہو، پھر عرض کیا مجاہد کون ہے؟ فرمایا جس نے اپنے نفس پر جہاد کیا، یعنی اس کو خدا کی عبادت میں لگایا، لذات دنیوی سے بچایا۔

ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور نام ونسب یہ ہے: محمد بن اسلم بن سالم کندی۔ ولاء کی طرف نسبت ہے، شہر طوس کے رہنے والے ہیں، (۲) یزید بن ہارون، جعفر بن عون اور یعلی بن عبید (۳) سے جو خراسان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں علم حدیث کو حاصل کیا، ان کے سب سے بڑے شیخ

(۱) الأربعون لمحمد بن اسلم طوسی، ص: ۴۰-۳۹۔

(۲) تذكرة الحفاظ ۲/ ۱۱۳ [۲/ ۱۰۳، نور] سير أعلام النبلاء ۱۲/ ۱۹۵۔ الديباج المذهب ۲/ ۵۰ [الدیباج میں محمد اسلم طوسی کا تذکرہ ہمیں نہیں ملا ہمیں الدیباج کی جو طباعت دستیاب ہوئی وہ صرف ایک جلد میں ہے....

(۳) یعلی بن عبید: یعلی بن عبید بن ابوامیہ طنافسی، ایادی کوفی۔ آپ ولاء کے اعتبار سے حنفی ہیں۔ اعمش، ثوری، اور دوسرے شیوخ سے روایت کرتے ہیں، ان کے رواۃ میں احمد، اسحاق اور دیگر ہیں۔ ابن معین نے کہا ہے کہ یعلی سفیان سے روایت کریں تو ضعیف ہیں، لیکن دوسروں سے روایت کریں تو ثقہ ہیں۔ ۲۰۹ھ [۸۲۴ء] میں آپ کی وفات ہوئی۔ تذكرة الحفاظ ۱/ ۳۳۶۔ [۱/ ۳۰۵-۳۰۶، نور] طبقات الحفاظ ص: ۱۴۰۔ [۲/ ۲۳، نور] شذرات الذهب ۲/ ۱۶۔ العبر: ۱/ ۳۵۰۔ [۱/ ۲۸۱، نور]

Marfat.com

نضر بن شمیل (۱) ہیں۔ (۲) ابن خزیمہ اور ابوبکر بن ابی داؤدان کے شاگرد ہیں، (۳) فاضل ترین علماء وکامل ترین اولیاء میں ان کا شمار ہوتا تھا، اپنے وقت کے ابدال تھے۔ (۴) محمد بن رافع (۵) کہتے ہیں کہ میں نے ان کی زیارت کی ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نمونہ تھے۔ (۶) ایک دن کسی نے اسحاق بن راہویہ سے اس حدیث "علیکم بالسواد الأعظم" (۷) کا مصداق دریافت کیا، تو کہا کہ اس زمانہ میں یہ محمد بن اسلم اور ان کے متبعین ہیں، میں پچاس سال سے ان کی دیکھ بھال کررہا ہوں، ان سے کبھی کوئی حرکت خلاف سنت صادر نہیں ہوئی، (۸) وفات کے بعد دس لاکھ آدمیوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، (۹) لوگ ان کو امام احمد بن حنبل سے تشبیہ دیا کرتے تھے، (۱۰) ماہ محرم ۲۴۲ھ [۸۵۶ء] میں رحلت فرمائی۔ (۱۱)

---

(۱) نضر بن شمیل: ابوالحسن نضر بن شمیل مازنی، بصری۔ انہوں نے اسرائیل، شعبہ، حماد بن سلمہ، ابن جریج اور کئی لوگوں سے کسب فیض کیا، ان کے اجل تلامذہ میں ابن مدینی، ابن معین، اور ابن راہویہ وغیرہ ہیں۔ ادب عربی اور حدیث میں امامت کے درجہ پر فائز تھے، مرو اور خراسان کے تمام علاقوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی سنت کو متعارف کرایا ۲۰۴ھ [۸۱۹ء] کی ابتداء میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۱/۴۳۹۔ وفیات الاعیان ۲/۱۶۸۔ [۳/۲۰۱-۱۹۷، نور] طبقات الحفاظ ص: ۱۳۱۔

(۲-۳) تذکرة الحفاظ ۲/۱۱۳۔ [۲/۱۰۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۲/۱۹۵۔

(۴) حاکم کہتے ہیں کہ ان کا شمار ایسے ابدال میں ہوتا ہے۔ جو سنت مطہرہ کی مکمل پیروی کرتے ہیں۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۱۹۶۔

(۵) محمد بن رافع: ابوعبداللہ محمد بن رافع بن ابوزید سابور۔ ولاء کے اعتبار سے قریشی تھے، ان کا مسکن نیشاپور تھا، بڑے عابد وزاہد تھے، زید بن خباب، اور عبدالرزاق کے علاوہ کئی لوگوں سے انہوں نے روایت کی ہے۔ ائمہ خمسہ کے علاوہ، ابوزرعہ، ابوحاتم اور کئی لوگ ان سے روایت کرتے ہیں، امام بخاری کہتے ہیں کہ محمد بن رافع خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے تھے، ۲۴۵ھ [۶۰-۸۵۹ء] میں آپ نے دنیائے دنی کو الوداع کہا۔ دیکھئے: تہذیب التہذیب ۹/۱۹۰۔ [۹/۶۲-۱۶۰، نور] طبقات الحفاظ ۲۲۱۔ شذرات الذہب ۲/۱۰۹۔

(۶) تذکرة الحفاظ ۲/۱۱۳۔ [۲/۱۰۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۲/۱۹۶۔

(۷) ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کی ہے، کتاب الفتن، باب سواد الأعظم۔

(۸) حلیة الأولیاء ۹/۳۹-۲۳۸۔ تذکرة الحفاظ ۲/۱۱۴۔ [۲/۱۰۴، نور] سیر أعلام النبلاء ۱۲/۹۷-۱۹۶

(۹) تذکرة الحفاظ ۲/۱۱۴۔ [۲/۱۰۴، نور] شذرات الذہب ۲/۱۰۱۔ علامہ ذہبی نے اس بات کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ واقعہ ممکن ہی نہیں ہے، اس لئے کہ ان کی وفات کی خبر لوگوں کو رات میں ملی تھی، اور لوگ نماز جنازہ سے فجر کے فوراً بعد فارغ ہوگئے تھے، واللہ اعلم سیر اعلام النبلاء ۱۲/۲۰۵۔

(۱۰) تذکرة الحفاظ ۲/۱۱۴۔ [۲/۱۰۴، نور]

(۱۱) تذکرة الحفاظ ۲/۱۱۴۔ [۲/۱۰۴، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۲/۲۰۴۔

Marfat.com

چہل حدیث استاذ ابوالقاسم قشیری

قال الأستاذ أبو القاسم عبدالكريم القشيري في باب طلب العلم: حدثنا السيد أبو الحسن محمد بن الحسين الحسنى قال: انبأنا أبو بكر محمد بن علي بن أيوب بن سلموية ثنا محمد بن يزيد السلمي ثنا حفص بن عبدالرحمٰن ثنا محمد بن عبدالملك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها أنها سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن اللّٰه أوحى أنه من سلك مسلكاً فى طلب العلم سلكت به طريق الجنة، ومن سلبت كريمتيه أثبته عليهما الجنة، وفضل فى علم خير من فضل فى عبادة، وملاك الدين الورع.[1]

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی نازل فرمائی ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو اختیار کرے گا، میں اس کے بدلہ میں اس کو جنت کے راستہ پر چلاؤں گا، اور جس شخص کی کریمتین یعنی آنکھوں کو میں نے چھین لیا تو میں اس کو ان دونوں کے بدلہ میں جنت دوں گا، اور علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے، اور دین کا لب لباب پرہیز گاری ہے۔

ابوالقاسم کی مشہور ترین تصنیفات یہ ہیں، رسالہ قشیریہ، ایک طویل تفسیر جو بہترین تفاسیر میں شمار ہوتی ہے، نحو القلوب، كتاب، لطائف الاشارات ، كتاب، الجواهر، كتاب، أحكام السماع ، كتاب آداب الصوفيه، كتاب، عيون الأجوبه فى فنون الأسئله ، كتاب، المناجات، كتاب، المنتهى فى نكت أولى النهى،[2] ابوالقاسم ایسے مشہور ومعروف شخص ہیں کہ تعریف وتوصیف سے

---

(۱) كتاب الأربعين فى تصحيح المعامله ، ص: ۱۸، اس کے مطبوعہ نسخہ میں اسانید ذکر نہیں کی گئی ہیں۔[٦٤، تحقیق: محمد سید البریجی، دار الفتح عمان اردن، ۱۴۳۴ھ۔۲۰۱۳ء، نور]

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۳۰-۲۲۸۔[۱۸/ ۳۰-۲۲۹، نور]

Marfat.com

مستغنی ہیں، ان کا نام ونسب یہ ہے: عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحہ بن محمد القشیری النیشاپوری۔ زہد وتصوف میں اپنے زمانہ کے سردار تھے،(۱) جب والد کا انتقال ہوا تو ان کی بہت تھوڑی عمر تھی، لڑکپن میں ابوالقاسم یمانی کی (جو علم ادب اور عربیت میں مشہور تھے) صحبت میں رہ کر علم ادب اور عربیت کو حاصل کیا،(۲) اس کے بعد شیخ ابوعلی دقاق کی مجلس میں حاضر ہونے لگے، اور خدا کی طلب کا شوق پیدا ہوا، شیخ مذکور نے فرمایا کہ اول علوم دینیہ سے اپنے سینہ کو پر کرو، ارشاد کے موافق ابوبکر طوسی کی مجلس درس میں حاضر ہونے لگے، یہاں تک کہ علم فقہ سے فارغ ہوئے، پھر ابوبکر بن فورک کی (جو مشہور اصولی اور متکلم ہیں) مجلس درس میں آنا جانا شروع کیا، چنانچہ ان دونوں فنون کی تکمیل کر کے ابواسحاق اسفرائینی کی مجلس میں داخل ہوئے، ان سے (قاضی) ابوبکر باقلانی کی تصانیف پڑھیں، جب یہ تمام مرحلے طے ہوگئے تو شیخ ابوعلی دقاق نے اپنی دختر فاطمہ کا نکاح ان سے کر کے اپنی صحبت میں رکھا، ابوعلی کے انتقال کے بعد شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی کی صحبت میں رہ کر ان سے ظاہر وباطن کا فیض حاصل کیا، احوال عالیہ، مجاہدات، تربیت مریدین، اور عبادت شیریں سے تذکیر اور نصیحت کرنا، غرض ان سب نعمتوں سے جو ذکر کی گئی ہیں، مالا مال ہو کر اپنے وقت کے بے نظیر امام ہوئے۔(۳)

خدا تعالیٰ نے سوارکاری اور سلاحداری میں بھی عجیب ملکہ عنایت فرمایا تھا، اس وجہ سے اس صنعت کے بھی امام شمار ہوتے تھے،(۴) چیدہ چیدہ محدثین مثلاً ابوالحسین بن بشران، ابونعیم اسفرائینی، ابوالحسین خفاف علی بن احمد ہوازی سے حدیث کا سماع کیا،(۵) تفسیر، حدیث، کلام، اصول، فقہ، نحو، اور شعر وکتابت میں پوری مہارت رکھتے تھے، ابوبکر خطیب محدث بغداد بھی ان سے روایت کرتے ہیں، ان کے بیٹے عبدالمنعم اور ان کے پوتے ابوالاسعد ہبۃ الرحمٰن ان کے شاگرد رشید تھے۔(۶) ۱۶ ربیع الثانی ۴۶۵ھ

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۲۷۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۲۹۔ طبقات الشافعیۃ ۲/ ۳۱۴۔[۳/ ۱۵۲، نور]

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۲۹ طبقات الشافعیۃ ۲/ ۳۱۴[۳/ ۱۵۲، نور] وفیات الاعیان ۳/ ۲۰۶۔[۲/ ۱۹۸، نور]

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۲۷۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۲۷-۲۸۔

(۶) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۲۲۸-۳۰۔

Marfat.com

[۴۷-۲-۱۰۷۴ء] کو یکشنبہ کے روز بوقت صبح اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ (۱)(۲) ان کے حالات میں بطریق تواتر یہ منقول ہے کہ جو نوافل صحت کی حالت میں ادا کیا کرتے تھے، وہ مرض الموت میں بھی فوت نہیں ہوئے، تمام نمازیں کھڑے ہو کر ادا کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ابو تراب مراغی نے خواب میں دیکھا تو ان سے سوال پر یہ فرمایا کہ میں عجب عیش اور راحت میں ہوں۔ شعر و سخن سے بھی رغبت تھی، کتب تصوف میں ان کے یہ دو شعر مذکور اور مشہور ہیں:

سقى الله وقتا كنت أخلو بوجهكم (۳) وثغر الهوى في روضة الأنس ضاحك

اللہ تعالیٰ اس وقت کو سیراب فرمائے جب میں تمہارے ساتھ تنہائی میں رہتا تھا، اور محبت کے دانت موانست کے باغ میں ہنستے نظر آتے تھے۔

أقـــمـــنـــا زمـانـاً والعيون قـريـرة وأصحبت يوماً والجفون سوابك ☆(۴)

ایک زمانہ تک اس حالت میں ہم مقیم رہے کہ (ایک دوسرے کو دیکھ کر) ہماری آنکھیں ٹھنڈی تھیں، اور آج وہ وقت ہے کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

یہ قطعہ بھی انہیں کا ہے:

البـدر مـــن وجهك مـخـلـوق والسـحـر مـن طرفك مسروق

چاند تیرے ہی چہرے سے پیدا کیا گیا ہے، اور جادو تیری ہی نگاہ سے چرایا گیا ہے۔

يـاسيّدا تيّـمـنـى حبّــه عبدك من صدّك (۵) مرزوق (۶)

اے وہ سردار جس کی محبت نے سرگشتہ کر دیا، تیرا غلام تیرے اعراض سے محفوظ ہے۔

چہل حدیث ابوبکر آجری ☆

اس میں گیارہویں حدیث میں بیان کرتے ہیں:

---

(۱) تاریخ ولادت ربیع الاول ۳۷۶ھ [۹۸۶ء] [ع] (۲) وفيات الاعيان ۲۰۷/۳۔

(۳) بوجوهكم [ع]

(۴) وفيات الاعيان ۲۰۷/۳۔ [۹۹/۲ نور] سير اعلام النبلاء ۲۳۲/۱۸۔

(۵) صدرك [ع] (۶) سير اعلام النبلاء ۲۳۲/۱۸۔

☆ سوافك. ☆ بدر بن عبداللہ بدر کی تحقیق و تخریج سے، مکتبۃ المعلی کویت نے ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۷ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

أخبرنا خلف بن عمر والعكبري قال: حدثنا محمد بن طلحة التيمي حدثنا عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن ساعدة عن أبيه عن جده أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن اللّٰه اختارني واختارلي أصحاباً، فجعل لي منهم وزراء وأنصاراً وأصهاراً، فمن سبّهم فعليه لعنة اللّٰه والملئكة والناس أجمعين، لا يقبل اللّٰه منه يوم القيامة صرفاً ولاعدلاً. (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو برگزیدہ کیا، اور میرے لئے میرے اصحاب کو (بھی) منتخب کردیا، ان میں سے بعض کو میرا وزیر بنایا اور بعض کو مددگار اور بعض کو داماد، بس جو شخص ان کو برا کہے اور ان پر سب وشتم کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ نہ کوئی نفل قبول فرمائیں گے اور نہ فرض۔

اُن کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن حسین بن عبداللہ بغدادی ہے، آپ کتاب الشریعة فی السنة اور اس چہل حدیث کے مصنف ہیں، ان کے علاوہ اور بھی تصنیفات ہیں، (۲) ابو مسلم کجی، خلف بن (عمرو) عکبری، جعفر (بن محمد) فریابی، اور اس طبقہ کے دوسرے ائمہ کے شاگرد ہیں، (۳) حافظ ابونعیم، ابوالحسین بن بشران، اور ابوالحسن حمامی ان کے شاگرد ہیں، (۴) آخر عمر میں مکہ معظّمہ میں رہنے لگے تھے، حجاج اور مغاربہ کو ان سے بہت فیض نصیب ہوا۔ (۵) آپ عالم باعمل اور متبع سنت تھے۔ (۶) ماہ محرم ۳۶۰ھ [۹۷۰ء] میں بمقام مکہ معظّمہ وفات پائی۔ (۷)

---

(۱) الأربعون للآجری، ص: ۵۷-۵۶۔ [مکتبہ اضواء السلف ریاض کے مطبوعہ نسخہ میں، یہ الفاظ ص: ۱۰۶، پر ہیں۔ نور]

(۲-۳) تذکرة الحفاظ ۱٤٨/٣۔ [۱۳۹/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۳٤/۱٦۔

(۴) تذکرة الحفاظ ۱٤٨/٣۔ [۱۳۹/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۳۵/۱٦۔

(۵) تذکرة الحفاظ ۱٤٨/٣۔ [۱۳۹/۳، نور]

(۶-۷) تذکرة الحفاظ ۱٤٨/٣۔ [۱۳۹/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۳٤/۱٦۔ [حاشیہ: ۷، سیر میں ص: ۱۳۵ پر مذکور ہے، نور]

Marfat.com

نزہۃ الحفاظ ☆

یہ کتاب ابوموسیٰ مدینی کی تصنیف ہے، ان کی اس سند میں جس کو مسلسل احمدیین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ چھ آدمی احمد نامی متصل بایک دیگر آئے ہیں، یہ حدیث ہے:

أخبر أبورجاء أحمد بن محمد الكسائی قال: حدثنا أبو العباس أحمد بن محمد بن إبراهيم الوزانی ثنا أبوبكر أحمد بن موسیٰ قال: ثنا أحمد بن إسحاق قال: ثنا أحمد بن الحسين الأنصاري قال: ثنا أحمد بن سنان الرملي قال: حدثنا عبدالرحمن بن معز ثنا مجالد سمعت الشّعبي يقول: العلم أكثر من عدد القطر فخذ من كل شئ أحسنه، ثم قرأ "فبشّر عباد الَّذِيْنَ يستمعون القول فيتّبعون أحسنه" قال ابن سنان: هذا رخصة من الانتخاب. ☆(۱)

مجالد کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علم (بارش اور پانی کے) قطروں سے زیادہ ہے۔ پس ہر چیز میں سے احسن (بہتر) کو اختیار کرو، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ فبشر عباد الذین الخ آیت کا ترجمہ یہ ہے:

تو خوشخبری سنادے میرے بندوں کو جو بات سنتے ہیں، پھر اس پر چلتے ہیں، جو اس میں نیک ہے۔

ابوموسیٰ کا نام اور نسب یہ ہے: محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی عیسیٰ احمد بن عمر بن محمد المدینی۔ اصل میں اصفہان کے رہنے والے ہیں، ان بلند پایہ و منتخب محدثین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے فن حدیث میں بہت سی نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ (۲) دو ☆ ذی قعدہ ۵۰۱ھ [۱۱۰۸ء] میں آپ کی ولادت ہوئی، (۳) چونکہ

(۱) نزهة الحفاظ، ص: ۵۸

(۲-۳) تذكرة الحفاظ ۱۲۸/۳ - [۱۲۴/۴، نور] سير اعلام النبلاء ۱۵۲/۲۱

☆ موسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت نے ذکتور عبدالراضی محمد عبدالمحسن کی تحقیق سے ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶ء میں شائع کی ہے۔

☆ مطبوعہ نزهة الحفاظ میں فی الانتخاب ہے۔

☆ فارسی میں دو ذیقعدہ یا در ذیقعدہ لکھا ہے، اشتباہ ہے، لیکن مصادر میں دو کی تحدید نہیں ہے، مطلق ذیقعدہ مذکور ہے۔

Marfat.com

ابوسعید ☆ محمد بن محمد مطرز کی مجلس حدیث میں آپ کے والد آپ کو تبرکاً لے جاتے تھے، اس وجہ سے تیسرے ہی سال ابوسعید ☆ سے ان کو سماع حاصل ہوا، جب ہوشیار ہوئے اور سن رشد وتمیز کو پہنچے تو ابوعلی حداد، حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی (۱) اور حافظ ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل التیمی سے علم حدیث حاصل کیا، گویا آپ حقیقت میں ابوالقاسم کے ہی شاگرد ہیں، اور آپ کو اس فن کے عمدہ فوائد ان ہی سے حاصل ہوئے ہیں۔ حافظ یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ سے بھی بغداد وہمدان میں رہ کر اس علم کا استفادہ کیا۔ (۲) نہایت متبحر عالم تھے، علل حدیث کے پہچاننے اور اس کے ابواب ورجال ورواۃ کی معرفت میں کامل دستگاہ حاصل تھی، اپنے زمانہ کے یگانہ تھے۔ اس فن میں حافظ عبدالغنی مقدسی، (۳) حافظ عبدالقادر رُہاوی، (۴)

(۱) محمد بن طاہر مقدسی: ابوالفضل محمد بن عامر بن علی بن احمد مقدسی، ظاہری، صوفی۔ شوال ۴۰۸ھ [۱۰۱۸ء] میں بیت المقدس میں آپ کی پیدائش ہوئی، سعد زنجانی، حسین بن علی طبری، ابوالحسن خلعی، عبدالوہاب بن ابوعبداللہ بن مندہ وغیرہ سے آپ نے سماعت کی، اسماعیل بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے جتنے حفاظ سے ملاقات کی ان میں سب سے بڑے حافظ حدیث محمد بن طاہر تھے، صدوق تھے، صحیح اور سقیم کے عالم، کثیر التصانیف اور متبع سنت تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں شیرویہ بن شہردان، سلفی ابوزرعہ طاہر بن محمد اور ان کے فرزند ہیں۔ انہوں نے ۵۰۷ھ [۱۱۱۳ء] میں وفات پائی۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۹/۳۶۱-۷ ۔ وفیات الأعیان ۴/۸۸-۲۸۷ ۔ [۲/۶۷-۳۶۶، نور] شذرات الذهب ۴/۱۸ ۔

(۲) تذکرة الحفاظ ۴/۱۲۸ ۔ [۴/۱۲۴، نور] سیر اعلام النبلاء ۲۱/۵۳-۱۵۲ ۔

(۳) عبدالغنی مقدسی: تقی الدین ابومحمد عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی مقدسی، حنبلی۔ کتاب ''الأحكام الكبرىٰ'' اور ''الصغرىٰ'' کے مصنف ہیں۔ ۵۴۱ھ [۴۷-۱۱۴۶ء] میں پیدا ہوئے۔ عبدالقادر جیلی، ابوزرعہ مقدسی، ابوطاہر سلفی وغیرہ سے حدیثیں سنیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں موفق الدین، حافظ ضیاء اور بہت سارے محدثین ہیں۔ کسی نے حافظ عبدالغنی سے استفسار کیا کہ ایک آدمی نے اس بات پر طلاق کی قسم کھائی ہے کہ آپ کو ایک لاکھ احادیث یاد ہیں، توانہوں نے جواب دیا کہ اگر وہ ایک لاکھ سے زیادہ بھی کہتا تو بھی اپنے قول میں صادق ہوتا، ضیاء کہتے ہیں کہ عبدالغنی سخت جستجو والے تھے، طلبہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرتے اور ان کا اکرام کرتے تھے، ربیع الاول کی تیئسویں تاریخ ۶۰۰ھ [۱۲۰۳ء] میں وفات ہوئی، دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۲۱/۴۴۳-۶۸ ۔ [۲۱/۷۱-۴۴۳، نور] شذرات الذهب ۴/۴۶-۳۴۵ ۔

(۴) عبدالقادر رہاوی: ابومحمد عبدالقادر بن عبداللہ رہاوی، حنبلی۔ بعض تاجروں کے آزاد کردہ غلام تھے، رہا میں ۵۳۶ھ [۴۲-۱۱۴۱ء] میں پیدا ہوئے۔ مسعود بن حسن ثقفی، علی بن عبدالصمد بن مردویہ، اسماعیل بن شہریار، ابوزرعہ، طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں ابن نقطہ، ذکی الدین برزالی اور ضیاء الدین مقدسی وغیرہ ہیں۔ ان کی وفات جمادی الاولیٰ ۶۱۲ھ [۱۲۱۵ء] میں ہوئی، انہوں نے ۷۶ رسال کی عمر پائی، ابن نقطہ کہتے ہیں کہ عبدالقادر رہاوی، صالح، مامون اور ثقہ عالم تھے۔ جو کوئی ان کے پاس قیام کرتا تھا وہی ان سے زیادہ مستفید ہوسکتا تھا، اس لئے کہ وہ حدیث کے بیان کرنے میں سخت تھے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۲۲/۷۴-۷۱ [۲۲/۷۵-۷۱، نور] شذرات الذهب ۵/۵۱-۵۰ ۔

☆ صحیح ابوسعد ہے۔

Marfat.com

حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی، [۱] اور دوسرے عمدہ محدثین آپ کے شاگرد ہیں۔ [۲] آپ کی ان تصنیفات میں سے جو متقدمین کی تصانیف پر سبقت لے گئیں، [۳] چند نفع بخش کتابیں یہ ہیں: کتاب **تتميم معرفة الصحابه**، یہ کتاب گویا کتاب ابونعیم کا ذیل (تتمہ) ہے کتاب **الطوالات**، گو یہ کتاب بھی عجیب ہے، اور متقدمین میں سے اس کے مانند کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی، مگر اس کتاب میں موضوعات اور واہیات بہت درج ہیں، بغیر تمیز کے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیے، **کتاب، تتمة الغريبين**، اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو لغات عرب پر بے حد عبور حاصل تھا اور اس سے ان کے کمال کا مظاہرہ ہوتا ہے، **كتاب اللطائف**، **كتاب عوالي التابعين**. [۴]

قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ کتاب علوم الحدیث للحاکم کو بوقت مقابلہ نسخہ ایک دفعہ ہی اپنی یاد سے پڑھتے چلے گئے۔ [۵] استغناء اور تعفف یعنی سوال سے گریز اور دنیا داروں سے استغناء اس قدر تھا کہ کسی سے نذر و نیاز کو بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ تھوڑا سا مال تھا، اس سے تجارت کرتے اور اسی کے نفع سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک دولت مند نے بہت سا مال دے کر یہ کہا کہ میں نے آپ کو اس مال پر اپنا وصی بنایا ہے، میرے مرنے کے بعد جو اس کے مستحق ہیں ان پر صرف فرمائیں، تو یہ جواب دیا کہ میں تو

(۱) ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی: ابوبکر محمد بن موسیٰ بن حازم ہمذانی۔ ان کی پیدائش ۵۴۸ھ [۵۴-۱۱۵۳ء] میں ہوئی۔ شہردار بن شیرویہ دیلمی، ابوزرعہ بن طاہر مقدسی، ابوموسیٰ مدینی وغیرہ ان کے اساتذہ ہیں۔ ان کے تلامذہ میں تقی الدین بن بالویہ واسطی اور جلال الدین عبداللہ دمیاطی وغیرہ ہیں۔ انہوں نے حدیثیں لکھنے اور جمع کرنے کا کام کیا، اور علم کی طرف پوری یکسرئی سے متوجہ ہوئے حتی کہ فن حدیث میں مہارت حاصل کی، علم انساب میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ انہوں نے بغداد کو اپنا وطن بنالیا تھا، بغداد میں فقہ شافعی کو پڑھا، پھر کبار علماء کی صحبت اختیار کی، حتی کہ احادیث، اسانید، اور رجال کے سب سے بڑے حافظ قرار پائے، اور یہ سب چیزیں ان کی عبادات، ریاضات اور اوراد و وظائف کی پابندی کے ساتھ ہیں، ان کی وفات جمادی الاولیٰ ۵۸۴ھ [۱۱۸۸ء] میں ہوئی، دیکھئے: سير اعلام النبلاء ۲۱/ ۷۲-۱٦۷ ۔ وفيات الاعيان ٤/ ۲۹٤ ۔ شذرات الذهب ٤/ ۲۸۲ ۔

(۲) تذكرة الحفاظ ٤/ ۱۲۸ ۔ [٤/ ۱۲۵، نور] سير اعلام النبلاء ۲۱/ ۱۵۵ ۔

(۳) تذكرة الحفاظ ٤/ ۱۲۹ ۔ [٤/ ۱۲۵، نور]

(۴) تذكرة الحفاظ ٤/ ۱۲۹ ۔ [٤/ ۱۲۵، نور] سير اعلام النبلاء ۲۱/ ۱۵٤ ۔

(۵) تذكرة الحفاظ ٤/ ۱۲۹ ۔ [٤/ ۱۲۵، نور] سير اعلام النبلاء ۲۱/ ۱۵۵ ۔

Marfat.com

اس کو قبول نہیں کرتا، البتہ تم کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو اس کام کو مجھ سے احسن طور پر انجام دے سکتا ہے۔ (۱) آپ نہایت متواضع تھے، جب کسی جگہ تشریف لے جاتے تو کسی کو اپنے ہمراہ نہ رکھتے تھے۔ (۲) حافظ عبدالقادر رُہاوی فرماتے ہیں کہ میں ڈیڑھ سال تک دو وقتہ برابر ان کی خدمت میں آتا جاتا رہا، مگر اس مدت میں کوئی بات خلاف شریعت یا خلافت مروت ان سے سرزد ہوتے ہوئے نہیں دیکھی۔ (۳) ۹ر جمادی الاولیٰ ۵۸۱ھ [۱۱۸۵ء] میں انتقال ہوگیا، اسی روز یہ اتفاق پیش آیا کہ ہنوز ان کے دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ کثرت سے بارش شروع ہوگئی، گرمیوں کا موسم تھا اور اصفہان میں ان دنوں پانی کی بہت کمی تھی۔ (۴)

اس زمانہ کے صالحین میں سے ایک نے یہ بیان کیا ہے کہ اسی روز میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے میں نے ایک معبر سے اس کی تعبیر دریافت کی، تو اس نے کہا کہ تیرا خواب سچا ہے، مسلمانوں کے پیشواؤں میں سے کسی ایسے کامل کی رحلت ہوگی جو اپنے وقت کا بے مثل ہے، ☆ کیونکہ ایسا ہی خواب امام شافعیؒ، سفیان ثوریؒ، اور احمد بن حنبلؒ کے انتقال کے وقت دیکھا گیا تھا۔ خواب دیکھنے والا کہتا ہے کہ ابھی شام نہ ہونے پائی تھی کہ گلی کوچوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حافظ ابوموسیٰ کا انتقال ہوگیا۔ (۵)

حصن حصین ☆

یہ کتاب، نیز دو مختصر کتب عدّہ اور جنّہ شمس الدین محمد جزری کی تصنیف ہیں، چونکہ یہ کتاب بہت مشہور ہے، اس لئے یہاں اس کے کسی فقرہ کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ ان بزرگ کی نوادر

(۱) سیر اعلام النبلاء ۲۱/۱۵۶۔ [۲۱/۵۶-۱۵۵، نور] (۲) تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۹۔ [۴/۱۲۵، نور]

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۹۔ [۴/۱۲۵، نور] سیر اعلام النبلاء ۲۱/۱۵۶۔

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۳۰۔

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۳۰۔ [۴/۱۲۶، نور] سیر اعلام النبلاء ۲۱/۱۵۶۔

☆ فارسی میں حسب ذیل عبارت ہے: ''اوگفت کہ اگر خواب تو راست است امامے از ائمہ مسلمہ کہ بے نظیر باشد رحلت نماید'' اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ''اگر تمہارا خواب سچا ہے تو امت مسلمہ کے کسی بڑے بے نظیر امام کا انتقال ہوگا''۔

☆ ۱۲۷۹ھ میں حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ نے مطبع احمدی سے شائع کی تھی، یوسف سرکیس کے بقول یہ کتاب پہلی بار ۱۲۷۷ھ میں مصر سے پتھر پر طبع ہو کر منظر عام پر آئی تھی۔ ۱/۶۳ معجم المطبوعات العربیہ والمعربۃ۔

Marfat.com

تصنیفات میں سے ایک اور کتاب عقود اللآلي في الأحاديث المسلسلة والعوالي ہماری نظر سے گزری ہے، اس کا دیباچہ اس طرح ہے:

الحمد لله المعين لنقل الكتاب والسنة وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له ذوالفضل والمنة، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله الهادي إلى طريق الجنة، والمرسل إلى الناس والجنة، صلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه صلاة تكون عن النار نعم الجنة، وسلم وشرف وكرم وبعد ، فهذه أحاديث مسلسلات صحاح وحسان وعوال صحيحة عشارية عالية الشأن لايوجد في الدنيا أعلىٰ منها ولايحسن لمؤمن الإعراض فيها، إذ قرب الإسناد وعلوه قرب من الله ورسوله صلى الله عليه وسلم، ثم إني جمعتها باتصال تلاوة القرآن العظيم إلى النبى الكريم عليه أفضل الصلاة والتسليم، ثم باتصال الصحبة ولبس خرقة التصوف العالية الرتبة ولقبتها برسم سلطان الإسلام رئيس ملوك الأنام معلى كلمة الإيمان معين الملة والشريعة والدين شاه رخ بها در نصر الله به الإسلام على ممر الزمان .

الحديث الأول أخبرنا الشيخ الصالح الرحلة المحدث الثقة أبو الثناء محمود بن خليفة بن محمد بن خلف المنحى قراءةً منى عليه يوم الأحد العاشر من صفر سنة سبع وستين وسبع مائة بدمشق المحروسة، وهو أوّل حديث سمعته قال أنا شيخ الشيوح العارفين شهاب الدين أبوحفص عمر بن محمد بن عبدالله البكرى السهروردى وهو أوّل حديث سمعته منه، قال: أخبرنا الشيخة الصالحة ستّ الدار شهده بنت أحمد الكاتبة وهو أوّل حديث سمعته منها قالت: أخبرنا زاهر بن طاهر الشحامي وهو أوّل حديث سمعته منه قال: أخبرنا أبوصالح أحمد بن

Marfat.com

عبد الملك المؤذن وهو أول حديث سمعته منه بسنده إلى عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالىٰ عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الراحمون يرحمهم الرحمٰن تبارك وتعالىٰ ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء، هذا حديث حسن أخرجه أبو داوٗد في سننه والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.(۱)

ہرقسم کی حمد وستائش اس خدا کے لئے ہے جو کتاب وسنت کے نقل کرنے میں میرا مددگار رہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں، جو یکتا ویگانہ ہے۔ اور بڑا فضل واحسان کرنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اوراس کے رسول ہیں، جو جنت کے راستہ پر لے جانے والے اور آدمیوں وجنات سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں، آپ پر اور آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب پر خدا کی ایسی رحمت نازل ہو، جو نار جہنم کے مقابلہ میں ڈھال کا کام دے، اور ہمیشہ آپ پر (اور آپ کے اتباع پر) سلامتی اور شرف وکرم کا نزول ہوتا رہے، بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ یہ مسلسل، صحیح، حسن باعتبار اسناد کے درست، عشاری (۲) اور رفیع الشان احادیث کا ذخیرہ ہے کہ دنیا میں ان سے اعلیٰ نہیں، کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے سننے اور یاد کرنے میں تساہل کرے اس لئے کہ سند کا قریب اور عالی ہونا گویا اللہ اوراس کے رسول سے قریب ہونا ہے، پھر میں نے تصوف کا بلند مرتبہ خرقہ پہن کر تلاوت قرآن مجید کا اتصال، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تک کر کے ان حدیثوں کو جمع کیا، میں نے اپنی اس کتاب کو اس بادشاہ اسلام کے نام کے ساتھ معنون کیا، جو دنیا کے بادشاہوں کا سردار، کلمہ ایمان کا بلند کرنے والا، اور شریعت وملت کا محافظ اور دین

---

(۱) اس حدیث کو ابوداوٗد نے اپنی سنن میں کتاب الأدب، باب في الرحمه میں تخریج کیا ہے، ترمذی نے بھی اپنی جامع میں کتاب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة المسلمين میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح درجہ کی ہے۔

(۲) اس سند کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کل دس واسطے ہوں۔ [ع]

Marfat.com

کا حامی ہے، یعنی شاہ رخ بہادر، خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ عرصہ دراز تک اسلام کی مدد فرمائے، پہلی مسلسل بالاولیۃ حدیث جو شیخ محمود بن خلیفہ منجی، شیخ شہاب الدین سہروردی، بنت احمد الکاتبہ، زاہر بن طاہر شحامی، ابوصالح بن عبدالملک مؤذن وغیرہم کے وسائط سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ تک پہنچتی ہے، یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر خدا تعالیٰ بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا، یہ حدیث حسن ہے، جس کی تخریج ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں کی ہے، اور ترمذی نے تصریح کی کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

صاحب حصن حصین کی کنیت ابوالخیر اور لقب قاضی القضاۃ ہے، اور نام ونسب یہ ہے: شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر۔ اصل میں دمشق کے رہنے والے ہیں، پھر شیراز میں سکونت اختیار کی، ابن الجزری سے مشہور ہیں، ملک دیار بکر میں موصل کے قریب جو جزیرہ ابن عمر واقع ہے، اس کی طرف نسبت ہے، یہ دریائے شور کا ایک جزیرہ ہے، جو دجلہ اور فرات کے مابین واقع ہے، (۱) ان کے والد تاجر تھے، مدت دراز تک اولاد نہ ہوئی، (۲) جب خانہ کعبہ میں پہنچے اور آب زمزم پی کر اولاد کی دعا مانگی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بزرگوار فرزند عنایت فرمایا۔ ۲۵/ماہ رمضان المبارک ۷۵۱ھ [۱۳۵۰ء] کو شنبہ کی رات نماز تراویح کے بعد بمقام دمشق پیدا ہوئے، اور اسی شہر میں نشو ونما پائی۔ (۳) حافظ عمادالدین بن کثیر سے فقہ وحدیث کو حاصل کیا، لیکن فن حدیث سے کامل طور پر سیراب نہ ہوئے تھے۔ علم قرأت وتجوید کی طلب بھی بیحد غالب تھی، چنانچہ ابن ابی لیلہ، (۴) صلاح بن ابی عمر بن کثیر اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت سے ان دونوں علوم کو حاصل کیا، اور عزالدین بن جماعہ اور محمد بن اسماعیل نجار سے بھی اجازت حاصل ہے۔ قاہرہ (جو مصر کا دارالسلطنت ہے) اسکندریہ اور بلاد مغرب میں گشت کر کے علم قرأت کی تکمیل اور اس میں

---

(۱) الضوء اللامع ۲۵۵/۹۔

(۲) چالیس سالوں تک۔ دیکھئے: الضوء اللامع ۲۵۵/۹۔

(۳) الضوء اللامع ۲۵۵/۹۔ (۴) ابن امیلہ [ع]

☆ مسلسل بالأولیۃ اس وجہ سے اس حدیث کو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے محدثین نے اپنے شیخ سے اسی حدیث کو سنا ہے۔ [ع]

Marfat.com

مہارت کلی پیدا کی۔ [1] پھر مصر میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس کا نام دار القرآن رکھا، [2] اس کے بعد بلاد روم میں تشریف لے گئے، اور اس وسیع اور کشادہ ملک میں علم قرأت وحدیث کی اشاعت کی، اور مخلوق کو نفع عظیم پہنچایا۔ تمام ممالک اسلام میں خصوصیت کے ساتھ علم قرأت کے امام تسلیم کر لئے گئے، [3] خوبصورت، خوش پوشاک، تیز زبان، اور فصیح و بلیغ آدمی تھے۔ [4] ملک روم میں آپ کو امام اعظم کا لقب دیا گیا تھا۔ [5] بارہا طواف سے مشرف ہوئے اور آخر شیراز میں رہ پڑے، قرأت قرآن، اسماع حدیث، اور عبادت انہیں تینوں مشغلوں سے ان کے اوقات معمور تھے، آپ کے اوقات میں برکت بھی محسوس ہوتی تھی، باوجودیکہ طالبان حدیث وتجوید کا ہجوم رہتا تھا، مگر اوراد وعبادات میں بھی مشغول رہتے تھے، مزید برآں تصنیف وتالیف کا بھی سلسلہ جاری تھا، ہر روز اس قدر تصنیف فرمایا کرتے تھے جس قدر ایک عمدہ زودنویس کاتب لکھ سکتا ہے۔ سفر اور حضر میں قائم اللیل اور شب بیدار رہتے تھے۔ دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ بھی کبھی فوت نہیں ہوتا تھا، اس کے علاوہ ہر ماہ میں تین روزے برابر رکھتے تھے، ان کی جس قدر تصنیفات وتالیفات ہیں وہ سب مفید اور نافع ہیں، جو کتابیں مشہور ہیں وہ یہ ہیں، "النشر فی القراء ة العشر" بہت شہرت رکھتی ہے، ☆ اور اس کا مختصر "تقریب النشر" بھی مشہور ہے، منظومہ نشر جو "طیبة النشر" کے نام سے مشہور ہے، یہ بھی قراء میں متداول اور مروّج ہے۔

غیر مشہور کتابیں یہ ہیں: أدلة الواضحة في تفسير سورة الفاتحه، الجمال في أسماء الرجال، هداية الهداية [6] في علوم الحديث والرواية، توضيح المصابيح، یہ مصابیح کی شرح ہے، اور بڑی بڑی جلدوں میں ہے، خوب لکھی گئی ہے، المسند [الأحمد] فيما يتعلق بمسند أحمد، التعريف بالمولد الشريف اور اس کا مختصر عرف التعريف، أسنى المطالب في مناقب علي بن أبي طالب، الجوهرة العلية في علوم العربية ان کے علاوہ اور بھی بہت سی تصنیفات ہیں، چنانچہ

(۱) الضوء اللامع ۹/۲۵۶۔

(۲) سخاوی نے مصر کے بجائے دمشق میں ایک مدرسہ بنانے کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: الضوء اللامع ۹/۲۵۶۔

(۳) الضوء اللامع ۹/۵۹-۲۵۶۔ (۴) الضوء اللامع ۹/۲۵۹

(۵) الضوء اللامع میں بلاد روم کے بجائے اپنے ملک میں مذکور ہے۔ ۹/۲۵۹۔

(۶) البداية فی علوم الرواية والهداية. [ع]

☆ فارسی عبارت یہ ہے: "ومؤلفات او ہمہ مفید و نافع افتاد، والنشر فی القراءات العشر کہ خیلے شہرت دارد"

Marfat.com

علامہ ابو القاسم عمر بن فہد نے اپنے والد حافظ تقی الدین بن فہد کے معجم شیوخ میں ان بزرگ کی انتالیس تصانیف کا ذکر کیا ہے، ۸۳۳ھ [۱۴۲۹ء] میں جمعہ کے دن ان کا انتقال ہوا۔ (۱) ان کی ایک نظم بھی ہے، قصیدہ نبویہ کے یہ دو بیت مجھے یاد ہیں:

ألا أي سـود الـوجـه الـخطايا   وبيّضت السنون سواد شعري

خبردار رہو کہ میرے چہرے کو میری خطاؤں نے سیاہ کر دیا، اور میرے بالوں کی سیاہی کو سنین عمر نے سفید کر دیا۔

فـمـا بـعد التقى إلا الـمـصـلى   ومـابـعـد الـمـصـلى غير قبري

تقوی کے بعد مصلیٰ کے سوا کچھ نہیں، اور مصلّٰی کے بعد میری قبر کے سوا اور کچھ نہیں۔

حدیث رحمت کو جس کو مسلسل باولیہ بھی کہتے ہیں ان دو شعروں میں نظم کیا ہے:

تـجـنـب الظلم عن كل الخلائق فى   كل الأمور فيا ويل الذي ظلما

تمام کاموں میں تمام مخلوق سے ظلم کو دور رکھ، افسوس ہے اس شخص پر جس نے ظلم کیا۔

وارحـم بـقلبك خلق اللّٰه كلهم   فإنما يرحم الرحمن من رحما

تمام مخلوق خدا پر دل سے رحم کر، خداتعالیٰ اسی پر رحمت کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتا ہے۔

ایک روز ان کی مجلس میں جب شمائل ترمذی کا ختم ہوا اور شاگرد اس کے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دو لطیف شعر نظم فرمائے۔

أخلاي إن شط الحبيب وربعه   وعز تلاقيه وناءت منازله

اے میرے دوستو اگر حبیب اور اس کا مکان دور ہو گیا ہے، اس سے ملاقات کرنا دشوار ہو گیا اور اس کی منزلیں بعید ہو گئی ہیں۔

فإن فاتكم☆ أن تبصروه بعينه☆   فما فاتكم بالسمع هذي شمائله (۲)

اگر تم سے اسکا دیکھنا فوت ہو گیا ہے، تو اسکی خبروں کا سننا تو فوت نہیں ہوا، یہ ہیں اس کی پاک عادتیں۔

---

(۱) الضوء اللامع ۲۵۷/۹   (۲) الضوء اللامع ۲۶۰/۹

☆وفاقكم   ☆بعينكم

Marfat.com

مکہ معظّمہ کے شوق میں یہ قطعہ تصنیف فرمایا:

أخــــلّاي إن رمتم زيـارة مكة　　　وو افيتم مـن بـعـدحـج بـعـمـــرة

اے میرے دوستو! اگر تم زیارت مکہ کا قصد کرو، اور حج کے بعد عمرہ پالو۔

فعوجوا على جعرانة واسئلن لي　　　وأوفوا بعهدلاتكونـنّ كـالتي[1]

تو (واپسی پر) جعرانہ پر ٹھہرو، اور میرے لئے سوال کرو، اور عہدوں کو پورا کرو، اس عورت کی طرح مت بنو (جو سوت کات کر توڑ ڈالتی ہے)۔

مدینہ منورہ کے اشتیاق میں یہ قطعہ نظم کیا ہے:

مـدينة خير الـخـق تجلوا لناظري　　　فلاتعذلوني إن قتلت بها عشقا

بہتر مخلوق کا مدینہ میرے سامنے ہے، اب اگر میں اس کے عشق میں قتل کیا جاؤں تو تم مجھ کو ملامت نہ کرو۔

وقـد قيل فـى زرق العيون شأمة　　　وعندي أن اليمـن في عينها الزرقا

کہا گیا ہے کہ نیلی آنکھ میں نحوست ہے، میرے نزدیک تو اس کے عین الزرقا[2] میں سراسر برکت ہے۔

كتاب الجمع بين الصحيحين للحميدی

اس میں بخاری و مسلم کی حدیثوں کو مسانید صحابہ کے مطابق مرتب کیا ہے، مرتبہ ثالث[3] میں جو سب سے نیچے کا مرتبہ ہے، مسند انس بن مالک ہے، راقم الحروف کی نظر وہاں تک نہیں پہنچی، دیباچہ میں ایک طویل خطبہ لکھا ہے، ان کی کنیت ابو عبداللہ اور نام و نسب یہ ہے: محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ بن حمید

(۱) اس آیت کی طرف تلمیح ہے، ولا تكونوا كالّتي نفضت غزلها [سورہ نحل] [ع]

(۲) عين الأزرق یا عين الزرقاء مدینہ میں ایک چشمہ کا نام ہے۔ [ع]

(۳) حمیدی کہتے ہیں کہ ہم نے ہر راوی کی حدیثیں الگ الگ جمع کی ہیں، اور اس کو پانچ مراتب میں تقسیم کیا ہے، پہلے مرتبہ میں عشرہ مبشرہ کی مسانید ہیں، پھر عشرہ مبشرہ کے بعد مقدمین کا درجہ ہے، پھر مکثرین کا، اور پھر حدیثیں کم روایت کرنے والوں کا، پھر عورتوں کا، ۱/۵۷ حضرت انس کی مسند تیسرے درجہ میں ہے، جو کہ درجہ متوسط ہے۔

Marfat.com

ازدی، حمیدی، اندلسی۔ ان کو موجودہ وطن کی طرف نسبت کرتے ہوئے میسرقی ☆ کہتے ہیں اور مذہب ظاہر کی طرف نسبت کر کے ظاہری بھی کہتے ہیں۔[1] ☆ اندلس، مصر، شام، عراق، اور حرم شریف میں رہ کر حدیث کی سماعت کی، آخر عمر میں بغداد میں رہنے لگے تھے۔ علامہ ابن حزم ظاہری کے شاگرد رشید تھے، ابوعبداللہ قراعی، ابوعمر یوسف بن عبدالبر، ابوبکر خطیب اور دوسرے محدثین سے بھی استفادہ کیا ہے،[2] ان کی پیدائش قرن خامس کے عشر اولیٰ میں ہوئی۔[3][4] مکہ معظمہ میں کریمہ مروزیہ[5] سے جو بخاری کی راوی ہیں ملاقات کی،[6] ایک روز ابوبکر بن میمون ان کے حجرے کے دروازے پر آئے، اور کواڑوں کو کھٹکھٹایا، تاکہ اندر داخل ہونے کی اجازت ملے، حمیدی کسی سبب سے غافل تھے، ان کو کوئی جواب نہ دے سکے، ابوبکر بن میمون یہ سمجھ کر کہ جب مجھ کو ممانعت نہیں فرمائی تو داخل ہونے کی اجازت ہے، اندر تشریف لے گئے، حمیدی کی ران کھلی ہوئی تھی، حمیدی پر یہ بات بہت ہی گراں گزری اور دیر تک یہ کہتے ہوئے

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ٤/١٧۔ سیر اعلام النبلاء ١٩/١٢٠۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ٤/١٧۔ سیر اعلام النبلاء ١٩/١٢٠-١٢١۔

(۳) ۴۲۰ھ[۱۰۲۹ء] سے قبل پیدا ہوئے۔[ابن خلکان][ع]

(۴) ذہبی نے ان کی پیدائش ۴۲۰ھ[۱۰۲۹ء] سے قبل ذکر کی ہے، دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ١٩/١٢٠۔

(۵) کریمہ مروزیہ: ام الکرام کریمہ بنت احمد بن محمد بن حاتم مروزیہ۔ ان کے اساتذہ میں ابوالہیثم کشمیہنی، زاہر بن احمد سرخسی، عبداللہ بن یوسف بن باموبہ اصبہانی وغیرہ ہیں، ابوالہیثم سے صحیح بخاری کی سماعت حاصل ہے، وہ جب روایت کرتی تھیں تو اصل سے تقابل بھی کرتی تھیں، معرفت حدیث میں ید طولیٰ حاصل تھا، صحیح بخاری انہوں نے کئی مرتبہ روایت کی ہے، جس میں ایک مرتبہ حج کے زمانہ میں ابوبکر خطیب کی قرأت سے روایت بھی شامل ہے، غیر شادی شدہ تھیں، ان سے روایت کرنے والوں میں خطیب، ابوالمظفر منصور بن سمعانی وغیرہ ہیں، ابوبکر بن منصور سمعانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کریمہ کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ کیا کسی انسان نے کریمہ کی طرح کسی کو دیکھا ہے، ۴۶۳ھ[۱۰۷۰-۷۱ء] میں وفات پائی، تقریباً سو سال کی عمر ہوئی۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ١٨/٢٣٣-٢٣٥۔ الاکمال ٧/١٧١۔ شذرات الذہب ٣/٣١٤۔

(۶) تذکرۃ الحفاظ ٤/١٧ الصلۃ ٢/٥٦٠ [۲/۷۷-۱۷۸، حاشیہ: جلال الاسیوطی، دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۱۴۲۹ھ، نور]

☆ مصادر میں میورقی مذکور ہے۔

☆ [صفات میں ظاہری تھے نہ کہ فروعات میں] فارسی طبع اول میں یہ اضافہ ہے۔

Marfat.com

روتے رہے کہ جب سے مجھ کو تمیز و شعور حاصل ہوا ہے اب تک کسی نے میری ران برہنہ نہیں دیکھی، (۱) امیر ابن ماکولا جو مشہور محدثین میں سے ہیں، حمیدی کے یار دوستوں میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ نزہت و پاکیزگی، عفت و پرہیزگاری، اور مشغلہ علمی میں، میں نے حمیدی کے برابر کسی کو نہیں دیکھا، (۲) علل حدیث کی معرفت اور اصول کے موافق تحقیق معانی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، علم عربیت و ادب، قرآن مجید کی ترکیب اور لطائف بلاغت بیان کرنے میں بھی حق تعالیٰ نے ان کو کامل دستگاہ عطا فرمائی تھی (۳) اس کتاب کے علاوہ ان کی اور تصنیفات بھی ہیں، جو مندرجۂ ذیل ہیں:

تاریخ اندلس، یہ مشہور کتاب ہے، اس کا پورا نام **جذوة المقتبس فی تاریخ علماء اندلس** ہے، **جمل تاریخ اسلام، کتاب الذهب المسبوك فی وعظ الملوك، کتاب مخاطبات الأصدقاء فی المکاتبات واللقاء، کتاب حفظ البحار، کتاب ذم النمیمة** (۴) شعر و سخن سے بھی مشغلہ تھا، لیکن سب کچھ وعظ و نصیحت کے رنگ میں۔ (۵) بہت سے لوگوں نے گھر و مجلس میں ان کا امتحان لیا، لیکن ان کی زبان پر دنیا کا ذکر کبھی نہیں آیا۔ (۶) ۱۷ / ذی الحجہ ۴۸۸ھ [۱۰۹۵ء] کو حمیدی کی وفات ہوئی، ابوبکر شامی ☆(۷) نے جو مشہور شافعی فقیہ ہیں، ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ شیخ ابواسحاق

(۱) تذکرة الحفاظ ۱۸/۴ ۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲۲/۱۹ ۔

(۲) تذکرة الحفاظ ۱۸/۴ سیر اعلام النبلاء ۱۲۳/۱۹ ۔ [۱۹/ ۲۳-۱۲۲، نور] الصلة ۵۶۰/۲ ۔ [۱۷۸/۲، نور] نفح الطیب ۲۷۰/۲ ۔ [۱۱۳/۲، نور]

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۲۳/۱۹ ۔

(۴) تذکرة الحفاظ ۱۸/۴ ۔ نفح الطیب ۷۱/۲ ۔ [۱۴/۲ - ۱۱۳، نور]

(۵) تذکرة الحفاظ ۱۸/۴ ۔ (۶) سیر اعلام النبلاء ۱۲۴/۱۹ ۔

(۷) ابوبکر شاشی: ابوبکر محمد بن احمد بن حسین بن عمر شاشی، ترکی۔ ان کی پیدائش ۴۲۹ھ [۳۸-۱۰۳۷ء] میں ہوئی۔ حصول علم کے لئے بغداد کا رخ کیا، اور ابواسحاق شیرازی کی صحبت میں رہے، انہوں نے گازرونی اور ابوبکر خطیب سے روایت کی ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوطاہر سلفی، فخر النساء شہدہ، وغیرہ ہیں، ان کی وفات شوال ۵۰۷ھ [۱۱۱۴ء] میں ہوئی، مصر کے فقیہ تھے، اپنے زمانے میں شوافع کے اجل شیوخ میں تھے، امام غزالیؒ کے بعد مدرسہ نظامیہ میں مسند درس کی زینت بنے۔ دیکھئے: وفیات الاعیان ۲/۴-۲۱۹ ۔ [اس میں صرف نام آیا ہے] سیر اعلام النبلاء ۹۴/۱۹-۳۹۳ ۔ العبر ۱۳/۴ ۔ [۳۹۰/۲، نور] شذرات الذهب ۱۶/۴-۱۷ ۔

☆ شاشی ہونا چاہئے۔

Marfat.com

شیرازی کی قبر کے نزدیک ان کو دفن کیا گیا۔ وفات سے قبل کئی بار مظفر کو، (جو بغداد کا رئیس الروساء تھا اور یہ عہدہ اس وقت اعلیٰ عہدوں میں سمجھا جاتا تھا، کیونکہ یہ عہدہ دار تمام شہر کا افسر ہوتا تھا) یہ وصیت کی تھی کہ مجھ کو بشر حافی کے پاس دفن کرنا۔ اس نے کسی وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف عمل کیا تو یہ خواب اس نے دیکھا کہ حمیدی مجھ سے اس امر کا گلہ اور شکوہ کرتے ہیں، ناچار ماہ صفر ۴۹۱ھ [۱۰۹۸ء] میں اس جگہ سے منتقل کر کے بشر حافی کے قریب دفن کیا، یہ حمیدی کی کرامت ہے کہ ان کا کفن تازہ اور بدن بالکل صحیح وسالم تھا، (گلا سڑا نہ تھا) اور بہت دور تک اس کی خوشبو مہک رہی تھی، (۱) یہ قطعہ ان کی مشہور نظموں میں سے ہے، اور در حقیقت بہت نافع و مفید ہے۔

لقاء الناس ليس يفيد شيئا　　سوى الهذيان من قيلٍ وقال

لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی، سوائے بکواس اور نری گفت وشنید کے

فأقْلِلْ من لقاء الناس إلاَّ　　لأخذ العلم أو إصلاح حال (۲)

پس لوگوں کی ملاقات کو کم کر، مگر تحصیل علم کے لئے یا اصلاح حال کی خاطر۔

یہ اشعار بھی انہیں کے ہیں۔

كتاب ☆ اللّٰه عزوجل قولي　　وما صحّت به الآثار ديني

اللہ عزوجل کی کتاب میرا قول ہے، اور احادیث صحیحہ میرا دین ہیں۔

وما اتفق الجميع عليه بدءاً　　وعودا فهو عن حق مبين

اور جس چیز پر سب نے اتفاق کرلیا خواہ پہلے ہی، یا بعد میں، پس وہی کھلا ہوا حق ہے۔

فدع ما صدّ عن هذا ☆ وخذها ☆　　تكن منها على عين اليقين (۳)

پس تو ان سے باز رکھنے والی چیز کو خیر باد کہہ دے، اور ان احادیث کو اپنا لے تو ان کے ذریعہ عین الیقین تک پہنچ جائے گا۔

---

(۱) تذکرة الحفاظ ٤/٢٠ـ [٤/٢٠-١٩، نور]

(۲) وفيات الاعيان ٤/٢٨٣ـ [٢/٣٦٥، نور] سير اعلام النبلاء ١٩/١٢٧ـ نفح الطيب ٢/٧٠ـ [٢/١١٤، نور]

(۳) نفح الطيب ٢/١١٥ـ تذكرة الحفاظ ٤/٢١ـ [٤/٢٠، نور] سير اعلام النبلاء ١٩/١٢٧ـ

☆ كلام　　☆ هذي　　☆ هذا

Marfat.com

ان کے اس قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فروعات میں بھی ظاہری تھے، چنانچہ ان کے سیرت نگاروں نے بھی ایسا ہی لکھا ہے، اور یہ کہا ہے کہ وہ اپنی ظاہریت کافی الجملہ اخفاء کرتے تھے۔ (۱)

نفح الطیب مصنفہ شیخ شہاب الدین المقری میں مذکور ہے، کہ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی تصنیف کردہ ہیں۔ کتاب من ادعی الأمان من أهل الایمان، کتاب تسهيل السبيل إلى علم الترسيل، کتاب الأماني الصادقة (۲) یہ چند بیت بھی ان کے نقل کئے ہیں۔

الناس نبت وأرباب القلوب لهم روض، وأهل الحديث الماء والزهر

لوگ مثل گھاس کے ہیں اور اہل دل ان کے لئے، باغ اور اہل حدیث پانی اور پھول

فمن كان ☆ قول رسول الله حاكمه فلا شهود له إلا اللآلی ذكروا (۳)

پس جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکومت ہو، اس کے گواہ یہی لوگ ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا۔

وله أيضا

إن الفقيه ☆ حديث يستضاء به عند الحجاج وإلا كان في الظلم

البتہ فقیہ ایسی حدیث ہے کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، جھگڑے اور نزاع کے وقت ورنہ تاریکیوں میں رہے۔

إن تاه ذو مذهب في قفر مشكله لاح الحديث له في الوقت كالعلم (۴)

اگر کوئی اہل مذہب اپنی مشکل کے بیاباں میں حیران ہوتا ہے، تو حدیث اسی وقت اس کے لئے نشان کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

---

(۱) تذکرة الحفاظ ٤/ ٢٠_[٤/ ١٩، نور]

(۲) نفح الطيب ٢/ ١١٥_

(۳) نفح الطيب ٦/ ١١٦_[٤/ ٣٣٧، نور]

(۴) نفح الطيب ٦/ ١١٥_[٤/ ٣٣٧، نور]

☆ ومن كان ☆ دين الفقيه

Marfat.com

وله أيضا

من لم يكن للعلم عند فنائه ۔ أرج، فإنّ بقاءه كفنائه

جس شخص کی موت کے وقت اس میں علم کی مہک نہ ہو، تو اس کی زندگی اس کی موت کے مرادف ہے۔

للعلم يحيىٰ المرء طول حياته ۔ فإذا انقضىٰ أحياه حسن ثنائه [۱]

علم ہی انسان کو تمام عمر زندہ رکھتا ہے، جب وہ مرجاتا ہے تو اپنے ذکر خیر کے ذریعہ زندہ رہتا ہے۔

وله أيضا

ألفت النّوى حتى أنست بوحشتها [۲] ۔ وصرت بهذا فى الصبابة مولعا ☆

میں جدائی کا دلدادہ اور اس کی وحشت سے مانوس ہو گیا، اور میں عشق میں وحشت کی وجہ سے حریص ہو گیا۔

فلم أحص كم رافقته من مرافق [۳] ۔ ولم أحص كم خيّمت [۴] فى الأرض موضعا

اب مجھے نہ یہ احساس شمار کہ کتنے رفیقوں کے ساتھ میں نے رفاقت کی، نہ اس کا دھیان کہ کتنے مقامات پر زمین میں خیمے لگائے۔

ومن بعد جوب الأرض شرقا ومغربا ۔ فلابد لى من ان أُوافي مصرعاً [۵]

لہٰذا شرقاً وغرباً زمین طے کرنے کے بعد میرے لئے ضروری ہے کہ میں کسی میدان کو پاؤں۔

---

(۱) نفح الطيب ٦/١١٦۔[٤/٣٣٧،نور] ۔ (۲) بوحشها[بوحشتي ،ع]

(۳) رافقت فيها مرافقا[ع] ۔ (۴) تيممت [ع]

(۵) نفح الطيب ٢/١١٦۔[٢/١١٤،نور]

☆ بها لا بالصبابة.

Marfat.com

الشہاب المواعظ والآداب للقضاعی ☆(۱)

اس کتاب کا خطبہ یہ ہے:

الحمد لله القادر الفرد الحكيم، الفاطر الصمد الكريم، باعث نبيه محمد صلى الله عليه وسلم بجوامع الكلم، وبدائع الحكم، بشيراً ونذيراً وداعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيراً، صلى الله عليه وعلى آله الذين أذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً، أمابعد! فان في الألفاظ النبوية والآداب الشرعية جلاء لقلوب العارفين وشفاء لأدواء الخائفين لصدورها عن المؤيد بالعصمة والمخصوص بالبيان والحكمة الذى يدعوا إلى الهدى ويبصر من العمى، ولا ينطق عن الهوى، صلى الله عليه وسلم أفضل ما صلى على أحد من عباده الذين اصطفى.

سب قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو قدرت والا یکتا اور حکمت والا ہے، جو پیدا کرنے والا بے نیاز اور کریم ہے، جس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کلمات اور نادر حکمتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا، جو (مسلمانوں کو جنت کی) خوشخبری دینے والے اور (کافروں کو جہنم سے) ڈرانے والے ہیں، جو خدا کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور چراغ روشن کرنے والے ہیں، ان پر اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو اوران کی اولاد پر (بھی) جن سے پلیدی کو دور کر کے پاک وصاف کردیا، حمد وصلوٰۃ

(۱) یہ ایک لطیف کتاب ہے، جس میں صاحب کتاب نے حکم اور وصایا کی چھوٹی چھوٹی بارہ سو حدیثوں کو بغیر سند کے جمع کیا ہے، کلمات کی ترتیب پر ہے، حرف کی کوئی تقیید نہیں ہے، اس کو حروف تہجی کی ترتیب پر شیخ عبدالرؤف مناوی شافعی نے ترتیب دیا ہے، اوراسی کے ساتھ ان احادیث کی تخریج کرنے والوں کا تذکرہ ایک جلد میں کر کے اس کا نام ''اسعاف الطلاف بترتيب الشهاب'' رکھا ہے۔ قضاعی نے ''کتاب الشہاب'' سندی ترتیب پر مرتب کی ہے، جس میں حدیث کو اپنی سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دیکھئے: الرسالة المستطرفة ٧٦.

☆ کشف الظنون میں اس کتاب کا نام، شهاب الأخبار فى الحكم والأمثال والأداب ہے [١٠٦٧/٢ مكتبة المثنى بيروت:] یہ کتاب محمود آفندی کی کوشش وتوجہ سے مطبع شابندر، بغداد سے ۱۳۲۷ھ۔ ۱۹۱۰ء میں پہلی بار منظر عام پر آئی۔ [معجم المطبوعات العربيه والمعربه ١٥١٦/٢ عكس طبع اول دار صادر بيروت]

Marfat.com

کے بعد (یہ عرض ہے) کہ الفاظ نبویہ اور آداب شرعیہ میں خداشناس لوگوں کے دلوں کو روشنی اور اس سے ڈرنے والوں کے امراض و بیماریوں کی شفا ہے کیونکہ ان کا صدور اس ذات گرامی سے ہوا ہے جس کی عصمت کے ساتھ تائید کی گئی ہے، اور وہ بیان حکمت کے ساتھ مخصوص ہے، جو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں، اندھوں کو بینا کرتے ہیں، جو اپنی خواہش سے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے، ان پر اللہ تعالیٰ کی بہترین رحمت ہو جس کو وہ اپنے برگزیدہ بندوں پر نازل فرماتا ہے۔

اس کتاب کو باب دعا پر ختم کر کے یہ دعا نقل کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ إنی أعوذبك من علم لا ينفع، وقلب لا يخشع، ودعاء لايسمع، ونفس لا تشبع، أعوذبك من شرّ هؤلاء الأربع، إلى آخر الباب[1] وهو مشتمل على تعوّذات كثيرة نافعة.

ترجمہ: اے اللہ مجھ کو پناہ دے اس علم سے جو نافع نہ ہو، اور ایسے قلب سے جس میں خشوع نہ ہو، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے، اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو، اے اللہ میں تجھ سے ان چاروں چیزوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آخر باب تک یہ باب، دعا اور بہت سے تعوذات نافعہ پر مشتمل ہے۔

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے، اور نام و نسب یہ ہے: محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی، لقب قاضی القضاۃ ہے، شافعی المذہب فقیہ تھے، بنی قضاعۃ کی طرف نسبت کر کے ان کو قضاعی بھی کہتے تھے، مصر کے قاضی تھے۔[۲] ابوالحسن بن جہضم، ابومسلم محمد بن احمد کاتب اور ابو محمد بن النحاس سے سماع رکھتے ہیں۔[۳] حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین ان کے شاگرد ہیں۔ محمد بن برکات السعدی ☆ اور ابوسعد ☆ عبدالجلیل الساوی[۴] بھی ان

(۱) اس حدیث کو نسائی نے اپنی سنن میں تخریج کیا ہے، كتاب الإستعاذة، باب الإستعاذة من الشقاق والنفاق وسوء الأخلاق.

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۹۲۔ وفيات الاعيان ٤/ ٢١٢۔ [۲/ ۳۳۳، نور]

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۹۲۔

(۴) فارسی طباعت اولیٰ میں ''محمد بن برکات السعید وأبوسعد عبدالجلیل نیشاپوری'' ہے۔

☆ طبقات الفقهاء الشافعية میں ان کا نام محمد بن محمد بن برکات سعیدی مذکور ہے۔

☆ اصل فارسی میں ابوسعید ہے، لیکن صحیح ابوسعد ہی ہے فارسی طباعت اول میں ''محمد بن برکات السعید وأبوسعد عبدالجلیل نیشاپوری'' ہے۔

Marfat.com

کے شاگرد ہیں۔ [1] ان کی تصنیفات میں اس مشہور کتاب الشہاب کے سوا ایک مختصر تاریخ بھی ہے، جو تراجم القضاعی کے نام سے مشہور ہے، یہ کتاب اگرچہ پانچ جزو کی ہے، لیکن مبدأ خلق سے اپنے زمانہ تک کا حال اختصار کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے، کتاب أخبار الشافعی معجم شیوخ خود اور کتاب دستور الحکم [2] بھی ان کی ہی تصانیف ہیں، [3] ابوبکر خطیب اور ابونصر بن ماکولا بھی ان کے شاگرد ہیں، [4] ماہ ذی الحجہ ۴۵۴ھ [۱۰۶۲ء] میں بمقام مصر ان کا انتقال ہوا۔ [5][6] خطیب ابوحاتم عمر بن محمد فرج نے کتاب الشہاب کی مدح میں بہت اچھے شعر لکھے ہیں، جن کو یہاں لکھا جاتا ہے۔

شهب السماء خباؤها ☆ مستور   عنا إذا أفلت تواری النّور

آسمان کے ستاروں کا خیمہ (ہم سے) پوشیدہ ہے، وہ ڈوب جاتے ہیں تو ان کا نور چھپ جاتا ہے۔

فأفرغ ☆ هديت إلی شهابٍ نوره   متألق أبداً له ☆ تبصير

خدا تجھ کو ہدایت دے اس شہاب کی طرف پناہ حاصل کر جس کا نور ہمیشہ چمکتا ہے، اور جس کے لئے ضیاء ہے۔

يشفی ☆ جواهره القلوب من العمی   ولطالما انشرحت لهنّ ☆ صدور

اس کے جواہر دلوں کو امراض دلی سے شفا دیتے ہیں، اور بہت سی مرتبہ ان کے لئے شرح صدور ہو گیا۔

فإذا أتی فيه حديث محمد   خذ فی الصلوٰة عليه يا نحرير ☆

اس کتاب میں جب کوئی حدیث محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے، تو اے دانش مند! ان پر درود بھیجا کر

وترحّمن علی القضاعي الذی   جمع الشهاب فسعيه مشكور

اور اس قضاعی کے لئے رحمت طلب کر، جس نے شہاب کو جمع کیا، اور اس کی سعی مشکور ہوئی۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۹۲۔   (۲) دستور معالم الحکم [ع]

(۳-۴) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۹۳

(۵) ان کی وفات ۱۶ر ذی قعدہ ۴۵۴ھ [۱۰۶۲ء] میں ہوئی۔ ابن خلکان۔ [ع]

(۶) سیر أعلام النبلاء ۱۸/ ۹۳

☆ضیاؤھا   ☆فانزع   ☆ آماله

☆تشفی   ☆بهن   ☆مغرور

Marfat.com

انہیں معنوں میں ایک دوسرے شاعر نے بھی چند اشعار نظم کئے ہیں، چنانچہ ان کو بھی یہاں لکھا جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ شاعر نے ان میں صدق وراستی کے موتیوں کو پرو دیا ہے۔

كتاب على السبع الأقاليم نوره　　هدى حكم مأثو ة وبيان

یہ وہ کتاب ہے جس کا نور ساتوں ولایتوں پر چمکتا ہے، جو ہدایتوں، نقل شدہ حکمتوں اور بیان پر مشتمل ہے۔

تطلّع من أفق النبي محمد　　بألف حديث بعدها مائتان

جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افق سے طلوع ہوتی ہے، جس میں بارہ سو حدیثیں ہیں۔

إذا التاج فى جوّ النبوة نوره　　أشار بتصديق له الثّقلان

جب میدان نبوت میں اس کا نور ظاہر ہوا، تو جن وانس نے اس کی تصدیق کے لئے اشارہ کیا۔

صحیح ابن خزیمہ ☆

ان کی کنیت ابوبکر اور نام ونسب محمد بن اسحاق بن خزیمہ (۱) (السلمی النیشاپوری) ہے (۲) اس میں یہ حدیث لائے ہیں:

حدثنا عبدالوارث بن عبدالصمد بن عبدالوارث قال: ثنا أبى قال: حدثنا حسين عن المعلم عبدالله بن بريدة أن عبدالله المزنى حدثه أن رسول الله

(۱) ولادت ماہ صفر ۲۲۳ھ [۸۳۸ء] اور وفات ۲ ذی قعدہ ۳۱۱ھ [فروری ۹۲۴ء] [ع]

(۲) ابن خزیمہ: محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ سلمی نیشاپوری شافعی، ان کا پورا نام ہے، ۲۲۳ھ [۳۸-۸۳۷ء] میں تولد ہوئے، علی ابن حجر، احمد بن منیع، ابوکریب، محمد بن بشار، یونس بن عبدالاعلیٰ، محمد بن رافع وغیرہ ان کے اساتذہ ہیں، اور ان سے فیض اٹھانے والوں میں ابوعلی نیشاپوری، ابواحمد بن عدی اور ایک بڑی تعداد ہے۔ امام بخاری ومسلم نے صحیحین کے علاوہ کتب میں ان سے روایت کی ہے، ان کی وفات ۲ ذی قعدہ ۳۱۱ھ [۹۲۶ء] میں ہوئی۔ ابن خزیمہ کا قول ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث موجود ہو تب کسی دوسرے کا قول قابل قبول نہیں ہے، ابوالحسن دارقطنی نے انہیں بے مثیل و بے نظیر امام کہا ہے۔ ان کی دینداری، اتباع سنت اور علم کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت گھر کر گئی تھی۔ ان کی کئی تصانیف ہیں۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۴/۳۶۵-۸۲ ۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۸۷ ۔ [۲/۲۵۹، نور] الجرح والتعدیل ص: ۱۹۶ ۔ [۸/۱۹۶، نور] شذرات الذهب ۲/۲۶۵. [۲/۶۳-۵۶۲، نور]

☆ دکتور محمد مصطفیٰ اعظمی کی تحقیق وتخریج سے یہ کتاب المکتب الاسلامی بیروت سے ۱۳۹۹ھ میں شائع ہوئی۔ چار جلدوں میں ہے۔

Marfat.com

صلى الله عليه وسلم صلى قبل المغرب ركعتين ثم قال: صلوا قبل المغرب ركعتين، ثم قال: في الثانية: لمن شاء، أن يحسبها الناس سنة. (۱)

عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان سے عبداللہ المزنی نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر آپ نے (اور لوگوں کو) فرمایا کہ تم (بھی) مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو، پھر آپ نے تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جس کا دل چاہے پڑھے، اور یہ اس غرض سے فرمایا تھا کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ سمجھ لیں۔

کتاب المنتقی لابن الجارود ☆

یہ کتاب گویا صحیح ابن خزیمہ پر مستخرج ہے، چونکہ اس میں اصول احادیث پر اکتفا کیا ہے، اس لئے اس کا نام منتقی رکھا۔

یہ کتاب ابومحمد عبداللہ بن علی بن الجارود (۲) کی تصنیف ہے، (۳) منتقی کے آخر میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے:

أخبرنا محمد بن عبدالله بن عبدالحكيم أن عبدالله بن نافع حدثهم قال:

(۱) مطبوعہ صحیح ابن خزیمہ میں یہ حدیث موجود نہیں ہے، اس لئے کہ اس کا اکثر حصہ ضائع ہو چکا تھا، سخاوی نے بھی یہی بات کہی ہے، دیکھئے: الرسالة المستطرفه، ص: ۲۱-۲۰. اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، کتاب التهجد، باب الصلوٰة قبل المغرب.

(۲) ابن جارود: ابومحمد عبداللہ بن علی جارود نیشاپوری۔ اصلاً نیشاپور کے باشندے ہیں لیکن بعد میں مکہ میں سکونت اختیار کی تھی، ابوسعید اشج، حسن بن محمد زعفرانی، اسحاق کوسج، یعقوب دورقی، محمد بن یحییٰ ذہلی اور ابن خزیمہ وغیرہ سے سماعت حدیث حاصل کی، ان کے اجل تلامذہ میں حامد بن شرقی، ابوالقاسم طبرانی اور دعلج بن احمد سجزی وغیرہ ہیں۔ ان کی کتاب کتاب المنتقی ایک جلد میں ہے، جو صحیح ابن خزیمہ پر مستخرج ہے، علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ اس کتاب میں انہوں نے حسن سے کم درجہ کی حدیث نہیں ذکر کی ہیں، مگر بعض ایسی حدیثیں ضرور ہیں جس میں ناقدین کا اختلاف ہے، تقریباً ۲۳۰ھ [۴۵-۸۴۴ء] میں پیدا ہوئے، اور ۳۰۷ھ [۲۰-۹۱۹ء] میں وفات پائی۔ کبار محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے، سیر اعلام النبلاء ۱۴/ ۴۰-۲۳۹۔ [۱۴/ ۴۱-۲۳۹، نور] الرسالة المستطرفه، ص: ۲۵

(۳) آپ نے ۳۰۹ھ [۲۲-۹۲۱ء] میں وفات پائی۔ [ع]

☆ یہ کتاب حیدر آباد ۱۳۱۵ھ میں شائع ہوئی، [۱/ ۶۱ معجم المطبوعات العربيه والمعربه] پھر مسعد بن عبدالحمید بن محمد سعدی کی کوشش سے دار الکتب العلمیہ بیروت نے ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶ء میں شائع کی۔ حیدر آباد سے ۱۳۱۵ھ میں ۵۰۴ صفحات پر شائع ہوئی۔

Marfat.com

ثنا هشام بن عروة عن يزيد بن أسلم عن أبيه عن معاوية لما قدم المدينة حآجّا جاءه عبدالله بن عمر فقال له معاوية: ما حاجتك يا أبا عبدالرحمن؟ قال حاجتي عطاء المحررين، فإني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين جاءه شيءٌ لم يبدأ بأول منهم. (۱)☆

حضرت معاویہ جب سفر حج کرتے ہوئے مدینہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عمر ان کے پاس آئے، معاویہ نے پوچھا کہ اے عبدالرحمٰن (یہ کنیت تھی عبداللہ بن عمر کی) کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے، انہوں نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ آزاد شدہ غلاموں کو عطا میں سے حصہ دیا جائے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز آتی تو آپ سب سے پہلے ان کو دیتے تھے۔

کتاب الأدب المفرد للبخاری ☆

یہ کتاب نو جزء پر مشتمل ہے اس کے آخر میں یہ حدیث۔

قال الإمام الحجة أبو عبدالله البخاري في باب لايكن بُغضُك تلفاً حدثنا سعيد بن أبي مريم قال: أخبرنا محمد بن جعفر قال: ثنا زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر بن الخطاب قال: لايكن حبّك كلفا ولا بغضك تلفا فقلت: كيف ذلك، قال: إذا أحببت كلفت كلف الصبي وإذا أبغضت أحببت لصاحبك التلف. (۲)

امام ابوعبداللہ بخاری کہتے ہیں در باب "لايكن بغضك تلفا" زید بن اسلم اپنے والد

(۱) مطبوعہ نسخے میں اس طرح ہے، ما حاجتك يا أباعبدالرحمن؟ فقال له: حاجتي عطاء المحررين، فإني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أول ما جاءه شيء بدأ بالمحررين. المنتقى، ص: ۲۸۱ [ص: ۳۷٦، المکتبۃ الاثریہ پاکستان، نور]

(۲) الأدب المفرد ۲/ ۷٤٤ مطبوعہ عربی ترجمہ میں ہے۔ موسسة العالمية للتجليد سے شائع شدہ نسخہ ۲/ ۱۰-۶۰۹ پر ہے۔

☆ یہ روایت فارسی نسخہ سے قدرے مختلف اور اردو کے تصحیح شدہ نسخہ سے منقول ہے۔ [نور]

☆ یہ کتاب سب سے پہلے ۱۳۰۶ھ میں ہندوستان سے شائع ہوئی۔ اس کا محقق نسخہ فواد عبدالباقی کی تحقیق سے قاہرہ سے چھپا۔ [تاریخ التراث العربی۔ علوم الحدیث جلد اول، جز اول۔ ص: ۲۵۸]

Marfat.com

سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب فرماتے ہیں تمہارا کسی کو دوست رکھنا کلف میں داخل ہو اور نہ بغض رکھنا تلف میں، میں نے کہا یہ کیونکر فرمایا اس طرح کہ جب کسی سے محبت کرے تو بچہ کی طرح فدا اور قربان ہو، اور جب بغض ہو تو اس کی تباہی کا خواہش مند ہو۔

کتاب رفع الیدین للبخاری وکتاب الجمعة للنسائی، ان دونوں کتابوں کے تفصیلی حالات کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ (۱)

کتاب عمل الیوم واللیۃ للنسائی ☆

اس کتاب میں قل ھو اللہ احد کی فضیلت میں لکھا ہے:

حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا أبوعوانة عن مهاجر أبي الحسن عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: [قال كنت أسير مع النبى صلى الله عليه وسلم] (۲) فسمع رجلا يقرأ" قل ياأيها الكافرون" حتى ختمها فقال: قد برئ هذا من الشرك، ثم سرنا فسمع آخر يقرأ" قل هو الله أحد" فقال أما هذا فقد غفر له. (۳)

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی نے یہ فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ نے کسی شخص کو" قل یـآ أیھا الکافرون "پڑھتے ہوئے سنا جب اس نے اس کو ختم کرلیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص

(۱) ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کے مقدمہ میں امام بخاری کی تصانیف میں کتاب "رفع الیدین" کا تذکرہ کیا ہے، اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ محمود بن اسحاق خزاعی اس کتاب کو امام بخاری سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح کتانی نے بھی الرسالة المستطرفة میں امام بخاری کی تالیفات میں اس کو ذکر کیا ہے، ص:۴۶۔ مقدمہ فتح الباری ص:۶۷۹۔ [ہدی الساری ۲/۲۰۴ ادارة الطباعة المنیریة ۱۳۴۷ھ۔ [نور] امام بخاری کی معروف کتاب ہے، جو ہندوستان اور عرب ملکوں سے تحقیق وتعلیق اور اردو ترجمہ کے ساتھ دس بارہ مرتبہ شائع ہو چکی ہے، یہاں تمام اشاعتوں کا تذکرہ غیر ضروری ہے، تاہم اس کی سب سے پہلی طباعت اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۲۵۶ھ [۱۸۴۲ء] میں کلکتہ سے چھپی تھی۔ نور]

(۲) اضافہ از فارسی طباعت اولیٰ۔

(۳) کتاب عمل اليوم والليلة ص: ٢١٤

☆ ابو محمد عبد الرحمان کوثر برنی کی تحقیق سے مکتبہ شیخ کراچی نے ۱۴۱۲ھ میں اسے شائع کیا۔

Marfat.com

شرک سے بری ہوگیا، پھر آپ کے ہمراہ ہم آگے چلے اور آپ نے کسی کو قل هو الله أحد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

مسند حمیدی ☆

یہ وہ حمیدی نہیں ہیں جو الجمع بین الصحیحین کے مؤلف ہیں، بلکہ ان کے زمانہ سے بہت مقدم ہیں، اس لئے یہ امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں، اور سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں، آپ نے فضیل بن عیاض (۱) اور مسلم بن خالد (۲) سے بھی علم حاصل کیا ہے، اس مسند کے شروع میں یہ حدیث ہے:

حدثنا سفيان ثنا محمد بن علي بن الربيع السلمي عن عبدالله بن محمد بن عقيل بن أبي طالب عن جابر بن عبدالله قال: قال لي يا جابر! أما علمت أن الله أحيا أباك وقال له تمنّ، قال: أُحيىٰ فأقتل في سبيل الله مرةً أخرىٰ فقال جل وعلا: إني قضيت أنهم لايرجعون. (۳)

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) مجھ سے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو زندہ کر کے یہ فرمایا کہ اپنی آرزو کو ظاہر

(۱) فضیل بن عیاض: ابوعلی فضیل بن عیاض بن مسعود بن بشر تمیمی، یربوعی، خراسانی۔ آپ سمرقند میں پیدا ہوئے، ابیورد میں پروان چڑھے، پھر علم کی جستجو میں بلاد اسلام کا خوب سفر کیا، منصور، اعمش، عطاء بن سائب، یحییٰ بن سعید انصاری، حمید طویل وغیرہ سے علمی تشنگی بجھائی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابن مبارک، یحییٰ قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابن عیینہ، شافعی اور حمیدی وغیرہ ہیں۔ ہارون رشید کہتے ہیں کہ میں نے علماء میں سب سے زیادہ بارعب امام مالک کو، اور سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار فضیل بن عیاض کو پایا۔ ۱۸۶ھ [۸۰۲ء] میں واصل بحق ہوئے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۸/۴۸-۴۲۱ ۔[۸/۴۲-۴۲۱ ،نور] الجرح والتعديل ۷/۷۳ حلية الأولياء ۸/۸۴ [۸/۱۴۰-۸۴ ،نور] وفيات الاعيان ۴/۵۰-۴۷ [۲/۶۲-۲۶۱ ،نور] تهذيب التهذيب ۸/۲۹۴ ۔[۸/۹۷-۲۹۴ ،نور] شذورات الذهب ۱/۳۶۱ ۔ [صاحب شذرات نے سن وفات محرم ۱۸۷ھ ذکر کیا ہے ۱/۱۸-۳۱۶ ،نور]

(۲) مسلم بن خالد: ابوخالد مسلم بن خالد مخزومی زنجی، مکی۔ ان کا پورا نام ہے، انہوں نے عبداللہ بن کثیر داری وغیرہ سے شرف تلمذ حاصل کیا، امام شافعی نے ان کی صحبت کو اختیار کیا اور ان ہی سے علم فقہ حاصل کیا، یہاں تک کہ انہوں نے امام شافعی کو فتویٰ دینے کی اجازت دی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں امام شافعی، حمیدی، مسدد، اور حکم بن موسیٰ وغیرہ ہیں، امام بخاری نے انہیں منکر الحدیث کہا ہے، علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ بعض نقاد مسلم بن خالد کی حدیثوں کو درجہ حسن کی بتاتے ہیں، ۱۸۰ھ [۹۶-۷۹۷ء] میں وفات پائی، دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۸/۱۷۶-۷۸ ۔ الجرح والتعديل ۸/۱۸۳ ۔ تهذيب التهذيب ۱/۱۲۸-۳۰ [۱۰/۳۰-۱۲۸ ،نور] بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

کرو، تو انہوں نے یہ کہا کہ میں زندہ کیا جاؤں اور دوبارہ اللہ کے راہ میں قتل کیا جاؤں، اس پر اللہ جل وعلا نے فرمایا کہ میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ مردے دوبارہ (دنیا میں) نہ لوٹائے جائیں گے۔

ان کی کنیت ابوبکر اور نام عبداللہ بن الزبیر ہے۔ قریشی، اسدی، حمیدی، مکی ہیں، (۱) اور کبار اصحاب نافعی میں شمار ہوتے ہیں، انہوں نے امام شافعیؒ کے حلقۂ درس میں بیٹھنا چاہا تھا، لیکن ابن عبدالحکم (۲) اور دوسرے لوگوں نے ازراہِ تعصب ان کو روک دیا۔ (۳) بخاری، ذہلی اور ابوزرعہ ان کے شاگرد ہیں، (۴)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۳) یہ پہلی حدیث نہیں ہے، بلکہ مطبوعہ نسخہ (۵۳۲/۲، رقم الحدیث: ۱۲۶۵) میں درج ہے، میں نے مطبوعہ نسخے کا مقدمہ دیکھا، اس کے محقق مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی اس چوک کی تاویل کی ہے کہ شاید شاہ صاحب کو مسند حمیدی نہ ملی ہو، یا ان کے پاس کسی مصنف کی نقل ہو، جس پر انہوں نے اعتماد کیا ہو، لیکن یہ بات خلاف واقعہ ہے، اس لئے کہ مسند ہذا کی پہلی حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کی ہے، جو صلوٰۃ التوبہ کے ذکر میں ہے، حمیدی اپنے مسند کی ابتدا حضرت جابرؓ کی حدیث سے کس طرح کر سکتے ہیں، جب کہ اہل مسانید کی یہ عادت رہی ہے کہ پہلے وہ ابوبکرؓ کی حدیثوں کو، پھر خلفاء پھر عشرۂ مبشرہ کی حدیثوں کو ترتیب وار ذکر کرتے ہیں، جس طرح کہ مسند ابوداؤد طیالسی اور مسند احمد میں دیکھا جا سکتا ہے، اور جس طرح خود شاہ صاحب نے بھی مسند عبد بن حمید، مسند ابویعلی اور مسند بزار وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ ص: ۲۱-۲۲

☆ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے یہ کتاب کراچی میں ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ [تاریخ التراث العربی، علوم الحدیث۔ جلد اول، جزء اول ص: ۱۹۰] اس کی دوسری طباعت ڈابھیل سے ۱۹۸۸ء-۱۴۰۸ھ میں ہوئی۔

حاشیہ صفحہ ہذا:

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۔ سیر اعلام النبلاء ۱۰/۶۱۶ [۱۰/۶۱۶-۶۲۱، نور]

(۲) ابن عبدالحکم: ابومحمد عبداللہ بن عبدالحکم بن اعین بن لیث مصری، مالکی۔ امام مالک کے خاص الخاص شاگرد تھے۔ ان کی تاریخ پیدائش ۱۵۵ھ [۷۷۱-۷۷۲ء] ہے۔ لیث، مالک بن انس، مسلم بن خالد زنجی، ابن قاسم، ابن وہب وغیرہ سے انہوں نے سماعت حدیث کی، ابومحمد دارمی، اور ان کے فرزند محمد، سعد، عبدالرحمٰن اور عبدالحکم وغیرہ نے ان کی شاگردی اختیار کی تھی، ابوزرعہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ احمد عجلی کہتے ہیں کہ میں نے مصر میں ابن عبدالحکم اور سعید بن ابراہیم سے بڑا دانش مند نہیں دیکھا۔ رمضان ۲۱۴ھ [۸۲۹ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے: الجرح والتعدیل ۵/۱۰۵۔ [۵/۱۰۶-۱۰۵، نور] ترتیب المدارک ۲/۲۸-۵۲۳۔ وفیات الاعیان ۳/۳۵-۳۴۔ [۲/۱۷، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۰/۲۳۰-۲۲۔ تہذیب التہذیب ۵/۲۸۹۔ [۵/۲۹۰-۲۸۹، نور] شذرات الذہب ۲/۲۳۴. [۲/۳۴، نور]

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۔

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۔ سیر اعلام النبلاء ۱۰/۶۱۶۔ [۱۰/۱۷-۶۱۶، نور]

Marfat.com

ابوحاتم نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے "أثبت الناس في سفيان بن عيينة، الحميدي"[1] امام احمد بن حنبلؒ یہ فرمایا کرتے تھے "الحميدي عندنا إمام" حمیدی ہمارے نزدیک امام ہیں[2] ۲۱۹ھ [۸۳۴ء] میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔[3]

معجم ابن جمیع ☆

ان کا نام ونسب یہ ہے: محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن جمیع۔ ان کو صیداوی وغسانی بھی کہتے ہیں،[4] صاحب سفر تھے[5] بہت سے شہروں میں گشت کیا، ابوسعید ابن الاعرابی ابوالعباس ابن عقدہ[6] ابوعبداللہ المحاملی اوراس زمانہ کے دوسرے علماء سے سماع کیا ہے[7] ان کی کتاب معجم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مکہ معظّمہ، بصرہ، کوفہ، بغداد، مصر اور دمشق کے اکثر عالموں کی زیارت کی تھی، حافظ عبدالغنی بن سعید، تمام رازی صاحب فوائد، محمد بن علی صوری،[8] ان

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/۳۔ سیر اعلام النبلاء ۱۰/۶۱۷۔ الجرح والتعدیل ۵/۵۷۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/۳۔ سیر اعلام النبلاء ۱۰/۶۱۷۔ (۳) تذکرۃ الحفاظ ۲/۳۔

(۴) ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔[ع] (۵) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۵۲-۵۳

(۶) ابوالعباس بن عقدہ: ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن ہمدانی، کوفی حدیث کے بلند پایہ عالم اور نابغۂ روزگار تھے۔ یہ حافظ ابن عقدہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ کوفہ میں ۲۴۹ھ [۶۴-۸۶۳ء] میں پیدا ہوئے، انہوں نے ابراہیم بن ابوبکر بن ابوشیبہ، احمد بن ابوخیثمہ، ابوبکر بن ابودنیا اور ابوسلم کجی سے سماع حدیث کیا ہے، انہوں نے ہر طرح کے لوگوں سے حدیثیں لکھیں ہیں، اور ہر کھری کھوٹی چیز کو جمع کیا ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں طبرانی، ابن عدی، ابوبکر بن جعمی، ابوعلی، حاکم اور ابن جمیع وغیرہ ہیں، دار قطنی کہتے ہیں کہ اہل کوفہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے زمانہ سے ابوالعباس بن عقدہ کے زمانہ تک ان جیسا کوئی حافظ حدیث نہیں گزرا، ۷/ذی قعدہ ۳۳۲ھ [۴۴-۹۴۳ء] میں رحلت فرمائی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۵/۵۵-۳۴۰۔ تاریخ بغداد ۵/۲۲-۱۴۔ شذرات الذهب ۲/۲۳۲۔ [۲/۳۳۲، نور]

(۷) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۵۳۔

(۸) محمد بن علی صوری: ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبداللہ بن محمد بن رحیم شامی، ساحلی، صوری۔ آپ کا شمار کبارِ علماء میں ہوتا ہے، ۳۷۶ھ [۸۷-۹۸۶ء] یا ۳۷۷ھ [۸۸-۹۸۷ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے ابن جمیع، عبدالغنی بن سعید، ابوبکر برقانی وغیرہ سے کسب فیض کیا ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں خطیب، جعفر بن احمد سراج وغیرہ ہیں، بالاجازۃ ان سے روایت کرنے والوں میں سب سے آخری راوی ابوسعد ابن طیوری ہیں، خطیب کہتے ہیں۔ صوری صدوق تھے، انہوں نے مجھ سے اور میں نے ان سے حدیثیں لکھی ہیں، جمادی الاخریٰ ۴۴۱ھ [۱۰۴۹ء] میں عالم جاودانی کو منتقل ہوگئے۔ سیر اعلام النبلاء ۱۷/۳۱-۶۲۷۔ العبر ۳/۱۹۷۔ [۲/۲۸۰، نور] تاریخ بغداد ۳/۱۰۳۔ شذرات الذهب ۳/۲۶۷۔

☆ موسسة الرسالة نے دکتور عمر تدمری کی تحقیق کے ساتھ اسے شائع کیا ہے۔ لقمان، ص:۱۲۹۔

Marfat.com

کے بیٹے سکن بن جمیع[1] اور دوسرے بہت سے علماء ان کے شاگرد ہیں۔[2]

۳۰۵ھ[۱۸-۹۱۷ء] میں پیدا ہوئے،[3] اور ماہ رجب ۴۰۲ھ[۱۰۱۲ء] میں انتقال ہوا،[4] اٹھارہ سال کی عمر سے تا وفات یہی عادت رہی کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور شب کو افطار، اور اس مدت میں کوئی روزہ فوت نہیں ہوا۔[5] ابو بکر خطیب اور اس فن کے دوسرے علماء نے ان کی توثیق وتعدیل فرمائی ہے۔[6]

خطیب نے ان کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ "هو أسند من بقي بالشام" یعنی ملک شام میں جو محدثین باقی ہیں یہ ان سب میں زیادہ اور قوی سند والے ہیں، ان کی معجم میں یہ حدیث ہے:

حدثنا محمد بن أحمد بن محمد بن عيسىٰ بن عمار العطار ببغداد قال: حدثنا عبدالله بن أيوب ثنا سفيان بن عيينة عن إسماعيل عن قيس بن أبي غرزة قال: أتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا معشر التجار! إن بيعكم يحضره الحلف والكذب فشوبوه بالصدقة.[7]

قیس بن ابی غزرہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے تاجروں کی جماعت! تمہاری تجارت میں بار بار قسم کھانے کی نوبت آتی ہے، اور جھوٹ کا بھی شبہ ہوتا ہے تو اس میں صدقہ کو ملا لو، یعنی اس میں سے خدا کی راہ میں کچھ نکال کر اس کی مکافات کرلیا کرو۔

---

(۱) سکن بن جمیع: ابو محمد سکن بن جمیع ان کا نام ہے۔ یہ اپنے والد اور یوسف بن قاسم میانجی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، اپنے والد ہی کی طرح عمر دراز پائی، ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن احمد انباری، علی بن بکار صوری ہیں اور بالا جازہ نصر مقدسی بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ عید الفطر کے دن ۴۳۷ھ[۴۶-۱۰۴۵ء] میں بمقام صیدا میں ان کا انتقال ہوا۔ الأنساب ۸/۱۱۶-۱۹_[۳/۲۵۷، تقدیم وتعلیق: عبداللہ عمر البارودی، دار الفکر بیروت، لبنان ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء سیر اعلام النبلاء ۱۷/۵۷-۱۵۶_[۷/۵۸-۱۵۶، نور]

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۵۵_

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۵۵_

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۵۶_

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۵۵_

(۶) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۵۵_

(۷) معجم الشیوخ، ص:۶۳_

Marfat.com

معجم ابن قانع ☆

ان کی کنیت ابوالحسین اور نام ونسب عبدالباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق ہے۔ بغداد کے رہنے والے ہیں۔ ولاء کے اعتبار سے ان کو اموی بھی کہتے ہیں۔ (۱) حارث بن ابی اسامہ، ابراہیم صاحب معجم حربی، محمد بن مسلمہ، (۲) اسماعیل بن الفضل بلخی، ابراہیم بن الہیثم بلدی، (۳) اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے روایت کرتے ہیں۔ (۴) آپ نے بکثرت سفر کئے اور بہت سی حدیثوں کو جمع کیا۔ (۵) دار قطنی، ابوعلی بن شاذان، (۶) ابوالقاسم بن بشران اور نیز دوسرے اشخاص ان سے روایت کرتے ہیں۔ (۷) برقانی کہتے

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۹۹/۳۔[۹۳/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۵۲۶/۱۵۔

(۲) محمد بن مسلمہ: ابوجعفر محمد بن مسلمہ بن ولید واسطی، طیالسی آپ ۱۸۷ھ[۹۵-۷۹۴ء] میں پیدا ہوئے۔ یزید بن ہارون اور عبدالرحمٰن مقری اور دوسرے بزرگوں سے حدیث روایت کرتے ہیں، ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابوجعفر بن بختری، ابوبکر شافعی، اور احمد بن ثابت واسطی وغیرہ ہیں۔ خطیب کہتے ہیں کہ انہوں نے منکر احادیث روایت کی ہے۔ ۲۸۲ھ [۹۶-۸۹۵ء] میں ان کی وفات ہوئی، دیکھئے: تاریخ بغداد ۳/ ۳۰۵-۷ ۔سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۹۶-۳۹۵۔ میزان الاعتدال ۴/ ۴۲-۴۱۔ [۴/ ۲۷۰، نور] الوافی بالوفیات ۵/ ۳۰۔[۵/ ۸۴، نور]

(۳) ابراہیم بن ہیثم بلدی: ابواسحاق ابراہیم بن ہیثم بلدی۔ آپ محدث تھے، حصول علم کے لئے کثرت سے بلاد اسلام کا سفر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بغداد کو اپنا مسکن اختیار کیا تھا۔ خطیب کہتے ہیں کہ ابوالیمان آدم بن ایاس، علی بن عباس وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں اسماعیل، صفار، نجاد اور ابوبکر شافعی ہیں۔ وہ ہمارے نزدیک ثقہ اور ثبت ہیں۔ جمادی الاخریٰ ۲۷۸ھ[۸۹۱ء] میں ان کا وصال ہوا۔ دیکھئے: تاریخ بغداد ۶/ ۲۰۷-۹ ۔سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۲-۴۱۱۔ [۱۳/ ۱۲-۴۱۱، نور]۔ الوافی بالوفیات ۶/ ۱۶۳۔[۵/ ۶۴، نور]

(۴-۵) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۹۹۔ [۳/ ۹۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۵۲۷۔

(۶) ابوعلی بن شاذان: ابوعلی حسن بن ابوبکر احمد بن ابراہیم بن حسن بن محمد بن شاذان بغدادی، اصولی۔ عراق میں ان کی مسند لگتی تھی، آپ ربیع الاول ۳۳۹ھ [۹۵۰ء] میں پیدا ہوئے۔ ابوعمرو بن سماک، جعفر خلدی، نجاد اور ابن قانع وغیرہ علم حدیث میں ان کے شیوخ ہیں، خطیب، بیہقی اور ابواسحاق شیرازی جیسے اہل کمال نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے، خطیب کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے حدیثیں لکھی ہیں۔ ان کی سماعت حدیث صحیح ہے، خطیب نے انہیں صدوق کہا ہے، ۴۲۵ھ [۳۴-۱۰۳۳ء] کے اواخر میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۱۸-۴۱۵۔ العبر ۳/ ۱۵۷۔[۲/ ۲۵۲، نور] شذرات الذہب ۳/ ۲۹-۲۲۸۔

(۷) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۹۹۔[۳/ ۹۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۵۲۷۔

☆ خلیل ابراہیم قوتلای اور حمدی دمرداش محمد کی تحقیق سے یہ کتاب مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز سعودیہ سے ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء میں چھپی۔

Marfat.com

ہیں کہ میرے نزدیک تو یہ ضعیف ہیں، مگر علماء بغداد ان کی توثیق کرتے ہیں۔ اور معتبر سمجھتے ہیں۔ (۱) دارقطنی فرماتے ہیں کہ گوان سے کبھی کبھی بھول چوک ہو جاتی تھی، مگر حافظہ خوب تھا۔ (۲)

خطیب بیان کرتے ہیں کہ آخر زندگی میں ☆ ان کی عقل مختل ہو گئی تھی، اور حافظہ میں بھی کچھ خرابی پیش آ گئی تھی، (۳) ۲۶۵ھ [۷۹-۸۷۸ء] میں پیدا ہوئے، اور ماہ شوال ۳۵۱ھ [نومبر ۹۶۲ء] میں وفات پائی۔ (۴) اپنی معجم میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں:

حدثنا إبراهيم بن الهيثم البلدي قال: حدثنا أبو صالح قال: حدثنا معاوية بن صالح عن عبدالرحمن بن جبير عن أبيه عن كعب بن عياض قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، لكل أمة فتنة،وفتنة أمتي، المال.

کعب بن عیاض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک امت کے لئے ایک فتنہ ہے، میری امت کے لئے مال کا فتنہ ہے۔ (۵)

شرح معانی الآثار للطحاوی ☆

اس کتاب کے شروع میں یہ بیان کیا گیا ہے:

قال الإمام الحافظ أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة (الأزدي)

(۱) تذکرة الحفاظ ۹۹/۳_[۹۳/۳،نور]سیر اعلام النبلاء ۵۲۷/۱۵_تاریخ بغداد ۸۹/۱۱_

(۲) تذکرة الحفاظ ۹۹/۳_[۹۳/۳،نور] سیر اعلام النبلاء ۵۲۷/۱۵_تاریخ بغداد ۸۹/۱۱_

(۳) خطیب نے یہ بات ازہری سے اور انہوں نے ابوالحسین بن فرات سے روایت کی ہے، دیکھئے: تذکرة الحفاظ ۹۹/۳_[۹۳/۳،نور]سیر اعلام النبلاء ۵۲۷/۱۵_ تاریخ بغداد ۸۹/۱۱_

(۴) تذکرة الحفاظ ۹۹/۳_[۹۳/۳،نور] سیر اعلام النبلاء ۵۲۷/۱۵_

(۵) معجم الصحابة ۳۷۴/۲_[۴۴۳۱/۱۲، حدیث نمبر: ۱۶۳۴، تحقیق: حمدی دمرداش محمد، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز سعودی عرب ۱۴۱۸ھ، نور]

☆ اصل فارسی میں آخر عمر ہی ذکر ہے، ڈاکٹر صاحب نے بحوالہ سیر اعلام النبلاء و تذکرة الحفاظ موت سے دو سال قبل تعیین کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، بقول ابن حزم اختلاط موت سے ایک سال قبل ہوا تھا۔ دیکھئے: لسان المیزان ۳۸۴/۳.

☆ یہ کتاب سب سے پہلے مطبع مصطفائی لکھنؤ سے ۱۳۰۰ھ میں چھپ کر منظر عام پر آئی، ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء دارالکتب العلمیہ لبنان سے ابراہیم شمس الدین کے حواشی کے ساتھ چھپی۔

Marfat.com

الطحاوي سألني بعض أصحابنا من أهل العلم أن أضع لهم كتابا أذكر فيه الآثار المأثورة عن رسول اللّٰہ صلى الله عليه وسلم في الأحكام التي يتوهم أهل الالحاد والضعفة من أهل الإسلام أن بعضها ينقض بعضا لقلة علمهم بناسخها من منسوخها ومايجب به العمل منها لما يشهد له من الكتاب الناطق والسنة المجتمع عليها، واجعل لذلك ابواباً أذكر في كل باب منها مافيه من الناسخ والمنسوخ وتأويل العلماء واحتجاج بعضهم على بعضو إقامة الحجة لمن صح عندي قوله منهم بمايصح به مثله من كتاب أوسنة أوإجماع أوتواترٍ من أقاويل الصحابة أوتابعيهم، و إني نظرت في ذلك وبحثت عنه بحثا شديداً فاستخرجت منها أبوابا على النحو الذي سأل، وجعلت ذلك كتبا ذكرت في كل كتاب منها جنسا من تلك الأجناس، فأوّل ما ابتدأت بذكره من ذلك ماروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الطهارة، فمن ذلك.

باب الماء تقع فيه النجاسة

حدثنا محمد بن خزيمة بن راشد البصري قال: حدثنا الحجاج بن المنهال قال: أخبرنا حماد بن سلمة عن محمد بن إسحاق عن عبيدالله بن عبدالرحمٰن عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتوضأ من بئر بضاعة فقيل: يا رسول الله! إنه تلقى فيها الجيف والمحائض، فقال: ان الماء لاينجس.(۱)

مجھ سے میرے بعض اہل علم دوستوں نے فرمائش کی کہ میں ان کے لئے ایک ایسی کتاب تصنیف کروں جس میں وہ احادیث مذکور ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) شرح معانی الآثار ۱/۱۱ [۱/۱۰ نسخہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند]

Marfat.com

سے احکام کے بارے میں مروی ہیں، اور جن کی نسبت ملحدین اور بعض ضعیف الاسلام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں، ان کا یہ وہم محض اس وجہ سے ہے کہ ان کو ناسخ و منسوخ اور ان واجب العمل احکام کے متعلق بہت کم علم ہے، جن کی بابت کتاب اللہ ناطق ہے، اور متفق علیہ سنت شاہد ہے۔ مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ میں کتاب کو چند ابواب پر مرتب کردوں جن میں ہر باب ان تمام ناسخ و منسوخ روایتوں پر مشتمل ہو جو اس باب سے تعلق رکھتی ہیں، اور اس میں علماء کی تاویلات اور ہر ایک کے استدلالات دوسرے کے مقابلہ میں بیان کئے جائیں، اور ان میں سے جس کسی کا قول میرے نزدیک صحیح ہو اس پر کتاب اللہ، سنت، اجماع امت، اور صحابہ و تابعین کے متواتر اقوال سے حجت پیش کروں، میں نے اس سلسلہ میں کافی غور کیا، اور بہت کچھ چھان بین کی تو ان میں سے کچھ ابواب اسی نہج پر مرتب کئے جس کی مجھ سے خواہش کی گئی تھی، پھر میں نے اس کتاب کو چند کتابوں پر تقسیم کیا اور ہر کتاب میں ایک ایک جنس لایا۔ ان میں سے سب سے پہلے میں وہ روایات لایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طہارت کے بارے میں منقول ہیں، سب سے پہلا باب اس پانی کے بیان میں جس میں کوئی نجاست گر جائے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئر بضاعہ (مدنیہ میں ایک کنواں ہے) کے پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے، آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! اس میں تو مردہ جانور اور نجاست آلود کپڑے ڈالے جاتے ہیں، (یعنی کیا ان چیزوں کے گرنے سے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا؟) تو آپ نے فرمایا کہ یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

ف: نجس اشیاء کے گرنے کے باوجود بئر بضاعہ کے ناپاک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ چشمہ دار تھا، ایک طرف سے پانی آ کر دوسری طرف نکل جاتا تھا۔ (مترجم)

ان کا پورا نام و نسب یہ ہے: ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک ازدی، حجری، مصری۔ طحا

Marfat.com

کی طرف نسبت ہے۔ جو مصر (صعید) کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ [1] ہارون بن سعید ایلی، یونس بن عبدالاعلیٰ، محمد بن عبداللہ عبدالحکم اور بحر بن نصر، [2] اور ابن وہب کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت سے حدیث کا سماع رکھتے ہیں۔ [3] احمد بن القاسم الخشاب [4] ابن ابوبکر المقری، طبرانی ،محمد بن ابی بکر بن مطروح اور دیگر محدثین خود ان کے شاگرد ہیں، اور ان سے روایت کرتے ہیں۔ [5]

۲۳۹ھ [۵۴-۸۵۳ء] میں پیدا ہوئے، [6] نہایت پرہیزگار فقیہ اور دانش مند تھے، [7] مصر میں ریاست حنفیہ کا سہرا ان ہی کے سر تھا، [8] پہلے شافعی المذہب تھے اور مزنی کے (جو امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں) شاگرد تھے، ایک دن اثنائے درس میں مزنی نے ان کو کند ذہن ہونے کی عار دلائی اور کہا خدا کی قسم تجھ سے کچھ نہیں ہو سکے گا، یہ کلمہ ان پر بہت گراں گزرا، چنانچہ مزنی کی صحبت ترک کر کے ابو جعفر احمد

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۲۹۔[۳/ ۲۸،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲۷۔[۱۵/ ۲۸-۲۷،نور] وفیات الاعیان ۱/ ۷۱۔[۱/ ۴۴،نور]

(۲) بحر بن نصر: ابوعبداللہ ان کی کنیت ہے اور نام ونسب: بحر بن نصر بن سابق مصری ہے، ولاء کے اعتبار سے آپ خولانی ہیں۔ عبداللہ بن وہب، ایوب بن سوید، امام شافعی اور اشہب سے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ابوجعفر طحاوی، ابن خزیمہ، ابن عوانہ، ابن جوصا ،ابن ابوحاتم، اور ابوالعباس اصم وغیرہ ان کے چشمۂ علوم سے سیراب ہوئے، ابن ابوحاتم اور دیگر لوگوں نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ ۲۶۷ھ [۸۸۱ء] ماہ شعبان میں ان کی وفات ہوئی، محدث کبیر اور ثقہ ہیں، دیکھئے: الجرح والتعدیل ۲/ ۴۱۹۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۵۰۲-۳۔ تہذیب التہذیب ۱/ ۴۲۰۔ شذرات الذہب ۲/ ۱۵۲۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲۸۔

(۴) احمد بن قاسم خشاب: احمد بن قاسم بن عبیداللہ بن مہدی، ان کا نام ونسب اور ابوالفرج کنیت ہے۔ طرطوس کی سرحد پر انہوں نے سکونت اختیار کی تھی۔ دمشق اور دوسرے علاقوں میں محمد بن جریر، ابوالقاسم بغوی، اور ابوجعفر طحاوی وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے، ان سے حدیث بیان کرنے والوں میں تمام رازی، عبدالوہاب میدانی، محمد بن عوف مزنی وغیرہ ہیں۔ ماہ صفر ۳۶۴ھ [۹۷۴ء] میں ان کا وصال ہوا۔ سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۵۱۔[۱۶/ ۵۲-۱۵۱،نور] تاریخ بغداد ۴/ ۵۴-۳۵۳۔ شذرات الذہب ۳/ ۴۸۔

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۳۰۔[۳/ ۲۸،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲۸۔

(۶) سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲۸۔

(۷) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۳۰۔[۳/ ۲۸،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲۹۔

(۸) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۳۰۔[۳/ ۲۸،نور]

Marfat.com

بن ابی عمران حنفی (۱) کے درس میں شریک ہو گئے اور تا وفات حنفی مذہب پر قائم رہے۔ حصول علم میں بہت جدو جہد کی یہاں تک کہ فقہ میں مہارت پیدا کی، اور ایک کتاب مختصر الطحاوی تصنیف کی، اس کو تصنیف کرنے کے بعد یہ کہا کرتے تھے" رحم الله أبا إبراهيم يعني المزني لو كان حيا لكفر عن يمينه یعنی ابوابراہیم مزنی پر اللہ رحم فرمائے، اگر وہ آج زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے۔ (۲)

کاتب الحروف کہتا ہے کہ مزنی پر ان کے مذہب کے مطابق یہ کفارہ آتا نہ کہ طحاوی کے مذہب کے موافق، کیونکہ احناف کے نزدیک یہ قسم لغو ہے، جس میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، بخلاف شوافع کے ان کے نزدیک یہ یمین منعقدہ ہے، یمین لغو وہ قسم ہے کہ بے قصد عادت کے طور پر زبان سے نکل جائے۔

طحاوی مزنی کے ہمشیرہ زادہ (بھانجے) تھے، (۳) عام لوگ ان کے مذہب بدلنے کا دوسرا سبب بیان کرتے ہیں۔ (۴) بہر حال مذہب حنفی میں ان کی مفید تصانیف ہیں، اور حتی الوسع اپنی مساعی جمیلہ سے اس مذہب کے نصرت کی، ان کی تصانیف سے ان کی وسعت علمی کا پتہ چلتا ہے، ان کی بعض تصانیف شروط

---

(۱) احمد بن ابوعمران حنفی: ابوجعفر احمد بن ابوعمران موسیٰ بن عیسیٰ بغدادی۔ فقیہ، محدث اور حافظ حدیث تھے، احناف کے شیوخ کبار میں سے ہیں سنہ ۲۰۰ھ [۸۱۵ء] سے پہلے تولد ہوئے۔ اصلاً بغدادی تھے لیکن مصر میں اقامت اختیار کی تھی، عاصم بن علی، بشر بن ولید کندی سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ بشر، ابن سماعہ اور امام ابویوسف ومحمد کے شاگردوں سے علم فقہ حاصل کیا۔ مصر کی قضاء کی ذمہ داری بکار بن قتیبہ کے بعد انہوں نے سنبھالی۔ متبحر عالم تھے، بلا کا حفظ اور غیر معمولی ذہانت سے متصف تھے۔ انہوں نے بہت ساری احادیث اپنے حافظے سے روایت کی ہے۔ محرم ۲۸۰ھ [۸۹۳ء] میں رحلت فرمائی۔ دیکھئے: سير أعلام النبلاء ۱۳/ ۳۵-۳۳۴۔ شذرات الذهب ۲/ ۱۷۵۔

(۲) تذكرة الحفاظ ۳/ ۳۰۔ [۳/ ۲۹-۲۸، نور] سير اعلام النبلاء ۱۵/ ۲۹۔ وفيات الاعيان ۱/ ۷۱۔ [۱/ ٤٤، نور]

(۳) تذكرة الحفاظ ۳/ ۳۱۔ [۳/ ۲۹، نور]

(۴) محمد بن احمد شروطی نے امام طحاوی سے سوال کیا کہ آپ نے اپنے ماموں کے مسلک کے برخلاف حنفی مسلک اختیار کیا اس کی کیا وجہ ہے؟ امام طحاوی نے جواب دیا، میرے ماموں احناف کی کتابوں کا بکثرت مطالعہ کرتے تھے، یہی چیز میرے حنفی مسلک اختیار کرنے کا محرک بنی۔ وفيات الاعيان ۱/ ۷۱ [۱/ ٤٤، نور] [یہی حاشیہ مترجم مولانا عبدالسمیع صاحب نے بھی تحریر فرمایا تھا جسے تکرار کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے]

Marfat.com

واختلاف علماء میں اور بعض احکام القرآن میں موجود ہیں۔[1] بیاسی سال کی عمر ہوئی،☆ اور ۳۲۱ھ [۹۳۳ء] ذی قعدہ کی چاندرات کو انتقال فرمایا،[2] مختصر الطحاوی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حنفی مذہب کے محض مقلد ہی نہ تھے، بلکہ مجتہد منتسب تھے، کیونکہ اس مختصر میں بہت سے ایسے مسائل لکھے ہیں جو حنفی مذہب کے خلاف ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ فقہائے حنفیہ میں اس مختصر کا اس قدر چرچا اور شہرت نہیں ہے۔

کفوی نے طبقات الحنفیه میں لکھا ہے کہ ان کی کتاب احکام القرآن بیس اجزاء سے زائد پر مشتمل ہے۔

علاوہ ازیں شرح جامع کبیر، شرح جامع صغیر، کتاب الشروط کبیر، کتاب الشروط صغیر، کتاب الشروط اوسط کتاب السجلات، کتاب الوصایا، اور کتاب الفرائض بھی ان کی تصانیف ہیں، ازاں جملہ تاریخ کبیر تاریخ میں، کتاب مناقب ابی حنیفه، کتاب النوادر الفقهیه، کتاب نوادر الحکایات اور کتاب اختلاف الروایات علی مذهب الکوفیین بھی انہی کی تصانیف ہیں۔

کتاب المأتین للصابونی

اس کتاب میں دوسو احادیث اور دوسو حکایات کے علاوہ دوسو قطعے ایسے اشعار کے ہیں جو ہر حدیث کے مضمون کے مناسب لائے ہیں، صابونی کی کنیت ابو عثمان، اور نام ونسب یہ ہے: اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن عابد[3] بن عامر الصابونی۔

نیشاپور کے رہنے والے تھے، وعظ وتفسیر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔[4] ۳۷۳ھ [۸۴-۹۸۳] میں پیدا ہوئے۔[5] زاہر بن احمد سرخسی ابی سعید عبداللہ بن محمد رازی، ابی بکر (ابن مہران) مقری، ابی طاہر ابن خزیمہ، ابی الحسین خفاف، عبدالرحمٰن بن ابی شریح اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے علم کو حاصل کیا۔[4] عبدالعزیز کتانی، علی بن الحسین (بن مصری) صفرابی، ابوبکر بیہقی اور ان کے علاوہ بہت سی مخلوق نے ان سے

---

(۱) تذکرة الحفاظ ۳/ ۳۱۔[۳/ ۲۹، نور]

(۲) تذکرة الحفاظ ۳/ ۳۱۔[۳/ ۲۹، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۳۱۔

(۳) عائذ. ابن عساکر اور سبکی نے نقل کیا جو تصحیف ہے، سیر: ۱۸/ ۴۰، نور (۴-۵-۶) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۴۰

☆ اصل فارسی بلکہ مصادر میں بھی بیاسی کی تحدید نہیں ہے، بلکہ بضعا وثمانین لکھا ہے، یعنی اسی سے زیادہ۔ بضع کا اطلاق تین سے نو تک کے لئے ہوتا ہے۔

Marfat.com

روایت حدیث کی، ان کے آخری شاگرد ابوعبداللہ فراوی ہیں، [1] بیہقی ان کو امام المسلمین اور شیخ الاسلام کہتے تھے۔ چنانچہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں ''أخبرنا إمام المسلمين حقاً وشيخ الإسلام صدقاً أبو عثمان الصابوني'' اس کے بعد ایک لمبی حکایت بیان کی ہے۔ [2] علم تفسیر میں ان کا کمال اور علم حدیث میں ان کا حفظ اس زمانہ کے تمام علماء کو تسلیم تھا، [3] ستر سال تک برابر وعظ و نصیحت میں مشغول رہے، نیشاپور کی جامع مسجد میں بیس سال تک امامت وخطابت ان ہی کے سپرد رہی۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ نیشاپور، ہرات، سرخس، شام و حجاز اور کوہستان میں مدتوں سرگردانی کی اور تلاش علم میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا، حق تعالیٰ نے ان کو دین و دنیا کی عزت و منزلت میں درجۂ کمال عطا فرمایا تھا، نیشاپور کے تمام اشخاص ان کو اپنے شہر کی زینت سمجھتے تھے، موافق و مخالف سب ہی ان کو وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ غرض اپنے زمانہ میں یگانۂ روزگار سمجھے جاتے تھے۔ اہل بدعت کے مقابلہ کے شمشیر برہنہ تھے۔ رات دن سنت نبوی کو زندہ کرنے کے لئے سرگرم رہتے تھے۔ عبادات وطاعات میں بھی اپنے زمانہ میں ضرب المثل تھے۔ [4] شہر سلماس میں ایک مدت تک وعظ فرمایا، جب اس شہر سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں سے کہا کہ میں چندہ ماہ سے تم کو صرف ایک ہی آیت کی تفسیر بیان کرتا رہا اور ہنوز وہ تمام نہیں ہوئی، اگر تمام سال رہتا تو صرف اسی ایک آیت کے متعلقات کو بیان کرتا رہتا اور کسی دوسری آیت کی طرف توجہ نہ کرتا۔ (اگلی آیت کا نمبر ایک سال تک نہ آتا)۔ [5]

راقم الحروف کہتا ہے کہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے یہ بات بطریق تواتر وشہرت نقل ہے کہ آپ نے صرف سورۂ نوح کی تفسیر میں ایک سال سے زائد عرصہ لگایا۔ چنانچہ ذہبی نے جو مؤرخین اسلام میں سب سے زیادہ مفسر ہیں اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

سبحان اللہ! امت مرحومہ کو بھی اس ذات مقدس علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے طفیل جن کی دعا ''رب زدني علما''

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۴۰۔

(۲) تاریخ ابن عساکر ۳/ ۳۲-۳۱۔ [۵/۹، تحقیق: محب الدین ابوسعید عمر بن غرامہ العمروی، دار الفکر بیروت ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۵ء، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۴۱۔

(۳) تاریخ ابن عساکر ۳/ ۳۳۔ [۶/۹، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۴۱۔

(۴-۵) سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۴۲۔

Marfat.com

(اے رب! میرے علم کو اور زیادہ کر) تھی، کیسی وسعت علمی نصیب ہوئی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ (۱)

حاصل کلام یہ کہ صابونی اپنے وقت کے عظیم ترین علماء ربانیین میں سے تھے۔ خود ان کی موت کا سبب ان کی بزرگی پر کھلی دلیل ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز وعظ بیان فرما رہے تھے، ایک شخص نے اثناء وعظ میں ایک کتاب جس کا نام رؤوس الإملاء فی کشف البلاء ☆ تھا ان کے ہاتھ میں دی، انہوں نے اس کو پڑھا، پھر ان کے قلب پر ایک قسم کی دہشت اور خوف طاری ہو گیا، قاری وعظ سے فرمایا کہ یہ آیت پڑھو "أفأمن الذين مكروا السيئات أن يخسف الله بهم الأرض الخ" (۲) اور اسی نوعیت کی دوسری آیات پڑھوائیں، حاضرین کو خدا کے قہر اور غضب سے ڈرایا، یہ حالت ان پر ایسی اثر انداز ہوئی کہ ان کی کیفیت دگرگوں ہو گئی، اسی وقت پیٹ میں درد شروع ہوا، سامعین ان کو مکان پر لے گئے، ہر چند علاج کیا مگر درد نے ایسا بے چین بنا دیا کہ کسی پہلو راحت و تسکین نہ ملتی تھی۔ اطباء کی رائے پر ان کو حمام میں لے گئے، مغرب تک حمام میں رہے، لیکن درد میں تخفیف نہ ہوئی، برابر لوٹتے رہے۔ غرض سات روز تک اسی تکلیف میں آہ و فریاد کرتے رہے، اور اسی شدت کی حالت میں اولاد، رشتہ داروں اور دوستوں کو وصیت و نصیحت کر کے رخصت فرماتے رہے، بالآخر اسی مرض میں جمعہ کے روز ۴ محرم الحرام ۴۴۹ھ [مارچ ۱۰۵۷ء] میں وفات پائی۔ عصر کے وقت نماز جنازہ ادا کر کے دفن کر دیئے گئے، (۳) امام الحرمین (ابو المعالی الجوینی) کا خواب ان کے حق میں بہترین بشارت ہے، اس خواب سے پہلے امام مذکور نے مذاہب فلاسفہ و معتزلہ و اہل سنت میں غور کیا تھا، اور ہر طرف دلائل کو قوی پا کر حیران تھے کہ کس کی بات کو تسلیم کیا جائے تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا "عليك باعتقاد إبن الصابوني" ☆ (۴)

---

(۱) ذہبی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابن تیمیہ بھی اسی طرح تھے کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ میں صرف سورۂ نوح کی تفسیر بیان کی، وہ بحر ناپید کنار تھے۔ تاریخ الاسلام (۴۴۱-۴۵۰) ص: ۲۲۶۔

(۲) سورة النحل، رقم الآية: ۴۵-۴۸۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۸/۴۳۔

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۸/۴۳-۴۴۔

☆ دس الملا فی کشف البلاء [فارسی طبع اول ص: ۹۸]

☆ سیر اعلام النبلاء میں "عليك باعتقاد ابن الصابوني" ہے۔

Marfat.com

(صابونی کے عقیدہ کو اختیار کرو) ابوالحسن عبدالرحمٰن داؤدی نے جو عمدہ محدثین کے زمرہ میں داخل ہیں، حضرت صابونیؒ کے مرثیہ میں یہ قطعہ لکھا ہے:

أودى الإمام الحبر إسمٰعيل لهفي عليه ليس منه بديل

اسماعیل جو امام دانش مند تھے دنیا سے اٹھ گئے، مجھ کو سخت افسوس ہے (اب ان کا کوئی بدل نہیں ہے۔

بكت السماء والأرض يوم وفاته وبكىٰ عليه الوحي والتنزيل

آسمان و زمین نے ان کی وفات پر آنسو گرائے، اور وحی تنزیل (بھی) روئی (کیونکہ ان کا اب کوئی خادم نہ رہا)۔

والشمس والقمر المنير تناوحا حزنا عليه وللنجوم عويل

سورج اور روشن چاند نے بھی باہم ان کے غم میں نوحہ کیا، اور ستارے بھی ان کے غم میں روئے۔

والأرض خاشعة تبكي شجوها ويلا☆ تولول أين☆ إسمٰعيل

اور زمین بھی غم سے ساکت تھی اور روتی تھی، اور غم و افسوس کرتی ہوئی کہتی تھی کہ اسماعیل کہاں گئے۔

أين الإمام الفرد في أقرانه☆ ما إن له في العالمين عديل☆

وہ امام اپنے ہم عصروں میں یکتا تھے کہاں چلے گئے، (آہ آہ اب) عالموں میں ان کی نظیر نہیں۔

لاتخدعنك مني☆ الحيوة فإنها تلهي وتنسي والمُنى تضليل

اے مخاطب تجھ کو زندگی کی آرزوئیں دھوکے میں نہ ڈال دیں، کیونکہ وہ لہو و لعب و بھول چوک میں ڈالنے والی اور گمراہ کرنے والی ہیں۔

وتأهبن للموت قبل نزوله فالموت حتم والبقاء قليل (۱)

(۱) تاریخ ابن عساکر ۳/ ۳۶-۳۵۔ [۹/ ۱۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۴۴۔

☆ويلي. وبكى ☆لابن اسمٰعيل

☆آدابه ☆مثيل ☆ذي

اور موت آنے سے پہلے ہی تیاری کر لے، کیونکہ موت یقینی ہے اور زندگی تھوڑی ہے۔

کتاب المجالسة للدینوری ☆

یہ مشہور کتاب ہے، قدیم کتابوں میں بہت سے حوالے اس کتاب سے نقل کیے گئے ہیں۔ (۱) دینوری کا نام ابوبکر احمد بن مروان (۲) ہے، (۳) اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں:

حدثنا إسمٰعيل بن إسحٰق قال: حدثنا حرمي بن حفص قال: حدثنا حرب بن ميمون الأنصاري قال: حدثنا النضر بن أنس قال: حدثنا أنس بن مالك أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: خويد مك أنس إشفع له يوم القيامة، قال: أنا فاعل، قال فأين أطلبك قال أطلبني أول ماتطلبني عندالصراط فإن وجدتني وإلا فأنا عند الميزان فإن وجدتني وإلا فأنا عند حوضي ولا اخطى هذه الثلاثة المواضع. (۴) انتهى

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کیا اپنے اس حقیر غلام انس کی شفاعت فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا کروں گا۔ پھر انہوں نے عرض

---

(۱) كتاب المجالسة وجواهر العلم ابوبکر دینوری کی ہے، اس کتاب میں تفسیر، خدا کی بڑائی کی اور عظمت کی باتیں، علوم احادیث و آثار کے علاوہ اور کئی علوم کو جمع کیا ہے۔ ۲۶ رجلدوں میں ہے۔

(۲) آپ مسلکاً مالکی تھے، آپ کا سن وفات باختلاف روایات ۲۹۳ھ [۶-۹۰۵ء]، ۳۱۰ھ [۲۳-۹۲۲ء]، ۳۳۳ھ [۴۵-۹۴۴ء] ہے۔ [ع]

(۳) دینوری: ابوبکر احمد بن مروان دینوری، مالکی۔ ابوبکر بن ابی دنیا، ابوقلابہ رقاشی، عباس بن محمد دوری، وغیرہ آپ کے اساتذہ ہیں۔ قاضی ابوبکر ابہری، ابراہیم بن علی تمار مصری، حسن ابن اسماعیل ضراب وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ مسلکاً مالکی تھے اور امام شافعی کی تردید میں اور امام مالک کے مناقب میں ایک ایک کتاب تصنیف کی ہے، دارقطنی نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ آپ نے مصر میں ابن قتیبہ کی کتابوں کے ذریعہ حدیث بیان کی، پھر اسوان کا سفر کیا، اور وہاں کئی سالوں تک منصب قضاء پر فائز رہے، صفر ۲۹۸ھ [۹۱۰ء] میں آپ نے وفات پائی۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۲۸/۱۵ - ٤٢٧۔ الديباج المذهب، ص: ۳۳-۳۲۔ [۸۹-۸۸، نور]

(۴) كتاب المجالسه ۳۲۳/۱۔

☆ دار ابن حزم بیروت نے ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

کیا کہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا اول مجھ کو پل صراط پر دیکھنا اگر تم نے مجھ کو وہاں پالیا فبہا ورنہ میں میزان کے پاس ملوں گا، اگر وہاں تم نے مجھ کو پالیا فبہا ورنہ میں حوض پر ہوں گا، بہرحال ان تینوں مقامات میں سے میں تجاوز نہ کروں گا (یعنی ان تینوں مقامات میں سے کسی نہ کسی مقام پر ملوں گا)۔

اس حدیث میں بعض علماء کو اشتباہ واقع ہوا ہے، وہ کہتے ہیں کہ پل صراط پر گزرنا اعمال کے تولے جانے کے بعد ہوگا، اور حوض کوثر سے سیرابی بھی قبل از پل صراط ہے، کیونکہ وہ موقف اور محشر میں ہوگا، تو اس لحاظ سے اول پل صراط پر دیکھنا، پھر وزن اعمال کی جگہ، پھر حوض پر اس کے کیا معنی؟ اگر بالعکس فرمایا جاتا تو مناسب تھا، راقم الحروف کہتا ہے کہ درحقیقت ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ پل صراط پر تمام امت کا گزر ایک دفعہ ہی نہ ہوگا، بلکہ بدفعات ایک ایک جماعت گزاری جائے گی، جب ایک جماعت (گروہ) موقف و محشر اور سقی حوض سے فارغ ہوکر پل صراط پر جائے گی، تو ایک جماعت موقف میں گرفتار اور پیاس میں مبتلا ہوگی، اور کوئی جماعت حوض کوثر پر موجود ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین مثل حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے صحابہؓ خدمت سقایہ کو انجام دیتے ہوں گے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غایت شفقت اور کمال عنایت سے کبھی اس جماعت کے پاس تشریف لے جائیں گے، جو موقف میں گرفتارِ خشکی و پیاس ہے، اور کبھی پل صراط پر ان متقدمین جماعتوں کا فکر و اضطراب دور کرنے کے لئے تشریف لے جائیں گے، جو پل صراط پر گزرنے کے لئے گئی ہیں۔ اس توجیہ سے صاف ظاہر ہے کہ بعض کا موقف اور سقایت اور مرور بعض پر مقدم ہوگا، اب اس حدیث میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ اول مجھ کو پل صراط پر دیکھنا وہ اس بنا پر کہ پل صراط پر، مرور شروع ہونے سے پہلے آپ موقف میں ہوں گے، جہاں اعمال کا وزن ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت وہاں مجتمع ہوگی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال کے وزن کرانے میں مشغول ہوں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محل قیام سب کو معلوم ہوگا، طلب و تفتیش کی ضرورت نہ ہوگی، پھر جب امت متفرق ہو جائے گی، کوئی جماعت پل صراط پر پہنچے گی، کوئی میزان پر موقوف رہے گی، اور کوئی حوض کوثر پر کھڑی العطش العطش کہتی ہوگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اول پل صراط پر طلب کرنا، کیونکہ یہاں کی غیبت سے وہی موضع مقصود ہے، اگر اس

Marfat.com

جگہ نہ ملوں تو بر سر میزان ڈھونڈنا چاہئے، اور اگر اُس جگہ پر بھی نہ ملوں تو حوض پر دیکھنا چاہئے۔ واللہ اعلم

سلاح المؤمن ☆

اس کتاب کے مصنف تقي الدين عسقلانی ہیں جو ابن الامام کے لقب سے مشہور ہیں، اس کتاب کے مقاصد اس کے دیباچہ سے معلوم ہو سکتے ہیں، اور وہ یہ ہے:

الحمد لله المنعم على خلقه بجميل آلائه، المحسن إليهم بلطيف رفده وجزيل عطائه، المحق لمن أمله حسن ظنه و رجائه، الذى منّ على عباده بأن فتح لهم بابه وأمرهم بالدعاء ووعدهم بالإجابة ووفق منهم من شاء بلطفه وحكمته، للتعرض لنفحات فضله ورحمته، وهداه السبيل إليه، وألهمه الطلب تكرما منه عليه، أحمده والحمد من نعمه. أوأسأله المزيد من فضله وكرمه، وأشهد أن لاإله إلا الله وحده لاشريك له مجيب الدعاء وكاشف الأسواء، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله خاتم الأنبياء، ومبلّغ الأنباء صلى الله عليه وعلى آله وصحبه البررة الأتقياء، صلاة دائمة بدوام الارض والسماء وسلم تسليما كثيرا . أما بعد! فمن اولى ماانصرفت إلى حفظه عناية ذوى الهمم، وأحقّ مااهتدى بأنواره فى غياهب الظلم، وأنفع مااستُدّرَتْ به صنوفُ النعم، وأمنع استُدرئت به صُروف النقم، ماكان بفضل الله تعالىٰ لأبواب الخير مفتاحاً، وبنصر رسول الله صلى الله عليه وسلم للمؤمنين سلاحاً، وذٰلك التحميد والثناء والتمجيد والدعاء، أمر الله تعالىٰ به فى كتابه العظيم وفيه رغب رسوله الكريم وإليه جنح المرسلون والأنبياء وعليه عوّل الصالحون

☆ ڈاکٹر لقمان سلفی کی اطلاع کے مطابق یہ کتاب شائع ہو چکی ہے، لیکن مزید تفصیل مذکور نہیں۔ [لقمان ص: ۱۳۶]

Marfat.com

والأولياء وإن أحسن ماتوخاه المرءُ لدعائه فی كل مهمّ وتحرّاه لكل خطب مدلهم ما يحصل به مقصود الدعاء مع بركة التأسی والإقتداء ويكون لفظه وسيلة لقبوله وهو ما جاء فی كتاب اللّٰه وسنة رسوله وقد أنكر الأئمة الإعراض عن الأدعية السنيّة والعدول عن اكتفاء اٰثارها السنية الخ.(۱)

ہر قسم کی تعریف اُس خدا کے لئے ہے جو اپنی مخلوق کو عمدہ عمدہ نعمتیں دینے والا ہے، جو اپنی پاکیزہ مہربانیوں اور کثیر بخششوں سے ان پر احسان کرنے والا ہے، جو امید رکھنے والوں کی امید وخوش خیالی کو محقق اور ثابت کرنے والا ہے، جس نے اپنے بندوں پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے لئے اپنا دروازۂ (رحمت) کھولا اور ان سے کہا کہ دعا کرو، اور ان سے وعدہ فرمایا کہ قبول کروں گا، اور ان میں سے جس کو چاہا اپنے لطف وکرم کی توفیق عنایت فرمائی کہ وہ اس کی رحمت اور فضل کی خوشبوؤں سے مستفید ہو، پھر اس کو اپنی طرف پہنچنے کا راستہ دکھایا اور ازراہ نوازش اس کے دل میں اس راستہ کی طلب اور جستجو کا مضمون القاء فرمایا۔ میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں اور یہ حمد بھی اس کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، اور میں اس سے اس کے بیش از بیش فضل وکرم کا طالب ہوں، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ ہی دعاؤں کو قبول کرنے والا اور برائیوں کو دور فرمانے والا ہے، اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور ایسے رسول ہیں جن پر نبوت ختم ہوگئی، جو خدا تعالیٰ کی خبروں کو ہم تک پہنچاتے ہیں، ان پر اور ان کی اولاد واصحابؓ پر جو متقی اور پاک بندے ہیں، اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت کاملہ نازل ہوتی رہے جو ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت ہو، اور اللہ آپ کو بہت بہت سلام وشرف ومجد وعظمت اور کرم سے نوازے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد

(۱) سلاح المؤمن، ص: ۲۵-۲۶

Marfat.com

(واضح ہو) بہترین وہ چیز جس کی حفاظت کے لئے ہمت والوں نے اپنی توجہ کی باگ اس کی طرف پھیری، اور جو اس کی زیادہ حقدار ہے کہ سخت تاریکیوں میں اس کے انوار سے ہدایت طلب کی جائے، اور جو قسم قسم کی نعمتوں کے حصول میں زیادہ نفع بخش ہے، اور جو خطرات عذاب کو زیادہ ٹال دینے والی ہے، اور جو اللہ کے فضل سے بھلائی کے دروازوں کے لئے کنجی کا کام دیتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مؤمن کے لئے ہتھیار ہے وہ تحمید وثنا، وتمجید اور دعا ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم (قرآن) میں حکم فرمایا ہے، اور اسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رغبت دلائی ہے، اور اسی کی طرف انبیاء ومرسلین مائل ہوئے ہیں، اور اسی پر صالحین واولیاء کا اعتماد ہے۔ (اور یہ بھی عرض ہے کہ) انسان جن دعاؤں کو اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے منتخب کرتا ہے اور ہر امر عظیم وسخت کے دور کرنے میں ان کی جستجو کرتا ہے ان سب میں عمدہ ترین وہ ہیں جن سے دعا کا مقصود بھی حاصل ہو، پیروی واقتداء کی برکت بھی نصیب ہو، اور ان کے الفاظ قبولیت کا وسیلہ وذریعہ بنیں اور ایسی دعائیں وہ ہیں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئی ہیں، مسنون دعاؤں سے اعراض کرنے اور ان کے روشن آثار پر قناعت نہ کرنے کو ائمہ نے سخت ناپسند کیا ہے۔

ان کی کنیت ابوالفتح اور نام ونسب یہ ہے: تقی الدین محمد بن تاج الدین محمد بن علی بن ہمام بن راجی اللہ بن سرایا بن ناصر بن داؤد۔ اصل کے اعتبار سے عسقلانی اور مسکن کے لحاظ سے مصری ہیں [ابن الامام کے لقب سے مشہور ہیں] (۱)☆ ماہ شعبان ۶۷۷ھ [۱۲۷۸ء] میں پیدا ہوئے، (۲) اول تحصیل علم اور قرأت قرآن سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد حدیث کی کتابوں کا لکھنا اور معتبر نسخوں اور متفرق اجزاء سے اس علم کو حاصل کرنا

(۱) الدرر الکامنہ، ۲۰۳/۴ ۔ شذرات الذهب ۱۴۴/۶

(۲) الدرر الکامنہ، ۲۰۳/۴ . شذرات الذهب ۱۴۴/۶

☆ اضافہ از نسخہ فارسی طباعت اولیٰ۔

Marfat.com

شروع کیا، آپ نے دمیاطی اور ابن الصواف سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ [1] ان کی یہ کتاب سلاح المؤمن بہت مروج اور مشہور ہے، اس کے علاوہ ان کی اور تصانیف بھی ہیں، ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں، کتاب الاهتداء فی الوقف و الابتداء، کتاب متشابه القرآن، [2] ماہ ربیع الاول ۷۴۵ھ[۱۳۴۴ء] میں انتقال فرمایا۔ [3] منصف کے زمانۂ حیات ہی میں اس کتاب کی شہرت ہوگئی تھی اور یہ اس کی حسن قبولیت کی دلیل ہے۔ کامل ترین علماء نے اس کتاب کو پسند فرمایا۔ ذہبی نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے تھے اس کو مختصر کر کے حفظ یاد کیا تھا، اور خود اپنے خط سے اس کے چند نسخے لکھے تھے، شہاب الدین الغریانی نے بھی اس کو مختصر کیا ہے، اور یہ مختصر ذہبی کے مختصر سے بہتر ہے، کیونکہ اس میں مقاصد اصلیہ کا استیفا کیا گیا ہے۔ [4]

احادیث الحنفاء

یہ کتاب حسن بن عبداللہ ابزاری کی تصنیف ہے۔ [5]

فوائد تمّام رازی ☆

رازی کی کنیت ابوالقاسم اور نام ونسب یہ ہے: تمام بن محمد ابی الحسین بن عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن جنید البجلی، الرازی، ثم الدمشقی [6] اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں:

أخبرنا خيثمة بن سليمان قال: حدثنا محمد بن عيسىٰ قال: حدثنا سفيان بن عيينة قال: حدثنا عبدالله بن ابی بكر عن خلاد بن السائب بن خلاد عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أتاني جبرئيل

(۱) الدرر الكامنه، ۴/۲۰۳۔ شذرات الذهب ۱۴۴/۶۔ [شذرات میں ابن الصواف کا ذکر نہیں ہے، نور]

(۲) الدرر الكامنه، ۴/۲۰۳۔ شذرات الذهب ۱۴۴/۶۔

(۳) الدرر الكامنه، ۴/۲۰۳۔

(۴) الدرر الكامنه، ۴/۲۰۳۔

(۵) میں نے فہارس کی تمام کتابوں کو دیکھا لیکن اس کتاب اور مؤلف کے بارے میں کہیں معلومات نہیں ملیں۔

(۶) تذكرة الحفاظ ۲۵۸/۳۔ [۲۴۳/۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۲۸۹/۱۷۔

☆ حمدی بن عبدالمجید سلفی کی تحقیق سے یہ کتاب مکتبۃ الرشد ریاض سے غالباً ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔

Marfat.com

فأمرني أن آمر أصحابي أن يرفعوا أصواتهم بالإهلال. (۱)

ابن خلاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور یہ کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ کے وقت اپنی آوازوں کو بلند کریں۔

تمام رازی ۳۳۰ھ [۴۲-۹۴۱ء] میں پیدا ہوئے، (۲) ان کے والد ماجد ابوالحسین محمد بھی حفاظ حدیث میں سے تھے، رازی ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ آپ نے خیثمہ بن سلیمان اطرابلسی ☆، احمد بن حذلم قاضی، حسن بن صلت حضائری، ابومیمون ابن راشد، اور نیز دیگر برگزیدہ عالموں سے علم حدیث کو حاصل کیا۔ (۳) ابوالحسن میدانی، ابوعلی اھوازی، عبدالعزیز بن احمد کتانی، (۴) احمد بن عبدالرحمٰن طریفی اور دوسرے اعلیٰ محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ (۵) رازی معرفت رجال میں مہارت تام رکھتے تھے۔ حدیث کے صحت وسقم کو بیان کرنے میں مشہور تھے۔ (۶) حفظ حدیث اور تمام خیر وحسن وخوبی کی باتوں میں اپنے

(۱) فوائد تمام رازی ۱/ ۵۳. اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن کی کتاب المناسك، باب كيف التلبية میں، ترمذی نے اپنی جامع کی کتاب الحج، باب ماجاء في رفع الصوت بالتلبية، میں اور ابن ماجہ نے اپنی سنن کی کتاب المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية میں ذکر کیا ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن وصحيح" کہا ہے۔

(۲) تذكرة الحفاظ ۳/ ۲۵۸۔ [تذکرہ میں سن ولادت ۳۰۳ مذکور ہے، ۳/ ۲۴۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۲۹۰۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۲۹۰۔

(۴) عبدالعزیز بن احمد کتانی: ابومحمد عبدالعزیز بن احمد بن محمد بن علی بن سلیمان تمیمی، دمشقی، کتانی، صوفی۔ ان کی ولادت ۳۸۹ھ [۹۹-۹۹۸ء] میں ہوئی۔ انہوں نے تمام بن محمد رازی، ابونصر بن ہارون، محمد بن عبدالرحمٰن قطان سے علم حدیث حاصل کیا۔ خطیب، حمیدی، اور ہبۃ اللہ اکفائی ان کے شاگردوں میں سے ہیں، انہوں نے حدیث کو جمع کیا اور اس کی تصنیف بھی کی۔ معرفت حدیث میں ان کا درجہ متوسط ہے۔ خطیب نے ان کو ثقہ اور امین کہا ہے، اکفائی کہتے ہیں کہ عبدالعزیز کتانی، بہت زیادہ تلاوت کرنے والے، صدوق اور سلیم الفطرت تھے۔ جمادی الاخریٰ ۴۶۶ھ [۱۰۷۴ء] میں انہوں نے وفات پائی۔

سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۴۹-۲۴۸۔ طبقات الحفاظ، ص: ۴۳۹۔ شذرات الذهب ۳/ ۳۲۵۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۲۹۱۔

(۶) تذكرة الحفاظ ۳/ ۲۵۸۔ [۳/ ۲۴۴، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۲۹۱۔

☆ اصل فارسی میں طبرابلسی ہے۔

☆ ابن عبدالرحمٰن طریقی: فارسی اور اردو نسخوں میں یہی ہے جب کہ سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۴۲۹ پر ابواسحاق مروزی کے ذکر کے ذیل میں طرائفی درج ہے، نور]

Marfat.com

زمانہ کے یگانہ اور ضرب المثل تھے۔ (۱) ۳ر ماہ محرم ۴۱۴ھ [۱۰۲۳ء] میں انتقال فرمایا۔ (۲) شامیوں میں ان سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہیں گزرا۔ (۳)

مسند العدنی

ان کا نام محمد بن یحییٰ عدنی ہے۔ (۴)(۵)

معجم دِمیاطی

دِمیاط کو دال کے زیر کے ساتھ پڑھو، بعض اشخاص ذال معجمہ سے پڑھتے ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، چنانچہ دمیاطی نے خود اس کی تصریح کی ہے۔ دمیاط ایک شہر کا نام ہے جو ملک مصر میں ہے۔ دمیاطی ایک مشہور سیرت کے مصنف ہیں، اکثر کتب سیرت میں ان سے نقل کی جاتی ہے، ان کی یہ معجم، معجم شیوخ ہے۔ اس کی چار جلدیں ہیں، اس میں ایک ہزار تین سو اشخاص کے نام درج ہیں۔ (۶) ان کی کنیت ابو محمد (۷)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۲۹۱۔ [۳/۲۴۴، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۵۸۔ [۳/۲۴۴، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/۲۹۱۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۳/۲۵۸۔ [۳/۲۴۴، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/۲۹۱۔ شذرات الذہب ۳/۲۰۰۔ [ابن العماد نے صراحت کی ہے کہ ۳ر محرم کو مولود ہوئے، نور]

(۴) محمد بن یحییٰ عدنی: ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن ابو عمر عدنی۔ فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، معتمر بن سلیمان، وکیع بن جراح اور کئی شیوخ کی صحبت میں رہ کر انہوں نے علوم حاصل کئے۔ اور ان سے احادیث روایت کیں۔ انہوں نے ایک مسند لکھی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور ایک واسطے کے ذریعہ نسائی جیسے اعلام ہیں۔ ابن ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ان کے بارے میں اپنے والد سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ نیک آدمی تھے، لیکن اخذ حدیث میں ان سے کچھ کوتاہی بھی صادر ہوئی ہے۔ اس لئے ان کے پاس موضوع حدیثیں بھی تھیں، جنہیں وہ ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں۔ حسن بن احمد بن لیث کہتے ہیں کہ ان کے فرزند نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے ستتر (۷۷) حج کئے تھے۔ اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مسلسل ساٹھ سالوں تک ان کا طواف نہیں چھوٹا۔ ان کی وفات مکے میں ۱۹ ذی الحجہ ۲۴۳ھ [۸۵۸ء] کو ہوئی، دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۲ / ۹۸-۹۶۔ الجرح والتعدیل ۸/۲۵-۱۲۴۔ تہذیب التہذیب ۹/۲۰-۵۱۸۔ شذرات الذہب ۲/۱۰۴۔

(۵) پورا نام ونسب یہ ہے: ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر وعدنی۔ ۲۴۳ھ [۵۸-۸۵۷ء] میں وفات پائی۔ [ع]

(۶) تذکرۃ الحفاظ ۴/۲۶۸ [۴/۲۵۹، نور]۔ علامہ عبدالحی کتانی لکھتے ہیں کہ ان کی معجم، معجم شیوخ ہے۔ انہوں نے اپنے چار سفروں میں جن سے بھی ملاقات کی اور ان سے کسی فن میں کچھ حاصل کیا، تو ان کا بھی تذکرہ اس میں ہے، مکتبہ تونس میں مؤلف ہی کا مخطوطہ اب تک موجود ہے۔ فہرس الفہارس ۱/۴۰۷۔

(۷) ابو احمد بھی ان کی کنیت ہے۔ [ع]

Marfat.com

اور نام ونسب یہ ہے: عبدالمؤمن بن خلف بن ابی الحسن دِمیاطی۔ شافعی مذہب رکھتے تھے۔ بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ (۱) اُن میں سے ایک وہ سیرت ہے جو تمام علماء سیرت کے لئے پیشوا اور رہبر ہے۔ ۶۱۳ھ [۱۲۱۷ء] کے آخر میں پیدا ہوئے، (۲) اول دِمیاط ہی میں فقہ کو حاصل کر کے اس میں مہارت پیدا کی، اس کے بعد علم حدیث کو طلب کیا، (۳) ابن المقیر (۴) علی بن مختار، (۵) ابوالقاسم بن رواحہ، (۶) عیسیٰ خیاط، (۷) اور

---

(۱) تذکرة الحفاظ ٤/۲٦۸ _ [٤/۲٥۸، نور] الدرر الکامنة ۲/٤۱۷ _

(۲) تذکرة الحفاظ ٤/۲٦۸ _ [٤/۲٥۸، نور]

(۳) تذکرة الحفاظ ٤/۲٦۸ _ [٤/۲٥۸، نور] الدرر الکامنه ۲/٤۱۷

(۴) ابن مقیر: ابوالحسن علی بن ابوعبیداللہ حسین بن مقیر بغدادی، مقری، حنبلی۔ آپ کا پورا نام ہے۔ اصلاً بغداد کے تھے، پھر مصر میں سکونت اختیار کی تھی، ۵۴۵ھ [۱۱۵۱ء] عیدالفطر کی رات میں ان کی ولادت ہوئی۔ نصر بن نصر عکبری، ابوجعفر عباسی اور ابوبکر بن زاغونی سے اجازت حاصل تھی، معمر بن فاخر، شہدہ کاتبہ، اور ابوعلی بن شیرویہ سے علم حاصل کیا، دمیاطی، ابوعلی بن خلال، محمد بن عبدالکریم منذری آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ تہجد، عبادت اور تلاوت کا بے حد اہتمام کیا کرتے تھے۔ سیر اعلام النبلاء ۲۳/۱۱۹-۱۲۱ _ العبر ٥/۱۷۸ _ [۳/۲۷٤، سن وفات ۶۴۳ھ ہے، نور] شذرات الذهب ٥/۲۲۳ _

(۵) علی بن مختار: ابوالحسن علی بن مختار عامری محلی، اسکندرانی۔ آپ ابن جمل کے نام سے مشہور ہیں، آپ کی پیدائش ۵۴۵ھ [۱۱۵۰ء] کے اوائل میں ہوئی، انہوں نے ابوطاہر سلفی سے کسب فیض کیا۔ اور کئی اجزاء میں اکیلے علم حاصل کیا، مصری امراء کی اولاد میں سے ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں منذری اور دمیاطی وغیرہ ہیں۔ ۱۲ رشعبان ۶۳۸ھ [۱۲۴۱ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۲۳/۷٦-۷۷. شذرات الذهب ٥/۱۸۹-۹۰ _

(۶) ابوالقاسم بن رواحہ: عزالدین ابوالقاسم عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن رواحہ انصاری، خزرجی، شامی۔ ۵۶۰ھ [۶۵-۱۱۶۴ء] میں تولد ہوئے۔ ابوطاہر سلفی اور علی بن ہبۃ اللہ کاملی سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں برزالی، منذری، ابن صابونی، اور دمیاطی وغیرہ ہیں۔ حدیث میں ان سے کچھ تسامح ہوا ہے۔ ۶۴۶ھ [۴۹-۱۲۴۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۲۳/۲٦۱-٦۳ _ شذرات الذهب ٥/۲۳٤ _

(۷) عیسیٰ خیاط: عیسیٰ بن سلامہ بن سالم بن ثابت حرانی۔ ان کی کنیت ابوالفضل تھی۔ شوال ۵۵۱ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ ابوالفتح بن بطی، ابوبکر بن نقور، محمد بن محمد بن سکن اور شہدہ کے علاوہ کئی عمدہ محدثین نے احادیث روایت کرنے کی آپ کو اجازت دی تھی، اور یہ ان سے روایت کرنے والوں میں سب سے آخری راوی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں دمیاطی اور ابن ظاہری ہیں۔ بڑے متقی ودیندار تھے۔ ان کی وفات ۶۵۲ھ [۵۵-۱۲۵۴ء] کے اواخر میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۲۳/۲۸۰-۸۱ _ العبر ٥/۲۱۲-۱۳ _ [۳/۲٦۹، نور] شذرات الذهب ٥/۲٥۹ _

Marfat.com

حافظ زکی الدین منذری، (۱) اور اُس زمانہ کے دوسرے عالموں سے اس علم کو حاصل کیا۔ (۲) مصر، اسکندریہ، بغداد، حلب، حماۃ، ماردین، حرّان، دمشق اور اس کے نواح کے دوسرے شہروں کی سیر وسیاحت کی، (۳) صدق، دیانت اور حفظ واتقان میں اپنے زمانہ کے سردار تھے، لغت وعربیت میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ علم انساب میں بھی اچھی واقفیت تھی، حسن صورت میں ضرب المثل تھے، (۴) لوگ ان کو ابن الماجد کہتے تھے، دمیاط میں مثل مشہور ہے کہ جب کسی دلہن کے حسن میں مبالغہ کرتے ہیں تو یہ کہا کرتے ہیں "كأنها ابن الماجد" (۵) كتاب الحيل، كتاب الصلوٰة الوسطى اور دیگر تالیفات نافعہ وتصنیفات مفیدہ کے مصنف ومؤلف ہیں۔ (۶) ابو الفتح ابن سید الناس (۷) مشہور سیرت کے مصنف، ابوحیان اور تقی الدین سبکی ان کے شاگرد ہیں۔ (۸) ایک روز حدیث کے درس کے بعد ان پر غشی طاری ہوئی، اسی حالت میں شاگردان کو مکان پر لے گئے، وہاں پہنچ کر غور سے دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی، عربی میں اس موت کو

---

(۱) زکی الدین منذری: آپ کا نام ونسب زکی الدین ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی منذری، شامی، مصری، شافعی ہے۔ ۵۸۱ھ [۱۱۸۵ء] شعبان کی ابتداء میں پیدا ہوئے۔ عمر بن طبرزد اور موسیٰ بن عبد القادر جیلی سے حدیث کا سماع حاصل کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں دمیاطی، ابن دقیق عید، یوسف بن عمر حسنی وغیرہ ہیں۔ حافظ عز الدین حسینی کہتے ہیں کہ حافظ منذری نے پہلے جامع ظافری میں درس دیا پھر "الدار الکاملیہ" کے مسند درس کو زینت بخشی، اور وہیں حصول علم میں پوری طرح یکسو ہو گئے۔ ہر فن مولیٰ ہونے کے باوجود علم حدیث میں بے مثال تھے۔ ان کی وفات ذی قعدہ ۶۵۶ھ [۱۲۵۸ء] میں ہوئی، سیر اعلام النبلاء ۲۳/۲۲-۳۱۹۔

(۲) تذكرة الحفاظ ٤/٢٦٨۔ [٤/٢٥٩، نور]

(۳) تذكرة الحفاظ ٤/٢٦٨۔ [٤/٢٥٩، نور]

(۴) تذكرة الحفاظ ٤/٢٦٨۔ [٤/٢٥٩، نور]

(۵) الدرر الكامنه ٢/٤١٧

(۶) تذكرة الحفاظ ٤/٢٦٨۔ [نور]

(۷) ابن سید الناس: ابو الفتح محمد بن محمد بن احمد بن سید الناس اندلسی، مصری۔ آپ ذی قعدہ ۶۷۱ھ [۱۲۷۳ء] میں پیدا ہوئے۔ ابن عز اور تقریباً ہزار شیوخ ٤/٢٥٩ سے حدیثیں سنیں، ابن دقیق عید کی صحبت میں رہے، اور ان کے چشمۂ علم سے سیراب ہوئے۔ آپ کا شمار علمائے کبار اور حفاظ میں ہوتا ہے، علل واسانید اور رجال کے ماہر تھے اور حدیث کی صحت وسقم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ظاہریہ کی مسند درس حدیث انہیں کے سپرد کی گئی تھی۔ انہوں نے "السيرة الكبرىٰ" اور "السيرة الصغرىٰ" نامی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ شعبان ۷۳۴ھ [۱۳۳۴ء] میں انہوں نے وفات پائی۔ طبقات الحفاظ ص: ٥٢۔ شذرات الذهب ٦/١٠٨۔

(۸) الدرر الكامنة ٢/٤١٧۔ فوات الوفيات ٢/٤١٠۔ [محقق نسخہ، الدکتور احسان عباس مطبوعہ دار صادر بیروت ٣/٣٨٧، نور]

Marfat.com

موت فجاۃ کہتے ہیں ۔ یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۷۰۵ھ[۱۳۰۶ء] میں پیش آیا، ☆ اُن کے جنازہ پر لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔ (۱) ان کی ظرافت آمیز باتوں میں سے ایک یہ لطیفہ مشہور ہے کہ ایک روز کسی ایسی مجلس میں تشریف لے گئے جہاں حدیث کا مذاکرہ ہورہا تھا، ایک حدیث میں عبداللہ بن سلام کا نام آیا تو بعض اہل مجلس اس کو لام پر تشدید کے ساتھ (سلاّم) پڑھنے لگے، آپ نے فوراً یہ کہا "سلام علیکم سلام سلام" قارئین اپنی غلطی پر متنبہ ہوگئے۔ (۲) انہوں نے صغانی (۳) سے بھی ملاقات کی تھی۔ اوران کی مصنفات میں سے بیس کتابیں ان سے پڑھیں۔ (۴) آپ اکثر سنن شافعی کو پڑھاتے تھے۔ انصاف کے وقت یہ بھی صاف فرمایا کرتے تھے، کہ اس سنن کے اکثر الفاظ صحیحین کی روایت کے خلاف ہیں۔ آپ اگرچہ شافعی المذہب تھے، مگر امام مالک کی تعریف وتوصیف اس کثرت سے کرتے تھے۔ کہ لوگ ان کو مالکی المذہب خیال کرتے تھے۔ آپ کی منظومات میں سے یہ دو قطعے ہیں:

علم الحدیث لہ فضل ومنقبة   نال العلاء بہ کان معتنیا

علم حدیث کو فضیلت اور خوبی حاصل ہے، جو شخص اس میں لگا اُس نے بلندی حاصل کرلی۔

ماحازہ ناقص إلا وکملہ   أوحازہ عاطل إلا بہ حلیا (۵)

کوئی ایسا ناقص نہیں جو اس کو حاصل کر کے کمال تک نہ پہنچا ہو، کوئی زیور فضیلت سے خالی نہیں جو اس کے سبب سے زیور کمال سے آراستہ نہ ہوا ہو۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ٤/٢٦٩۔[٤/٢٥٩،نور]   (۲) الدرر الکامنہ ٢/٤١٧۔

(۳) صغانی: رضی الدین ابوالفضائل حسن بن محمد بن حسن بن حیدر قرشی عدوی، عمری، صاغانی، لاہوری، حنفی۔ ان کی کئی عمدہ تصانیف ہیں۔ لاہور میں ۵۷۷ھ[۸۲-۱۱۸۱ء] میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابن حصری اور محمد بن حسن مرغینانی سے کسب فیض کیا۔ عربی زبان وادب میں معرفت تام حاصل تھی، ان کی بات حرف آخر مانی جاتی تھی، دمیاطی کہتے ہیں کہ صغانی صالح ونیکوکار، سچے اور خاموش مزاج تھے، لغت، فقہ وحدیث میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ میں نے ان سے خوب استفادہ کیا ہے، ان کی وفات انیس شعبان ۶۵۰ھ[۱۲۵۲ء] میں ہوئی اور مکہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ سیر اعلام النبلاء ٢٣/٨٣-٢٨٢۔ [٢٣/٨٤-٢٨٢،نور] شذرات الذهب ٥/٢٥٠۔ العبر: ٦-٢٠٥.

(۴) فوات الوفیات ٢/٤١١۔   (۵) فهرس الفهارس ١/٤٠٩۔

☆ فارسی نسخہ میں عربی عبارت اس طرح ہے: "کان ذلك فی ذی قعدة سنة خمس وسنت مائة"

Marfat.com

وما العلم إلا في كتاب وسنّةٍ — وما الجهل إلا في كلام ومنطق

نہیں ہے علم مگر کتاب وسنت میں، اور نہیں ہے جہل مگر علم کلام ومنطق میں

وما الخير إلا في سكوت بحسبة — وما الشر إلا في كلام ومنطق

اور نہیں ہے بھلائی مگر اس سکوت میں جو طلب ثواب کے لئے ہو، اور نہیں ہے برائی مگر گفتگو اور بولنے میں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ (دوسرے قطعہ کے) شعر اول میں منطق اور کلام سے وہی دونوں علم مراد ہیں جو مشہور ہیں، اور شعر دوم میں یہ دونوں لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

دمیاطی عموماً منطق کی مذمت میں بہت شدومد سے کام لیتے تھے، مگر خصوصیت کے ساتھ جب مصر میں اس علم کا چرچا بہت ہو گیا تو انہوں نے بھی لوگوں کے مقابلہ میں اس علم کی ہجو سخت تر کردی۔

چنانچہ ان کے کلام کا کچھ حصہ سامعین کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

وعن الأمر المنكر عليهم والنكر المعروف لديهم تدرسهم لعلم الفضول وتشاغلهم بالمعقول عن المنقول فى اكبابهم على علم المنطق واعتقادهم أن من لايحسنه لايحسن أن ينطق فليت شعرى قرأه الشافعي ومالك أو هو أضاء لأبي حنيفة المسالك، أوهل علمه أحمد بن حنبل، أو كان الثوري على تعلمه قد أقبل، وهل استعان به إياس فى ذكائه، أو بلغ به عمر، ومابلغ من دهائه، أو تمرس به قس وسحبان، ولولاه لما أفصح به أحدهما ولا أبان، أترى عقول القوم كليلة، إذ لم نشحذ على سنة أفترئ فطنتهم عليلة إذ لم تكرم فى أجنته، كلا هى أشرف من أن تقيد فى سجنه وأشف من أن يستحوذ عليها طارق جنة، بالله لقد أغرق القوم فيمالا يعنيهم وأظهروا الإفتقار إلى مالا يغنيهم، بل يتبعهم مع السّامات ويعنّيهم، والشيطان يعدهم ويمنيهم، أما إنه كان أحاد من أهل العلم ينظرون فيه غير مجاهرين،

Marfat.com

ويطالعونه لامتظاهرين، لان أقل أفاته أن يكون شغل بما لا يعني الإنسان وإظهارتحوج إلى ما أغنى عنه الرّبّ المنان، وأما هؤلاء فقدجعلوه من أكبر المهمات واتخذوه عدة للثوابت والمسلّمات، فهم يكثرون فيه إلا ايضاغ، ☆ وينفق كل واحد منهم في تحصيله العمر المضاع، ويحهم! أما سمعوا قول داعي الهدى لمن أمّه حين رأىٰ عمر قد كتب التورٰة في لوح وضمه، فغضب وقال للحافظ الرّاعي لوكان موسىٰ حيّا ماوسعه إلا اتباعي، فلم يوسعه عذراً في كتاب الذي جاء به موسىٰ نوراً، فما ظنّك بماوضعه المتخبطون في ظلام الشك وافتروا فيه كذباً وزوراً؟ فيالله! للعقول الخرفة غرقت في بحار ضلال الفلسفة الخ.

وہ نازیبا اور ناشائستہ بات جوان میں شہرت پکڑ چکی ہے یہ ہے کہ وہ فضول علم (منطق وفلسفہ) کے پڑھنے پڑھانے میں لگے رہتے ہیں، اور علم منقول کو چھوڑ کر علم معقول (منطق) میں مشغول رہتے ہیں، گویا اسی میں کھوئے ہوئے رہتے ہیں، اوراعتقاد یہ رکھتے ہیں کہ جو اس علم کو اچھی طرح نہیں جانتا وہ خوش اسلوبی سے گفتگو نہیں کرسکتا، پس ان کی عقلوں پر تعجب ہے، (کیا مجھے کوئی بتا سکتا ہے) کہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ نے بھی اس کو پڑھا تھا؟ کیا امام ابوحنیفہؒ کے لئے اسی نے راستے روشن کئے تھے؟ کیا امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس کی تعلیم حاصل کی تھی؟ کیا (سفیان) ثوریؒ نے اس کے پڑھنے کی طرف توجہ کی تھی؟ کیا ایاس (بن معاویہ) نے اپنی ذکاوت میں اس سے مدد لی تھی، یا عمروؓ (بن العاص) کو ذہانت وسیاست سے جو کچھ حصہ ملا تھا کیا وہ بھی اسی کی وجہ سے ہی اس مرتبہ کو پہنچے تھے؟ کیا قس اور سحبان (وائل) نے اس کے حصول میں کچھ زمانہ لگایا تھا کہ اگر وہ یہ علم حاصل نہ کرتے تو فصاحت وذہانت

☆ الأوضاع

Marfat.com

ظاہر نہ کر سکتے تھے؟ چونکہ قوم نے اس سان پر اپنی عقلوں کو تیز نہیں کیا تو کیا تم ان کو کند (ذہن) پاتے ہو؟ چونکہ انہوں نے اس منطق کے باغات کی سیر نہیں کی تو کیا تم ان کی (فطانت) کو علیل پاتے ہو؟ ہرگز نہیں! وہ اس سے بزرگ تر ہیں کہ اس کے قید خانہ میں محبوس ہوں، وہ اس سے بلند تر ہیں کہ تاریکی کا دل بادل ان کو ڈھانپ لے۔ بخدا! یہ لوگ محض بیکار باتوں میں مستغرق ہیں اور فضول امور کی طرف اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں، بلکہ مصائب و تکالیف کو جھیلتے ہوئے بھی اس کا اتباع کرتے ہیں۔ شیطان ان سے وعدے کرتا رہتا ہے اور ان کو امیدیں دلاتا ہے۔ البتہ بعض اہل علم اس کا مطالعہ کرتے ہیں مگر نام و نمود کے لئے نہیں، اس میں غور و خوض کرتے ہیں مگر دکھاوے اور گھمنڈ کے طور پر نہیں، کیونکہ اس علم میں کم سے کم یہ آفت ہے کہ انسان بے سود باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ایسی چیز کی طرف دست حاجت بڑھاتا ہے جس سے خدائے کریم نے اس کو مستغنی کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ (جو منطقی ہیں) انہوں نے اس کو اکبر مہمات (اہم ترین امور) میں شمار کر لیا ہے، اور ثابت شدہ و مسلمہ امور کے لئے اس کو سامان قرار دیا ہے، (چنانچہ) وہ لوگ اس میں بہت دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اس کی تحصیل میں اپنی عمر ضائع و برباد کرتا ہے، افسوس ہے ان پر! کیا انہوں نے ہدایت کے داعی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا قول نہیں سنا، جب انہوں نے عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ وہ تورات کو تختیوں پر لکھ کر اپنے پاس محفوظ کئے ہوئے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے، اور نصیحت کو محفوظ اور اُس کی نگہداشت کرنے والے (حضرت عمرؓ) سے فرمایا (یاد رکھو) اگر موسیٰ علیہ السلام (میرے زمانہ میں) زندہ ہوتے (جن پر تورات نازل کی گئی تھی) تو ان کے لئے بھی اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ میرا اتباع کریں۔ (اب تم خیال کرو) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ کی اس کتاب کے بارے میں جو سراسر نور ہی نور تھی، عمرؓ کو عذر خواہی کی وسعت نہ دی، تو پھر تمہاری رائے ایک ایسے فن کی نسبت کیا

Marfat.com

ہونی چاہئے جس کو شک کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے والوں نے گھڑ لیا ہو، جس کو جھوٹ اور سراسر بناوٹ کی شکل دیدی ہو، پس حسرت ہے اُن نافرمان عقلوں پر جو فلسفہ کے گمراہ کن سمندروں میں ڈوب چکی ہیں۔

دِمیاطی کی تصانیف میں چند اربعین بھی ہیں، أربعین متباينة الاسناد، أربعين صغرىٰ اور یہ پہلی اربعین کا مختصر ہے، أربعين موافقات عوالى، اربعين تساعيات الاسناد و الابدال، جب آپ اس اربعین کی تالیف سے فارغ ہوئے تو یہ چند بیت نظم کئے۔

خذها أحاديث أبدالا مصححة وافت تساعية الإسناد في العدد

تو ان احادیث کو جو ابدال [1] اور صحیح ہیں یاد کر لے، جن کی اسناد شمار میں تساعی ہیں۔

في أول وقعة فيه موافقة لأحمد بن شعيب قائل السدد

اس کی پہلی حدیث میں نسائی سے موافقت ہے، جو درست بات کے کہنے والے تھے۔

وتلوه وردت فيه مصافحة لمسلم حافظ الألفاظ والسند

اور اس کے بعد کی حدیث میں مصافحت [2] وارد ہوئی ہے، امام مسلمؒ سے جو الفاظ و سند کے حافظ ہیں۔

ومثله بعد عشرين موافقة للترمذي أبي عيسىٰ حماه ردِ

اور اسی طرح بیسویں حدیث کے بعد موافقت [3] امام ابو عیسیٰ ترمذی سے ہے، جن کی حفاظت میں تو بھی آ جا۔

---

(۱) اصطلاح محدثین میں ابدال کے معنی یہ ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلۂ اسناد کو محدث مصنف کے شیخ الشیخ تک پہنچا دے، مثلاً بخاریؒ قتیبہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ امام مالک سے، اور کوئی دوسرا راوی اپنے دوسرے سلسلۂ اسناد کو قلت اعداد کے ساتھ مالک تک پہنچا دے۔ [ع]

(۲) مصافحہ یہ ہے کہ راوی کی اسناد محدث مصنف کے شاگرد کے مساوی ہو جائے، اس عدد میں جو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے، مثلاً اگر محدث مصنف کے شاگرد کے اسناد کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پانچ عدد ہوتے ہیں تو اس کے بھی پانچ ہی عدد ہوں۔ [ع]

(۳) محدث مصنف کی موافقت کے یہ معنی ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلہ کو مع قلت عدد کے اس کے شیخ تک ملا دے، مثلاً بخاری کے شیخ قتیبہ ہیں اور قتیبہ کے شیخ مالک ہیں، پس اگر کوئی راوی اپنی روایت کا سلسلہ قلت عدد کے ساتھ قتیبہ تک پہنچا دے، تو اس کو بخاری سے موافقت ہوگئی۔ [ع]

Marfat.com

ان کی ایک اور تصنیف بھی ہے جو سو احادیث کا ذخیرہ ہے، جو مـائة تسـاعية فـی الـموافقات وأبدال العلية کے نام سے مشہور ہے، تساعیات مطلقه، أربعین جلیه فی الأحکام النبویه ،اورایک دوسری اربعین بھی جو جہاد کے بارے میں ہے، اُن کی تالیف کردہ ہیں۔ مجالس بغدادیه، مجالس دمشقیه، کشف المغطی فی تبیین الصلوٰة والوسطیٰ، کتاب فضل صوم ستة من شوال، کتاب فضل الخیل، کتاب التسلی والاغتباط بثواب من تقدم من الافراط، کتاب الذکر والتسبیح أعقاب الصلوٰة، کتاب ذکر أزواج النبی وأولاده وأسلافه اوران کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ (۱)

کرامات الاولیاء للخلّال

خلّال کا نام ونسب یہ ہے: ابومحمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی۔ (۲) ۳۵۲ھ [۹۶۳ء] میں پیدا ہوئے۔ (۳) ابوبکر وراق، ابوبکر ابن شاذان اور اسی طبقہ کے دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ (۴) خطیب بغدادی، ابوالحسین ابن الطیوری، جعفر بن احمد سراج، علی ابن عبدالواحد دینوری اور دوسرے کامل ترین محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔ (۵) تمام محدثین کے نزدیک ثقہ، معتبر اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ کے سردار ہیں۔ (۶) صحیحین پر ان کی ایک مسند ہے، لیکن وہ نا تمام ہے۔ (۷) ماہ جمادی الاولیٰ ۴۳۹ھ [۱۰۴۷ء] وفات پائی۔ (۸) حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں ان کے واسطہ سے یہ روایت کی ہے:

(۱) ان کی تالیفات کے لئے دیکھئے: فهرس الفهارس ۱/۴۰۷۔

(۲) تذکرة الحفاظ ۳/۳۰۷۔[۳/۲۹۰،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/۵۹۳۔

(۳) تذکرة الحفاظ ۳/۳۰۷۔ [۳/۲۹۰،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/۵۹۳۔

(۴) تذکرة الحفاظ ۳/۳۰۷۔[۳/۲۹۰،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/۵۹۳۔

(۵) تذکرة الحفاظ ۳/۳۰۷۔[۳/۲۹۰،نور]

(۶) تذکرة الحفاظ ۳/۳۰۷۔[۳/۲۹۰،نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/۵۹۳۔

(۷) تاریخ الاسلام (۴۳۱ھ تا ۴۴۰ھ) ص: ۴۷۱۔[۹/۶٤۰][۳۸۱-۴۵۰]نور]

(۸) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۵۹۳۔ تذکرة الحفاظ ۳/۳۰۷۔[۳/۲۹۰،نور]

Marfat.com

أخبرنا جعفر بن منير قال: حدثنا الحافظ أحمد بن محمد يعني السلفيُ قال: حدثنا أبوسعيد محمد بن عبدالملك بن أسد قال: حدثني علي بن أحمد السرخسي الحافظ من حفظه قال: حدثنا عبدالله بن عثمان الواسطي قال: سمعت أباالقاسم بن أيوب بن محمد خطيبنا بواسطة يقول: سمعت أباعثمان المازني يقول: حدثنا سيبويه عن الخليل بن أحمد عن ذر بن عبدالله الهمداني عن الحارث عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أهل المعروف في الدنيا أهل المعروف في الآخرة، وأهل المنكر في الدنيا هم أهل المنكر في الآخرة. (۱)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں بھلائی کرنے والے ہیں وہی آخرت میں بھلائی کرنے والوں میں شمار ہوں گے، اور جو دنیا میں برائی کرنے والے ہیں وہی آخرت میں بھی برائی کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔

جزء ابن نجید

ابن نجید اپنے زمانہ کے اوتاد، اپنے وقت کے صوفیاء کرام کے شیخ اور زہد وعبادت میں یکتا تھے، خراسان میں بلندیٔ اسناد میں مشار الیہ اور مشہور آفاق تھے، اس جزء کے شروع میں اس طرح بیان کیا ہے:

حدثنا أبو مسلم إبراهيم بن عبدالله الكجّي قال: حدثنا أبوعاصم الضحاك بن مخلد النبيل عن الأوزاعي قال: حدثني قرة بن عبدالرحمن عن ابن شهاب عن أبى سلمة عن أبي هريرة قال:

(۱) ذہبی نے اسے تاریخ الاسلام کے بجائے تذکرة الحفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ۳/۳۰۸۔ [۳/۲۹۱، نور]

Marfat.com

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أحب عبادي إليّ أعجلهم فطراً.(۱)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اپنے روزہ کو (وقت پر) افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

ابن نجید کا نام ونسب یہ ہے: ابوعمرو اسماعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن خالد سلمی، نیشاپوری۔ تصوف، عبادات اور معاملات میں اپنے زمانہ کے شیخ تھے۔ (۲) اپنے باپ دادا سے میراث میں بہت مال پایا تھا، جو سب کا سب خدا کی راہ میں اور علماء ومشائخ پر صرف کردیا۔ انہوں نے (شیخ) جنید (۳) اور ابوعثمان حیری (۴) اور دیگر بزرگوں کی صحبت پائی تھی، (۵) ابراہیم بن ابی طالب، (۶) عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد

(۱) ترمذی نے یہ روایت اپنی جامع میں کتاب الصوم، باب ماجاء فی تعجیل الافطار میں ذکر کی ہے، اور کہا ہے کہ یہ حدیث ''حسن غریب'' درجہ کی ہے۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۶/۱۴۶۔

(۳) جنید بغدادی: جنید بن محمد بن جنید نہاوندی بغدادی قواریری، صوفیاء کے شیخ ہیں ۲۲۰ھ [۸۳۵ء] کے بعد پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابوثور سے علم فقہ حاصل کیا اور سری سقطی اور حسن بن عرفہ اور حارث محاسبی کی صحبت پائی اور علمی تشنگی دور کی، پھر جب اپنی اصلاح کی فکر دامن گیر ہوئی، تو انہوں نے خوب عبادات وریاضات کئے اور خوب آہ وبکا کی۔ ان کی گفتگو حکیمانہ تھی۔ انہوں نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں جعفر خلدی اور ابوبکر شبلی ہیں۔ ۲۹۸ھ [۹۱۱ء] میں دار جاودانی کی طرف کوچ کرگئے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۴/۶۶-۷۶۔ [۱۴/۷۰-۶۶، نور]

(۴) ابوعثمان حیری: ابوعثمان سعید بن اسماعیل بن سعید بن منصور نیشاپوری، حیری، صوفی ان کا پورا نام ہے، رے میں، ۲۳۰ھ [۴۵-۸۴۴ء] میں ان کی ولادت ہوئی، انہوں نے محمد بن مقاتل رازی اور موسیٰ بن نصر سے حدیث کا فیض حاصل کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں اسماعیل بن نجید ہیں۔ یہ مستجاب الدعوات اور بڑے عابد وزاہد تھے۔ ان کی وفات ۲۹۸ھ [۹۱۱ء] میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۴/۶۶-۶۲۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۶/۱۴۷۔

(۶) ابراہیم بن ابوطالب: ان کا نام ونسب ابواسحاق ابراہیم بن ابوطالب ہے۔ اپنے زمانہ میں محدثین کے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ اسحاق بن راہویہ، احمد بن حنبل، عمرو بن علی فلاس اور بندار سے انہوں نے حدیث کا فیض حاصل کیا۔ ابویحییٰ خفاف، ابن خزیمہ وغیرہ نے خود ان سے روایت کی ہے۔ ابوحامد بن شرقی کہتے ہیں کہ میں نے خراسان میں پانچ ائمہ حدیث سے روایت کی ہے، ذہلی، دارمی، بخاری، مسلم اور ابراہیم بن ابوطالب۔ دور جب ۲۹۵ھ [۹۰۸ء] کو رب حقیقی سے جاملے۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/۵۴۷-۵۲۔ العبر ۲/۱۰۰۔ [۱/۴۲۷، نور] شذرات الذہب ۲/۲۱۸۔

Marfat.com

بن ایوب رازی (۱) اور ابو مسلم کجی سے حدیث کا فیض حاصل کیا۔ (۲) اُن کے نواسے ابو عبدالرحمٰن سلمی (جو صوفیاء کے شیخ ہیں) اور ابو عبداللہ حاکم اور دوسرے چیدہ بزرگوں نے خود اُن سے حدیث کو پڑھ کر ظاہری وباطنی فیض حاصل کیا۔ (۳) اُن کے زمانہ کے لوگ اُن کو ابدال جانتے تھے، (۴) ترانوے سال کی عمر پائی، اور ۳۶۵ھ [۷۶-۹۷۵ء] میں انتقال ہوا۔ (۵) ان کے مناقب جلیلہ میں یہ واقعہ عجیب وغریب ہے کہ ایک دفعہ ان کے شیخ ابو عثمان حیری کو بعض سرحدوں کے جہاد میں مجاہدین کی خدمت کے لئے کچھ خرچ کی ضرورت پیش آئی، شیخ نے لوگوں سے وصولی کی بہت کچھ کوشش کی، مگر جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو ایک روز عین مجلس میں اس غرض سے کہ شاید یہ عمل خیر اُن (ابن نجید) ☆ کے ہاتھ انجام کو پہنچے، شیخ نے نہایت حسرت سے گریہ وزاری کرتے ہوئے اُس ضرورت کو بیان کیا، ابن نجید نے اپنے شیخ کا یہ حال دیکھا تو دو ہزار درم کی تھیلیاں اپنے مکان سے لاکر شیخ کے قدموں میں ڈال دیں، شیخ بہت خوش ہوئے اور برسر مجلس تمام لوگوں کے روبرو اس عمل خیر کا اظہار کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اے دوستو! خوش ہو جاؤ! ابو عمرو نے تم سب کی طرف سے اس بار کو برداشت کرلیا، مجھ کو امید ہے کہ اس عمل کے بدلہ میں قرب الٰہی میں اُن کو مراتب عالیہ نصیب ہوں گے۔ ابن نجید بھی اس مجلس میں موجود تھے، انہوں نے یہ خیال کر کے کہ میرا عمل لوگوں پر ظاہر ہو گیا، بے تابانہ اٹھ کر یہ عرض کیا کہ اے حضرت! اے میرے شیخ! میں اپنی والدہ کا یہ مال اٹھا لایا تھا، اب

---

(۱) محمد بن ایوب بجلی: ابو عبداللہ محمد بن ایوب بن یحییٰ بن ضریس بجلی، رازی، ۲۰۰ھ [۸۱۵ء] سے قبل ان کی پیدائش ہوئی۔ انہوں نے مسلم بن ابراہیم، قعنبی، ابوداؤد طیالسی اور مسدد سے حدیثیں سنی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں عبدالرحمٰن بن ابوحاتم، اسماعیل بن نجید ہیں۔ ابو یعلی خلیلی کہتے ہیں کہ ابن ضریس ثقہ ہیں، ان کے والد بھی محدث تھے، عاشورہ کے روز ۲۹۴ھ [۹۰۶ء] میں بمقام رے آپ کا انتقال ہوا۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۴۴۹-۵۰ [۱۳/ ۵۳-۴۹، نور] العبر ۲/ ۹۸۔ [۱/ ۴۲۶، نور] الجرح والتعدیل ۷/ ۱۹۸۔ شذرات الذهب ۲/ ۲۱۶۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۴۶۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۴۶۔

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۴۸۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۴۸۔

☆ ''اُن'' سے مراد اہل مجلس ہیں۔

Marfat.com

ان کو خبر ہوئی تو وہ اس کو دینے میں رضامندی ظاہر نہیں کرتیں، تو یہ مال خدا کی راہ میں کس طرح مقبول ہوگا؟ مجھے امید ہے کہ آپ یہ مال مجھے واپس کردیں گے، تاکہ میں اپنی والدہ کے سپرد کردوں اور اس گناہ سے چھٹکارا پاؤں۔ شیخ نے یہ حقیقت سنتے ہی وہ تمام مال اسی وقت واپس کردیا، اور وہ اس کو اٹھا کر لے گئے۔ جب رات ہوئی اور حاضرین مجلس شیخ سے جدا ہوگئے تو ابن نجید اس مال کو لائے، اور شیخ کی خدمت میں پیش کرکے یہ عرض کیا کہ اس کو پوشیدہ طور پر مستحقین کو عنایت فرمایئے، میرا نام کسی پر ہرگز ظاہر نہ کیجئے، شیخ ابوعثمان پر حالت گریہ طاری ہوگئی اور یہ فرمایا کہ تیری ہمت پر صد آفرین۔ (۱)

ابن نجید کے ملفوظات میں سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا سالک پر جو حال وارد ہو (گو وہ برا نہ ہو) مگر جب وہ نتیجہ میں علم کو مفید نہ ہو تو اس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ ہوتا ہے۔ (۲) یہ بھی فرمایا کہ مقام عبودیت اُس وقت نصیب ہوتا ہے جب سالک اپنے افعال کو ریا اور اپنے تمام اقوال کو محض دعویٰ سمجھے۔ (۳) یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کو مخلوق کے سامنے اپنا زوال جاہ شاق نہ ہو تو اس کے لئے دنیا اور اہل دنیا کو ترک کردینا آسان ہوجاتا ہے۔ (۴)

شیخ ابوعثمان حیری ابن نجید کے بارے میں کہا کرتے تھے، کہ لوگ اس جوان کی محبت میں مجھ کو ملامت کرتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ میرے طریق پر اس کے سوا اور کوئی نہیں چلے گا، اور میرے مرنے کے بعد یہی شخص میرا خلیفہ ہوگا۔ (۵)

جزء الفیل لابی عمرو بن السماک

حضرت عائشہؓ کی حدیث میں جو ابوبکرؓ اور زبیرؓ کی فضیلت میں ہے، اور جو اس کتاب کا ابتدائی حصہ ہے، یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۴۷-۱۴۶۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۴۷۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۴۷۔

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۴۷۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۴۷۔

Marfat.com

حدثنا أحمد بن عبد الجبار العطاردي الكوفي قال: حدثنا أبو معاوية عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت: يا ابن أختي كان أبواك يعني أبابكر والزّبير من الذين استجابوا لله والرّسولِ مِنْ بعدِ ما أَصَابهم القرحُ. (۱) قالت: لما انصرف المشركون من أحد وأصاب النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه ما أصابهم خاف، أن يرجعوا من ينتدب لهٰؤلاء في خبائهم حتى يعلموا أن بنا قوة قالت: فانتدب أبو بكر والزبير في سبعين فخرجوا في آثار القوم فسمعوا بهم فانصرفوا قالت: فانقلبوا بنعمةٍ مِن الله وفضلٍ، قالت: لم يلقوا عدوّاً. (۲)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اے بھانجے میرے تمہارے باپ یعنی ابوبکر اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ''اَلَّذِیْنَ (۳) اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ والرَّسولِ مِن بَعدِ مَاأَصَابَھُم القَرْحُ'' (پھر یہ بھی فرمایا اصل واقعہ یہ ہے) کہ جب مشرکین احد سے لوٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب کو وہ تکلیف پہنچی جو پہنچنی تھی، (یعنی ظاہری شکست اور آپ کو یہ خوف ہوا کہ شاید کفار پھر پلٹ کر آ رہے ہیں (یعنی جب آپ کو کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کفار کا باہم مشورہ ہوا ہے کہ مسلمان بھاگ تو گئے ہیں اور ان میں ضعف آ گیا ہے، ایک حملہ اس شدت سے اور کرو کہ ان کا استیصال اور قلع قمع ہو جائے) تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو میرا حکم بجالائے، اور ان

(۱) سورہ آل عمران: ۱۷۲۔

(۲) امام بخاری نے کتاب المغازی، باب الذين استجابوا لله والرسول میں اور مسلم نے اس حدیث کے ایک جزء کو اپنی صحیح کی كتاب الفضائل، باب من فضائل طلحة والزبير میں ذکر کیا ہے۔

(۳) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا۔ [ع]

Marfat.com

کے خیموں میں گھس پڑے تا کہ وہ یہ سمجھ لیں کہ (ہنوز) ہم میں قوت ہے۔ تو ستر آدمیوں میں سے (صرف) ابوبکر اور زبیرؓ نے آپ کی اجابت ☆ کی اور قوم کے پیچھے نکل کھڑے ہوئے، جب کفار کو یہ معلوم ہوا کہ تو وہ لوٹ گئے پھر حضرت عائشہؓ نے یہ آیت پڑھی ''فَانقلبوا (۱) بِنعمةٍ مِّن اللہ وفَضلٍ لَّم یمسسھم سوءٌ وَّ اتَّبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضلٍ عظیم'' اور یہ بھی کہا کہ ان دونوں نے دشمن کو نہ پایا۔

ابن السماک کی کنیت ابوعمرو اور نام ونسب یہ ہے: عثمان بن احمد بن یزید بغدادی دقاق۔ (۲) ابن السماک کے ساتھ معروف ہیں، انہوں نے محمد بن عبیداللہ المنادی، (۳) حنبل بن اسحاق، (۴)

---

(۱) پھر اللہ کے فضل اور احسان سے چلے آئے (اور) ان کو کچھ برائی نہ پہنچی اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔[ع]

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ٤٤٤۔

(۳) محمد بن عبیداللہ منادی: ابوجعفر محمد بن ابوداؤد عبیداللہ بن یزید بغدادی، منادی۔ ان کی پیدائش جمادی الاولیٰ ۱۷۴ھ [۷۸۷ء] میں ہوئی۔ حفص بن غیاث، اسحاق ازرق، روح بن عبادہ وغیرہ سے کسب فیض کیا۔ ابوالقاسم بغوی، عبدالرحمٰن بن ابوحاتم، ابوالعباس اصم، اور اسماعیل صفار جیسے محدثین نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ہے، آپ ثقہ، محدث اور اپنے زمانہ کے کبار شیوخ میں سے ہیں۔ رمضان ۲۷۲ھ [۸۸۶ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ٥٦-٥٥٥۔ الجرح والتعدیل ۸/ ۳۔ تاریخ بغداد ۲/ ۲۷-۳۲۶۔ تہذیب التہذیب ۹/ ۲۷-۳۲۵۔ شذرات الذہب ۲/ ۱۶۳۔

(۴) حنبل بن اسحاق: ابوعلی حنبل بن اسحاق بن حنبل بن ہلال بن اسد شیبانی ان کا پورا نام ہے۔ رشتے میں امام احمد بن حنبل کے چچازاد بھائی ہیں۔ انہوں نے امام احمد ہی سے کسب فیض کیا۔ ۲۰۰ھ [۸۱۵ء] سے قبل پیدا ہوئے۔ سلیمان بن حرب، ابونعیم، عفان بن مسلم، حمیدی، ابوالولید طیالسی اور علی بن جعد سے حدیث کی سماعت کی۔ ابن صاعد، ابوبکر خلال، محمد بن مخلد، عثمان سماک وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ خطیب نے انہیں ثقہ اور ثبت کہا ہے۔ ان کی وفات ۲۷۳ھ [۸۸٦ء] میں ہوئی۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ٥۲-٥۱۔ [۱۳/ ٥۳-٥۱ نور] الجرح والتعدیل ۳/ ۳۲۰۔ تاریخ بغداد ۸/ ۸۷-۲۸٦۔ شذرات الذہب ۲/ ٦٤-۱٦۳۔

☆ ترجمہ میں کچھ غلطی ہوئی ہے، اس طرح ہونا چاہیے: منجملہ ان ستر لوگوں کے ابوبکر و زبیرؓ نے بھی آپ کی اجابت کی۔

Marfat.com

حسن بن مکرم،(۱) یحیٰ بن ابی طالب اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے علم حدیث کو حاصل کیا،(۲) اور خود ان سے حاکم، ابن مندہ، ابن القطان، ابوعلی ابن شاذان اور دوسرے بزرگ روایت کرتے ہیں،(۳) خطیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن رزقویہ سے یہ سنا ہے "خُذ☆ من البازي الأبيض أبو عمرو بن السماك "،(۴) (سفید باز ابوعمرو بن سماک سے علم حاصل کرو) ماہ ربیع الاول ۳۴۴ھ [۹۵۵ء] میں آپ کا انتقال ہوا، ان کے مکان سے قبرستان تک ان کے جنازہ کے ساتھ پچاس ہزار آدمی تھے۔(۵)

جزء فضائل اہل البیت

یہ کتاب ابوالحسن علی بن معروف بزار کی تصنیف ہے، آخر کتاب میں باب حديث البرّ والصلة کے ذیل میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں:

حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن عبدالصمد بن موسىٰ بن محمد بن إبراهيم بن محمد بن علي بن عبدالله بن عباس قال: حدثني أبي قال حدثني محمد بن إبراهيم الامام، عن عبدالصمد بن علي بن عبدالله بن عباس

---

(۱) حسن بن مکرم: ابوعلی حسن بن مکرم بغدادی۔ علی بن عاصم، یزید بن ہارون، روح بن عبادہ وغیرہ کی شاگردی میں انہوں نے علم حاصل کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں قاضی محاملی، اسماعیل صفار، اور ابوبکر نجاد ہیں، خطیب نے ان کی توثیق کی ہے۔ ان کا انتقال رمضان ۲۷۴ھ [۸۸۸ء] میں ہوا۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/۱۹۲ ۔ [۱۳/۱۹۲-۹۳، نور] العبر ۲/۵۳۔ [۱/۳۹۵، نور] تاريخ بغداد ۷/۴۳۲ ۔شذرات الذهب ۲/۱۶۵۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۵/۴۴۴۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۵/۴۴۴ ۔[۱۵/۴۴۵، نور]

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۵/۴۴۵۔

☆ سیر اعلام النبلاء میں "حدثنا الباز الأبيض" ہے۔ اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ عمرو بن سماک کی وفات ۳۴۴ھ اور خطیب کی پیدائش ۳۶۲ھ کے درمیان تقریباً اٹھارہ سال کا فرق ہے، لہٰذا ابن رزقویہ عمرو بن سماک سے اپنے کسب فیض کو بتا سکتے ہیں، ابن سماک کی وفات کے کم وبیش پچیس سالوں بعد ان کی شاگردی اختیار کرنے کی ترغیب دینا عبث اور فضول بات ہے۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۵/۴۴۵

Marfat.com

قال: حدثني أبي عن جدي عبدالله قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إنه كان في بني إسرائيل ملكان أخوان على مدينتين وكان أحدهما باراً برحمه عادلاً في رعيّته وكان في عصرهما نبي فأوحى الله إلى ذلك النبي أنه قد بقي من عمر هذا البار ثلث سنين ومن عمر هذاالعاق ثلثون سنة، فأخبر ذلك النبي رعية هذا ورعية هذا فأحزن ذلك رعية العادل وأحزن ذلك رعية الجابر قال: ففرّقوا بين الأطفال والأمهاتِ وتركوا الطعام والشراب وخرجوا إلى الصحراء يدعون الله عزوجل أن يمتعهم بالعادل ويزيل عنهم أمر الجابر فأقاموا ثلثا فأوحى الله عزوجل إلى ذلك النبي أن أخبر عبادي أني قد رحمتهم، فأجبت دعائهم، فجعلت مابقي من عمر هذا البار لذلك الجابر ومابقي من عمر ذلك الجابر لهذا البارِ قال: فرجعوا إلى بيوتهم ومات الجابر لتمام ثلث سنين وبقي العادل فيهم ثلثين سنة ثم تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم وَمَايُعمّر مِنْ مُّعمّر ولاينقصُ مِنْ عُمْرِهٖ اِلاَّ فِى كِتَابٍ اِنّ ذلك على الله يسير.(۱)

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی دوشہروں کے بادشاہ تھے، ان میں سے ایک تو اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی (بھلائی) اور اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کرتا تھا اور دوسرا قطع رحمی سے پیش آتا تھا، اور اپنی رعیت پر ظلم کرتا تھا۔ ان کے زمانہ میں ایک نبی تھے، اللہ تعالیٰ نے ان (نبی) پر وحی نازل فرمائی کہ اس نیک بخت بادشاہ کی عمر کے صرف تین سال باقی رہ گئے، اور اس نافرمان کی عمر کے تیس سال باقی رہ گئے۔ نبی نے اس امر کی اطلاع دونوں بادشاہوں کی رعیت کو دیدی، تو اس عادل کی رعایا کو (بھی) اس کا غم ہوا، اور اس

(۱) سورۂ فاطر: ۱۱۔

Marfat.com

ظالم کی رعایا (بھی) غمگین ہوئی، دونوں کی رعیت نے بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا اور کھانا پینا ترک کر کے صحرا میں جا کر دعا کرنے لگے کہ خدا! اس جابر کے پنجہ سے نجات دے، اور عادل کا زمانہ دیر تک قائم رہے (تاکہ رعایا کو چین نصیب ہو) اسی طرح تین دن دعا میں گزارے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پر یہ وحی نازل فرمائی کہ میرے بندوں کو اس کی خبر کر دو کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دعا کو قبول کیا، اور میں نے اس عادل کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ تو اس ظالم کو دیدیا، اور اس ظالم کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ اس نیک بخت کو عطا کر دیا، (یہ سن کر) لوگ خوشی خوشی گھروں کو واپس ہوئے (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) وہ ظالم تو تین سال کے بعد ہی مر گیا اور وہ عادل تیس سال تک زندہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی، (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر، مگر لکھا ہے کتاب میں، بیشک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے (یعنی جس کی جتنی عمر ہے، لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے)

یہ علی بن معروف، علی بن الفراء کے (جو عمدہ محدثین میں سے ہیں) استاد ہیں، اور ابراہیم بن عبدالصمد ہاشمی [1] کے شاگرد ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ حدیث کے اسناد میں بیان ہوا۔ خطیب کہتے ہیں کہ محمد بن الباغندی، ابوالقاسم بغوی، اور قاضی محاملی بھی ان کے شاگرد ہیں [2] اور میں ایک واسطہ سے ان سے روایتیں لاتا ہوں۔ [3] ابوالحسن نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، ان کی وفات کا سال تو معلوم

(۱) ابراہیم بن عبدالصمد ہاشمی: ابواسحاق ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہاشمی، بغدادی۔ ابومصعب، زہری، الشیخ، حسین بن حسن مروزی کے شاگرد اور دارقطنی، ابوحفص بن شاہین، ابن مقری اور کئی دوسرے حضرات کے استاد ہیں۔ ان کی وفات ۳۲۵ھ [۳۷-۹۳۶ء] سامرا میں ہوئی، عمر ۹۰ رسال سے زائد تھی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۵/۷۲-۷۱۔ شذرات الذهب ۲/۳۰۶.

(۲) تاریخ بغداد ۱۲/۱۱۴.

(۳) خطیب کہتے ہیں کہ علی بن معروف سے ہمیں غالب بن ہلال حفار، عبدالعزیز بن علی ازجی اور احمد بن علی بن توزی نے روایت بیان کی ہے۔ تاریخ بغداد ۱۲/۱۱۴

Marfat.com

نہیں، البتہ اس قدر معلوم ہے کہ ۳۸۵ھ [۹۹۵ء] تک زندہ رہے، کیونکہ ابن التوزی نے ان سے اسی سال حدیث کا سماع کیا ہے، گویا اس سن کے بعد کسی سال وفات ہوئی۔ (۱)

اربعین شحامی

اس کتاب میں چالیس حدیثیں ہیں، جن کے آخر میں اشعار و حکایات بھی بیان کی گئی ہیں، شحامی کا نام و نسب یہ ہے: ابو منصور (۲) عبدالخالق بن زاہر بن طاہر الشحامی (۳) اس کتاب کے دیباچہ میں یہ خطبہ ہے:

الحمدلله رب العالمين على الائه، حمداً كما ينبغي لكرم وجهه وعز جلاله، والصلوٰة والسلام على المفضل على جميع خلقه، محمد و اله الطيبين وصحبه الطاهرين من بعده، وبعد، فقد سلف مني جمع أربعين حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من أربعين شيخا من مشائخي الذين أدركتهم وسمعت منهم، ورجوت بذلك الدخول فى زمرة الذين ورد فيهم الخبر المشهور عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، من حفظ أربعين حديثاً من أمتي (۴) الخ، فاستحكمت بي داعية

(۱) تاریخ بغداد ۱۲/۱۱٤

(۲) نیشاپور میں شوال ۵۵۰ھ [۱۱۵۵ء] میں وفات پائی۔ [ع]

(۳) شحامی: عبدالخالق بن زاہر بن طاہر بن محمد نیساپوری شحامی، ان کا نام اور کنیت ابو منصور تھی۔ ان کی ولادت ۴۷۵ھ [۸۳-۱۰۸۲ء] میں ہوئی۔ انہوں نے اپنے دادا، ابوبکر بن خلف اور محمد بن سہل سراج سے فیض حدیث حاصل کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابن عساکر، سمعانی اور موید طوسی ہیں۔ سمعانی نے انہیں ثقہ اور صدوق کہا ہے۔ حسن کردار اور حسن سیرت کے پیکر تھے۔ مکثرین راویوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، شوال ۵۴۹ھ [۵۵-۱۱۵۴ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر أعلام النبلاء ۲۰/۲۵٤۔ [۲،۰/۵٦-۲۵٤، نور] العبر ٤/۱۳۷۔ [۳/۱۰، نور] شذرات الذهب ٤/٥٤-۱٥۳۔

(۴) یہ حدیث ابوالدرداء، معاذ بن جبل، ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً منقول ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: "من حفظ على أمتي اربعين حديثا من أمر دينها بعثه الله فقيها" حافظ ابن عساکر نے مختلف طرق سے کتاب الأربعين البلدانيه میں اس کو ذکر کیا ہے۔ ص: ٤٤-۳۹۔ مطبوعه مكتبه اضواء السلف رياض ص: ۳۰.

Marfat.com

أن أخرج من مسموعاتي أربعين حديثا عن أربعين شيخا من مشائخي عن أربعين نفراً من الصحابة الأكرمين، وأتيمن بالبداية بالعشرة المشهود لهم بالجنة فيجتمع لها مع شرف المتن شرف السند، جعل الله تعالىٰ سعيا خالصاً لوجهه وأملانا من نوال بركاته بفضله وسعة جوده.

ہر قسم کی نعمتوں پر تمام محامد کا مستحق وہی خدا ہے جو تمام جہاں کا پروردگار ہے میں اس کی وہ کامل حمد کرتا ہوں جو اس بزرگ ذات اور اُس کی عزت جلال کے شایان ہے، درود وسلام اُس ذات پر نازل ہوتا رہے، جس کو تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے، جن کا نام محمد ہے، اور ان کے بعد آپ کی پاک اولاد اور آپ کے پاکباز صحابہ پر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد (یہ عرض ہے کہ) میں اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس حدیثیں اپنے شیوخ میں سے ان چالیس شیوخ سے جن کی صحبت میں نے پائی، اور جن سے میں نے سماع حدیث کیا، جمع کر چکا تھا، اس جمع کرنے سے میں نے یہ امید کی کہ میں ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث وارد ہوئی ہے: "من حفظ اربعين حديثا من أمتي الخ" میرے دل میں اس کا پختہ ارادہ ہوا کہ میں اپنی سنی ہوئی حدیثوں میں سے صرف ان چالیس حدیثوں کی تخریج کروں جن کو میرے استادوں میں سے چالیس استادوں نے چالیس صحابہ کرام سے نقل کیا ہو، اور ان میں بھی میں تبرکاً عشرہ مبشرہ بالجنة (یعنی وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں جنت کی بشارت دیدی گئی تھی) سے ابتداء کروں تا کہ شرف متن کے ساتھ ساتھ شرف سند کا فخر بھی حاصل ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہماری کوشش کو خالص اپنی ذات کے لئے کرے اور اپنے فضل وکشادہ بخشش کے باعث ہم کو برکتوں کی بخششوں سے بھر دے۔

Marfat.com

اس کی پہلی حدیث اس طرح بیان کی ہے:

[الحديث الأول] ☆ أخبرنا أبو عبد الرحمن طاهر بن محمد المستملي قال: أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسىٰ بن الفضل الصيرفي قال: حدثنا محمد بن يعقوب بن يوسف الأصم قال: حدثنا أبو الدرداء هاشم بن محمد الأنصاري ببيت المقدس قال: حدثنا عتبة بن السكن يكنى أبا سليمان الفرازي الحمصي قال: حدثنا الضحاك بن أبي حمزة عن أبي نصر عن رجاء العطاردي عن عمران بن الحصين عن أبي بكر الصديق قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم! من اغتسل يوم الجمعة محيت ذنوبه (1) وخطاياه، فإذا راح كتب الله له بكل قدم عمل عشرين سنة، فإذا قضيت الصلوٰة أجيز بعمل مائتي سنة.

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کردی جائیں گی، پھر اگر وہ نماز جمعہ کے لئے چلے گا تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھ دے گا، اور جب نماز (بھی) پوری ہوجائے تو دوسو سال کے عمل کے برابر اس کو اجر دیا جائے گا۔

[وقال في الانشادات] ☆ پھر انشادات میں اس طرح بیان کیا ہے:

أخبرنا أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد المؤذن قال: أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن باكويه قال: أخبرنا نصر بن أبي نصر قال: أخبرنا جعفر بن نصر بن أبي نصر قال: أخبرنا جعفر بن نصير قال: سمعت الجنيد

---

(1) كفِرت عنه. [ع]

☆ اضافہ از نسخۂ فارسی طباعت اولیٰ۔

Marfat.com

يقول: حججت على الوحدة فجاورت بمكة، فكنت إذا جن الليل دخلت المطاف فإذا بجارية تطوف فتقول.

جعفر بن نصیر فرماتے ہیں کہ میں نے جنیدؒ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں اکیلا حج کو گیا اور مکہ میں مقیم ہوگیا، جب رات تاریک ہوتی تو میں مطاف میں داخل ہوتا تھا(اور وہاں طواف کرنے میں مشغول ہوتا، ایک روز میں گیا) تو میں نے ایک لونڈی کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ طواف کر رہی ہے۔

اور یہ اشعار اس کی زبان پر ہیں:

أبى الحب أن يخفى وكم قد كتمتُه	فأصبح عندي قدأناخ (١) وطنّبا(٢)
إذا اشتدّ شوقي هام قلبي بذكره	فإن رمت قرباً من حبيبي تقرّبا
ويبدو فأفنى ثم أُحيىٰ له به☆	ويسعدني حتى ألذّ وأطربا

قال: قلت لها يا جارية! أما تتقين الله فى مثل هذا المكان تتكلمين بهذا الكلام، فالتفتت إليّ وقالت لي يا جنيد!

ہر چند میں نے چھپانا چاہا مگر محبت نے مخفی رہنے سے انکار کیا، اور اب اس نے اندر جگہ کر لی اور خیمہ گاڑ دیا۔

جب میرا شوق شدت پکڑتا ہے تو میرا دل اس (محبوب) کے ذکر سے حیران و سراسیمہ ہو جاتا ہے، جب اپنے محبوب سے قرب کی خواہش ہوتی ہے تو اس کا ذکر قریب ہو جاتا ہے۔

اور ظاہر ہوتا ہے وہ تو کبھی اس کے لئے زندہ کیا جاتا ہوں کبھی مردہ، اور وہ میری مدد کرتا ہے یہاں تک کہ میں لذت پاتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں۔

(جنید کہتے ہیں) میں نے اس لونڈی سے کہا کہ اے جاریہ کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی اس (متبرک) مقام میں یہ باتیں کرتی ہے تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا اے جنید!

(۱) اونٹ بٹھایا۔ [ع] (۲) خیمہ کو تاننا۔ مراد اقامت [ع]

☆ به له

Marfat.com

لولا التقى شرّدني ☆ أهجر طيب الوسن

اگر تقویٰ مانع نہ آتا، تو میں عمدہ خواب کو چھوڑ دیتی۔

إن التقى شرّدني كما ترىٰ عن وطني

بیشک تقویٰ نے ہی مجھ کو میرے وطن سے نکالا، چنانچہ تو دیکھ رہا ہے

أفر من وجدي به فحبه تيّمني ☆

میں بوجہ تقویٰ اپنے عشق سے کنارہ کش ہوں، حالانکہ اس کی محبت نے مجھ کو دیوانہ کر دیا۔

ثم قالت: تطوف بالبيت أم برب البيت؟ فقلت: أطوف بالبيت فرفعت رأسها إلى السماء وقالت: سبحانك! سبحانك! ماأعظم مشيتك في خلقك خلق كالاحجار ثم انشادت ☆ تقول:

پھر اس نے کہا تو بیت (کعبہ) کا طواف کرتا ہے یا رب بیت (خدا) کا؟ میں نے کہا کہ میں بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں، تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور (استعجاب کے ساتھ کہنے لگی، اے اللہ) تو پاک ہے تو پاک ہے، تیری مشیت وارادہ مخلوق میں کس قدر عظیم الشان ہے کہ تو نے پتھر جیسی مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر یہ اشعار پڑھنے شروع کئے:

يطوفون بالأحجار يبغون قربة إليك، وهم أقسى قلوبا من الصخر

وہ پتھروں کا طواف کر کے تیری قربت کو طلب کرتے ہیں، حالانکہ ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔

وتاهوا فلم يدروا من التيه من هُمُ وحلّوا محلّ القرب في باطن الفكر

وہ حیران و سرگشتہ ہوئے اور سرگشتگی کی جہ سے ان کو یہ پتہ نہ رہا کہ وہ کون ہیں، اور اپنے خیال میں وہ منازل قربت میں اترے۔

فلو أخلصوا في الودّ غابت صفاتهم وقامت صفات الود للحق بالذكر

☆لم ترني ☆هيّمني

☆ انشأت تقول[طبقات الشافعية الكبرى ١/ ٤٧٠]

Marfat.com

اگر وہ دوستی میں خالص ہوتے تو ان کی یہ صفات ان سے غائب ہو جاتیں، اور ذکر کی وجہ سے خدا کی محبت کے آثار ان پر طاری ہو جاتے۔

قال الجنيد فغشي عليّ من قولها فلما أفقت لم أرها.

جنید فرماتے ہیں کہ اس کے اس قول سے مجھ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اس کو وہاں نہ پایا۔

الامتناع بالاربعین المتباینة بشرط السماع ☆

یہ کتاب شیخ ابن حجر عسقلانی [1] (المتوفی ۸۵۲ھ)[۱۴۴۹ء] کی تصنیف ہے، یہ ان چالیس احادیث کا مجموعہ ہے جن کو وہ اپنے چالیس شیوخ سے نقل کرتے ہیں، اور ہر شیخ کی سند علیحدہ علیحدہ صحابی تک منتہی ہوتی ہے، گویا صحابہ میں سے چالیس شخص ان کے راوی ہوئے، ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں، روایت حدیث کے بعد کوئی شعر بھی ضرور لکھتے ہیں، چنانچہ ان چالیس حدیثوں میں سے دوسری حدیث یہ ہے:

إن الناس لم يؤتوا شيئا بعد كلمة الإخلاص مثل العافية.

یعنی لوگوں کو کلمہ اخلاص کے بعد عافیت اور صحت سے بڑھ کر (قابل قدر) کوئی چیز عطا نہیں کی گئی۔

اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے:

أمران لم يؤت امرء عاقل　　مثلهما في دارنا ☆ الفانية

دو چیزیں ایسی ہیں کہ کسی عاقل کو اس دارِفانی میں ان کے مثل کوئی چیز نہیں دی گئی۔

من يسر الله تعالىٰ له　　شهادة الإخلاص والعافية

جس کو اللہ تعالیٰ شہادت اخلاص یعنی کلمہ طیبہ نصیب کرے، اور اس کو صحت و عافیت بھی نصیب ہو۔

---

(۱) اس کتاب میں "فتح الباری شرح بخاری" کے بیان میں آپ کے مختصر حالات زندگی درج ہیں۔

☆ اس کتاب کو صلاح الدین مقبول احمد صاحب کی تحقیق اور مقدمے کے ساتھ دار السلفیہ للنشر و التوزیع کویت نے ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔

☆ کشف الظنون میں کتاب کا نام الإمتناع کے بجائے الإمتاع ہے۔　　☆ دارها

Marfat.com

تیسری حدیث یہ ہے: ''إنما الأعمال بالنيّات'' (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) اور اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے:

إنـمـا الأعـمـال بـالنيـات ☆ في كل أمر ☆ أمكنت ☆ فرصته

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر اس کام میں جس کے کرنے کا وقت ملے۔

فـانوِ خيراً وافعل الخير، وإن ☆ لـم تـقـطـه اجـزأت نيتـه ☆

نیت اچھی کرو اور کام بھی اچھا کرو، اگر اچھے کام کی توفیق نہ مل سکے تو اچھی نیت ہی کافی ہے۔

چوتھی حدیث یہ ہے ''ما من امرء مسلم تحضره صلوٰة مكتوبة فيحسن طهورها وركوعها وخشوعها الخ'' (نہیں ہے کوئی مسلمان آدمی سوائے اس کے کہ اس کو فرض نماز کا وقت ملے اور وہ اچھی طرح وضو کرے اور رکوع وخشوع بھی اچھی طرح ادا کرے) اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے:

أحسن التطهير واخشع قانتا مطمئنا في جميع الرّكعات

اچھی طرح وضو کرو اور نماز کی تمام رکعتوں میں خموشی واطمینان سے خشوع وخضوع کرنا چاہئے۔

فهو كفارة ماقدمته من صغير الذنب ان الحسنات ☆(۱)

پس یہ (وضو) پچھلے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا، کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹادیا کرتی ہیں۔

پانچویں حدیث کے بعد جو نهى عن الشرب قائما (یعنی کھڑے ہوکر پانی پینے کی ممانعت) ہے، یہ قطعہ درج ہے:

إذا رمت تشرب فاقعد تفز تشبه ☆ صفوة (۲) أهل الحجاز

جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو بیٹھ جا، تا کہ اہل عرب کے برگزیدہ سے مشابہت نصیب ہو۔

---

(۱) إن الحسنات اشارہ ہے آیت شریفہ إن الحسنات يذهبن السيئات کی طرف۔[ع]

(۲) مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔[ع]

☆بالنية ☆أمكنته ☆فإن

☆النية ☆والسيئات ☆بسنّة.

Marfat.com

وقد صححوا شربه قائما ولكنه لبيان الجواز

(محدثین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی) کھڑے ہوکر پانی پینے کو بھی صحیح ثابت کیا ہے، لیکن یہ عمل صرف بیان جواز کے لئے تھا۔

چھٹی حدیث کے بعد جس کے راوی ضمام بن ثعلبہ ہیں، یہ قطعہ درج ہے:

واظبْ على السنن الصحيحة تكتسب أجرا، ويرضى الله عنك وتربح

احادیث صحیحہ پر ہمیشہ عمل پیرا رہ تجھ کو اس کے عوض اجر حاصل ہوگا، اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوگا، اور تو اس سے نفع بھی اٹھائے گا۔

فإن اقتصرت على الفرائض فليكن من غير زهد في النوافل تفلح

اگر تو فرائض پر اکتفا کرے تب بھی فلاح کو پہنچے گا، بشرطیکہ نوافل سے اعراض وانکار نہ کرے۔

ساتویں حدیث ☆ کے بعد جس میں دس صحابیوں کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، یہ قطعہ درج ہے:

لقد بشر الهادي من الصحب زمرة بجنات عدن كلهم فضله اشتهر

صحابہؓ میں سے ایک جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات عدن کی خوشخبری دی ہے، ان میں سے ہر ایک کا فضل وکمال مشہور ہے۔

سعيد زبير سعد طلحة عامر ابوبكر عثمان ابن عوف علي عمر (۱)☆

وہ یہ ہیں: سعیدؓ، زبیرؓ، سعدؓ، طلحہؓ، عامرؓ، ابوبکرؓ، عثمانؓ، ابن عوفؓ، علیؓ، اور عمرؓ

(۱) یہ احادیث الامتاع کے مطبوعہ نسخہ میں موجود ہیں، لیکن اشعار مذکور نہیں ہیں۔

☆ مطبوعہ نسخہ میں یہ نویں حدیث ہے۔[الدار السلفية للنشر والتوزيع، كويت ۱۴۰۸ھ - ۱۹۸۸ء]

☆ صلاح الدین مقبول احمد صاحب نے اس کتاب کی تحقیق کی ہے، اور اس میں اشعار بھی ذکر کئے ہیں، مقدمہ میں انہوں نے یہ بات بھی واضح کی ہے کہ اشعار نسخہ برلن میں موجود ہیں، جو مدینہ منورہ میں "الجامعة الاسلامية" کے کتب خانہ میں موجود ہے۔[دار السلفية للنشر والتوزيع كويت: ۱۴۰۸ھ - ۱۹۸۸ء]

Marfat.com

مسلسلات صغریٰ

یہ کتاب جلال الدین سیوطی [1] (المتوفی ۹۱۱ھ)[۱۵۰۵ء] کی تصنیف ہے، ان میں سے ایک حدیث مسلسل [2] بیوم العید ہے، اور ایک حدیث مسلسل بمصافحہ [3] ہے، جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ان

(۱) جلال الدین سیوطی: عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد سیوطی آپ کا پورا نام ہے۔ رجب ۸۴۹ھ[۱۴۴۵ء] میں پیدائش ہوئی، شیخ علم الدین بلقینی، شیخ الاسلام شرف الدین مناوی، تقی الدین شبلی حنفی وغیرہ سے کسب فیض کیا، شام، حجاز، یمن، ہندوستان اور مغربی ممالک کی حصول علم کے لئے خاک چھانی۔ آپ نے تفسیر وحدیث، فقہ ونحو، معانی اور بیان میں کمال حاصل کیا تھا، آپ کے اساتذہ کی تعداد ڈیڑھ سو تک پہنچتی ہے، اور تالیفات کی تعداد تقریباً چھ سو ہے۔ ۱۹/ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات ۹۱۱ھ[۱۵۰۵ء] میں دار فانی سے کوچ کر گئے۔ "حسن المحاضرہ ص: ۳۹-۳۵" [۱/ ٦-٥، حاشیہ خلیل المنصور، دار الکتب العلمیۃ بیروت: ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء]

(۲) مسلسلات بہت سارے ہیں جن میں سے سب سے زیادہ مشہور "المسلسل بالاولیة" ہے، مسلسلات میں المسلسل بالمشابكة المسلسل بالضيافة المسلسل بالمصافحة، المسلسل بالسبحة، المسلسل بقوله أشهدبالله، وأشهد الله، المسلسل بالمحبة، المسلسل بقراء ة الصف، المسلسل بيوم عاشوراء، المسلسل بقبض اللحية، المسلسل بالمحمدين، المسلسل بالمصريين، اس کے علاوہ اور کئی مسلسلات ہیں۔

مسلسل بیوم العید یہ ہے: بالسند إلى جلال الدين السيوطي قال: أخبرنا أبوعبد الله محمد بن مقبر حلبي، عن الصلاح ابن ابى عمر المقدسى عن أبى الحسن ابن البخاري عن ابن طبرزد قال: أنبأنا ابوالمواهب سماعا يوم العيد قال: أنبأنا القاضي أبوالطيب الطبري في يوم عيد، قال: أنبأنا ابواحمد ابن الغطريفى بجرجان يوم العيد قال انبأنا الوراق فى يوم عيدالأضحىٰ قال: أنبأنا ابوعبيدالله أحمد بن محمد ابن أخت سليمان بن حرب، أنبأنا بشر حدثنا وكيع ابن الجراح في يوم عيد قال أخبرنا سفيان الثوري في يوم عيد قال أخبرنا ابن جريج في يوم عيد قال أخبرنا عطاء ابن أبى رباح في يوم عيد قال انبأنا ابن عباس فى يوم عيد قال شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى يوم عيد فطر أو أضحى، فلما فرغ من الصلوٰة أقبل عليه بوجهه فقال: أيها الناس قد أصبتم خيرا فمن أحب ان ينصرف فلينصرف ومن أحب ان يقيم حتى يشهد الخطبة فليقم ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں: صلّى بنا العيد ثم قال: قد قضينا الصلاة فمن أحب أن يجلس للخطبة فليجلس ومن أحب أن يذهب فليذهب

(۳) حدیث مسلسل بالمصافحہ یہ ہے: وهو بالسند إلى السيوطي، قال صافحت تقى الدين أحمد بن محمدالشمني، والقاسم بن الكويك قراء ة عليهما، قالا: صافحنا أبا الطاهربن الكويك، قال: صافحت أبا إسحاق إبراهيم بن علي، قال: صافحت أبا عبدالله الخوييّ، قال: صافحت أبا المجد محمد بن الحسين القزويني، قال:

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

میں سے اکثر مسلسلات حضرت شیخ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کی کتاب المسلسلات میں درج ہیں، راقم الحروف کو بحمد للہ ان کا سماع حاصل ہے، (۱) اسی سبب سے اُس میں سے کچھ نہیں لکھا گیا۔

مختصر حصن حصین

اس کتاب کا نام عدّہ ہے، جو خود صاحب حصن حصین شیخ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد الجزری (المتوفی ۸۳۳ھ-[۱۴۲۹ء]) کی تصنیف ہے، اس کے خطبہ میں فرماتے ہیں:

الحمد لله الذي جعل ذكره عدة من الحصن الحصين، وصلوته وسلامه على سيّد الخلق محمد النبى الأمى الأمين وعلى آله الطيبين الطاهرين، وأصحابه أجمعين و التابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد! فلما كان كتابي ((الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين)) مما لم أسبق إلى مثله من المتقدمين وعز تاليف نظيره على من سلك طريقه من المتأخرين، لماحوىٰ من الاختصار المبين والجمع الرمين والتصحيح المتين، والرمز الذى هو على العزومعين حدانى علىٰ اختصاره في هذه الأوراق من أصله المذكور بعد أن كنت سئلت عن ذلك مراراً فى سنين وشهور، ممن هو انس غربتي

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

صافحت أبابكر من إبراهيم الشحاذي قال: صافحت أبي الحسن بن أبي زرعة، قال: صافحت أبامنصور عبدالرحمن بن عبدالله الطبري البزازي، قال: صافحت عبدالملك بن نجيد، قال: صافحت أبا القاسم عبدان بن حميد بن عبدان بن رشيد الطائي المنبجى قال: صافحت عمربن سعيد بن سنانى، قال: صافحت أحمد بن دهقان، قال: صافحت خلف بن تميم، قال: صافحت أباهرمز حين دخلت عليه أعوده قال: دخلنا على أنس بن مالك رضي الله عنه نعوده، فقال: صافحت بكفي هذه كفّ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فمامسست خزاً ولا حريراً ألين من كفه.

حاشیہ صفحہ ہذا

(۱) اس کتاب کا نام ''الفضل المبين فى المسلسل من حديث النبي الأمين'' ہے ہندو پاک میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

وكشف كربتي فأوجب الحق علي مكافاته ولم أقدر عليها إلا بالدعاء له فأسأل الله تعالىٰ نصره ومعافاته. الخ[1]

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے ذکر کو ایک محفوظ قلعہ کا سامان بنایا، اور صلوٰۃ وسلام ہو مخلوق کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی اور امین ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و برگزیدہ اولاد پر، اور آپ کے تمام اصحابؓ پر اور ان لوگوں پر جو قیامت تک نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کریں، اس کے بعد (گذارش ہے کہ) چونکہ میری کتاب الحصن الحصین من کلام سید المرسلین ایسی کتاب تھی کہ متقدمین نے اُس جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی، اور متاخرین کا طریقہ اختیار کرنے والوں میں بھی اس کی نظیر کا تالیف ہونا نادر تھا، کیونکہ وہ صاف اختصار، عمدہ جامعیت اور مضبوط صحت پر حاوی اور ممد و معاون رموز سے مزین ہے، میں ان اوراق میں اصل مذکور کا کچھ خلاصہ واختصار کرنے پر آمادہ ہوا ہوں. چونکہ مجھ سے بار ہا مہینوں اور برسوں ایسے اشخاص کی جانب سے اس امر کی خواہش کی گئی جو میری وحشت میں اُنس پیدا کرتا اور میرے کرب کو دور کرتا ہے، اور جس کا بدلہ میرے ذمہ واجب ہے، درآنحالیکہ میں اُس کے حقوق کی تلافی پر قادر نہیں، سوائے اس کے کہ اس کے لئے دعا کروں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کی مدد کرے، اور اس کو تندرست اور خوش وخرم رکھے۔

تخریج احادیث الاحیاء☆

اس کتاب کا نام ''المغنی عن حمل الأسفار فی تخریج مافی الإحیاء من

(۱) العدة ص: ٤-٥

☆ مکتبہ طبریہ ریاض نے ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۵ء میں اسے زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔ ابو محمد اشرف بن عبد المقصود نے اس پر کام کیا ہے۔

Marfat.com

الأخبـار ‘‘ ہے، (۱) اور شیخ حافظ زین الدین عراقیؒ (المتوفی ۸۰۶ھ) [۱۴۰۴ء] کی تصنیف ہے، ان کی کنیت ابو الفضل اور نام عبد الرحیم بن الحسین العراقی ہے۔ (۲) ☆

(۱) حافظ عراقی اس کتاب کے مقدمہ میں حمد وصلاۃ کے بعد کہتے ہیں کہ ’’احیاء علوم الدین‘‘ کی حدیثوں کا اکثر کام ۷۵۱ھ میں ہو چکا تھا، لیکن بعض حدیثوں تک رسائی نہیں ہو سکی تھی، جن کی وجہ سے میں نے یہ کام ۶۰ھ تک موقوف رکھا۔ اس وقفے میں ایسی بہت سی حدیثیں مجھے معلوم ہوئیں جن کا مجھے پہلے علم نہ تھا۔ پھر میں نے متوسط حجم کے اوراق پر اس کو لکھنا شروع کیا، کام سست رفتار سے چل رہا تھا، کام کو ادھورا چھوڑنا نامناسب معلوم ہوتا تھا، اس وقفے میں ایسی بہت ساری چیزیں میرے خزینۂ معلومات میں آئیں جس سے میں ناواقف تھا، پھر بعض احباب اس کی تکمیل کے لئے بار بار اصرار کرنے لگے تو میں نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ لیکن میں نے اس میں نہایت اختصار کے ساتھ کام لیا ہے تاکہ حالت سفر میں بھی اس کو ساتھ رکھنے میں آسانی ہو، اس میں صرف حدیث، راوی صحابی، اس کا مخرج اور اس حدیث کی صحت وسقم وغیرہ کو بیان کیا ہے، یہی چیز آخرت کے طلبگار اور بوقت مناظرہ ومذاکرہ اصحاب حدیث کا مقصود ہوتی ہے، میں نے ان چیزوں کو جن کی اصل اصول کی کتابوں میں نہیں ہے، اس کو بھی بیان کیا ہے، اللہ ہی سے دعا ہے کہ اس کا فیض عام کرے، وہی مستحق ہے سوال کئے جانے کا، اگر حدیث صحیحین میں ہو یا دونوں میں سے ایک ہی میں ہو تو میں نے صرف اس کی طرف نسبت کرنے پر اکتفا کیا ہے، ورنہ میں اصحاب ستہ میں سے بقیہ چاروں میں جس نے بھی کی تخریج کی ہے اس کی طرف نسبت کی ہے، اگر اصحاب صحاح ستہ کی کسی کتاب میں حدیث پائی جائے تو صحاح ستہ کے علاوہ دوسری کتابوں کی طرف نسبت کرنے کو مناسب نہیں سمجھا، مگر اس صورت میں کہ ’’احیاء‘‘ میں وارد الفاظ اس سے قریب تر ہو، یا اس کتاب میں صحت کا التزام کیا گیا ہو، جہاں جہاں مصنف نے حدیثوں کو مکرر بیان کیا ہے اگر وہ ایک ہی باب میں ہوں تو میں نے صرف پہلی مرتبہ بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے، بسا اوقات دوسری یا تیسری مرتبہ بھی کسی غرض سے میں نے ذکر کر دیا ہے۔ اگر صاحب کتاب نے دوسرے باب میں مکرر حدیث بیان کی ہو تو میں نے اس کو بھی ذکر کیا ہے اور یہ بات بھی لکھی ہے کہ ’’یہ بات گذر چکی ہے‘‘ بسا اوقات بھول کی وجہ سے اس کے پیچھے گذرنے کی بات ذکر کرنے سے رہ بھی گئی ہے، میں نے احادیث کی تخریج میں بعینہٖ ان ہی الفاظ کو ملحوظ نہیں رکھا بلکہ اسی طرح کے الفاظ یا ایسی روایت جس کے معنی اس حدیث کے قریب تر ہوں اس کو ذکر کیا ہے، یا اگر معمولی سا اختلاف بھی ہو تو وہ بھی ذکر کیا ہے، جس طرح کہ تخریج احادیث کے قواعد ہیں، اور اگر میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا، تو میں نے ایسے مواقع پر تشفی بخش کلام کیا ہے۔ اور بسا اوقات میں اس کا ذکر کرنے سے چوک بھی گیا ہوں اور اس کا نام ’’المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج مافي الأحياء من الأخبار‘‘ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ اسے خاص اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے اور جنت میں پہنچنے کے لئے وسیلہ بنائے۔

(۲) زین الدین عراقی: آپ کا نام ونسب ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن حسین بن عبد الرحمٰن بن ابو بکر بن ابراہیم عراقی ہے۔ جمادی الاولیٰ ۷۲۵ھ [۱۳۲۵ء] میں مصر وقاہرہ کے درمیان منشأۃ المہرانی نامی قصبہ میں پیدا ہوئے، صغرسنی ہی میں قاہرہ آئے اور حصول علم کی طرف متوجہ ہو گئے، حدیث سے ان کو بہت محبت تھی، جس کی وجہ سے خوب حدیثیں سماعت کیں، ابن عبد الہادی اور تقی سبکی سے سماعت حدیث کی۔ حدیث کی معرفت میں اتنے بڑھ گئے تھے کہ ان کے زمانہ کے شیوخ ان کی تعریف وتوصیف کے پل باندھا کرتے تھے، حدیث میں ان کی شہرۂ آفاق کتاب ’’الألفيه‘‘ ہے۔ اور احیاء علوم کی حدیثوں کی تخریج بھی پانچ جلدوں میں کی ہے، شعبان ۸۰۶ھ [۱۴۰۴ء] میں وفات پائی۔ طبقات الحفاظ ص: ۵۳۸-۴۰۔ شذرات الذهب ۵۵/۷۔ الضوء اللامع ۱۷۱/٤۔

☆ فارسی کی پہلی طباعت میں ہے: وهو الحافظ ابو الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي.

Marfat.com

صحیح بخاری ☆

اس کتاب اور نیز اس کے مصنف کے حالات اس درجہ مشہور اور شائع ہیں کہ ان کے بیان میں مشغول ہونا فضول سا معلوم ہوتا ہے، لیکن صرف اس نیت سے کہ صالحین کا ذکر نزولِ رحمت کا باعث ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اور مشہور کتابوں اور ان کے مصنفین کے حالات بھی اس مختصر رسالہ میں لکھے گئے ہیں اس وجہ سے امام بخاریؒ کے کچھ حالات جن کا یہ رسالہ متحمل ہوسکتا ہے، اس میں لکھے جاتے ہیں۔

امام بخاریؒ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، اور نام ونسب یہ ہے: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بَرِدِزبَہ۔ اس لفظ کو باءِ موحدہ کے فتح اور رائے مہملہ کے سکون اور دال مہملہ کے کسرہ اور زاء معجمہ کے سکون اور اس کے بعد کی باء موحدہ کو فتح اور تاء تانیث موقوفہ سے پڑھنا چاہئے۔ بردِزبہ، دہقان بخارا کی لغت میں کاشتکار یا کارندہ کو کہتے ہیں، بخاریؒ کو ولا کی طرف نسبت کر کے جعفی کہتے ہیں، چونکہ اس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا اُس کو اسی کے قبیلہ کی طرف منسوب کرتے تھے، بخاریؒ کے جدثانی مغیرہ حاکم بخارا یمان (بخاری) جُعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے، اس وجہ سے بخاری کو بھی جعفی کہنے لگے۔ (۱)

امام بخاری ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ [جولائی ۸۱۰ء] کو جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے، (۲) آپ کمزور جسم کے تھے، نہ دراز قامت نہ کوتاہ قد، بلکہ درمیانہ قد رکھتے تھے، (۳) بخاری بچپن میں ہی نابینا ہوگئے تھے، اس وجہ سے اُن کی والدہ کو اس کا سخت قلق رہتا تھا، (اور وہ نہایت گریہ وزاری سے خدا تعالیٰ کی جناب میں ان کی بصارت کے لئے دعا کیا کرتی تھیں) ایک شب کو ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا، آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری گریہ وزاری اور دعا کے سبب سے تیرے فرزند کو بصارت عنایت فرمائی، وہ صبح کو اٹھیں تو اپنے لختِ جگر کی آنکھوں کو روشن و بینا پایا۔ (۴)

(بخاریؒ کو احادیث یاد کرنے کا شغف وشوق بچپن ہی سے تھا) چنانچہ دس سال کی عمر میں یہ حالت تھی

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۳۹۱ _[۱۲/ ۳۹۲،نور] (۲) وفیات الاعیان ٤/ ۱۹۰ _[۲/ ۳۲٤،نور]

(۳) وفیات الاعیان ٤/ ۱۹۰ _[۲/ ۳۲٤،نور]

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۳۹۳_[۱۲/ ۳۹۲،نور] طبقات الشافعیۃ ۲/ ۲۱٦_[۱/ ۲۵–٤۲٤،نور] طبقات الحنابلہ ۱/ ۲۷٤_ مقدمہ فتح الباری، ص: ٤۷۸ _[ہدی الساری مقدمہ فتح الباری ۲/ ۱۹۳،نور]

☆ مطبع احمدی دہلی سے ۱۲۷۰ھ میں حضرت مولانا محدث احمد علی سہارنپوریؒ کے قیمتی اور وقیع حواشی کے ساتھ پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھی، حال ہی میں [۱۴۳۱ھ ـ ۲۰۱۰ء] مکتبہ طبری قاہرہ نے امام شرف الدین یونینی کے نسخہ کی نقل (نسخہ سلطانیہ) کی طباعت کی ہے۔

Marfat.com

کہ مکتب میں جس جگہ پر حدیث کا نام سنتے فوراً اُس کو یاد کر لیتے، مکتب سے فراغت پائی اور یہ معلوم ہوا کہ بخارا میں داخلی، علماء حدیث میں سے ہیں، تو ان کی خدمت میں آمد و رفت شروع کی، ☆ ایک روز کا واقعہ ہے کہ داخلی اپنے نسخہ میں سے لوگوں کو احادیث سنا رہے تھے، اثناء درس میں ان کی زبان سے نکلا "سفیان عن أبي الزبير عن إبراهيم" بخاریؒ فوراً بول پڑے کہ حضرت ابوالزبیرؒ تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے، مگر جب داخلی نے ان کی بات کو تسلیم نہ کیا تو بخاریؒ نے کہا کہ اس کو اصل نسخہ میں تو دیکھنا چاہئے، چنانچہ داخلی اپنے مکان میں تشریف لے گئے اور اصل نسخہ پر نظر ڈالی، باہر تشریف لائے، اور فرمایا کہ اس لڑکے کو بلاؤ، جب بخاری حاضر ہوئے تو داخلی نے فرمایا کہ میں نے اُس وقت جو پڑھا تھا بے شک وہ غلط نکلا، اب آپ بتلائیں کہ صحیح کس طرح ہے، اس پر بخاریؒ نے عرض کیا کہ صحیح سفیان عن الزبير بن عدی عن إبراهيم ہے، داخلی حیران ہو گئے، اور کہا کہ واقعی ایسا ہی ہے، پھر قلم اٹھا کر قرأت کے نسخہ کی تصحیح کی۔

یہ واقعہ ان کی عمر کے گیارہویں سال کا ہے، (۱) جب بخاری سولہ سال کے ہوئے تو آپ نے (عبداللہ) ابن المبارک کی تمام کتابیں یاد کر لیں، اور وکیع کے نسخے بھی ازبر کر لئے، (۲) پھر اپنی والدہ اور بھائی احمد کے ہمراہ برائے حج مکہ معظّمہ تشریف لے گئے، حج سے فراغت پائی تو ان کی والدہ اور بھائی وطن واپس چلے آئے، اور وہ خود بلاد حجاز میں طلب حدیث کے لئے رک گئے۔ (۳) جب اٹھارہ سال کے ہوئے تو سلسلۂ تصنیف شروع کیا، اور فضائل صحابہ و تابعینؒ اور ان کے اقوال کے ذخیرہ فراہم کرنے لگے، (۴) یہاں تک کہ اس کو ایک مجموعہ کی شکل دے کر اور مرتب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر کتاب التاریخ کا مسودہ شروع کر دیا، آپ راتوں کو چاندنی روشنی میں لکھا کرتے تھے، (۵) بخاریؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس تاریخ میں کوئی ایسا نام نہیں ہے جس کے بارے میں ایک طویل قصہ مجھے یاد نہ ہو، اگر کتاب کی طوالت

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۲/۳۹۳۔ مقدمه فتح الباري ص: ٤٧٩۔ [ہدی الساری ۲/۱۹۳، نور]

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۲/۳۹۳۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۲/۳۹۳۔ تاریخ بغداد ۲/۷۔ [۲/۲۳-۱۲۲، نور]

(۴) تاریخ بغداد ۲/۷۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/٤٠٠۔ تذکرة الحفاظ ۲/۱۳۵۔ [۲/۱۲۳، نور]

(۵) تاریخ بغداد ۲/۷۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/٤٠٠۔ تذکرة الحفاظ ۲/۱۳۵۔

☆ فارسی طباعت اول کی عبارت یہ ہے "درہماں سن و سال مشغوف بیاد کردن احادیث بود، وچوں از مکتب برآمد شخصے را از علماء بخارا شنید کہ مشہور بداخلی بود نزد او آمد و رفت شروع کرد"

Marfat.com

اور شاگردوں کے ملال اور اکتا جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان تمام قصوں کو اس تاریخ میں لکھ دیتا۔ (۱)

حاشد بن اسماعیل (۲) (جو بخاری کے زمانہ کے محدث ہیں) کہتے ہیں کہ بخاری طلب حدیث کے لئے میرے ہمراہ شیوخ وقت کی خدمت میں آمد ورفت رکھتے تھے، لیکن ان کے پاس قلم، دوات یعنی لکھنے کا سامان کچھ نہ ہوتا تھا، اور نہ وہاں کچھ لکھتے تھے، میں نے ان سے کہا کہ جب تم حدیث کو سن کر لکھتے نہیں تو تمہارے آنے جانے سے کیا فائدہ، اس طرح کا سننا تو ہوا کی طرح ہے ایک کان سے گھس کر دوسرے کان سے نکل جاتی ہے، سولہ دن کے بعد بخاری نے مجھ سے کہا کہ تم لوگوں نے مجھ کو بہت تنگ کر دیا، آؤ اب میری یاد کا اپنی نوشتوں سے مقابلہ کرو، اس مدت میں ہم نے پندرہ ہزار حدیثیں لکھی تھیں، بخاری نے از بر صحت کے ساتھ سب کو اس طرح سنایا کہ میں خود اپنی لکھی ہوئی کو ان سے صحیح کرتا تھا، اس کے بعد بخاری نے کہا کہ تم یہ خیال کرتے ہو میں عبث اور بے فائدہ سرگردانی کرتا ہوں۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں اسی روز سمجھ گیا کہ یہ ہونہار ہیں اور (آگے چل کر) کوئی ان سے مقابلہ نہ کر سکے گا۔ (۳)

اس جامع (صحیح بخاری) کی تصنیف کا سبب یہ ہوا کہ وہ ایک دن اسحاق بن راہویہ (۴) کی مجلس میں

---

(۱) تاریخ بغداد ۲/۷۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴۰۰۔ طبقات الشافعیة ۲/۲۱۶۔[۱/۴۲۵، نور]

(۲) حاشد بن اسماعیل: حاشد بن اسماعیل بن عیسیٰ بخاری۔ آپ شاش [چاچ] کے محدث تھے، عبداللہ بن موسیٰ، مکی بن ابراہیم وغیرہ سے حدیثیں سنیں، طلب علم میں انہوں نے خوب سفر کئے، ان سے روایت کرنے والوں میں، محمد بن یوسف فربری ہیں، ان کی وفات ۲۶۱ھ [۷۵-۸۷۴ء] میں ہوئی، [ہدی الساری ۲/۱۳۵، نور] تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۴۳[۔ العبر ۲/۲۲۔ طبقات الحفاظ، ص: ۲۴۳۔

(۳) تاریخ بغداد ۲/۱۴۔ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۷۹[۲/۱۹۴، نور]۔ طبقات الحنابلہ ۱/۷۷-۲۷۶۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۳۵[۲/۳۰-۱۲۹، نور]۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴۰۸۔ طبقات الشافعیة ۲/۲۱۷۔[۱/۴۲۶، نور]

(۴) اسحاق بن راہویہ: ابو یعقوب اسحاق بن راہویہ بن مخلد حنظلی مروزی، آپ کا پورا نام ہے، اصلاً مرو کے تھے لیکن نیشاپور میں سکونت اختیار کر لی تھی، ۱۶۱ھ [۸-۷۷۷ء] میں پیدا ہوئے۔ ابن مبارک کی شاگردی اختیار کی، لیکن مبتدی ہونے کی وجہ سے ان سے روایت نہیں کی۔ معتمر بن سلیمان، عبدالعزیز دراوردی، جریر بن عبدالحمید، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن وہب، محمد بن جعفر، غندر، ولید بن مسلم، وکیع، یحییٰ قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی اور عبدالرزاق وغیرہ سے فیض حدیث حاصل کیا۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، داؤد ظاہری اور جعفر فریابی وغیرہ جیسے فحول محدثین ہیں۔ حفظ وتقویٰ میں اپنے زمانہ کے سردار تھے، علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر اور فقہ کے بھی پائے کے عالم تھے۔ ائمہ مجتہدین میں سے ہیں۔ پندرہ شعبان کی رات ۲۳۸ھ [۵۳-۸۵۲ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۱/۸۳-۳۵۸۔ الجرح والتعدیل ۲/۱۰-۲۰۹۔ حلیة الاولیاء ۹/۲۳۴۔ [۹/۳۸-۲۳۴، نور] تاریخ بغداد ۶/۳۴۵-۵۵۔ وفیات الاعیان ۱/۲۰۱-۱۹۹۔[۱/۹-۱۰۸، نور] تہذیب التہذیب ۱/۱۹-۲۱۶۔ شذرات الذهب ۲/۱۹۔[۲/۸۹، نور]

Marfat.com

حاضر تھے، اسحاق بن راہویہ کے احباب نے کہا کہ کیا اچھا ہوا گر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی توفیق دے کہ سنن میں کوئی ایسا مختصر تیار کرے جس میں صرف وہ صحیح حدیثیں ہوں جو صحت میں اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہیں، تا کہ عمل کرنے والے بلاخوف وتردد مجتہدین کی طرف مراجعت کئے بغیر اس پر عمل پیرا ہوں۔ بخاریؒ کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی، اور اسی وقت سے اس جامع کی تصنیف کا خیال پیدا ہوا، چنانچہ چھ لاکھ حدیثوں کے اس ذخیرہ میں سے جو ان کے پاس موجود تھا، انتخاب شروع کیا، (۱) جو ان میں صحیح ترین تھیں ان پر اکتفا کیا، اور بعض وہ احادیث جو اسی درجہ پر صحیح تھیں ان کو طوالت کے خوف یا کسی دوسرے سبب سے چھوڑ بھی گئے۔ (۲)

بخاریؒ جب کسی حدیث کو لکھنے کا ارادہ کرتے تھے، تو اول غسل کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے، اور پھر اس کو لکھتے، (۳) چنانچہ سولہ سال کے عرصہ میں اس انتخاب سے فراغت پائی۔ (۴) جب اس کا قصد کیا کہ اُن حدیثوں کی ان کے مضمون کے مطابق ترتیب دی جائے (اس کو اصطلاح محدثین میں ترجمۃ الباب کہتے ہیں) تو مدینہ منورہ میں قبر مبارک اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی مقام میں اس اہم کام کو انجام دیا، ہر ترجمہ پر دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔ (۵)

الغرض بخاری کی حسن نیت کا نتیجہ تھا، کہ یہ جامع اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی اس کو نوے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلاواسطہ سنا، جن میں سب سے آخری فربری (۶) ہیں۔ (۷) اور آج کل ان کی روایت ہی علوِ اسناد کی وجہ سے شائع ومشہور ہے۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۹/۲۔[۲/۸، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۲/۲-۱-۴۰۱۔ طبقات الشافعیة ۲/۲۲۱۔[۱/۴۲۹، نور]

(۲) تاریخ بغداد ۹/۲۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴۰۲۔ طبقات الشافعیة ۲/۲۲۱۔[۱/۴۳۰، نور] طبقات الحنابلہ ۱/۲۷۵۔

(۳) تاریخ بغداد ۹/۲۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴۰۲۔ طبقات الشافعیة ۲/۲۲۰۔[۱/۴۲۹، نور] طبقات الحنابلہ ۱/۲۷۴۔ مقدمہ فتح الباری ص: ۴۹۰۔[ہدی الساری ۲/۲۰۲، نور] وفیات الاعیان ۴/۱۹۰۔[۲/۳۲۴، نور]

(۴) مقدمہ فتح الباری ص: ۴۹۰۔[ہدی الساری ۲/۲۰۲، نور] طبقات الشافعیة ۲/۲۲۱۔[۱/۴۲۹، نور] تاریخ بغداد ۲/۱۴۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴۰۵۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴۰۴۔ مقدمہ فتح الباری ص: ۴۹۰۔[ہدی الساری ۲/۲۰۲، نور]

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

بخاریؒ کی نادر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے مجھ کو امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا،(۱) کیونکہ میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی۔ سبحان اللہ! کس قدر تعفف اور تورع تھا۔ (خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔)

طریقہ صالحین کے مطابق بخاریؒ کو بھی محنت و ابتلاء یہ پیش آیا کہ خالد بن احمد ذہلی (۲) امیر بخارا نے

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۶) فربری: ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری امام بخاری کے شاگرد اور ان کی صحیح کے راوی ہیں، فربر میں امام بخاری سے انہوں نے دو مرتبہ صحیح بخاری کا سماع کیا ہے، جب علی بن خشرم فربر کی سرحد پر حفاظت کے لئے آئے تھے تو انہوں نے ان سے بھی سماعت حدیث حاصل کی، ان کی ولادت ۲۳۱ھ [۴۶-۸۴۵ء] میں ہوئی، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوعلی بن سکن، ابوالہیثم کشمیہنی، ابومحمد بن حمویہ سرخسی، ابواسحاق ابراہیم بن احمد مستملی ہیں، فربری کا یہ قول مشہور ہے مگر صحیح نہیں، کہ امام بخاری سے ان کی صحیح نوے ہزار لوگوں نے سنی، لیکن ان سے روایت کرنے والوں میں میرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ ابوطلحہ منصور بن محمد بزدوی نسفی نے فربری کے بعد صحیح بخاری روایت کی ہے۔ ۲۰ رشوال ۳۲۰ھ [۹۳۲ء] میں تقریباً نوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۵/۱۰-۱۳ ۔ وفیات الاعیان ۴/۱۹۰ ۔ [۲/۳۶۸، نور] شذرات الذهب ۲/۲۸۶۔

(۷) تاریخ بغداد ۲/۹ ۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۳۹۸ ۔ وفیات الاعیان ۴/۱۹۰ ۔ [۲/۳۲۴، ۲/۳۶۸، نور] مقدمہ فتح الباری ص: ۴۹۲ ۔ [ہدی الساری ۲/۱۹۵، نور] طبقات الحنابلہ ۱/۲۷۴ ۔

حاشیہ صفحہ ہذا

(۱) تاریخ بغداد ۲/۱۳ ۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴۳۹ ۔ طبقات الشافعیة ۲/۲۲۳-۲۴ ۔ [۱/۴۳۲، نور] مقدمہ فتح الباری ص: ۴۸۱ ۔ [ہدی الساری ۲/۲۰۵، نور] طبقات الحنابلہ ۱/۲۷۶ ۔

(۲) خالد بن احمد: خالد بن احمد ذہلی ماوراء النہر کا والی تھا، بخارا میں اس کی یادگاریں ہیں، اس نے بخارا میں محدثین کا خوب اکرام کیا تھا، امام بخاری کو اس نے حکم دیا تھا کہ اپنے قصر میں صحیح کا درس دیں تا کہ اس کی اولاد اس میں شریک ہو، لیکن امام بخاری نے انکار کیا تو اس نے امام بخاری کو تکلیف و گزند پہنچائی اور ان کو بخارا سے جلاوطن کر دیا، اس کے بعد اس نے یعقوب صفار سے دوستی کا ہاتھ ملایا، اور علی بن طاہر کے خلاف خروج کیا، ۲۶۹ھ [۸۳-۸۸۲ء] میں فریضۂ حج ادا کیا، بعد ازاں پکڑا گیا اور بغداد میں قید کیا گیا اور اسی نظر بندی کی حالت میں اس کا پیام قضا آ پہنچا۔ اس نے اسحاق بن راہویہ، عبیداللہ قواریری وغیرہ سے روایت کی ہے، اس سے روایت کرنے والوں میں سہل بن شاذویہ، اور ابن ابوحاتم اور ابن عقدہ ہیں، علم کے حصول میں یہ سوار ہونے کے بجائے پیدل ہی چلا کرتا تھا، حصول علم میں دس لاکھ درہم خرچ کئے تھے۔ ۲۷۰ھ [۸۴-۸۸۳ء] میں وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/۱۳۷ ۔ الجرح والتعدیل ۳/۳۲۲ ۔ تاریخ بغداد ۸/۱۶-۳۱۴ ۔

Marfat.com

اُن کو اس امر کی تکلیف دینی چاہی کہ اس کے مکان پر آ کر اس کے بیٹوں کو جامع و تاریخ اور دوسری کتابوں کا درس دیں، بخاری نے جواب دیا کہ یہ حدیث کا علم ہے میں اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا، اگر تم کو غرض ہے تو اپنے بیٹوں کو میری مجلس میں بھیج دیا کرو تاکہ دوسرے طلبہ کی طرح وہ بھی علم حاصل کریں، امیر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو جس وقت میرے بیٹے آپ کے پاس آئیں آپ دوسرے طلبہ کو اپنی خدمت میں نہ آنے دیں۔ میرے دربان اور چوب دار دروازہ پر تعینات رہیں گے، میری نخوت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ جس مجلس میں میرے بیٹے موجود ہوں وہاں جولاہے، دھنئے، بھی ان کے ہم نشین ہوں۔ بخاری نے اس کو بھی قبول نہ کیا، اور فرمایا کہ یہ علم پیغمبر کی میراث ہے، اس میں ساری امت شریک ہے، کسی کو کوئی خصوصیت نہیں۔ اس گفت وشنید سے امیر مذکور بخاریؒ سے رنجیدہ ہو گئے، طرفین میں کدورت بڑھتی رہی، نوبت بایں جا رسید کہ امیر مذکور نے ابن ابی الورقاء اور اس وقت کے دوسرے علماء ظاہری کو اپنے ساتھ ملا لیا، اور بخاری کے مسلک پر طعن کرنے لگے، اور ان کے اجتہاد میں غلطیاں نکال کر ایک محضر تیار کرایا، اور اس حیلہ و بہانہ سے بخارا سے ان کو نکال دیا، بخاریؒ وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ! ان لوگوں کو اُس بلا میں مبتلا کر جس میں وہ مجھ کو کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی ایک ماہ بھی پورا گزرنے نہ پایا تھا کہ خالد بن احمد معزول ہوئے، خلیفہ کا حکم پہنچا کہ ان کو گدھے پر سوار کر کے شہر میں گھمائیں، انجام کار ان کو کامل تباہی کا سامنا ہوا، جیسا کہ کتب تاریخ میں لکھا ہوا ہے، اور مشہور ہے۔ حریث بن ابی الورقا کو بھی بیحد رسوائی اور فضیحت کا منہ دیکھنا پڑا، ان کا وقار خاک میں مل گیا، نیز اس وقت کے ان علماء کو بھی جو بخاریؒ کے درپئے تذلیل اور (خالد بن احمد ذہلی کے) مشورہ میں شریک تھے، پوری پوری آفت پہنچی۔ (۱) ☆

بخاری اس بے کسی کی حالت میں پہلے نیشاپور گئے جب وہاں کے امیر سے بھی نہ بنی تو وہاں سے مراجعت کر کے خرتنگ تشریف لائے (یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو سمرقند سے تین فرسخ (دس میل) کے فاصلہ پر واقع ہے) ۲۵۶ھ [۸۷۰ء] میں شب شنبہ کو جو لیلۃ الفطر تھی عشاء کی نماز کے وقت اسی جگہ بخاری کا انتقال

(۱) تاریخ بغداد ۲/۳۳-۳۴ ـ سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴٦۵ ـ طبقات الشافعیۃ ۲/۲۳۳ ـ [۱/۴۳۸، نور] مقدمہ فتح الباری ص: ۴۹۴ ـ [ہدی الساری ۲/۲۰۵، نور]

☆ فارسی میں آفت اولا درسید ہے۔

Marfat.com

ہوا۔ عید کے دن نماز ظہر کے بعد دفن کردیئے گئے۔ بخاری کی عمر ۶۲ رسال کی ہوئی، (۱) چنانچہ کہا گیا ہے:

ولد في صدق وعاش حميداً ومات في نور

اس جملہ کے صدق کے اعداد ۱۹۴ ان کی پیدائش، حمید کے اعداد ۶۲ ان کی عمر، اور نور کے اعداد ۲۵۶ ان کی وفات کا سال ظاہر کرتے ہیں۔

عبدالواحد طوسیؒ نے جو اس زمانہ کے صلحاء اور اکابر اولیاء میں سے تھے، خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحابؓ کے برسرراہ منتظر کھڑے ہیں، انہوں نے سلام کرکے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس کا انتظار ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمد بن اسماعیل بخاری کا انتظار کررہا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے بخاری کی وفات کی خبر سنی، جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی جس میں میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔ (۲)

وقت شدت، خوف دشمن، سختی مرض، قحط سالی اور دیگر بلاؤں میں اس جامع صحیح کا پڑھنا تریاق کا کام دیتا ہے۔ (۳) چنانچہ اکثر اس کا تجربہ ہو چکا ہے، بہت سے خوابوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ محمد بن مروزی مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے مابین سوئے ہوئے تھے، تو یہ خواب دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے ابوزید، کتاب شافعی کا درس کب تک دوگے، ہماری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ محمد بن احمد نے سراسیمہ ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری جان آپ پر قربان ہو، آپ کی

---

(۱) تاریخ بغداد ۲/۳۴ ۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۴۶۸ ۔ مقدمہ فتح الباری ص: ۴۹۵ ۔[ہدی الساری ۲/ ۲۰۶ ،نور] وفیات الاعیان ۴/ ۱۹۰ ۔[۲/ ۳۲۴ ،نور]

(۲) تاریخ بغداد ۲/ ۳۴ ۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۴۶۸ ۔ طبقات الشافعیۃ ۲/ ۲۳۲ ۔[۱/ ۴۴۰ ،نور] مقدمہ فتح الباری ص: ۴۹۴ ۔[ہدی الساری ۲/ ۲۰۶ ،نور]

(۳) سبکی کہتے ہیں کہ ضرورت کی چیزوں کو پورا کرنے اور مشکلوں کے حل کے لئے صحیح بخاری کا پڑھنا تو مشہور بات ہے۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۲/ ۲۳۲ ۔[۱/ ۴۴۲ ،نور]

Marfat.com

کتاب کونسی ہے، فرمایا(۱) جامع محمد بن اسماعیل (۲)۔ امام الحرمین سے بھی اسی طرح کا خواب منقول ہے:
ایک شخص نے بخاریؒ کی ولادت، وفات اور سنین عمر کو اس طرح نظم کیا ہے:

كان البخاري حافظا ومحدّثا　　جمع الصحيح مكمل التحرير

بخاریؒ حافظ حدیث اور محدث تھے، انہوں نے ایسی صحیح کو جمع کیا جو کامل اور منقح ہے۔

ميلاده صدق ومدة عمره　　فيها حميد وانقضىٰ في نور

ان کا سال ولادت صدق ۱۹۴ ہے، مدت عمر حمید ۶۲ ہے، اور سال وفات نور ۲۵۶ ہے۔
بخاری کبھی کبھی نظم کا شوق فرماتے تھے، چنانچہ طبقات (شافعیہ) کبریٰ میں سبکی نے یہ قطعہ ا ا
طرف منسوب کیا ہے:

اغتنم في الفراغ فضل ركوع　　فعسىٰ أن يكون موتك بغتة

فرصت کے وقت ایک رکعت نماز کی فضیلت کو غنیمت جان، کیونکہ شاید تیری موت
اچانک آجائے۔

كم صحيح رأيت من غير سقم　　ذهبت نفسه الصحيحة فلتة(۳)

میں نے بہت سے تندرستوں کو دیکھا ہے کہ بلا کسی مرض کے ان کا تندرست نفس
اچانک چل بسا۔

اثیر الدین ابوحبان نے بخاریؒ اور ان کی جامع کی مدح میں یہ کہا ہے:

أسامع أخبار الرسول لك البشرىٰ　　لقد سدت في الدنيا وقد فزت في الأخرىٰ

اے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سننے والے، تجھ کو بشارت ہو، بیشک تو دنیا میں
سردار اور آخرت میں فائز المرام ہوا۔

تشنف أذانا بعقد جواهر　　تودّ الغواني لو تقلّدنه النحرا

تو نے ایسے جواہر سے کانوں کی بالیاں تیار کیں، کہ نازک بدن عورتیں بھی ان کو اپنے

---

(۱) یعنی صحیح البخاری جس کا پورا نام ہے "الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه" [ع]　　(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۶/۳۱۴-۱۵۔
(۳) طبقات الشافعية الكبرىٰ ۲/۲۳۵۔ [۱/۴۴۲، نور]

Marfat.com

گلے کا ہار بنانا چاہتی ہیں۔

جواهر کم حلّت نفوسا نفیسة فحلت بها صدرا وجلت بها قدرا

وہ جواہر کہ بسا اوقات پاک نفوس نے ان سے زیور تیار کیا، اوران سے اپنے سینوں کو آراستہ اوراپنے مرتبہ کو بڑھایا۔

أبى الدين إلا ما روته أكابر لنا نقلوا الأخبار عن طيب خبراً

انہوں نے صرف اکابر ہی سے دین کی روایت کی، اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہم تک نقل کی۔

وأدوا أحاديث الرسول مصونة عن الزيف والتصحيف فاستوجبوا الشكرا

اوررسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حدیثوں کو بیان کردیا جو محفوظ ہیں، تحریف اور تغیر سے پس وہ شکریہ کے مستحق بنے۔

وإن البخاري الإمام لجامع بجامعه منها اليواقيت والدرا

اور یقیناً امام بخاریؒ ان حدیثوں میں سے اپنی جامع میں موتیوں اور یاقوت کو جمع کرنے والے ہیں۔

على مفرق الإسلام تاج مرصع أضاء به شمساً ونار به بدراً

وہ جامع جو اسلام کے سر پر مرصع تاج ہے ایسا روشن ہے کہ اس کے سبب سے سورج نے روشنی حاصل کی اور چاند نے نور۔

وبحر علوم تلفظ الدر لا الحصى فأنفس به دُرّا وأعظم به بحرا

بخاریؒ علوم کے ایسے سمندر ہیں جو بجائے کنکریوں کے موتی پھینکتے ہیں، پس کیا ہی خوب ہیں یہ موتی اور کیا ہی بڑا ہے سمندر۔

تصانيفه نَو☆ ونُور لناظر فقد أشرقت زهرا وقد أينعت زهراً

ان کی تصانیف کلیاں ہیں، اور آنکھ کے لئے نور، جو روشنی سے چمکدار ہوئیں اور کلیوں سے ثمر دار ہوئیں۔

☆نور (اصل فارسی)

بجامعه المختار ينظم بينها   يلخّصها جمعاً ويخلّصها تبراً

وہ اپنی جامع مختار میں موتی پروتے ہیں، ان کا خلاصہ جمع کرتے ہیں اور خالص سونا ان سے نکالتے ہیں۔

كم بذل النفس المصونة جاهداً   فحاز لها بحرا وجاز لها برا

اپنے برگزیدہ نفس کو اس سلسلہ میں مشقت میں ڈالا، دریا کو ناپا اور کبھی خشکی کو طے کیا۔

وطوراً عراقيّا وطوراً يمانيّا   وطوراً حجازيّا وطوراً أتى مصرا

کبھی عراق میں آئے، اور کبھی یمن میں، کبھی حجاز میں، اور کبھی مصر میں

إلىٰ أن حوى منها الصحيح صحيحة   فوافىٰ كتاباً قد غدا الآية الكبرىٰ

حتی کہ احادیث میں سے صحیح صحیح حدیثوں کو جمع کیا، اور اس کو ایک پوری کتاب کی شکل دی، جو ان کے بعد ان کی بڑی یادگار ثابت ہوئی۔

كتاب له من شرح أحمد شرعة   مطهرة تعلو السماكين والنسرا

یہ وہ کتاب ہے جس سے شرع احمدی کا راستہ ملتا ہے، پاک ہے اور مرتبہ میں سماکین اور نسر ستاروں سے بھی بلند ہیں۔

یہ قصیدہ بہت لمبا ہے، طوالت کے خوف سے اسی قدر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ شیخ تاج الدین سبکی نے بھی امام بخاریؒ کی مدح وستائش میں ایک طویل قصیدہ نظم کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں.

علا عن المدح حتّى مايزان به   كأنما المدح من مقداره يضع

بخاری چونکہ مدح سے بالاتر ہے اس لئے اس سے ان کو زینت نہیں ہوتی، گویا مدح ان کے مرتبہ سے کم تر ہے۔

له الكتاب الذي يتلو الكتاب هدىٰ   ندى ☆ السيادة طودا ليس ينصدع

ان کی کتاب قرآن کے بعد پہلا درجہ رکھتی ہے، جو سرداری کی بارش ہے اور نہ پھٹنے والا پہاڑ ہے۔

☆هذى

Marfat.com

الجامع المانع الدين القويم وسنة الشريعة أن تغتالها البدع

وہ جامع دین استوار کو محفوظ رکھتی ہے، اور سنت شریعت کو بدعتوں کے حملہ سے بچاتی ہے۔

قاضي☆ المراتب داني الفضل تحسبه كالشمس يبدو سناها حين ترتفع

بلند مرتبوں والی ہے اور برگزیدہ فضیلتوں والی، گویا اس کو مثل آفتاب سمجھا جاتا ہے جو بلند ہو کر روشنی فگن ہوتا ہے۔

ذلت رقاب جماهير الأنام له فكلهم وهو عالٍ فيهم خضعوا

سب لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں، اوران سب نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور وہ سب میں اول اور برتر ہیں۔

لا تسمعن حديث الحاسدين له فإن ذلك موضع ومقطع☆

ان کے حاسدوں کی بات پر کان نہ رکھو، کیونکہ یہ باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں۔

وقل لمن لام☆ يحكيه اصطبارك لا تعجل، فان الذي تبغيه ممتنع

جوان کی نقل کر کے ان کی ملامت کرتا ہے اس سے کہد و کہ صبر کر جلدی نہ کر جس بات کو طلب کرتا ہے وہ ممتنع الوقوع ہے۔

وهبك تأتي كما يحكي شكايته☆ أليس يحكى محيا الجامع، البيع(۱)

فرض کرو اس کی شکایات ایسی ہی ہیں جیسا کہ بیان کی جاتی ہیں، تو کیا معبد نصاریٰ جامع مسجد کے چہرہ کی نقل نہیں کرتا ہے۔

---

(۱)طبقات الشافعية ۲/ ۲۱۲۔[۱/ ۴۲۲ ،نور]

☆قاضي المراتب

☆موضوع ومنقطع

☆رام

☆بما يحكي شكالته

Marfat.com

صحیح مسلم ☆

امام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کی کنیت ابوالحسین اور لقب عساکر الدین ہے۔ان کے دادا کا نام مسلم بن ورد بن کرشاد ہے۔بنی قشیر عرب کے مشہور قبیلہ کی طرف منسوب تھے۔نیشاپور، خراسان کا ایک بہت خوبصورت اور بڑا شہر ہے، اس لحاظ سے نیشاپوری بھی کہے جاتے تھے۔

امام مسلمؒ فن حدیث کے اکابرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ (۱) ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم نے ان کی امامت حدیث کی گواہی دی ہے، اور ان کو محدثین کا پیشوا تسلیم کیا ہے۔ (۲) ابوحاتم رازیؒ (۳) اور اُس زمانہ کے دوسرے بزرگوں مثلاً ترمذیؒ اور ابوبکر بن خزیمہؒ نے ان سے روایت کی ہے۔ (۴) مسلمؒ کی بہت سی تالیفات ہیں، جن میں تحقیق وامعان کامل طور سے کیا گیا ہے، اور اس صحیح میں تو خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کے عجائبات بیان کیے گئے ہیں، اور ان میں بھی اخص خصوص سرد اسانید اور متون کا حسن سیاق ہے، اور روایت میں تو آپ کا ورع تام اور احتیاط اس قدر ہے جس میں کلام کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔اختصار کے ساتھ طرق اسانید کی تلخیص اور ضبط انتشار میں یہ کتاب بے نظیر واقع ہوئی ہے، اسی لئے حافظ ابوعلی نیشاپوری ان کی اس صحیح کو تمام تصانیف علم حدیث پر ترجیح دیا کرتے اور کہا کرتے تھے، **ماتحت أديم السماء أصح من كتاب مسلم** (۵) [**في علم الحديث**] یعنی علم حدیث میں روئے زمین پر مسلم سے بڑھ کر صحیح ترین اور کوئی کتاب نہیں ہے۔اہل مغرب کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے۔اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مسلم نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی صحیح میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جس کو کم از کم

(۱) سیر اعلام النبلاء ۵۵۷/۱۲۔

(۲) تاریخ بغداد ۱۰۱/۱۳۔ تذکرة الحفاظ ۱۶۶/۲۔[۱۵۰/۲، نور] سیر اعلام النبلاء ۵۶۳/۱۲۔ [۵۶٤/۱۲، نور] البداية والنهاية ۳۳/۱۱۔ طبقات الحنابلة ۳۳۸/۱.

(۳) ابوحاتم رازی کے مسلم سے روایت کرنے کی بات مجھے کہیں نہیں ملی، شاید مؤلف کی مراد ابوحاتم کے فرزند عبدالرحمٰن بن ابوحاتم ہیں، جنہوں نے مسلم سے روایت کی ہے۔

(۴) تهذيب الكمال ۵۰٤/۲۷-۵۰۵۔ سیر اعلام النبلاء ۵۶۲/۱۲۔

(۵) تاریخ بغداد ۱۰۱/۱۳۔ تذکرة الحفاظ ۱۶۶/۲۔ سیر اعلام النبلاء ۵۶۶/۱۲۔ البداية والنهاية ۳۳/۱۱

☆ مطبع احمدی دہلی سے ۱۲۶۹ھ میں حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ نے شائع کی ہے متداول ہے۔

Marfat.com

دو ثقہ تابعین نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو، اور یہی شرط تمام طبقات تابعین و تبع تابعین میں ملحوظ رکھی ہے، یہاں تک کہ سلسلۂ اسناد ان (مسلم) تک ختم ہو۔ دوسرے یہ کہ راویوں کے اوصاف میں صرف عدالت پر ہی اکتفا نہیں کرتے، بلکہ شرائط شہادت کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں، بخاریؒ کے نزدیک اس قدر پابندی نہیں ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ دوسرے علماء نے اس شرط پر بحث کی ہے، کیونکہ حدیث "إنما الأعمال بالنيات" اس شرط کے خلاف ہے پھر بھی مسلم میں موجود ہے، کل طرق و روایات میں حضرت عمرؓ اس کے راوی ہیں اور ان سے روایت کرنے میں علقمہ تنہا ہیں، البتہ علقمہ [1] سے سلسلوں کی بہت شاخیں پھوٹ پڑی ہیں۔

مغاربہ (اہل مغرب) نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث کو مسلمؒ بغرض تبرک اپنی صحیح میں لائے ہیں، چونکہ اس کے سب طرق مشہور اور اس کی صحت ثابت ہے، اس لئے اس میں اپنی شرط کا لحاظ نہیں فرمایا، علاوہ ازیں یہ شرط اس حدیث میں موجود ہے اگرچہ ان کی صحیح میں ذکر نہیں۔ کیونکہ صحابہ میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کو روایت کیا ہے اور ان دونوں حضرات سے بہت سے تابعین روایت کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ مسلمؒ نے نہایت تورع اور احتیاط کے ساتھ اپنی سنی ہوئی تین لاکھ حدیثوں میں سے اس صحیح کا انتخاب کیا ہے۔ [2] مسلم کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عمر بھر میں کسی کی غیبت نہیں کی، نہ کسی کو مارا، اور نہ کسی کو گالی دی۔ صحیح و سقیم حدیث کی پہچان میں اپنے تمام اہل عصر میں ممتاز تھے،

---

(۱) علقمہ: علقمہ بن وقاص بن محصن لیثی، مدنی۔ کبار علماء اور تابعین میں سے ہیں، حضرت عمر، عائشہ، عمرو بن عاص، ابن عمر اور کئی صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں زہری، ابن ابو ملیکہ، محمد بن ابراہیم تیمی وغیرہ ہیں۔ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں انہوں نے وفات پائی، ان کی حدیثیں صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ٤/ ٦١۔ [٤/ ٦٢-٦١، نور] طبقات ابن سعد ٥/ ٦٠۔ [٥/ ٤٥-٤٤، نور] تهذيب التهذيب ٧/ ٨٠۔ [٧/ ٢٨٠، نور]

(۲) تاريخ بغداد ١٣/ ١٠١۔ تذكرة الحفاظ ٢/ ٦٦ [٢/ ١٥١، نور] ١۔ سير اعلام النبلاء ١٢/ ٥٦٥۔ البداية والنهاية ١١/ ٣٣۔ طبقات الحنابلہ ١/ ٣٣٨۔

Marfat.com

بلکہ بعض امور میں ان کو امام بخاریؒ پر بھی ترجیح وفضیلت حاصل ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بخاریؒ کی اکثر روایات اہل شام سے بطریق مناولہ ہیں (یعنی ان کی کتابوں سے لی گئی ہیں، خود ان کے مؤلفین سے نہیں سنی گئیں) اس لئے ان کے راویوں میں کبھی کبھی امام بخاریؒ سے غلطی واقع ہوجاتی ہے، ایک ہی راوی کہیں اپنی کنیت اور کہیں اپنے نام سے مذکور ہوتا ہے، امام بخاری اس کو دو شخص سمجھ لیتے ہیں، یہ مغالطہ امام مسلم کو پیش نہیں آتا، نیز حدیث میں امام بخاری کے تصرفات مثلاً تقدیم وتاخیر، حذف واختصار کی وجہ سے بعض مرتبہ تعقید پیدا ہوجاتی ہے، ہرچند کہ خود بخاری ہی کے دوسرے طرق دیکھ کر وہ صاف بھی ہوجاتی ہے، لیکن امام مسلم نے یہ طریقہ اختیار ہی نہیں کیا، بلکہ متون حدیث کو موتیوں کی لڑی کی طرح اس طرح مرتب روایت کیا ہے کہ تعقید کے بجائے اس کے معانی اور چمکتے چلے جاتے ہیں۔

اس صحیح کے علاوہ امام مسلمؒ کی دوسری مفید تالیفات بھی ہیں، مثلاً کتاب المسند الکبیر علی الرجال، كتاب الأسماء والكنى، كتاب العلل، كتاب الوحدان، كتاب حديث عمرو بن شعيب، كتاب مشائخ مالك، كتاب مشائخ الثوری، كتاب ذكر أوهام المحدثين اور كتاب طبقات (التابعين).(۱)

ابوحاتم رازیؒ نے جو اکابر محدثین میں سے ہیں، امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کو میرے لئے مباح کردیا ہے جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

ابوعلی زاغونی کو ان کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کس عمل سے تمہاری نجات ہوئی، تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزاء کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ان اجزاء کی بدولت۔(۲)

امام مسلم ۲۰۲ھ [۱۸-۸۱۷ء] میں پیدا ہوئے، بعض نے کہا ہے کہ ۲۰۴ھ [۲۰-۸۱۹ء] میں اور بعض ۲۰۶ھ [۲۲-۸۲۱ء] میں بیان کرتے ہیں، ابن الاثیر نے جامع الاصول کے مقدمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے، واللہ اعلم۔(۳) لیکن ان کی وفات پر سب کا اتفاق ہے، کہ ان کا انتقال یک شنبہ کی شام کو ہوا، اور ۲۵ر رجب

(۱) سیر اعلام النبلاء ۵۷۹/۱۲۔ تذکرۃ الحفاظ ۱۶۷/۲۔ [۱۵۱-۵۲/۲، نور]

(۲) تاریخ دمشق الکبیر ۹۲/۵۸۔ [۶۱-۶۹، تحقیق علامہ ابوعبداللہ علی عاشور جنوبی، دار احیاء التراث العربی بیروت: ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۱ء، نور]

(۳) جامع الأصول ۱۸۷/۱۔ [جامع الوصول، تحقیق: عبدالقادر الارناؤط، ادارۃ الشؤن الاسلامیہ، قطر ۱۲۱/۱، نور]
تاریخ الاسلام (۲۶۱ھ-۲۷۰ھ) ص: ۱۸۳۔ [۳/۷ (۲۶۱-۳۴۰ھ)، نور]

Marfat.com

۲۶۱ھ [۸۷۵ء] میں دوشنبہ کے روز دفن کئے گئے۔ [1] امام مسلم کی وفات کا سبب بھی عجیب وغریب ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مجلس مذاکرۂ حدیث میں آپ سے کوئی حدیث پوچھی گئی آپ اس وقت اس کو نہ پہچان سکے۔ اپنے مکان پر تشریف لائے اور اپنی کتابوں میں اس کو تلاش کرنے لگے، کھجوروں کا ایک ٹوکرا ان کے قریب رکھا تھا، آپ اسی حالت میں ایک ایک کھجور اس میں سے کھاتے رہے۔ امام مسلمؒ حدیث کی فکر وجستجو میں کچھ ایسے مستغرق رہے کہ حدیث کے ملنے تک تمام کھجوروں کو تناول فرماگئے، اور کچھ خبر نہ ہوئی، بس یہی زیادہ کھجور کھالینا ان کی موت کا سبب بنا۔ [2]

حافظ عبدالرحمٰن بن علی الربیع یمنی شافعی کہتے ہیں:

تنازع قوم في البخاري ومسلم لديّ — وقالوا أي ذين تقدم

میرے سامنے بخاری اور مسلم کے بارے میں کچھ لوگوں نے تنازع کیا، اور کہا کہ ان دونوں میں سے (مرتبہ میں) کون مقدم ہے۔

فقلت لقد فاق البخاريّ صحة — كما فاق في حسن الصناعة مسلم

میں نے کہا بخاریؒ صحت کے اعتبار سے فوقیت رکھتے ہیں، جیسے مسلم ترتیب ابواب میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

سنن ابی داوٗد ☆

اس کتاب کے تین نسخے مشہور ہیں، نسخہ لؤلؤی، نسخہ ابن داسہ، نسخہ ابن الاعرابی، بلاد مشرق میں روایت لؤلؤی زیادہ مشہور رہی ہے، بلاد مغرب میں روایت ابن داسہ زیادہ مروج ہے، اور یہ دونوں نسخے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، ان میں زیادہ تر اختلاف تقدیم وتاخیر کا ہے، کمی وزیادتی کا اختلاف نہیں ہے، مگر ان دونوں سے ابن الاعرابی کا نسخہ بین طور پر ناقص ہے۔

---

(۱) مقدمه صحيح مسلم، ص: ۱۱۶ـ [مقدمہ مسلم ص: ۶۱ مطبوعہ نسخہ، دارطیبہ ریاض، نور]

(۲) تاريخ بغداد ۱۰۳/۱۳ ـ سير اعلام النبلاء ۵۶۴/۱۲ ـ البداية والنهاية ۳۴/۱۱ـ

☆ حضرت مولانا احمد محدث سہارنپوریؒ نے ۱۲۷۲ھ میں اسے شائع کیا۔ متداول ہے۔

Marfat.com

لؤلؤی کا پورا نام ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو لؤلؤی ہے۔ (۱)

ابن داسہ کا نام ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبد الرزاق بن داسہ التمار البصری ہے۔ (۲)

ابن الاعرابی کا نام ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی ہے۔ (۳)

ابوداؤد کا نام ونسب یہ ہے: سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی السجستانی۔ (۴)

ابن خلکان نے جو یہ کہا ہے کہ ''نسبته إلى سجستان أو سجستانة قرية من قرى البصرة'' (ان کی نسبت سجستان یا سجستانہ کی طرف ہے، جو بصرہ کا ایک قریہ ہے۔ انتہی) اس نسبت کی تحقیق میں ان

(۱) لؤلؤی: ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو بصری، لولوی۔ انہوں نے ابوداؤد سجستانی، حسن بن علی بن بحر، اور علی بن عبد الحمید قزوینی سے سماع حدیث کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں حسن بن علی جبلی، قاضی ابوعمر، قاسم بن جعفر ہاشمی، ابوالحسین فسوی وغیرہ ہیں، لؤلؤی نے سنن، ابوداؤد کے پاس بیس مرتبہ پڑھی ہے، اور یہ وراق ابوداؤد کے نام سے پکارے جاتے تھے، اس کے معنی اہل بصرہ کی زبان میں پڑھنے والے کے ہیں، ان کی وفات ۳۳۳ھ [۴۵-۹۴۴ء] میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۵/۸-۳۰۷۔ شذرات الذهب ۲/۳۳۴۔

(۲) ابن داسہ: ابوبکر محمد بن بکر بن محمد بن عبد الرزاق بن داسہ ان کا پورا نام ہے۔ سنن ابوداؤد کے راوی ہیں۔ ابوداؤد سجستانی، ابوجعفر محمد بن حسن بن یونس شیرازی اور ابراہیم بن فہد ساجی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، ان سے روایت کرنے والوں میں ابوبکر بن مقری، ابوسلیمان، حمد خطابی اور ابن عبد البر کے استاذ عبد اللہ بن محمد بن عبد المومن قرطبی ہیں، یہ آخری شخص ہیں جنہوں نے ابوداؤد سے پوری سنن روایت کی ہے، ۳۴۶ھ [۵۸-۹۵۷ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۵/۳۹-۵۳۸۔ شذرات الذهب ۲/۱۳۳۔ [۲/۳۷۳، نور]

(۳) ابن اعرابی: احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم ان کا نام ونسب ہے۔ ابن عرابی کے نام سے مشہور ہوئے، کنیت ابوسعید تھی، بصرہ کے باشندے تھے، لیکن مکہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ ۲۴۰ھ [۸۵۵ء] کے بعد ان کی ولادت ہوئی، حسن بن محمد بن صباح زعفرانی، عباس بن محمد دوری اور امام ابوداؤد سے کسب فیض کیا۔ اور امام ابوداؤد سے سنن کی سماعت کی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابوعبد اللہ بن خفیف، ابوبکر بن مقری اور ابوعبد اللہ بن مندہ وغیرہ ہیں، ان کی سند عالی تھی، بہت مشہور اور بڑی عظمت وشان کے مالک تھے، مکہ میں ان کی وفات ذی قعدہ ۳۴۰ھ [۹۵۲ء] میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۵/۱۱-۴۰۷۔ [۱۵/۱۲-۴۰۷، نور] حلیة الأولیاء ۱۰/۷۶-۳۷۵۔ شذرات الذهب ۲/۵۵-۳۵۴

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۰۳۔ [ان کے نسب نامہ میں بعض اسماء کا حذف واضافہ ہے سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۰۳، پر مفصل مذکور ہے۔ نور] تذکرة الحفاظ ۲/۱۶۸۔ [۲/۱۵۲، نور]

Marfat.com

سے غلطی سرزد ہوئی ہے، حالانکہ ان کو تاریخ دانی اور تصحیح انساب ونسب میں کمال حاصل ہے، (۱) چنانچہ شیخ تاج الدین سبکیؒ ان کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: "هذا وهم والصواب أنه نسبة إلى الأقليم المعروف المتأخم لبلاد الهند" (یہ ان کا وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ نسبت اس اقلیم کی طرف ہے جو ہند کے پہلو میں واقع ہے) (۲) یعنی یہ سیستان کی طرف نسبت ہے، جو سندھ وہرات کے مابین مشہور ملک ہے، اور ملک قندھار کے متصل واقع ہے، اور چشت جو بزرگان چشتیہ کا وطن ہے وہ بھی اسی ملک میں واقع ہے، پہلے زمانہ میں بست اس ملک کا پایہ تخت تھا۔ عرب لوگ اس ملک کی نسبت میں کبھی کبھی سجزی بھی کہہ دیتے ہیں۔

ابوداؤد کی ولادت ۲۰۲ھ [۱۸-۸۱۷ء] میں ہوئی، (۳) آپ نے بلاد اسلامیہ میں عموماً اور مصر، شام، حجاز، عراق، خراسان، اور جزیرہ وغیرہا میں خصوصیت کے ساتھ کثرت سے گشت کر کے علم حدیث حاصل کیا۔ (۴) حفظ حدیث، اتقان روایت، عبادت وتقویٰ اور صلاح واحتیاط میں بلند درجہ رکھتے تھے، (۵) کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری تنگ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایک آستین تو اس لئے کشادہ رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ لوں، دوسری آستین کشادہ رکھنا اسراف میں داخل سمجھتا ہوں، (۶) آپ امام احمد بن حنبل، قعنبی اور ابوالولید طیالسیؒ (۷)

(۱) بلکہ علامہ سبکی اور مؤلف سے تسامح ہوا ہے، ابن خلکان نے یہ کہا ہے کہ یہ نسبت سجستان کی طرف ہے جو کہ ایک مشہور اقلیم ہے، ابن خلکان نے قیل کے ذریعہ ایک اور قول نقل کیا ہے کہ اس کی نسبت بصرہ کے ایک گاؤں سجستان یا سجستانہ کی طرف ہے۔ واللہ اعلم
وفيات الاعيان ۲/ ٤٠٥ ۔[۱/ ۳۸۳، نور]

(۲) طبقات الشافعية الكبرىٰ ۲/ ۲۹۳ ۔[۱/ ٤٨٧، نور] تقدیم وتاخیر کے فرق کے ساتھ۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۰٤ ۔ تذکرة الحفاظ ۲/ ۱٦٨ ۔[۲/ ۱٥٣، نور]

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۰٤ ۔[۱۳/ ٥-۲۰٤، نور] (۵) سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۱۱۔

(٦) سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۱۷ ۔ تذکرة الحفاظ ۲/ ۱٦٨ ۔[۲/ ٥٤-۱٥٣، نور]

(۷) ابوالولید طیالسی: ابوالولید ہشام بن عبدالملک بصری، طیالسی آپ ولاء کے اعتبار سے باہلی ہیں، ۱۳۳ھ [۵۱-۷۵۰ء] میں پیدا ہوئے۔ عکرمہ بن عمار، ہشام دستوائی، مالک، لیث وغیرہ سے انہوں نے حدیث روایت کی ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری، ابوداؤد، اسحاق بن راہویہ، محمد بن سعد، بندار، محمد بن مثنی، ذہلی اور امام دارمی اور ابوزرعہ وغیرہ جیسے اساطین علماء حدیث ہیں۔ جن میں سب سے آخری راوی ابوخلیفہ فضل بن حباب ہیں۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ ابوالولید فقیہ، عاقل، ثقہ اور حافظ ہیں، میں نے ان کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی۔ ان کی وفات ۲۲۷ھ [۸۴۲ء] میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۰/ ۳٤۱-٤٧ ۔ طبقات ابن سعد ۷/ ۳۰۰ [۷/ ۲۱۸، نور] الجرح والتعدیل ۹/ ٦٥-[۹/ ٦٦-٦٥، نور] تہذیب التہذیب ۱۱/ ٤٥-٤٧ ۔ شذرات الذهب ۲/ ٦۲-٦٣

Marfat.com

کے شاگرد ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء سے بھی روایت اور سماع رکھتے ہیں، (۱) ان سے ترمذیؒ ونسائیؒ روایت کرتے ہیں۔ (۲) ان کے شاگردوں میں سے چار شخص جماعت محدثین کے سردار وپیشوا ہوئے، ابوبکر بن ابی داؤد، (ان کے صاحبزادے) لؤلؤی، ابن الاعرابی، ابن داسہ۔ ان کے استاد امام احمد بن حنبلؒ نے حدیث عتیرہ ان سے روایت کی ہے۔ (۳)

موسیٰ بن ہارون (۴) نے جوان کے معاصر تھے ان کے حق میں کہا ہے کہ ابوداؤد دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ (۵) ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ میں نے مصر میں ایک لمبی ککڑی دیکھی، اس کو ناپا تو تیرہ بالشت کی تھی، اور میں نے ایک ترنج دیکھا، جب اسکوکاٹ کراونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔

جب وہ اس سنن کی تصنیف سے فارغ ہوئے اور امام احمد بن حنبلؒ کی خدمت میں لے گئے تو امام احمدؒ نے اس کو دیکھ کر بہت پسند فرمایا۔ (۶) اس سنن کی تالیف کے وقت ابوداؤد کے پاس پانچ لاکھ حدیثوں کا مجموعہ تھا، ان سب سے انتخاب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا جو اب تک چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے۔

ابوداؤدؒ نے اس کا بھی التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جو صحیح ہوگی یا حسن، (۷) یہ بھی کہا ہے کہ ان احادیث میں سے عقل مند کے لئے دین میں صرف چار حدیثیں

---

(۱) سیر اعلام النبلاء۱۳/ ۲۰۴۔ [۱۳/ ۵-۲۰۴، نور] (۲) سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۰۵۔

(۳) طبقات الشافعية الكبرىٰ ۲/ ۲۹۴۔ [۱/ ۴۸۸، نور] حدیث عتیرہ یہ ہے أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن العتيرة فحسنها ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے، سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۱۱۔

(۴) موسیٰ بن ہارون: ابوعمران موسیٰ بن ہارون بزاز ۲۱۴ھ [۳۰-۸۲۹ء] میں پیدا ہوئے۔ علی بن جعد، احمد بن حنبل، یحییٰ حمانی، یحییٰ بن معین، اور ابن ابوشیبہ سے حدیث کا علم حاصل کیا اور کتابیں لکھیں، وہ اپنے زمانہ میں بہت مشہور ومعروف تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں جعفر خلدی، ابوبکر شافعی، ابوقاسم طبرانی وغیرہ ہیں، خطیب نے ان کو حافظ وثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات شعبان ۲۹۴ھ [۹۰۷ء] میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۱۹-۱۱۶۔ تاریخ بغداد ۱۳/ ۵۱-۵۰۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۱۲۔

(۶) سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۰۹۔ تاریخ بغداد ۹/ ۵۶۔

(۷) تاریخ بغداد ۹/ ۵۷۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۱۰۔

Marfat.com

کفایت کرتی ہیں۔اول: إنّما الأعمال بالنيّات (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) دوم: ''من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه'' (اسلام کی عمدگی سے یہ بات ہے کہ انسان بے فائدہ امور کو ترک کردے) سوم: ''لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه مايحب لنفسه'' (اس وقت تک مؤمن کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جس کو وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے) چہارم: ''الحلال بيّن والحرام بين، وبينهما مشتبهات، فمن اتّقى الشبهات استبرأ لدينه'' (حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں، اوران کے درمیان مشتبہات ہیں پس جس شخص نے شبہات سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین کو محفوظ کرلیا)۔ (۱)

راقم الحروف کہتا ہے کہ ان کے کافی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم کرلینے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد یا مرشد کی ضرورت باقی نہیں رہتی، مثلاً عبادات کی درستی کے لئے پہلی حدیث اوراس عمر عزیز کے اوقات کی حفاظت کے لئے دوسری حدیث، اور حقوق ہمسایہ وسلوک خویش واقارب اور دوسرے اہل تعارف ومعاملہ کی رعایت کے لئے تیسری حدیث اوران شکوک وترددات کے ازالہ کے لئے جو اختلاف علماء یا دلائل کے مختلف ہونے سے پیدا ہوتے ہیں، چوتھی حدیث کافی ہے، گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں استاد وپیر کے درجہ میں ہیں۔ (۲)

---

(۱) تاریخ بغداد ۹/۵۷۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۱۰۔
پہلی حدیث شیخان نے روایت کی ہے، صحيح البخاري، كتاب بدء الوحی ، صحيح مسلم، كتاب الإمارة ، باب قوله صلى الله عليه وسلم إنما الأعمال بالنيات. دوسری حدیث امام مالک وترمذی نے تخریج کی ہے، موطا كتاب حسن الخلق، باب ماجاء في حسن الخلق. سنن الترمذي، كتاب الزهد. تیسری حدیث شیخان نے روایت کی ہے، صحيح البخارى، كتاب الإيمان، باب علامة الإيمان ، صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، باب الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه المسلم مايحب لنفسه، چوتھی حدیث بھی شیخان ہی کی روایت کردہ ہے، صحيح البخارى ، كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات.

(۲) علامہ ذہبی امام ابوداؤد کے اس قول سے متفق نہیں ہیں، انہوں نے ان کی تردید کی ہے، اور کہا ہے کہ يكفي الإنسان لدينه ، یعنی انسان کے دین کے لئے کافی ہوجائے گی، یہ کہنا ممنوع ہے، اس لئے کہ مسلمان قرآن کے ساتھ ساتھ کئی صحیح احادیث کا بھی اپنے دین کے لئے محتاج ہے۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۰۹۔ [۱۳/۲۱۰، نور]

Marfat.com

ابراہیم حربیؒ نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے ہیں، جب سنن ابوداؤد کو دیکھا تو فرمایا کہ ابوداؤدؒ کے لئے علم حدیث خداتعالیٰ نے ایسا نرم کردیا ہے، جیسا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم ہوا تھا۔ (۱) حافظ ابوطاہر سلفی (۲) نے اس مضمون کو پسند کر کے اس قطعہ میں نظم کیا ہے:

لان الحديث وعلمه بكماله — لإمام أهليه أبي داوٗد

حدیث اور علم حدیث اپنے کمال کے ساتھ نرم ہوگئی، ابوداؤد کے لئے جو اہل حدیث کے امام ہیں۔

مثل الذی لان الحديد وسبكه — لنبي أهل زمانه داوٗد

جیسے لوہا اور اس کا گلانا سہل ہوگیا تھا، داؤد علیہ السلام کے لئے جو اپنے زمانہ کے نبی تھے۔

حافظ ابوطاہرؒ نے بسند خود حسن بن محمد بن ابراہیم ازدی سے روایت کیا ہے کہ حسن بن محمد نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من أراد أن يتمسك بالسنن فليقرأ سنن أبی داوٗد (جو شخص سنت سے تمسک کرنا چاہے اسکو

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۱۲۔ تهذيب التهذيب ٤/ ۱۷۲۔

(۲) ابوطاہر سلفی: ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد اصبہانی، حروانی، سلفی، آپ نے بیس سال کی عمر سے طلب علم کے لئے سفر کرنا شروع کردیا تھا۔ اور مسلسل اٹھارہ سال تک حدیث سنتے اور لکھتے رہے۔ اور محدثین کی ایک بڑی تعداد سے سماع حاصل کیا، حدیث کے علاوہ فقہ، ادب اور اشعار بھی سیکھتے رہے، جب حصول علم سے فارغ ہوئے تو اسکندریہ کی سرحد کو اپنا وطن بنایا، پھر تشنگان علوم ان کے پاس سفر کر کے آنے لگے، سلطان صلاح الدین ایوبی اور اس کے امراء اور بھائی ان کے درس میں طلب حدیث کے شوق میں آتے تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن طاہر مقدسی، عبدالغنی مقدسی، عبدالقادر رہاوی وغیرہ ہیں، آپ نے ''الأربعين البلدانيه'' تصنیف کی، ایسا کام ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ حافظ حدیث ثقہ اور متقن تھے، جمعہ کے دن صبح سویرے ربیع الآخر ۵۷۶ھ [۱۱۸۰ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ عمر ۱۰۶ سال تھی۔ سیر اعلام النبلاء ۲۱/ ۵-۳۹۔ وفيات الاعيان ۱/ ۱۵۰۔ [۱/ ۶۱-۶۰، نور] طبقات الشافعية الكبرى ۶/ ۳۲۔ [۳/ ۲۶-۳۱۸، نور]

Marfat.com

سنن ابوداؤد پڑھنا چاہئے) اور یحیٰی بن زکریا بن یحیٰی ساجی [(۱)] سے روایت کر کے کہتے ہیں کہ: اصل اسلام کتاب اللّٰہ وستون اسلام سنن ابی داؤد [(۲)☆] (اسلام کی بنیاد کتاب اللہ اور اس کا ستون سنن ابی داؤد ہے)

ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو کتاب اللہ اور سنن ابی داؤد کا علم حاصل ہو جائے تو یہ معاملات دین میں اس کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے کتب اصول میں سرمایۂ اجتہاد کے لئے مثال کے طور پر اسی سنن ابی داؤد کو پیش کرتے ہیں۔

ابوداؤدؒ کے مذہب کے بارے میں لوگ مختلف الرائے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ شافعی تھے اور بعض حنبلی بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم

تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ شیخ ابواسحاق شیرازی نے ان کو طبقات الفقہاء میں امام احمد بن حنبل کے اصحاب میں شمار کیا ہے، [(۳)] حافظ ابوطاہر نے سنن ابی داؤد کی مدح میں ایک عمدہ نظم لکھی ہے، جس کا یہاں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

أولی کتاب لذي فقه وذي نظر ومن یکون من الأوزار فی وزر

---

(۱) زکریا ساجی: ابوالحسن زکریا بن یحیٰی بن عبدالرحمٰن ساجی ضبی، بصری، شافعی۔ آپ بصرہ کے شیخ، مفتی اور محدث تھے۔ طالوت بن عباد، عبدالواحد بن غیاث، عبدالعلی بن حماد نرسی، محمد بن بشار وغیرہ سے حدیثیں سماعت کیں، ان سے روایت کرنے والوں میں ابواحمد ابن عدی، ابوبکر اسماعیلی اور ابوالقاسم طبرانی کے علاوہ ایک بڑی جماعت ہے، یہ حدیث کے کبار علماء میں سے ہیں، ذہبی کہتے ہیں کہ ساجی کی ایک تصنیف علل حدیث میں ہے، جو ان کے تبحر علمی اور خداداد حافظے پر دلالت کرتی ہے، بصرہ میں ۳۰۷ھ [۹۱۹-۲۰ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۹۷-۹۹/۱۴۔ الجرح والتعدیل ۶۰۱/۳۔ طبقات الشافعیة الکبریٰ ۲۹۹-۳۰۱/۳۔ [۲۲۰-۲۲/۲، نور] تهذیب التهذیب ۳۳۴/۳۔ [زکریا ساجی کا ذکر حاشیہ میں ہے، نور] شذرات الذهب ۲۵۰-۵۱/۲۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۲۱۵/۱۳۔ طبقات الشافعیة الکبریٰ ۲۹۵/۲۔ [سبکی کی عبارت ہے: وکتاب ابی داؤد عهد الاسلام، ۴۸۹/۱، نور]

(۳) وفیات الاعیان ۴۰۴/۲۔ [۳۸۲/۱، نور]

☆ یہاں پر مترجم صاحب سے تسامح ہوا ہے، انہوں نے اس جملہ کو عربی سمجھا جب کہ یہ فارسی ہی کا ہے، عربی عبارت یوں ہے "أصل الإسلام کتاب اللّٰہ وعهد الإسلام سنن أبی داؤد"

Marfat.com

تمام کتابوں میں سے فقیہ اور صاحب نظر اور اس شخص کے لئے جو گناہوں سے بچنا چاہے۔

مـاقـد تـولـى أبـوداؤد مـحـتـسـبـا　　تـأليـفـه فـاق فـى الأضـواء كالقمر

وہ کتاب ہے جس کو ابوداؤد نے طلب ثواب کے لئے تالیف کیا۔ جو روشنی میں چاند کی طرح فوقیت لے گئی ہے۔

لايستطيع عـلـيـه الـطـعـن مبتدع　　ولـو تـقـطـع مـن ضـغـن ومن ضجر

کوئی بدعتی اس پر طعن کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا، اگرچہ کینہ اور تنگ دلی (حسد) سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

فـلـيـس يـوجـد في الدنيا أصح و　　أقـوى مـن !!سـنة الـغـراء و الأثـر

روشن سنت اور آثار (حدیث) دنیا میں، اس سے صحیح تر وقوی تر کوئی کتاب نہیں ہے۔

و كـل مـافـيـه مـن قـول النبي ومن　　قـول الـصـحـابة أهل العلم و البصر

اور جو کچھ اس میں ہے نبی کا قول یا اہل دانش و بینش صحابہؓ کا کلام ہے۔

يـرويـه عـن ثـقة عـن مثلـه ثـقة　　عـن مثـلـه ثقة كـالأنـجم الـزهـر

یہ اس کو ثقہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ بھی اپنے ہی جیسے ثقہ سے، اور وہ بھی اپنے مثل سے جو چمکدار ستاروں کی طرح ہیں۔

و كـان في نـفـسـه فيـمـا أحق بـه　　لاشك فـيـه إمـامـا عـالي الخطر

اور وہ خود بھی جیسا کہ میری تحقیق ہے، بلاشبہ امام عالی مرتبت تھے۔

يـدري الـصـحـيـح من الآثار يحفظه　　ومـن روى ذاك مـن انثـى ومن ذكر

وہ آثار صحیحہ کو جانتے تھے اور ان کے حافظ تھے، اور ان راویوں کے بھی حافظ تھے جو روایت کرتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت۔

مـحـقـقـا صـادقـا فيـمـا يجيئ بـه　　قد شاع في البلو عنه ذا، وفي الحضر

Marfat.com

اپنی روایت میں وہ سچے بھی ہیں اور محقق بھی، اوران کی یہ بات دیہات میں بھی مشہور ہے، اور شہر میں بھی۔

والصدق للمرء فی الدارین منقبة ما فوقها أبداً فخر لمفتخر

اور دونوں جہانوں میں انسان کے لئے سچائی بڑی خوبی ہے، کسی فخر کرنے والے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی فخر نہیں ہے۔

ابوداؤد کا ۱۶؍شوال ۲۷۵ھ [فروری ۸۸۹ء] میں انتقال ہوا، اور بصرہ میں دفن کئے گئے، تہتر سال کی عمر پائی۔ (۱)

جامع کبیر ترمذی ☆

مؤلفہ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی البوغی۔ (۲) یہ لفظ (بوغ) باء موحدہ کے ضمہ اور واؤ کے سکون سے ہے، اور واؤ کے بعد غین معجمہ ہے۔ یہ ایک گاؤں کا نام ہے، جو ترمذ کے دیہات میں سے ہے، اور اس سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (۳) ترمذ اس پرانے شہر کا نام ہے جو اموداریا (جس کو جیحون اور نہر بلخ بھی کہتے ہیں) کے کنارے پر واقع ہے، لفظ ماوراء النہر میں بھی نہر سے بیشتر یہی نہر مراد لی گئی ہے، اس (ترمذ) کے تلفظ میں بہت اختلاف ہے بعض تا اور میم کو مفتوح کہتے ہیں، اور بعض دونوں کو مضموم خود وہاں کے لوگوں اور نیز دوسرے اشخاص کی زبان زد ان دونوں کا کسرہ ہے، اور یہی مشہور ہے۔ اور ایک جماعت تا کو فتحہ اور میم کو کسرہ دیتی ہے۔

ترمذیؒ امام بخاریؒ کے سب سے مشہور تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، اور مسلم وابوداؤد اوران کے شیوخ سے بھی روایت رکھتے ہیں، علم حدیث کی طلب میں بصرہ، کوفہ، واسط، رے، خراسان اور حجاز میں بہت سال

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۶۹ـ [۲/۱۵٤، نور]

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۷۰ـ

(۳) وفیات الاعیان ٤/۲۷۸ـ [۲/۳٦۳، نور]

☆ مطبع العلوم دہلی سے ۱۲٦۵ھ میں حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کی کوششوں سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ متداول ہے۔

Marfat.com

گزارے۔ اوراس فن میں بہت سی تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں، جامع ترمذی ان کی بہت مشہور اور مقبول تصنیف ہے، مجموعی حدیثی فوائد کے لحاظ سے اس کتاب کو تمام کتابوں پر فوقیت دی گئی ہے، اول اس وجہ سے کہ اس کی ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں ہے، دوم اس وجہ سے کہ اس میں فقہاء کا مذہب اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک کا استدلال بیان کیا گیا ہے، سوم اس وجہ سے کہ اس میں حدیث کے انواع مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور معلل بہ علل وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے، چہارم اس وجہ سے کہ اس میں راویوں کے نام، ان کے القاب اور کنیت کے علاوہ ان فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے جن کا علم الرجال سے تعلق ہے۔

ترمذی حفظ حدیث میں بے مثل [1] اور امام بخاری کے صحیح جانشین مشہور ہیں، تورع زہد اور خوف خدا اس درجہ رکھتے تھے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں، چنانچہ خوف الٰہی میں روتے روتے آخر کار ان کی بینائی جاتی رہی تھی، [2] ان کے حفظ کی حکایات صحیحہ میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص کی روایات کے دو جزء انہوں نے نقل کئے تھے، مگر اب تک ان کو پڑھ کر سنانے کا موقع نہ ملا تھا، مکہ مکرمہ کے راستہ میں اتفاقاً ان سے ملاقات ہوگئی، ترمذی نے (نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر) ان سے ان اجزاء کی قرأت کی درخواست پیش کی، شیخؒ نے قبول فرمایا اور کہا کہ ان جزاء کو نکال لو اور اپنے ہاتھ میں لے لو، میں پڑھتا ہوں تم مقابلہ کرتے جاؤ۔ امام ترمذی نے تلاش کیا تو اتفاقاً وہ اجزاء ان کے ساتھ نہ تھے، (کہیں گم ہو گئے تھے) ترمذی بہت گھبرائے (لیکن اس وقت ان کی سمجھ میں سوائے اس کے اور کچھ نہ آیا کہ) دو اجزاء سادے کاغذ کے ہاتھ میں لے کر فرضی طور پر سننے میں مشغول ہو گئے، شیخ نے قرأت شروع کی، اتفاقاً ان کی نظر کاغذات پر پڑ گئی تو سادے نظر آئے، شیخ کو طیش آیا، اور فرمایا کیا میرا مذاق بناتے ہو، ترمذی نے بالآخر جو واقعہ تھا صاف عرض کر دیا اور کہا اگرچہ وہ اجزاء میرے ساتھ نہیں ہیں لیکن مجھے لکھے ہوئے سے زیادہ محفوظ ہیں، شیخ نے فرمایا، اچھا ذرا پڑھ کر تو سناؤ، ترمذی نے وہ تمام حدیثیں سنا دیں۔

شیخ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا یقین نہیں آتا کہ صرف میرے ایک بار پڑھنے سے یہ سب حدیثیں تم کو محفوظ ہوگئی ہوں گی، ترمذیؒ نے عرض کیا اچھا اب امتحان کر لیجئے۔ شیخ نے خاص اپنی چالیس حدیثیں اور

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۷۳۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۰۸۔ [۲/۱۸۷، نور]

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۷۳۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۰۸۔ [۲/۱۸۸، نور] تہذیب التہذیب ۹/۳۸۹۔

Marfat.com

پڑھیں ترمذی نے فوراً ان کو بھی اس صحت کے ساتھ سنا دیا کہ کہیں ایک جگہ بھی غلطی نہ ہوئی۔ (۱) اس ایک واقعہ کے علاوہ ان کے حفظ کے اور بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ (۲)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جب میں اس جامع کی تالیف سے فارغ ہوا تو پہلے میں نے یہ نسخہ علماء حجاز کو دکھایا انہوں نے پسند فرمایا، پھر علماء عراق کی خدمت میں لے گیا، انہوں نے یک زبان ہو کر اس کی مدح فرمائی، پھر علماء خراسان کے روبرو پیش کیا تو انہوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر فرمائی، بعدازاں میں نے اس کی ترویج وتشہیر کی کوشش کی۔

امام ترمذی یہ بھی فرماتے تھے کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا اس گھر میں پیغمبر علیہ السلام ہیں جو تکلم فرماتے ہیں، (۳) بعض علماء اندلس نے اس کتاب کی تعریف میں نظم لکھی ہے جو یہاں لکھی جاتی ہے:

كتاب الترمذي رياض علم حكت أزهاره زهر النجوم

کتاب ترمذی (گویا) علم کے ایسے باغات ہیں، جن کے پھول روشن ستاروں کے مشابہ ہیں۔

به الآثار واضحة أبينت بألفاظ أقيمت كالرّسوم

اس میں واضح آثار ایسے الفاظ کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جو مثل نشانات قائم ہیں۔

وأعلاها الصحاح وقد أنارت نجوما للخصوص وللعموم

ان کی اعلیٰ تصانیف میں سے یہ صحیح ہے جس نے خاص وعام کے لئے ستاروں کو روشن کر دیا۔

ومن حسن يليها أو غريب وقد بان الصحيح من السقيم

اس میں بعض احادیث حسن ہیں اور بعض غریب، گویا صحیح سقیم سے ممتاز ہوگئی ہیں۔

فعلله أبو عيسىٰ مبينا معالمه لأرباب (۴) العلوم

پھر اس سقیم کو معلول کر کے اس کی علامتوں کو، اہل علم کے لئے ابوعیسیٰ نے ظاہر کر دیا ہے۔

---

(۱) تذکرة الحفاظ ۲/۲۰۹۔[۲/۱۸۸، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۷۳۔ تهذيب التهذيب ۹/۳۸۹۔[۹/۸۹-۳۸۸، نور]

(۲) بعض محدثین نے امام ترمذی کے حافظے کا امتحان لینے کی غرض سے چالیس نادر حدیثیں ان کے سامنے پڑھیں تو امام ترمذی نے اس کو من وعن دہرا دیا، تو وہ حیران ہو کر کہنے لگے کہ ہم نے آپ کے جیسا حافظہ کسی کا نہیں دیکھا۔ تذکرة الحفاظ ۲/۲۰۸۔[۲/۱۸۸، نور]

(۳) تذکرة الحفاظ ۲/۲۰۸۔[۲/۱۸۸، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۷۴۔

(۴) لطلاب [ع]

Marfat.com

وطـرزه بـآثـار صـحـاح　　تـخيـرهـا أولـو الـنظر السليم

اوراس کوایسے آثار صحیحہ کے ساتھ منقش کیا ہے، جس کو اہل نظر حضرات نے پسند فرمالیا۔

من الـعـلـمـاء والـفـقـهـاء قـدمـا　　وأهـل الـفـضـل والـنهـج الـقـويـم

یعنی اگلے علماء وفقہاء نے، واہل فضل اور اصحاب طریق مستقیم نے

فـجـاء كـتـابـه عـلـقـا نـفـيـسـا　　تـنـفـس فـيـه أربـاب الـعـلـوم

ان کی کتاب ایسی علق نفیس (بیش بہا) بن کر آئی ہے، جس کی طرف اہل علم راغب ہیں۔

ويـقـتـبـسـون مـنـه نـفـيـس عـلـم　　يـفـيـد نـفـوسـهـم أسـنـى الـرسـوم

وہ اسی سے عمدہ علم حاصل کرتے ہیں، جوان کے نفوس کو قیمتی علامات کا فائدہ دیتا ہے۔

كـتـبـنـاه رويـنـاه لـنـروى　　مـن الـتـسـنـيـم فـي دار الـنـعـيـم

ہم نے اس کو لکھ کر اس کی روایت کی ہے، تاکہ ہم جنت میں آب تسنیم سے سیرابی حاصل کریں۔

وغـاص الـفـكـر فـي بـحـر المعاني　　فـأدرك كـل مـعـنـى مستقيم

جب فکر نے معانی کے سمندر میں غوطہ لگایا، تو وہ ہر درست معنی تلاش کر کے لایا۔

جزئ الـرحـمـن خيـرا بـعـدخير　　أبـاعيسىٰ عـلـى الـفعل الكريم

خداتعالیٰ ابوعیسیٰ کو ان کے نیک کام کے بدلے میں، پے در پے جزائے خیر عطا فرمائے۔

۱۷ر رجب ۲۷۹ھ [۸۹۲ء] میں شب دوشنبہ کو خاص ترمذ میں امام ترمذی کی وفات ہوئی۔ (۱)(۲) ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے، "مایکرہ لرجل اکتنی بہ" اور اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

حدثنا الفضل بن دكين عن موسىٰ بن علي عن أبيه أن رجلا اكتنى بأبي عيسىٰ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن عيسىٰ لا أب

(۱) وفيات الاعيان ٤/ ٢٧٨ [٢/ ٣٦٣]، تاریخ وفات ۱۳ر رجب درج ہے، نقل میں تسامح ہوگیا ہے اسی لئے اردو اور فارسی نسخہ میں ۱۷ر رجب مذکور ہے، تاہم ڈاکٹر اکرم ندوی نے اصل ماخذ سے وتوفی لثلاث عشرة خلت من رجب الخ ہی نقل کیا ہے۔ نور]

(۲) سن ولادت ۲۰۹ھ [۸۲۴-۲۵ء] ہے۔[ع]

Marfat.com

لـه، حـدثنا الفضل بن دكين عن عبدالله بن عمر بن حفص عن زيد بن أسلـم عـن أبيه أن عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه ضرب ابناً له اكتنى بأبي عيسىٰ فقال إن عيسىٰ ليس له أب. انتهى

موسیٰ بن علی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ عیسیٰ کے تو باپ نہیں تھے۔ نیز اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے اپنے لڑکے کو مارا جنہوں نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تھی اور کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں تھے۔

سنن ابوداوٗد کی کتاب الادب میں اس طرح آیا ہے: باب الرجل يكتني بأبي عيسىٰ اس کے بعد یہ سند بیان کی ہے۔

عـن زيـد بـن أسـلـم عن أبيه أن عمربن الخطابؓ ضرب ابناً له تكنّى أبـاعيسى وأن المغيرة بن شعبة يكنّى بأبى عيسىٰ فقال له عمر رضى الـلّٰه تعالىٰ عنه: أما يكفيك أن تكنى بأبي عبداللهؒ فقال ان رسول الله صـلـى الـلّٰـه عـلـيـه وسـلـم كناني فقال إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قد غفر له ماتقدم من ذنبه وما تأخر، وإنا في جلجتنا، فلم يزل يكنى بأبي عبدالله حتى هلك. (۱) انتهى. الجلجة بجيمين بينهما لام مفتوحة، الأمر المضطرب. (۲)

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے بیٹے کو اس وجہ سے مارا کہ انہوں نے اپنی کنیت ابوعیسی رکھی تھی، اور یہ کہ مغیرہ بن شعبہؓ کی کنیت ابوعیسیٰ تھی، تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم کو ابوعبداللہ کی کنیت کافی نظر نہیں آتی، انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کنیت کے ساتھ پکارا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(۱) سنن أبي داوٗد كتاب الأدب، باب في من يكنى بأبي عيسىٰ.

(۲) جلجہ میں دو جیم ہیں اور ان دونوں کے درمیان لام مفتوح ہے اور اس کے معنی ہیں امر مضطرب۔ [ع]

Marfat.com

وسلم کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں اور بھول چوک اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادی تھیں، اور ہم تو ایک امر مضطرب میں مبتلا ہیں، پھر انہوں نے مرتے دم تک اپنی کنیت ابوعبداللہ ہی رکھی۔

”إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنانی“ کے معنی یہ ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ابوعیسیٰ کہہ کر بلایا اور پکارا ہے، نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ تیری کنیت ابوعیسیٰ ہے، حضرت عمرؓ کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ ابوعیسیٰ کی کنیت مکروہ ہے یہ کنیت نہ رکھنی چاہئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس کنیت کے ساتھ پکارلیا تو تم کو یہ مناسب نہیں کہ اس کو اپنی کنیت قراردو، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی صرف بیان جواز کے لئے ایک امر اولیٰ کو ترک فرمادیا کرتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ ترک اولیٰ کراہیت سے پاک تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ضرورت بھی محض تبلیغ حکم کی وجہ سے پیش آتی تھی، اور”ماتقدم من ذنبه وماتأخر“ کے معنی بھی یہی ہیں۔

سنن صغریٰ نسائی ☆

یہ کتاب مجتبیٰ کے نام سے مشہور ہے، ابن السنی جو مشہور محدث ہیں اس کے راوی ہیں، ان کا نام وکنیت یہ ہے: ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی الدینوری، (۱) المتوفی ۳۶۴ھ [۷۵-۹۷۴ء]

(۱) ابن سنی: ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم ہاشمی، دینوری۔ آپ ولاء کے اعتبار سے جعفری تھے، اور ابن سنی کے نام سے مشہور ہوئے، ۲۸۰ھ [۸۹۳ء] سے قبل ان کی ولادت ہوئی، علم کے لئے رخت سفر باندھا، اور ابوخلیفہ جمحی، زکریا ساجی، ابوالقاسم بغوی وغیرہ سے سماعت حدیث حاصل کی، امام نسائی سے خوب حدیثیں سنیں، اور بھرپور استفادہ کیا، پھر حدیثیں جمع کیں اور عمل الیوم واللیلة کتاب لکھی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں قاضی ابونصر کسار اور بہت سارے محدثین ہیں، ذہبی کہتے ہیں کہ انہوں نے سنن نسائی کو مختصر کیا ہے، جس کا نام المجتبیٰ رکھا ہے، ۳۶۴ھ [۹۷۵ء] کے اواخر میں ان کا انتقال ہوا۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۶/۲۵۵-۲۵۶ [۱۶/۵۷-۲۵۵، نور] الاکمال ۴/۵۰۱۔

☆ یہ کتاب پہلی بار ۱۲۵۶ھ میں دہلی سے چھپی۔ بعد میں دار الکتب العلمیہ سے امام جلال الدین سیوطی کی شرح اور امام سندی کے حواشی کے ساتھ شائع ہوئی ہے، جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳ء میں منظر عام پر آیا تھا۔ دار السلام ریاض نے ۱۴۲۰ھ اور دار الفکر بیروت نے ۱۴۲۵ھ میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

سنن کبریٰ نسائی ☆

یہ نسخہ ابن الاحمر کی روایت سے مروی ہے، ان کا نام وکنیت ابوبکر محمد بن معاویہ ہے: ابن الاحمر [1] کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ دونوں تالیفات (سنن صغریٰ وسنن کبریٰ) ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی کی ہیں۔ اس لفظ (نسائی) میں سین کے بعد ہمزہ مکسور اور بغیر مد کے ہے یہ نسبت نسا کی طرف ہے جو خراسان کا ایک مشہور شہر ہے، کبھی عرب لوگ اس ہمزہ کو واؤ سے بدل کر نسبت کرنے میں نسوی بھی کہا کرتے تھے، اور قیاس کے مطابق بھی یہی ہونا چاہئے، لیکن مشہور نسائی ہی ہے، یہ علم حدیث کے ایک رکن ہیں، ان کی ولادت ۲۱۴ھ [۳۰-۸۲۹ء] میں ہوئی۔ [2] خراسان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام مصر، اوران کے علاوہ شہروں میں گشت کرکے بہت سے اکابر شیوخ سے ملاقات کی۔ [3] سب سے پہلے قتیبہ بن سعد بغلانی بلخی [4] کی

---

(۱) ابن احمر: ابوبکر محمد بن معاویہ بن عبدالرحمٰن اموی، مروانی، قرطبی۔ آپ ابن احمر کے نام سے مشہور ہوئے، عبداللہ بن یحییٰ بن یحییٰ، ابوخلیفہ جمحی، جعفر فریابی اور عبدالرحمٰن نسائی کی شاگردی اختیار کی۔ ۲۹۵ھ [۸-۹۰۷ء] سے حصول علم کے لئے سفر کرنا شروع کیا اور کبار علماء ومحدثین کے علوم سے فیضیاب ہوئے، انہوں نے بغرض تجارت ہندوستان کا بھی سفر کیا تھا، جب اندلس واپس ہوئے تو اپنے ساتھ "السنن الکبریٰ للنسائی" بھی لے گئے، وہاں لوگوں نے ان کی روایت سے اس کی سماعت کی۔ شریف، کریم نبیل اور ثقہ بزرگ تھے۔ رجب ۳۵۸ھ [۹۶۹ء] میں وفات پائی۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۴/۶۸۔ [۱۶/۶۹-۶۸، نور] شذرات الذھب ۳/۲۷۔

(۲) اصل فارسی میں ۲۱۴ھ مذکور ہے، جوکہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں قیل کے ذریعہ ذکر کیا ہے، لیکن ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اور سیر اعلام النبلاء میں ان کی پیدائش ۲۱۵ھ نقل کی ہے، ڈاکٹر صاحب نے بھی ۲۱۵ھ [۳۱-۸۳۰ء] نقل کیا ہے۔ وفیات الاعیان ۱/۴۷۔ سیر اعلام النبلاء ۱۴/۱۲۵۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۲۶۔ [۲/۲۴۱، نور]

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۴/۱۲۵ [۱۴/۱۲۷، نور] ۱۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۶۶ [۲/۲۴۱، نور]۔

(۴) قتیبہ بن سعید: ابورجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل بن طریف ثقفی، بلخی، بغلانی۔ بغلان کے رہنے والے تھے، ان کی تاریخ پیدائش ۱۴۹ھ [۶۷-۷۶۶ء] ہے، مالک، لیث، شریک، حماد، ابوعوانہ، ابن مبارک، ہشیم بن بشیر، وکیع، ابن وہب جیسے کبار علماء حدیث علم حدیث میں آپ کے شیوخ ہیں، ان کے شاگردوں میں بھی حمیدی، نعیم بن حماد، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، ابوبکر بن ابوشیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، وغیرہ جیسے اساطین علماء وکبار محدثین ہیں۔ ابن ماجہ نے محمد بن یحییٰ ذہلی اور ابن ابوشیبہ کے واسطے سے ان سے روایت کی ہے، امام نسائی زکریا خیاط کے واسطے سے ان سے روایت کرتے ہیں، امام ترمذی نے بھی ایک آدمی کے واسطے سے ان سے روایت کی ہے۔ دو شعبان ۲۴۰ھ [۸۵۴ء] میں قتیبہ نے وفات پائی۔ ابوبکر اثرم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل نے قتیبہ بن سعید کا تذکرہ اوران کی تعریف وتوصیف کی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۱/۲۴-۱۳۔ طبقات ابن سعد ۷/۳۷۹۔ [۷/۲۶۶، نور] الجرح والتعدیل ۷/۱۴۰۔ تاریخ بغداد ۱۲/۴۶۴-۷۰۔ شذرات الذھب ۲/۹۵-۹۴۔ بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت پندرہ برس کے تھے، ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔ (۱) ان کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شافعی المذہب تھے۔ (۲) صوم داؤدی پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔ (۳) بایں ہمہ کثیر الجماع تھے، چنانچہ چار عورتیں آپ کے نکاح میں تھیں، اور ہر ایک کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے، ان کے علاوہ لونڈیاں بھی موجود تھیں۔ (۴)

جب سنن کبریٰ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امیر وقت نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کتاب تمام صحیح ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، اس میں حسن اور صحیح دونوں موجود ہیں۔ اس امیر نے عرض کیا کہ ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوں میرے لئے ان سب کا مجموعہ مرتب فرما دیجئے، تو انہوں نے مجتبیٰ تصنیف فرمائی۔ (۵)

لفظ مجتبیٰ تاء فوقانیہ کے بعد باء موحدہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہے، بعض نے بجائے باء کے نون سے پڑھنا جائز رکھا ہے، بہرحال دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں، اجتباء جو باء موحدہ سے ہے اس کے معنی انتخاب اور برگزیدہ کرنے کے ہیں، اور اجتناء جو نون سے ہے اس کے معنی درخت سے پختہ میوہ چننے کے ہیں۔

ان کی موت کا واقعہ یہ ہے کہ جب آپ مناقب مرتضوی کتاب الخصائص کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے چاہا کہ اس کتاب کو دمشق کی جامع مسجد میں پڑھ کر سنائیں تا کہ بنی امیہ کی سلطنت کے اثر سے عوام میں ناصبیہ کی طرف جو رجحان پیدا ہو گیا تھا اس کی اصلاح ہو جائے۔ ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ ہی پڑھنے پائے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا امیر المؤمنین معاویہؓ کے مناقب کے متعلق بھی آپ نے کچھ لکھا ہے؟ تو نسائیؒ نے جواب دیا کہ معاویہؓ کے لئے یہی کافی ہے کہ برابر سرابر چھوٹ جائیں، ان کے

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

☆ دار الکتب العلمیہ بیروت نے ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۱ء میں دکتور عبد الغفار سلیمان بنداری اور سید کسروی حسن کی تحقیق سے شائع کیا ہے۔ حال ہی میں [۱۴۳۳ھ-۲۰۱۲ء] میں مرکز البحوث و تقنیة المعلومات کی تحقیق سے وزارۃ الاوقاف قطر نے تیرہ جلدوں میں ایک عمدہ نسخہ شائع کیا ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۴/ ۱۲۵-۲۸۔ [۱۴/ ۱۲۸، نور] (۲) سیر اعلام النبلاء ۱۴/ ۱۳۰۔

(۳) وفیات الاعیان ۱/ ۷۸۔ [۱/ ۴۷، نور] (۴) سیر اعلام النبلاء ۱۴/ ۱۲۸۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۴/ ۱۳۱۔

Marfat.com

مناقب کہاں ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں، کہ یہ کلمہ بھی کہا تھا کہ مجھ کو ان کے مناقب میں سوائے اس حدیث "لا أشبع الله بطنه" کے اور کوئی صحیح حدیث نہیں ملی۔ (۱) پھر کیا تھا لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا ان کے خصیتین میں چند شدید ضربیں ایسی پہنچیں کہ نیم جان ہو گئے۔ خادم ان کو اٹھا کر گھر لے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ابھی مکہ پہنچا دو، تا کہ میرا انتقال مکہ یا اس کے راستہ میں ہو۔ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات مکہ معظمہ پہنچنے پر ہوئی، اور وہاں صفا و مروہ کے درمیان دفن کئے گئے۔ ۱۳؍ صفر ۳۰۳ھ [اگست ۹۱۵ء] میں پیر کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ (۲) بعض کا قول یہ بھی ہے کہ مکہ جاتے ہوئے راستہ میں بمقام شہر رملہ (فلسطین) انتقال ہوا، پھر وہاں سے آپ کی نعش مکہ معظمہ پہنچائی گئی۔ واللہ اعلم

سنن ابن ماجہ ☆

یہ کتاب ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ قزوینی، ربعی کی تصنیف ہے۔ ربعی راء اور باء دونوں کے فتحہ کے ساتھ، ولاء کی طرف نسبت ہے۔ ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ عرب کے متعدد قبیلوں کا نام ہے، معلوم نہیں کہ ان بزرگ کی نسبت ان میں سے کس کی طرف ہے۔ (۳) قزوین عراق عجم کا مشہور شہر ہے۔ ابن ماجہ نے بہت سی مفید اور نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، ان میں سے ایک یہ سنن ہے جس کا صحاح ستہ میں شمار ہے۔ وہ جب اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تو اس کو ابو زرعہ رازیؒ کے سامنے پیش کیا، انہوں نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی تو یہ (حدیث کی موجودہ) تصنیفات یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی، فی الحقیقت احادیث کو بلا تکرار بیان کرنے اور حسن ترتیب و اختصار کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کی ہمسر نہیں ہے۔ حافظ ابو زرعہ نے بھی اس کی صحت پر گواہی دی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ اس کتاب میں ایسی حدیثیں

(۱) علامہ ذہبی نے ان کے اس جواب پر یہ بات لکھی ہے کہ شاید یہ حضرت معاویہ کی منقبت ہی میں ہو اس لئے کہ آپ کا فرمان ہے کہ اے اللہ میں جس پر لعنت کروں یا گالی دوں تو اس کے حق میں اسے باعث رحمت بنا۔ تذکرۃ الحفاظ ۲۶۸/۲ [تذکرہ میں "اللھم لا تشبع بطنه" ہے، ۲۴۱/۲، نور]

(۲) وفیات الاعیان ۷۷/۱ [۴۷/۱، نور] تذکرۃ الحفاظ ۲۶۹/۲۔ یہاں مؤلف نے دو الگ قصوں کو یکجا لکھا ہے۔

(۳) وفیات الاعیان ۲۷۹/۴ [۳۶۳/۲، نور]

☆ دہلی سے ۱۲۸۲ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی، جس کے حاشیہ پر شاہ عبد الغنیؒ کی انجاح الحاجۃ اور جلال الدین سیوطیؒ کی مصباح الزجاجۃ بھی طبع ہوئی ہے۔ [۲۳۲/۱. معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ] عکس طبع اول دار صابر بیروت [بلا سنہ]

Marfat.com

جن کی سندوں میں کچھ خلل ہیں یا وہ متہم بالوضع یا شدید النکارۃ ہیں تیس سے زیادہ نہ ہوں گی۔ (۱) اس سنن میں بتیس کتابیں ہیں، ایک ہزار پانچ سو باب اور کل چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے، (۲) صحیح یہی ہے کہ ماجہ جیم کی تخفیف سے (جس میں جیم پر تشدید نہیں ہے)، آپ کی والدہ تھیں، ابن میں الف لکھنا چاہئے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ ابن ماجہ محمد کی صفت ہے، نہ کہ عبداللہ کی۔ جس طرح سے کہ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ازدی میں کہ جو مشہور صحابی ہیں، اور اسماعیل بن ابراہیم ابن علیہ میں جو امام شافعی کے معاصر تھے، لفظ "ابن" میں الف لکھنے کا دستور ہے۔ ان کی دیگر تصانیف میں سے قرآن مجید کی تفسیر اور ایک کتاب التاریخ ہے، (۳) ابن ماجہ ۲۰۹ھ [۲۵-۸۲۴ء] میں پیدا ہوئے، (۴) ان کو عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، مدینہ، شام، مصر، واسط، رے اور دوسرے اسلامی شہروں میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے تمام علوم سے واقفیت وشناسائی رکھتے تھے۔ (۵) جبارۃ بن المغلّس، (۶) ابراہیم بن المنذر، (۷) ابن نمیر، (۸) ہشام بن عمار (۹)، اور اسی طبقہ

---

(۱) علامہ ذہبی نے ابوزرعہ کے اس قول کی توضیح کی ہے کہ ابوزرعہ کی یہ بات (اگر صحیح ہے تو) ان احادیث کے متعلق ہے جو بالکل کم درجہ کی ہیں، ان احادیث کی تعداد جو قابل استدلال نہیں ہیں، شاید ہزار سے زیادہ ہے۔ ابن ماجہ حافظ حدیث، ناقد اور متبحر عالم تھے لیکن ان کے سنن میں پائی جانے والی منکر اور چند موضوع احادیث کی وجہ سے ان کی سنن کا مرتبہ گھٹا ہے۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۸۷ [۱۳/۲۷۸، نور] تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۰۹۔ [۲/۱۸۹، نور]

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۱۰۔ [۲/۱۸۹، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۸۰۔

(۳) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۰۹۔ [۲/۱۸۹، نور] (۴) سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۷۷۔

(۵) تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۱۰۔ سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۷۹۔

(۶) جبارہ بن مغلس: جبارہ بن مغلس حمانی، آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔ شبیب بن شیبہ، قیس بن ربیع، ابوعوانہ اور کبار محدثین سے آپ روایت کرتے ہیں، ان کے راویوں میں ابن ماجہ، بقی بن مخلد، عبداللہ بن محمد، حسن بن سفیان، ابویعلی موصلی وغیرہ ہیں۔ بخاری نے انہیں مضطرب الحدیث کہا ہے اور ابن معین نے کذاب کہا ہے۔ ان کی وفات ۲۴۱ھ [۵۶-۸۵۵ء] میں تقریبا سو سال کی عمر میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۱/۵۱-۱۵۰ ۔ میزان الاعتدال ۱/۳۸۷ - [۱/۳۷۵، نور] الجرح والتعدیل ۲/۵۵۔ [۲/۵۵۰، نور] کتاب المجروحین والضعفاء ۱/۲۲۱۔ [۱/۶۳-۲۶۲، تحقیق: حمدی عبدالحمید سلفی، دار الصمیعی ریاض، نور] تہذیب التہذیب ۲/۵۹-۵۷۔ شذرات الذہب ۲/۱۹۸۔ [۲/۹۸، نور]

(۷) ابراہیم بن منذر: ابراہیم بن منذر بن عبداللہ منذر قرشی، اسدی، حزامی، مدنی۔ ان کی کنیت ابواسحاق تھی، سفیان بن عیینہ ولید بن مسلم، عبداللہ بن وہب، معن بن عیسیٰ وغیرہ سے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ان سے فیض اٹھانے والوں میں بخاری، ابن ماجہ، بقی بن مخلد، ابوبکر بن ابی دنیا وغیرہ ہیں۔ امام ترمذی اور نسائی ان سے ایک واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ صالح جزرہ نے انہیں صدوق کہا ہے، ابوحاتم نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ اور انہیں صدوق کہا ہے۔ محرم ۲۳۶ھ [۸۵۰ء] میں ان کا وصال ہوا۔ سیر اعلام النبلاء ۱۰/۹۰-۶۸۹۔ [۱۰/۹۱-۶۸۹، نور] الجرح والتعدیل ۲/۱۳۹۔ تاریخ بغداد ۶/۸۱-۱۷۹۔ تہذیب التہذیب ۱/۱۶۶۔ شذرات الذہب ۲/۸۶۔ بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

کے دوسرے بزرگوں سے علم حدیث حاصل کیا، ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ تر استفادہ کیا۔ (۱) ابوالحسن قطان، (۲) جو ان کی سنن کے راوی ہیں ان کے شاگرد رشید ہیں، مگر ابوعیسیٰ ابہری اور دوسرے

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۸) محمد بن عبداللہ بن نمیر: محمد بن عبداللہ بن نمیر ہمدانی کوفی، ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی ۔۱۶۰ھ [۷۷۷ء] کے بعد پیدا ہوئے، انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن نمیر، سفیان بن عیینہ، ابن علیۃ، وکیع اور یزید بن ہارون وغیرہ سے روایت کی ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، محمد بن یحییٰ ذہلی، ابوحاتم، ابوزرعہ، بقی بن مخلد، عبداللہ بن احمد بن حنبل اور ابویعلی موصلی وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ امام نسائی اور ترمذی نے بھی ایک واسطے سے ان سے روایت کی ہے۔ علم و عمل میں ممتاز و یگانہ تھے، احمد بن حنبل نے انہیں درۃ العراق (عراق کا موتی) کہا ہے۔ ابوحاتم بن حبان نے انہیں حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، متقی اور پرہیزگار تھے، ان کی وفات ۲۳۴ھ [۸۴۹ء] میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۱/۵۷-۴۵۵۔ [۱/۵۸-۴۵۵، نور] الجرح والتعدیل ۱/۲۸-۳۲۰۔ تاریخ بغداد ۵/۴۲۹۔ تہذیب التہذیب ۹/۲۸۲ [۹/۸۳-۲۸۲، نور]

(۹) ہشام بن عمار: ابوالولید ہشام بن عمار بن نصیر السلمی، شام کے مستند عالم، اور خطیب دمشق تھے، ۱۵۳ھ [۷۷۰ء] میں آپ کی پیدائش ہوئی، امام مالک، مسلم زنجی، حفص بن سلیمان مقری اور سفیان بن عیینہ جیسے کبار علماء سے انہوں نے حدیث کا علم حاصل کیا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، وغیرہ ہیں۔ امام مسلم کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی، ترمذی ایک راوی کے واسطے سے ان سے روایت کرتے ہیں، ابوزرعہ دمشقی، ابوزرعہ رازی، ابوحاتم اور کئی محدثین نے ان سے روایت کی ہے، دارقطنی نے انہیں صدوق کہا ہے، یحییٰ بن معین نے انہیں ''کیس کیّس'' اور ذہبی نے عظیم القدر و عظیم المرتبت کہا ہے۔ جن کا چرچا اقصائے عالم میں تھا، ان کی وفات ۲۴۵ھ [۶۰-۸۵۹ء] میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء ۱۱/۳۵-۴۲۰۔ الجرح والتعدیل ۹/۶۷-۶۶۔ تہذیب التہذیب ۱۱/۵۴-۵۱۔ شذرات الذہب ۲/۱۱۰-۱۰۹۔

حاشیہ صفحہ ہذا:

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۳/۲۷۸۔

(۲) ابوالحسن قطان: ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ بن بحر قزوینی، قطان، ۲۵۴ھ [۸۶۸ء] میں تولد ہوئے، آپ نے ابن ماجہؒ سے ان کی سنن کی سماعت کی۔ اور ابن ابوحاتم رازی و حارث بن ابواسامہ سے حدیث کا فیض حاصل کیا، انہوں نے خوب حدیثیں جمع کیں اور کتابیں تصنیف کیں، اور خوب محنت و مجاہدہ سے کئی علوم کے ماہر ہوئے، ان سے روایت کرنے والوں میں قاسم بن ابومنذر، زبیر بن عبدالواحد، ابوالحسن نحوی وغیرہ ہیں، ابویعلی خلیلی کہتے ہیں کہ ابوالحسن قطان ہرفن مولیٰ، عالم باکمال تھے۔ تفسیر، فقہ، نحو اور ادب کے عالم تھے، ۳۴۵ھ [۹۵۶ء] میں رب حقیقی سے جا ملے۔ سیر اعلام النبلاء ۱۵/۶۵-۴۶۳۔ [۱۵/۶۶-۴۶۳، نور] شذرات الذہب ۲/۳۷۰۔

Marfat.com

بڑے لوگوں نے ان (ابوالحسن) کو بڑوں میں شمار نہیں کیا۔ ☆ ۲۲ر رمضان المبارک ۲۷۳ھ [۸۸۷ء] میں دوشنبہ کے روز ابن ماجہ کا انتقال ہوا، اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔ (۱)

مشارق (۲) قاضی عیاض ☆

یہ کتاب گویا موطا و صحیحین کی شرح ہے، (۳)(۴) قاضی عیاض (اس کے مؤلف) ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض یحصبی سبتی ہیں، (المتوفی سنہ ۵۴۴ھ)[۱۱۴۹ء] حافظ ابوعمرو ابن الصلاح (۵) نے اس کتاب کی مدح میں یہ شعر کہا ہے:

مشــــارق أنــوار سنة بسبتـــه ۔۔۔ وذا عـجبٌ كون المشارق بالغرب

انوارِ سنت کے مشارق مقام سبتہ (۶) میں (طلوع کررہے) ہیں، مشرق کا مغرب میں ہونا تعجب ہے۔

---

(۱) وفیات الاعیان ٤/ ۲۷۹ ـ [۲/ ۳۶۳، نور]

(۲) اس کا پورا نام "مشارق الانوار علی صحاح الآثار" ہے۔ [ع] (۳) دیکھئے: مشارق الأنوار ۱/ ۷۔

(۴) قاضی عیاض مقدمے میں کہتے ہیں حدیث کی امہات کتب جن میں صحیح احادیث جمع کی گئیں ہیں، ان میں سے جو کچھ صحیح احادیث میں ہے ان تمام کو یکجا کرنے کا میں نے ارادہ کیا، وہ تین کتابیں جن کو تقدم اور مقبولیت عندالناس۔ اصل سے موطا امام مالک، صحیح بخاری، اور صحیح مسلم ہیں، یہ تینوں کتابیں بنیادی کتابوں کا درجہ رکھتی ہیں۔ المشارق ۱/ ۵

(۵) ابن الصلاح: ابوعمرو بن صلاح الدین عبدالرحمٰن بن عثمان بن موسیٰ کردی، شہرزوری، شافعی۔ ابن سکینہ، ابن طبرزد، مؤید طوسی وغیرہ سے آپ نے کسب فیض کیا۔ پھر بیت المقدس میں صلاحیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، بعدازاں دمشق گئے اور دارالحدیث اشرفیہ کی مسند درس کی زینت بنے، جس کی وجہ سے تشنگان علوم اس چشمۂ علوم و معرفت سے سیراب ہوکر فیض حدیث پھیلانے لگے۔ ابن صلاح کا شمار کبار علماء میں ہوتا ہے، اپنے زمانہ کے تفسیر، حدیث اور فقہ میں نابغۂ روزگار تھے، اصول اور فروع کے بھی زبردست عالم تھے، حتی کہ ان کی مثال دی جاتی تھی۔ زہد و تقویٰ اور عظمت وجلال کے پیکر تھے۔ ان کی وفات ۱۵ر ربیع الاخر ۶۴۳ھ [۱۲۴۵ء] میں ہوئی، طبقات الحفاظ ص: ۵۰۰-۴۹۹۔ شذرات الذھب ۵/ ۲۲۶۔ [۵/ ۲۲۱، نور]

(۶) سبتہ بلاد مغرب میں ایک شہر ہے۔ [ع]

☆ اردو ترجمہ میں کچھ غلطی ہوئی ہے، صحیح ترجمہ اس طرح ہونا چاہیے، عیسیٰ ابہری اور دوسرے بہت سے عمدہ اعلیٰ درجہ کے محدثین ان کے شاگردوں میں ہیں۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۷۸۔

☆ فاس سے ۱۳۲۸ھ میں اس کی پہلی جلد اور ۱۳۳۳ھ میں دوسری جلد منظر عام پر آئی تھی۔ ۱۳۳۲ھ میں مطبع سعادۃ نے اس کی پہلی جلد زیور طبع سے آراستہ کی تھی۔ [معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ ۲/ ۱۳۹۸]

Marfat.com

ابوعبداللہ رشید نے بھی یہ بیت کہا ہے:

ومرعی خصیب فی جدیب خلالها　　ألا فأعجبوا للخصیب فی منزل الجدب

(یہ) خشک وقحط زدہ زمین میں سرسبز چراگاہ ہے، آگاہ ہو اور تعجب کرو اس سرسبزی وشادابی سے جو مقام قحط میں ہو۔

شرح کرمانی بر بخاری ☆

یہ کتاب الکواکب الدراری کے نام سے مشہور ہے، ان کو طواف سے فارغ ہونے کے بعد مطاف شریف میں اس نام کا الہام ہوا تھا،(۱) ان کا نام محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی ہے، اور لقب شمس الدین ہے۔ آخر عمر میں بغداد کو اپنا مسکن بنالیا تھا(۲) ۱۶ر جمادی الآخر ۷۱۷ھ [۱۳۱۷ء] میں پیدا ہوئے،(۳) اول اپنے والد بزرگوار، (بہاؤالدین) کے پاس رہ کر علم حاصل کرتے رہے، پھر قاضی عضدالدین یحییٰ سے استفادہ کیا۔ مدت دراز تک انہی کی صحبت میں رہے، بارہ سال تک ان سے جدا نہ ہوئے، اس کے بعد شہروں کی سیاحت شروع کی، علماء مصر، شام، حجاز، اور عراق سے مستفید ہوکر آخر بغداد میں بستر اقامت کھولا، (مقیم ہوگئے) اور تیس سال تک وہیں درس وتدریس میں مشغول رہے۔(۴) آپ کی حالت یہ تھی کہ دنیاداروں سے بہت گریز کرتے تھے۔ علمی مشغلہ پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے، حسن

---

(۱) کرمانی لکھتے: اس شرح کے مکمل کرنے کے وقت میں مکہ میں مقیم تھا، میں ملتزم سے چمٹ کر کعبہ مقدسہ کو اس بات پر اپنا سفارشی بنا رہا تھا کہ اللہ اس کتاب کو میرے لئے حضور کے پاس بہترین وسیلہ اور واسطہ بنائے اور شرف قبولیت سے نوازے، گناہوں کی بخشش میں، میں ان کی سفارش کی امید رکھتا ہوں۔ اور میری دعا ہے کہ اس کے طفیل اللہ مجھ پر رحم کرے اور درجات بلند کرے، اے اللہ ہماری امیدوں کو ناکام ونامرادمت فرما، اور دعاؤں کو شرف قبولیت بخش دے، میں اس زمانے میں برابر اس کتاب کے نام رکھنے کے سلسلے میں متفکر رہتا تھا، ایک رات طواف کے بعد مطاف ہی میں تھا تو رب ذوالجلال نے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کا نام الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری رکھا جائے، لہٰذا میں نے یہی رکھا۔ ۶/۱

(۲) شذرات الذهب ۶/۲۹٤۔ کشف الظنون ۱/٥٤٦۔

(۳) شذرات الذهب ۶/۲۹٤۔

(۴) شذرات الذهب ۶/۲۹٤۔

☆ ۱۹۳۵ء۔ ۱۹۴۵ء کے وقفے میں یہ کتاب قاہرہ سے پچیس جلدوں میں چھپی [تاریخ التراث العربی، علوم الحدیث۔ جلد اول جزاول ص: ۲۳۱]

Marfat.com

خلق وتواضع میں یکتائے روزگار تھے۔ [1] چونکہ ایک دفعہ کوٹھے (چھت) سے گر گئے تھے، اور آپ کا ایک پاؤں بیکار ہوگیا تھا، اس لئے عصا کے سہارے بغیر نہیں چل سکتے تھے، [2] آخر عمر میں حج کا قصد کیا، حج سے فارغ ہو کر بغداد کی طرف (جس کو آپ نے اپنا مسکن بنالیا تھا) مراجعت فرمائی۔ اثناء راہ میں ۱۶/ماہ محرم ۷۸۶ھ [مارچ ۱۳۸۴ء] کو بمقام "روض مہنا" آپ کا انتقال ہوگیا۔ وہاں سے ان کی نعش بغداد پہنچائی گئی، آپ نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی کے مزار کے جوار میں بنالیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرالیا تھا، چنانچہ اسی جگہ دفن کئے گئے۔ [3]

فتح الباری شرح بخاری ☆

اور مقدمہ فتح الباری

یہ دونوں کتابیں قاضی القضاۃ خاتم الحفاظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد ابن حجر الکنانی، العسقلانی، المصری، الشافعی کی تصانیف ہیں۔ [4] ابو الفضل شہاب الدین احمد بن حجر ۲۳/شعبان ۷۷۳ھ [۱۳۷۲ء] میں مصر میں پیدا ہوئے۔ [5] اور وہاں سے طلب علم کے لئے اسکندریہ تشریف لے گئے۔ فرس، شام، حلب، حجاز اور یمن میں سیاحت کر کے چشمۂ علم سے سیرابی حاصل کی۔ [6] نظم ونثر میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، [7] ان کی تمام تصانیف ایسی مقبول ہوئیں کہ ان کی زندگی ہی

(۱) شذرات الذهب ٦/ ٢٩٤ ۔ الدرر الكامنة ٤/ ٣١١ ۔

(۲) شذرات الذهب ٦/ ٢٩٤ ۔ (۳) شذرات الذهب ٦/ ٢٩٤ ۔

(۴) شذرات الذهب ٧/ ٢٧٠ ۔ الضوء اللامع ٢/ ٣٦ ۔ طبقات الحفاظ ص: ٥٤٧ ۔

(۵) شذرات الذهب ٧/ ٢٧٠ ۔ [ابن العماد نے شذرات میں ۲۲/شعبان ذکر کیا ہے اور یہی صحیح ہے، نور] الضوء اللامع ٢/ ٣٦ ۔

(۶) الضوء اللامع ٢/ ٣٦ ۔ (۷) شذرات الذهب ٧/ ٢٧١ ۔

☆ سب سے پہلے بولاق مصر سے ۱۳۰۰ھ میں ۱۴/ جلدوں میں شائع ہوئی۔ [تاریخ التراث العربی علوم الحدیث جلد اول جزء اول ص: ۲۳۵] یہاں یہ وضاحت مفید ہوگی کہ اس طباعت کا اہتمام اور اس کے جملہ اخراجات ایک ہندوستانی عالم مولانا سید جمال الدین کتانوی، مدار المہام [وزیر اعظم] بھوپال اور مولانا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے کیا تھا۔ [نور] اس کے بعد ۱۸۹۰ء میں دہلی سے پتھر پر چھپ کر منظر عام پر آئی، [معجم مطبوعات العربیہ والمعربہ ۱/ ۸۱] [عکس طبع اول، دار صادر بیروت: بلاسنہ]

Marfat.com

میں دور ونزدیک کے لوگ ان کی تصانیف کو طلب کرنے لگے تھے۔ اساتذہ ومشائخ، علم حدیث میں ان کی جلالت وعظمت کے قائل تھے، اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ (۱)

ابو الفضل کی وفات ۲۸/ذی الحجہ ۸۵۲ھ [۱۴۴۹ء] میں شنبہ کی رات بمقام قاہرۂ مصر ہوئی، اور قرافۂ صغری میں مزار بنو الخروبی کے متصل مدفون ہوئے۔ ان کے جنازہ پر آدمیوں کا ہجوم کثرت سے تھا، بادشاہ وقت نے بہ نفس نفیس برکت حاصل کرنے کی غرض سے جنازہ کو کاندھا دیا، پھر امراء وروٴسا شہر دست بدست مزار تک جنازہ کو لے گئے۔ (۲)

قرأت حدیث میں عجیب عجیب کیفیات ان سے ظہور میں آئیں، سنن ابن ماجہ کو چار مجلسوں میں ختم کردیتے تھے، صحیح مسلم کو سوائے مجلس ختم کے چار مجلسوں میں یعنی دو روز اور چند ساعت میں تمام کرڈالا۔ مجد الدین لغوی صاحب قاموس بھی جو ابن حجرؒ کے شیخ تھے، صحیح مسلم کو بہت تیزی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ دمشق میں ناصر الدین ابو عبداللہ محمد بن جہبل کو سنانے کے لئے باب النصر اور باب الفرح کے درمیان جو مزار نعل شریف نبوی کے مقابل ہے، تین روز میں ختم کیا۔ چنانچہ اس پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قرأت بحمد الله جامع مسلم　　　بجوف دمشق الشام كرش الإسلام

خدا کا شکر ہے کہ میں نے جامع مسلم کو پڑھا ہے، دمشق شام میں جو اسلام کا دل ہے۔

على ناصر الدين الإمام بن جهبل　　　بحضرة حفاظ مجاديح أعلام

امام ناصر الدین ابن جہبل کے روبرو، ایسے حفاظ کے حضور میں جو علماء کی حاجتوں کا مرکز ہیں۔

وتم بتوفيق الإله وفضله　　　قراءة ضبط في ثلثة أيام

اور اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے، پورے ضبط کے ساتھ تین دن میں اس کی قرأت تمام ہوئی۔

سنن کبیر نسائی کو بھی شیخ ابن حجرؒ نے دس مجلسوں میں شرف الدین بن کویک کے روبرو پڑھا ہے ہر مجلس چار ساعت نجومی کے قریب ہوتی تھی، جو عرف ہندوستان میں دس دقیقہ کے برابر ہوتی ہے۔

(۱) الضوء اللامع ۲/۳۸-۳۹۔

(۲) الضوء اللامع ۲/۴۰۔

Marfat.com

معجم صغیر طبرانی کو بھی، جس میں ایک ہزار پانچ سو حدیثیں مع اسناد مروی ہیں، ظہر وعصر کے مابین ایک ہی مجلس میں ختم کرڈالا۔ صحیح بخاری کو دس مجلسوں میں پورا کیا اور ہر مجلس قریب چار ساعت کی (ظہر سے عصر تک) ہوتی تھی۔ غرض ان کے اوقات معمور تھے، کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے، تین مشغلوں میں سے ایک شغل میں ضرور مصروف رہتے تھے، مطالعہ کتب یا تصنیف وتالیف یا عبادت۔ دمشق میں دو ماہ دس دن تک قیام فرمایا۔ اور اس مدت میں افادۂ عام کی غرض سے کتب حدیث کی سو جلدیں پڑھیں، اور تصنیف وتالیف وعبادت اور دیگر ضروریات کو ان اوقات کے علاوہ انجام دیتے تھے۔ ان کے علم واوقات میں یہ برکت اور ان کی تصانیف کی اس قدر مقبولیت حضرت شیخ صنافیری ☆ کی (جو مشہور صاحب کرامات ولی تھے) دعا کی برکت سے تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی، وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو کر شیخ کی خدمت میں پہنچے، تو شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا، جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کردے گا۔ ☆

شیخ ابن حجر کے لطائف وظرائف میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ عہدۂ قضا سے معزول ہوئے اور شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علی قایاتی ان کی جگہ پر مقرر ہوئے اور دونوں نے ایک جگہ جمع ہو کر کھانا کھایا، تو حافظ ابن حجر نے یہ قطعہ پڑھا:

عندي حديث ظريف بمثله تلتقي — من قاضيين يعزىٰ هذا وهذا يُهنّا

میرے پاس ایک عجیب ظرافت آمیز بات ہے، کہ دو قاضیوں سے ملاقات کی جارہی ہے، ایک کے سامنے اظہار افسوس کیا جارہا ہے اور دوسرے کو مبارک بادی جارہی ہے۔

يقول ذا أكرهوني وذا يقول استرحنا — ويكذبان جميعاً فمن يصدق منّا

یہ کہتا ہے کہ مجھ کو (قاضی بننے پر) مجبور کیا گیا، اور وہ کہتا ہے کہ میں نے (معزول ہو کر) راحت پائی، حالانکہ دونوں جھوٹے ہیں پس ہم میں سے کون سچا ہے۔

☆ صحیح، شیخ یحییٰ صنافیری حافظ نے شیخ یحییٰ صنافیری کا حال الدرر الکامنۃ میں لکھا ہے: تغلیق التعلیق کے محقق عبدالرحمٰن موسیٰ قزقی نے الدرر الکامنۃ رقم: ۵۹۶۰ اور جلد: ۵ کا حوالہ دیا ہے، تغلیق التعلیق ص: ۵۷۔

☆ کچھ ایسا ہی قصہ حضرت مولانا اشرف علی بن عبدالحق، فاروقی تھانوی کا ہے۔

Marfat.com

ان کے لطائف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب سلطان نے مدرسہ مؤیدیہ کی بناء کو تمام کیا اور اس کے مناروں میں سے ایک منارہ، جو برج شمالی پر بنا ہوا تھا، گرنے کے قریب ہوا، تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو گرا کر پھر از سرِ نو تعمیر کرو۔

اتفاقاً عینی جو بخاری کے شارح ہیں اس منارہ کے نیچے بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے، حافظ ابن حجر نے یہ قطعہ نظم کر کے بادشاہ کے حضور میں پڑھا:

لجامع المولانا المؤيد رونق منارته بالحسن تبدو (۱) وبالزين

ہمارے مولانا مؤید کی جامع مسجد کا منارہ رونق دار اور حسن و زینت کے جامہ میں ظاہر ہوتا ہے۔

تقول وقد مالت عن القصد امهلوا (۲) فليس على جسمي (۳) أضر من العين

استقامت چھوڑ کر جھکتے وقت کہتا تھا کہ مجھ کو مہلت دو، کیونکہ میرے جسم پر عینی ☆ سے زائد مضر کوئی چیز نہیں ہے۔

لوگوں نے یہ قصہ عینی تک پہنچایا، اور کہا کہ حافظ ابن حجر نے آپ پر تعریض کی ہے، بدرالدین عینی اس بات سے بہت خشمناک ہوئے، وہ تو خود شعر کہنے پر قادر نہ تھے، اس لئے نواجی مشہور شاعر کو بلا کر ابن حجر کی تعریض میں ایک قطعہ نظم کرا کر شائع کرایا، وہ پرلطف قطعہ یہ ہے:

منارة كعروس ☆ الحسن قد جليت وهدمها بقضاء الله والقدر

منارہ عروس حسن کی طرح زینت دیا گیا ہے، اور اس کا گرنا اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے ہے۔

قالوا أصبت بعين قلت ذا غلط ما أوجب الهدم إلا خطّة الحجر

لوگوں نے کہا کہ عینی کی وجہ سے ضرر پایا ہے میں نے کہا یہ غلط ہے، اس کا گرنا تو صرف حجر (پتھر) کے علیحدہ ہو جانے سے ہے۔

(۱) تزهو [ع] (۲) عليهم تمهلوا [ع]
(۳) هدمي [ع] ☆ بری نظر ☆ اصل فارسی میں عروس ہے۔

Marfat.com

ابن حجر کی تصانیف ڈیڑھ سو سے زائد ہیں، سب کی سب جلال الدین سیوطی کی تصانیف سے بہتر اور محکم تر ہیں، کیونکہ جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف اگرچہ تعداد میں زیادہ ہیں، لیکن ابن حجرؒ کی تصانیف اکثر کلاں اور کبیرا لحجم (ضخیم) ہیں اور ان میں نئے نئے مضامین اور مفید فوائد موجود ہیں۔

چنانچہ عالم متبحر پر یہ بات بخوبی روشن ہے۔ نیز حافظ ابن حجرؒ کا اتقان وانضباط علوم بھی جلال الدین سیوطی سے بڑھا ہوا ہے۔ گو جلال الدین عبور واطلاع میں ان سے فی الجملہ زیادہ ہیں، ابن حجر کی بہترین تصنیف یہی کتاب فتح الباری فی شرح صحیح البخاری شمار ہوتی ہے، جس سے فراغت پر انہوں نے بہت خوشی منائی، اور تقریباً پانچ سو دینار اس کے ولیمہ میں صرف کیے۔ [1] بخاری پر ان کی ایک دوسری شرح ھدی الساری کے نام سے جو فتح الباری سے بڑی ہے، اور اس کا ایک مختصر بھی ہے، لیکن یہ دونوں تکمیل تک نہیں پہنچیں۔ [2] ان کی یہ تصانیف بھی ہیں: تعليق التعليق، اللباب في شرح قول الترمذي في الباب، اتحاف المهرة بأطراف الأسانيد العشرة، أطراف المسند المعتلي بأطراف المسند الحنبلي، تهذيب التهذيب، تقريب، احتفال ببيان أحوال الرجال، طبقات الحفاظ، الكاف الشاف في تخريج أحاديث الكشاف، الدّراية في منتخب تخريج أحاديث الهداية، هداية الرواة في تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة، تخريج أحاديث الأذكار، الإصابه في تمييز الصحابه، الإحكام لبيان مافي القرآن من الإبهام، نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، شرح النخبة، الإفصاح بتكميل النكت على ابن الصلاح، لسان الميزان، تبصير المنتبه في تحرير المشتبه، نزهة السامعين في رواية الصحابة عن التابعين، المجموع العام في آداب الشرب والطعام ودخول الحمام، الخصال المكفرة للذنوب المقدمة والمؤخرة، توالى [3] التأنيس بمناقب ابن ادريس، فهرس المرويات، نعم السنوح والأنوار بخصائص المختار، أنباء الغمر بأبناء العمر، الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة،

(۱) الضوء اللامع ۲/۳۸۔ (۲) فهرس الفهارس ۱/۳۳۳۔

(۳) توالي التأسيس بمعالي ابن ادريس۔ [ع]

Marfat.com

بلوغ المرام في أحاديث الأحكام[1] قوة الحجاج في عموم المغفرة للحجاج، الخصال[2] الموصله للظلال، بذل الماعون في فضل من صبر في الطاعون الإمتناع[3] بالأربعين المتباينة بشرط السماع، مناسك الحج، الأحاديث العشاريه، الأربعون العالية لمسلم على البخاري، ديوان الشعر، ديوان الخطب الأزهرية اور أمالي حديثيه جو عدد میں ہزار مجلس سے زائد ہے،[4] اپنے انتقال سے قبل اس کتاب کے بارے میں یہ اشعار نظم کئے۔

يقول راجي إله الخلق أحمد من　　أهل الحديث نبي الخلق منتقلا

احمد جو اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے والا ہے عامہ مخلوق کے نبی کی حدیثیں نقل کرنے والوں سے ناقل ہے۔

يدنوا من الألف إن عدت مجالسه　　تخريج أذكار رب ناقد وعلا

اگر مجالس شمار کی جائیں تو ہزار کے قریب ہے، جوان کو رزق دیتا ہے۔ جیسا کہ حوادث کی علامات سے برتر اور عالی ہے۔

دنیٰ برحمته للخلق يرزقهم　　كما علا عن سمات المحدثات علا

(وہ رب) جو اپنی رحمت کے ساتھ مخلوق کے قریب ہے، جوان کو رزق دیتا ہے جیسا کہ حوادث کی علامات سے برتر اور عالی ہے۔

في مدة نحو كج قد مضت هملا　　ولي من العمر في ذا اليوم قد كملا

میں نے (اس کتاب کو تصنیف کیا) اتنی مدت میں کہ تیئس برس بیکار ضائع ہو چکے تھے، اور اب آج میری عمر تکمیل کو پہنچی۔

ست وسبعون عاما رحت أحسبها　　من سرعة السير ساعات، وياخجلا!

---

(۱) بلوغ المرام من أدلة الأحكام.[ع]　(۲) الخصال الموجبة للضلال.[ع]

(۳) الإمتناع

(۴) کتانی نے ابن حجر کی تصانیف میں اور کئی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: فهرس الفهارس ۱/ ۳۳۷-۳۳۳۔

چھہتر سال گزر چکے جن کو میں تیزی سے گزر جانے کے سبب گھڑیاں سمجھتا ہوں ہائے شرمندگی!

إذا رأيت الخطايا أوبقت عملي　　في موقف الحشر لولا أن لي أملا

جب میں نے اپنی خطاؤں کو دیکھا تو انہوں نے موقف حشر میں میرے عمل کو ہلاک کر دیا ہوتا، اگر مجھ کو امید نہ ہوتی۔

توحيد ربي يصنه والرجاء له　　وخدمتي و إكثار الصلوٰة على

کہ میرے رب کی توحید اس کو بچالے گی، اور امید اسی سے ہے، اور (نیز) میری خدمت اور کثرت سے جناب

محمد صباحي والمساء و في　　خطبي ونطقي عساها تمحق الزللا

محمد پر صبح وشام، اپنی تقریر اور قول میں درود بھیجنا نہ ہوتا، قریب ہے کہ وہ (امور) میری لغزشوں کو محو کر دیں۔

فأقرب الناس منه في قيامته　　من بالصلوٰة عليه كان مشتغلا

حضرت سے قیامت کے دن قریب تر وہ شخص ہوگا جو آپ پر درود بھیجنے میں مشغول رہتا ہے۔

يارب حقق رجائي والأولىٰ سمعوا　　مني جميعا، بعفو منك قد شملا

اے رب! میرے اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے مجھ سے سنا ہے امیدوں کو محقق کر اپنی اس صفت عفو سے جو یقیناً سب کو شامل ہے۔

شیخ شمس الدین مصری نے حافظ ابن حجرؒ کی خدمت میں ایک منظوم سوال لکھ کر بھیجا جو درج ذیل ہے:

ياحافظ العصر ويا من له　　تشد من أقصى البلاد الرحال

اے حافظ وقت اور اے وہ شخص جس کے لئے، دور دراز مقامات سے لوگ آتے ہیں۔

ويا إماماً للورىٰ بابه　　محط آمال الثقات الرجال

اور اے مخلوق کے امام جس کا دروازہ ثقہ لوگوں کی امیدوں کا ٹھکانہ ہے۔

Marfat.com

ابن العماد الشافعي ادّعى   ورود مافاه به في المقال

ابن عماد شافعی نے دعویٰ کیا، کہ حدیث زبان زد خلق صحیح منقول ہے۔

شرار کم عزابکم أنه من   الخبر المروی حقا یقال

یعنی حدیث ''تم میں غیر شادی شدہ بدتر ہیں'' صحیح السند احادیث میں سے ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔

فهل فی مسند ما ادعی   أو أثر یرویه أهل الكمال

پس کیا کسی مسند میں یہ دعویٰ کی ہوئی حدیث موجود ہے، یا یہ کوئی اثر ہے جس کو اہل کمال روایت کرتے ہیں۔

بین رعاك الله یاسیدي   جواب ماضمنته في السؤال

اے میرے سردار! خدا آپ کی حفاظت کرے، میرے سوال کا جواب بیان فرمایئے۔

لازالت یامولیٰ لنا دائماً   فی الحال والماضی کذا فی المآل

آپ ہمیشہ سلامت رہیں، زمانہ حال اور ماضی میں اور ایسے ہی آخرت میں بھی

حافظ ابن حجر نے اس کے جواب میں فوراً یہ اشعار لکھ کر روانہ کئے:-

أهلا بها بیضاً ذات الکحال   بالنقش یزهو ثوبها بالصقال

میں نے اس مسئلہ کو خوش آمدید کہا جو خوبصورت سرمگیں آنکھوں والی منقش اور صیقل شدہ کپڑوں والی عورت کی طرح رونما ہوا۔

منت بوصل بعد فصل، شفی   من ألم الفرقة بعد اعتلال

جدائی کے بعد وصل کے احسان سے ممنون کیا، جس نے جدائی کے رنج وغم سے شفا بخشی۔

تسأل هل جاء لنا مسنداً   عمن له المجد سماء الکمال

تمہارا سوال ہے کہ کیا کوئی مسند حدیث اُس ذات سے مروی ہے جس کے لئے سماء کمال پر مجد ہے۔

ذم إلی العزبة قلنا نعم   من بال إلف وفی الکف مال

Marfat.com

جس میں بے نکاح رہنے کی مذمت ہوتو ہم کہتے ہیں کہ بے شک اس کے لئے

ایسا ہے جو الفت والا دل اور ہاتھ میں مال رکھتا ہو۔

أراذل الأمـوات عـزابكـم   شـراركـم عـزابكـم يـارجـال

(وہ حدیث یہ ہے) رذیل ترین وہ مرنے والے ہیں جو تم میں بے شادی شدہ ہوں،

اے لوگو! تم میں بدترین بے شادی شدہ لوگ ہیں۔

أخـرجـه الأحـمـد والـمـوصـلـي   والـطـبـرانـي، الثـقـات الـرجـال

اس کی تخریج احمد وموصلی اور طبرانی نے کی ہے، ثقہ رجال سے ☆

مـن طـرق فيهـا اضـطـراب ولا   يـخـلـو مـن الضعف على كل حال

ایسے طریقوں سے جن میں اضطراب ہے، جو کمزوری سے بہر حال خالی نہیں۔

تنقیح الفاظ الجامع الصحیح (۱) ☆

یہ کتاب بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ الزرکشیؒ کی تصنیف ہے۔ آپ ۷۴۵ھ [۱۳۴۴-۴۵ء]

(۱) اس کتاب کے مقدمے میں علامہ زرکشی فرماتے ہیں: میں نے اس کتاب میں صحیح بخاری کے الفاظ غریبہ، مشکل اعراب، مبہم نسب، ایسے راوی کی توضیح جس کے نام میں تصحیف کا اندیشہ ہو، ادھوری حدیث کی تکمیل، حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت اور مبہم بات کی تشریح، علماء کے صحیح اقوال کے ذریعہ مختصراً بیان کی ہے، اس لئے کہ طول کلام اکتاہٹ کا باعث ہے۔ اس شرح کو لکھنے کا محرک یہ بات بنی کہ میں نے چند لوگوں کے نسخے پڑھے، تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ لوگ لفظ کی حقیقت سے نا آشنا ہیں، چہ جائیکہ ان کے معانی تک ان کی رسائی ہو، بسا اوقات خواص بھی تسامح کا شکار ہوتے ہیں، اور اگر کبھی مصنف اپنے اشکال کو دور کرنا چاہے تو اس کو یکجا مواد نہیں ملتا، بلکہ کئی کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ اس شرح کا مطالعہ دیگر شروحات کے مطالعہ سے بے نیاز کرے گا، اس لئے کہ اس میں زیادہ فوائد کا ذکر ہے، اس میں صرف ان احادیث کی تشریح ہے جو قابل تشریح ہوں، اس لئے کہ اس کی اکثر حدیثیں محتاج تشریح نہیں ہیں، میں نے اس کا نام "التنقيح لألفاظ الجامع الصحيح" رکھا ہے، خدا سے دعا ہے کہ اس کو خالص اس کی رضا حاصل کرنے اور جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنائے۔ (التنقيح ۱/۳-۲) [۱/۲-۱، نور]

☆ اس کی تخریج احمد وموصلی اور طبرانی نے کی ہے، جو ثقات میں شمار کئے جاتے ہیں۔

☆ اس کتاب کا نام "التنقيح لألفاظ الجامع الصحيح" ہے جیسا کہ اس کتاب کے مقدمہ سے معلوم ہو رہا ہے، مطبوعہ نسخے میں بھی یہی نام مرقوم ہے۔ یہ کتاب یحییٰ بن محمد علی حکمی کی تحقیق سے مکتبۃ الرشد ریاض نے ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں شائع کی۔

Marfat.com

میں پیدا ہوئے۔ (۱) حافظ علاؤ الدین مغلطائیؒ (۲) کے شاگردوں میں سے ہیں، جمال الدین اسنویؒ سے بھی فن حدیث میں استفادہ کیا، فقہ اور سماع حدیث ابن کثیرؒ (۳) اور اذرعیؒ سے بھی خصوصیت کے ساتھ رکھتے ہیں۔ (۴) بہت صاحب تصنیف ہیں، بالخصوص آپ نے فقہ شافعی اور علوم قرآن کی بڑی خدمت کی ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے تخریج احادیث الرافعی ہے، جو پانچ جلدوں میں ہے۔ الخادم الرافعی بیس جلدوں میں ہے، اور بخاری کی ایک دوسری شرح بھی ہے، جو بہت طویل ہے۔ جس کو شرح ابن ملقن سے ملخص کیا ہے، اور بہت سے دیگر مسائل کا اُس میں اضافہ کیا ہے۔ دو جلدوں میں جمع الجوامع کی شرح بھی لکھی ہے، منہاج کی شرح دس جلدوں میں اور اس کی مختصر کی شرح دو جلدوں میں تالیف کیا۔ اصول فقہ میں تجرید بھی ان کی تالیف ہے، جو تین جلدوں میں ہے۔ اور متوسط درجہ کی ایک شرح بھی لکھی ہے۔ (۵)☆ آپ نے (قاہرہ میں) ۳/رجب ۷۹۴ھ [مئی ۱۳۹۲ء] میں وفات پائی۔ (۶)

(۱) شذرات الذھب ۶/۳۳۵۔

(۲) مغلطائی: مغلطائی بن قلیج بن عبد اللہ حنفی۔ آپ ۶۸۹ھ [۱۲۹۰ء] میں پیدا ہوئے، آپ نے دبوسی اور ختنی کے علاوہ بہت سارے علماء سے کسب فیض کیا۔ ابن سید الناس کے بعد ظاہریہ میں مسند درس حدیث کی زینت آپ ہی بنے۔ عراقی کہتے ہیں کہ یہ علم الانساب کے ماہر تھے، اور حدیث کے متعلق علوم میں گہری واقفیت رکھتے تھے، ان کی سو سے زائد تصانیف ہیں، جن میں سے ایک شرح بخاری بھی ہے۔ ۲۴/شعبان ۷۶۲ھ [۱۳۶۱ء] میں وفات پائی۔ الدرر الکامنة ۵/۱۲۲۔ [۴/۳۵۲، دار احیاء التراث العربی بیروت، نور] طبقات الحفاظ ص: ۵۳۴۔ شذرات الذھب ۶/۱۹۷

(۳) ابن کثیر: عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قیسی آپ کا نام ونسب ہے۔ ۷۰۰ھ [۱۳۰۰ء-۱] میں ان کی پیدائش ہوئی، حجاز اور اس طبقہ کے علماء سے کسب فیض کیا، وانی اور ختنی نے انہیں اجازت حدیث دی تھی، ابن کثیر مزی کی صحبت میں رہ کر، ان سے بھرپور استفادہ کیا۔ ان کی ایک تفسیر ہے جس طرز پر کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ اس کے علاوہ "التاریخ" [البدایة والنھایة] بھی ہے۔ اور دوسرے مباحث میں بھی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ انہوں نے ۷۷۴ھ [۱۳۷۳ء] میں وفات پائی۔ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا علم متحضر تھا، ان کی حیات ہی میں ان کی کتابیں ہاتھوں ہاتھ لی گئیں تھیں اور ان کی وفات کے بعد بھی لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ الدرر الکامنة ۱/۳۹۹۔ [۱/۷۴-۳۷۳، نور] طبقات الحفاظ ص: ۵۲۹-۳۰۔ وفیات الأعیان ۶/۲۳۱۔ ڈاکٹر اکرم ندوی صاحب نے اس کے لئے وفیات الاعیان ابن خلکان کا حوالہ دیا ہے جو درست نہیں۔ ابن خلکان کی وفات ۶۸۱ھ ہوا ہے۔ اور علامہ ابن کثیر کی ولادت ۷۰۰ھ میں ہے، اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ ابن خلکان نے ابن کثیر کا ترجمہ لکھا ہے۔ [نور]

(۴) الدرر الکامنة ۳/۳۹۷۔ (۵) الدرر الکامنة ۳/۳۹۸۔ شذرات الذھب ۶/۳۳۵۔

(۶) الدرر الکامنة ۳/۳۹۸۔

☆ ترجمہ میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ یوں ہونا چاہئے ان کے متوسط درجے کے اشعار بھی ہیں۔

Marfat.com

تعلیق المصابیح ابواب الجامع الصحیح ☆

یہ کتاب ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی بکر قرشی مخزومی اسکندری کی تصنیف ہے، ان کا لقب بدرالدین ہے،(۱) اور دمامینی (یا ابن الدمامینی) کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ اس حدیث کی شرح میں جس میں حضرت صفیہؓ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مسجد میں تشریف لائی تھیں، جب مکان کو واپس جانے لگیں تو چونکہ رات زیادہ ہوگئی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پہنچانے کے لئے مسجد سے باہر تشریف لائے، راستہ میں ایک انصاری ملے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ دیکھ کر ایک طرف ایک گوشہ میں ہوگئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: "تعال هي صفية" یعنی کچھ کھٹکا مت کرو، چلے آؤ یہ تو صفیہ ہیں،(۲) یہ کہتے ہیں کہ [اللام من تعالَ مفتوحة، وأيما سواء خاطبت مفرداً أوغيره مذكراً أو غيره، وقدوقع لأبي فراس من جمدان كسر اللام في خطاب المؤنث في أبيات حسنة اثرت ذكرها للطافتها قال حين سمع حماسة تنوح بقربه]☆ تعال کا لام ہمیشہ مفتوح پڑھا جاتا ہے خواہ مفرد سے خطاب کیا جائے، یا غیر مفرد سے، خواہ مذکر سے یا مؤنث سے، ابی فراس بن حمدان کے بہت سے عمدہ اشعار میں مؤنث کو خطاب کرنے کے وقت لام کا کسرہ بھی واقع ہوا ہے، ان اشعار کی لطافت کے باعث میں چاہتا ہوں کہ ان کو نقل کروں جب اس نے اپنے قریب ایک کبوتری کو نوحہ زن دیکھا تو یہ ابیات نظم کئے:

أقول وقد ناحت بقربي حمامة أيا جارة هل تشعرين بحالي

---

(۱) الضوء اللامع ۷/۱۸۴۔

(۲) صحيح البخاری، كتاب الاعتكاف، باب هل يدرأ المعتكف عن نفسه. اس کے بعد یوں ہے: شیطان ابن آدم کے جسم میں بمثل خون دوڑتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے پوچھا کہ حضرت صفیہ رات کو آئی تھیں؟ انہوں نے تصویب کی۔

☆ مطبوعہ نسخے میں اس کتاب کا نام مصابيح الجامع مندرج ہے۔ یہ کتاب نورالدین طالب کی تحقیق وتخریج سے دارالنوادر دمشق سے شائع ہوئی۔ جس کی دوسری طباعت ۱۴۳۱ھ۔۲۰۱۰ء میں منظر عام پر آئی۔

☆ یہ عربی عبارت چھوٹ گئی تھی صرف اس کا ترجمہ درج تھا۔

Marfat.com

جب میرے قرب میں ایک کبوتری نوحہ زن ہوئی تو میں اس سے کہتا ہوں کہ اے میری پڑوسن کیا تجھ کو میرے حال کی کچھ خبر ہے۔

معاذ النوی ما ذقت طارقة النویٰ ولا خطرت منك الهموم ببال

غم فرقت سے پناہ، خدا کرے تو کبھی کھٹکھٹا دینے والی جدائی کا مزہ نہ چکھے، اور نہ کبھی غم تیرے دل میں واقع ہو۔

أیا جارتا! ما أنصف الدهر بیننا تعال أقاسمك الهموم تعال

اے پڑوسن! میرے تیرے درمیان زمانہ نے انصاف نہیں برتا، چلی آ تا کہ ہم غم کو باہم تقسیم کرلیں، چلی آ۔

تعالي تری روحا لديّ ضعیفة تردد في جسم یعذّب بال

آ جا تا کہ تو میرے پاس ایک ایسی کمزور روح کو دیکھے، ایسے جسم میں جو بوسیدہ ہو گیا ہے، اور عذاب دیا جاتا ہے۔

أیضحك مأسورٌ وتبكی طلیقة ویسکت محزون ویندب سالی

کیا قیدی ہنستا ہے اور آزاد روتا ہے، (کیا) غمزدہ خاموش رہتا ہے غمگین۔ اور بے غم نوحہ گر ہوتا ہے۔

لقد کنت أولی منك بالدمع مقلة ولكن دمعي في الحوادث عالی

بیشک میری آنکھ آنسو کے لئے تجھ سے زیادہ مستحق تھی، لیکن میرے آنسو حوادث میں بہنے سے بالاتر ہے۔

بدرالدین کی ولادت ۷۶۳ھ [۶۲-۱۳۶۱ء] میں ہوئی۔ (۱) ابتداء ہی سے تحصیل علم میں مشغول رہے، اور اسی میں نشو ونما پائی۔ سرعت ادراک اور قوت حافظہ میں اپنے ہم عصروں میں یکتا تھے، خصوصاً علوم ادبیہ، نحو اور نظم ونثر میں تو سب پر صاف برتری حاصل تھی، فقہیات، علم شروط اور سجلات (۲) میں بھی اصحاب

(۱) الضوء اللامع ۱۸۵/۷۔

(۲) علم الشروط والسجلات: وهو علم باحث عن كيفية ثبت الأحكام الثابتة عند القاضی فی الكتب والسجلات علی وجه یصحّ الإحتجاج به عند انقضاء شهود الحال. [كشف الظنون عن أسامی الكتب والفنون، للعلامة مصطفی بن عبدالله الشهیر بحاجی خلیفه ولكاتب چلبی] ج: ۲/ص: ۱۰۴۵۔

Marfat.com

فن کے ساتھ مشارکت تامہ رکھتے تھے۔ [1] جامع ازہر میں ایک عرصہ تک علم نحو کے درس میں مشغول رہے۔ پھر اسکندریہ لوٹ آئے۔ تحصیل مال کی طرف راغب ہوئے، تو ایک بڑا کارخانہ کھولا اس میں بہت سے جولاہوں کو اجرت پر رکھ کر کام میں لگایا۔ تقدیر الٰہی سے عمارت کارخانہ میں آگ لگ گئی، اور سوت وروئی نیز اس صنعت کا بہت سا سامان نذر آتش ہوگیا، بہت سا قرضہ ان کے ذمہ باقی رہ گیا۔ جب قرضداروں نے تنگ کرنا شروع کیا تو مجبوراً اسکندریہ سے صعید (بالائی مصر) کی طرف چل دیئے، قرض داروں نے بھی ان کا تعاقب کیا، آخر قاہرہ میں گرفتار ہوکر آئے۔ تقی الدین بن حجہ اور ناصر الدین البارزی (کاتب السر) ان کی پرورش وحمایت کے لئے کمر بستہ ہوئے، اور ان کا حال ایک حد تک اصلاح پذیر ہوگیا۔ [2] پھر وہاں سے یمن کی طرف رحلت کی اور وہاں سے بلاد ہند پہنچے، اور شہر احمد آباد و گجرات میں جو اس وقت حسن آباد کے نام سے مشہور تھا آئے۔ یہاں ان کو اقبال نصیب ہوا، اور انہوں نے سلطان وقت سے بہت فائدہ اٹھایا۔ اب ان کی زندگی خوشحالی سے گزرنے لگی۔ [3] یہاں تک کہ ماہ شعبان ۸۲۸ھ [۱۴۲۵ء] میں انتقال ہوگیا۔ چونکہ ان کی موت ناگہانی واقع ہوئی تھی، اس وجہ سے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ کسی نے ان کو زہر دیدیا ہے۔ [4] واللہ اعلم آپ شہر گلبرکہ دکن میں مدفون ہیں۔

علم حدیث میں ان کی صرف یہی شرح ہے مگر علم ادب میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں، جن میں سے شرح تسہیل اور شرح خزرجیہ ہے، عروض میں ان کی تالیف جواھر البحور ہے، الفواکہ البدریہ بھی ان ہی کی منظومات میں سے ہے، مقاطع الشرب اور نزول الغيث [5] في الاعتراض على الغيب، الذي التحم في شرح لامية العجم، والغيث الذي انسجم بھی ان کی تالیف کردہ ہے، یہ (شرح لامیۃ العجم) علامہ صفدی کی تالیف ہے۔ جو صلاح الدین کے لقب سے ملقب اور علم ادب میں یکتا و مشہور ہیں، جواھر البحور کی ایک شرح بھی لکھی ہے، اور تحفة الغريب فى شرح مغنى اللبيب بھی ان (بدر الدین) کی ہی تالیف ہے۔ [6] ان کی منظومات میں سے یہ چند اشعار سپرد قلم ہیں۔

أيا علماء الهند إني سائل فمنوا بتحقيق به يظهر السر

(۱) الضوء اللامع ۱۸۵/۷ ۔ نزهة الخواطر ۹۶/۳ (۲) الضوء اللامع ۱۸۵/۷ ۔

(۳) نزهة الخواطر ۹۶/۳ ۔ (۴) نزول الغيث الذي انسجم في شرح لامية العجم للصفدي. [ع]

(۵-۶) الضوء اللامع ۱۸۵/۷

Marfat.com

اے علماء ہند میں ایک سوال پیش کرتا ہوں، پس راز کو حل کرنے والی تحقیق سے واقف فرما کر مجھ کو ممنون فرمائیں۔

أرىٰ فاعلاً للفعل أعرب لفظه بجر ولاحرف به يمكن الجرّ (۱)

ایک فعل کا فاعل ہے جس کو جر کا اعراب دیا گیا ہے، حالانکہ کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس سے جر دیا جاسکے۔

وليس بمحكى (۲) ولابمجاور لذي الخفض والإنسان بالبحث (۳) يضطر

اور نہ وہ محکی ہے اور نہ کسی مجرور کے متصل ہے، اور انسان تفتیش و تحقیق کرنے پر مجبور ہے۔

فهل من جواب عندكم (۴) أستفيده فمن بحركم مازال يستخرج الدرُّ (۵)

تو کیا تمہارے پاس کوئی جواب ہے جس سے میں استفادہ کرسکوں، کیونکہ تمہارے سمندر سے ہمیشہ موتی ہی نکلتے ہیں۔

(مترجم کہتا ہے کہ اس سے مراد لفظ صنبر ہے، جو ذیل کے شعر میں ہاج کا فاعل واقع ہوا ہے، یہ شعر طرفۃ بن العبد کا ہے۔

بجفان تعتري نادينا وسديفٍ حين هاج الصِنّبر)

یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں۔

رماني زماني بما ساءني فجاءت نحوس وغابت سعود

میرے زمانہ نے مجھ کو رنجیدہ چیزوں سے رنجیدہ کر دیا، گویا نحوست کے ستارے نکل آئے، اور نیک بختی کے ستارے غائب ہوگئے۔

---

(۱) بعض نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔ فما فاعل قد جرّ بالخفض لفظه صريحا ولاحرف يكون به جرّ [ع]

(۲) بذي جر [ع] (۳) للجر [ع]

(۴) فمنّوا بتحقيق به [ع]

(۵) اس سے مراد شاعر طرفہ کا یہ شعر ہے۔ بجفان تعتري نادينا وسديف حين هاج الصنبر

ابن جنی کہتے ہیں کہ شاعر نے اس شعر میں حین کی اضافت فعل ھاج کی طرف کی ہے، اور اس فعل کو مصدر کے معنی میں لیا گیا ہے، گویا کہ اس طرح ہے "حین ھیج الصنبر" چوں کہ حین کی اضافت فعل کی طرف ہے اس لئے صنبر اس فعل کی وجہ سے جو مصدر کے معنی میں ہے، مجرور ہوگا، اور باوجود کہ صنبر ھاج کا فاعل ہے، مجرور ہوگا، تفصیل کے لئے دیکھئے: نزھۃ الخواطر ۹۹/۳۔

Marfat.com

وأُصبحت بين الورىٰ بالمشيب عليلاً، فليت الشباب يعود (۱)

اب میں بڑھاپے کی وجہ سے مخلوق میں بیمار ہوں، کاش جوانی پھر لوٹ آتی۔

یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں:

ألا☆ يا عذاريك هما أوقعا قلب المعنّى ☆ الصب في الحين

اے معشوق! اپنے رخساروں کی خبر لے، اس لئے کہ انہوں نے میری مصیبت زدہ حیران دل کو موت کی ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔

فجد له بالوصل واسمح به فكيف ☆ قد هام بلامين (۲)

پس اس کو وصل دے کر اس کے ساتھ سخاوت و بخشش سے پیش آ، اور ایسا تو کیوں نہ کرے جب کہ وہ بغیر جھوٹ کے (یعنی سچ مچ) سرگشتہ اور حیران ہے۔

یہ اپنے استاد سے ایک عجیب لطیفہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز اسکندریہ میں ان کے درس میں حاضر تھا، ان کے تلامذہ میں سے ایک شخص ان کی کتاب مختصر جو فقہ میں ہے پڑھتا تھا، کتاب الحج چل رہی تھی، اُسی مجلس میں بعض ایسے طلبہ بھی حاضر تھے جو بحث و اعتراض کے زیادہ دلدادہ تھے، اتفاقاً اس میں ایک ایسی عبارت واقع ہوئی جس میں مضاف الیہ کی طرف ضمیر راجع ہوتی تھی، طالب علم مذکور نے جرأت کر کے استاد سے پوچھا نحوی کہتے ہیں کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر کو نہیں پھیرنا چاہئے تو پھر یہ عبارت کیسے درست ہوئی؟ شیخ نے فوراً جواب میں یہ آیت پڑھی، قال الله تعالىٰ "كمثل الحمار يحمل أسفاراً" یعنی یحمل کی ضمیر حمار کی طرف جو مضاف الیہ ہے راجع ہے، اس جواب میں جو لطافت ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر کا لوٹانا منع نہیں ہے، البتہ اگر مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی طرف ضمیر کا راجع کرنا ممکن ہو تو اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ مضاف کی طرف ضمیر کو راجع کریں، کیونکہ کلام سے مقصود مضاف ہی ہوتا ہے۔

---

(۱) الضوء اللامع ۱۸۶/۷۔ (۲) الضوء اللامع ۱۸۶/۷۔

☆ ألاما ☆ المحب ☆ ففيك

Marfat.com

اللامع الصحیح فی شرح جامع الصحیح

یہ کتاب علامہ محقق شمس الدین محمد بن عبدالدائم برماوی کی تصنیف ہے، (۱) ان کا پورا نام ونسب یہ ہے: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالدائم بن موسیٰ بن عبدالدائم بن عبداللہ نعیمی، نعیم کی طرف بصیغہ تصغیر منسوب ہیں۔ اصل کے اعتبار سے عسقلانی اور سکونت کے لحاظ سے برماوی مصری ہیں۔ شافعی المذہب تھے۔ (۲) ۱۵/ذی قعدہ ۷۶۳ھ [۱۳۶۲ء] میں پیدا ہوئے۔ (۳) ابتداء زندگی ہی سے علمی مشاغل میں نشوونما پائی۔ علم حدیث کو برہان بن جماعۃ، تاج الدین بن الفصیح، برہان الدین شامی، ابن الشیخہ، سراج الدین بلقینی، (۴) زین الدین عراقی اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے حاصل کیا۔ (۵) فقہ، اصول فقہ، اور علوم عربیہ میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ (۶) آخر میں بدرالدین زرکشی کی صحبت اختیار کی اور ان کے شاگردان رشید کی جماعت میں داخل ہوئے۔ اپنے زمانے کے عجیب لوگوں میں سے تھے۔ بہت لکھنے والے تھے۔ اکثر نسخوں کے حاشیے اور تعلیقات بھی لکھے۔ فتویٰ نویسی اور خوشخطی میں بھی ممتاز تھے۔ (۷) ان کمالات کے ساتھ ساتھ خوش کلام، نیک صورت، باوقار اور کم گفتار تھے۔ زندگی سادہ بسر کرتے تھے، محبوبیت اور مقبولیت کا حصہ بھی حق تعالیٰ نے ان کو عنایت فرمایا تھا، (۸) ان کی تصانیف میں سے ایک یہ بخاری کی شرح ہے، جو کرمانی اور زرکشی کا منتخب ہے، چند فوائد مقدمہ شرح ابن حجر سے لے کر بھی اُس میں

---

(۱) کشف الظنون میں اس کا نام "اللامع الصبیح" درج ہے۔ [ع]

(۲) الضوء اللامع ۷/۲۸۰۔

(۳) شذرات الذہب ۷/۱۹۷۔

(۴) سراج الدین بلقینی: سراج الدین ابوحفص عمر بن رسلان کنانی شافعی ان کا پورا نام ہے۔ ان کی ولادت شعبان ۷۲۴ھ [۱۳۲۳-۲۴ء] میں ہوئی۔ ابن عبدالہادی اور دوسرے شیوخ سے انہوں نے علم حاصل کیا۔ مزی اور ذہبی نے ان کو اجازت حدیث دی تھی، آپ مسلک شافعی میں اپنے زمانہ کے مستند عالم تھے، بخاری شریف اور ترمذی شریف کی شرحیں لکھیں ہیں۔ ۱۰/ذی قعدہ ۸۰۵ھ [۱۴۰۳ء] میں انہوں نے وفات پائی۔ طبقات الحفاظ ص: ۵۳۸۔ شذرات الذہب ۷/۵۱۔

(۵-۶) الضوء اللامع ۷/۲۸۱۔

(۷) شذرات الذہب ۷/۱۹۷۔

(۸) الضوء اللامع ۷/۲۸۱۔

Marfat.com

درج کئے ہیں۔ اصول فقہ میں اُن کی کتاب الفیہ ہے، جو نہایت عمدہ اور خوبی میں اعلیٰ واقع ہوئی ہے، اور کتب متقدمین میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

اسی الفیہ کی ایک شرح لکھی ہے، جس میں تمام فن کا استیعاب کرلیا گیا ہے، اس شرح کے اکثر حصوں میں اصولیوں کے مذہب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے، اس کا بیشتر حصہ کتاب البحر المحیط زرکشی سے ماخوذ ہے، اور اسی وجہ سے یہ کتاب نرالی وضع کی واقع ہوئی ہے۔ عمدۃ الاحکام کی بھی ایک شرح لکھی ہے، اور اس کے رجال کو نظم میں بیان کیا۔ پھر اس نظم کی بھی ایک شرح لکھی۔ شرح لامیۃ الافعال ابن مالک کو بھی نہایت خوبی اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہے۔ فن سیرت میں ان کا ایک مختصر رسالہ ہے اور فرائض میں ایک نظم ہے۔ (۱) لیکن افسوس ان کے انتقال کے بعد ان کی کتابیں متفرق اور منتشر ہوگئیں۔ (۲) ۲/ماہ جمادی الثانی ۸۳۱ھ [مارچ ۱۴۲۸ء] کو جمعرات کے دن وفات ہوئی، جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں حضرت شیخ ابو عبداللہ قبرسی قدس سرہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔ (۳)

ارشاد الساری ☆

یہ قسطلانی کے نام سے مشہور ہے۔ اور صحیح بخاری کی شرح ہے، یہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن الحسین قسطلانی مصری شافعی کی تصنیف ہے۔ (۴) وہ ۱۲/ذی قعدہ ۸۵۱ھ [۱۴۴۸ء] کو مصر میں پیدا ہوئے۔ (۵) اور ابتدائی عمر میں ہی علم قرأت کی تحصیل میں مشغول ہوکر سبعہ کو یاد کرلیا۔ پھر دوسرے فنون کی طرف توجہ کی۔ صحیح بخاری پانچ مجلسوں میں احمد بن عبدالقادر نشاوی ☆ کو سنائی۔ (۶)

(۱-۲) الضوء اللامع ۷/۲۸۲۔

(۳) الضوء اللامع ۷/۲۸۲۔ شذرات الذہب ۷/۱۹۷۔

(۴) الضوء اللامع ۲/۱۰۳۔

(۵) الضوء اللامع ۲/۱۰۳۔

(۶) الضوء اللامع ۲/۱۰۳۔

☆ دار الطباعۃ مصر سے ۱۲۶۷ھ میں دس جلدوں میں شائع ہوئی۔ ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۹۰ء میں دار الفکر بیروت نے شائع کیا ہے۔

☆ الضوء اللامع میں ساوی کے بجائے نشاوی ہے۔

Marfat.com

اور جامع عمری میں درس اور وعظ میں مشغول ہو گئے۔ ان کا وعظ سننے کے لئے دنیا سمٹتی تھی، اور اس میں وہ اپنے وقت کے بے نظیر تھے۔ ان کی بات دل کو لگتی تھی، ایک مدت دراز کے بعد تصنیف وتالیف کا شوق ہوا، چنانچہ بہت سی مقبول تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں، [1] ان سب میں بڑی یہ شرح ہے جس میں فتح الباری اور کرمانی کا پورا پورا اختصار موجود ہے، نہ اتنی مختصر ہی ہے اور نہ اتنی طویل۔ "المواهب اللدنيه" بھی ان کی ہی تصنیف ہے، جو اپنے باب میں لاثانی ہے۔ العقود السنية في شرح المقدمة الجزرية، لطائف الإشارات في عشرات القراء ات، اور كتاب الكنز في وقف حمزة وهشام على الهمزة، بھی ان کی تصانیف ہیں۔ شاطبیہ کی بھی ایک شرح لکھی ہے، جس میں ابن الجزری کے زیادات کو ملا کر فوائد عجیبہ کو بیان کیا گیا ہے، جو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔ قصیدہ بردہ کی بھی ایک شرح لکھی ہے، جس کا نام مشارق الأنوار المضيئه ہے، آداب صحبۃ الناس میں ایک کتاب لکھی ہے، جو تقاديس الأنفاس کے نام سے مشہور ہے، ایک کتاب سیدنا شیخ عبدالقادرؒ کے مناقب میں لکھی ہے، جو الروض الزاهر کے نام سے موسوم ہے، ان کی ایک کتاب اور ہے جس کا نام تحفة السامع والقاری بختم صحیح البخاری ہے۔ [2]

شیخ جلال الدینؒ سیوطی کو ان سے بڑی شکایت تھی اور گلہ تھا، کہا کرتے تھے کہ انہوں نے مواہب لدنیہ میں میری کتابوں سے مدد لی ہے، اور اس میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کر رہے ہیں، اور یہ بات ایک قسم کی خیانت ہے جو نقل میں معیوب ہے اور کچھ حق پوشی بھی ہے۔ جب اس شکایت کا چرچا ہوا اور یہ شکایت شیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاریؒ کے حضور میں محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی تو شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے قسطلانی کو بہت سے مواضع میں الزام دیا، ان میں سے ایک یہ کہ مواہب کے وہ کتنے مواقع ہیں جو بیہقی سے نقل کئے گئے ہیں، اور بیہقی کی مؤلفات اور تصنیفات میں سے کس قدر تصانیف ان کے پاس موجود ہیں، اور ذرا یہ بتائیں کہ ان میں سے کن تصنیفات سے انہوں نے نقل کی ہے، جب قسطلانی مواضع نقل کی نشان دہی سے عاجز رہے تو سیوطی بولے کہ آپ نے

(۱) الضوء اللامع ۲/ ۱۰٤۔

(۲) الضوء اللامع ۲/ ۱۰٤۔

Marfat.com

میری کتابوں سے نقل کیا اور میں نے بیہقی سے۔ پس آپ کے لئے مناسب ہے اور ضروری تھا کہ آپ اس طرح کہتے "نقل السيوطي عن البيهقي كذا"[1] تاکہ مجھ سے استفادہ کا حق بھی ادا ہوتا اور تصحیح نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے، قسطلانی ملزم ہو کر مجلس سے اٹھے اور یہ بات ہمیشہ دل میں رکھی کہ شیخ جلال الدین سیوطی کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے، مگر ناکام رہے۔ ایک روز اسی ارادہ سے شہر مصر (قاہرہ) سے روضہ تک پیادہ پا روانہ ہوئے، جو دراز مسافت پر واقع تھا، شیخ جلال الدین سیوطی کے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی، شیخ نے اندر سے دریافت کیا کہ کون شخص ہے؟ قسطلانی نے عرض کیا کہ میں احمد ہوں، برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوں کہ آپ کے دل سے کدورت دور کروں اور آپ راضی ہو جائیں۔ یہ سن کر شیخ جلال الدینؒ نے اندر ہی سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا ہے، لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی۔[2]

قسطلانی کی وفات قاہرہ مصر میں ۷/محرم ۹۲۳ھ [۱۵۱۷ء] کو شب جمعہ میں ہوئی، جمعہ کی نماز کے بعد جامع ازہر میں نماز جنازہ ادا کی گئی، اور مدرسة العينيه میں جوان کے مکان کے قریب ہے دفن کئے گئے۔[3]

حاشیہ شیخ سیدی زرّوق فاسی ☆ علی البخاری

یہ (شہاب الدین) ابو العباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برلسی فاسی ہیں، جو زرّوق کے نام سے مشہور ہیں۔[4] بروز پنجشنبہ بوقت طلوع آفتاب ۲۸/محرم ۸۴۶ھ [جون ۱۴۴۲ء] میں پیدا ہوئے،[5] ابھی سات سال کے نہ ہوئے تھے کہ ان کے ماں باپ نے انتقال کیا۔[6] دیار مغرب کے بڑے بڑے علماء مثلاً قوری، مجاجی، استاد ابو عبد اللہ صغیر، امام صعابی، ابراہیم تازی، سیوسی، سخاوی مصری، رصاع دوئمی،

(۱) شذرات الذهب ۸/۱۲۲۔ (۲) شذرات الذهب ۸/۱۲۳۔

(۳) شذرات الذهب ۸/۱۲۲۔ ازہر میں نماز جنازہ کا تذکرہ اس میں نہیں ہے۔

(۴) الضوء اللامع ۱/۲۲۲۔ نيل الابتهاج ۱/۱۳۰۔ شجرة النور الزكيه ص: ۲۶۷۔ سخاوی نے زرّوق ضبط کے ساتھ لکھا ہے۔

(۵) الضوء اللامع ۱/۲۲۲۔ نيل الابتهاج ۱/۱۳۰۔

(۶) الضوء اللامع ۱/۲۲۲۔ نيل الابتهاج ۱/۱۳۰۔

☆ فارسی طباعت اول میں فاری ہے۔

Marfat.com

اور اس مقام کے دوسرے بزرگوں سے علوم حاصل کیا۔ (۱) ان کے شیخ سیدی زیتون رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حق میں بشارت دی تھی کہ وہ ابدال سبعہ میں سے ہیں۔ (۲) حال باطنی میں یہ بلند مرتبہ رکھتے ہوئے علوم ظاہرہ میں بھی ان کی تصانیف نفع بخش اور بہت مفید واقع ہوئی ہیں، ان میں سے ایک یہ حاشیہ ہے جو نہایت برجستہ واقع ہوا ہے، شرح رسالہ ابن ابی زید بھی ہے جو فقہ مالکی میں ہے، کتاب ارشاد ابن عسکر جو فقہ مالکی کی مشہور کتاب مختصر شیخ خلیل کے چند ابواب کی شرح ہے، اس کی شرح لکھی۔ شرح قرطبیہ، شرح راغبیہ، شرح عافیہ، شرح عقیدہ قدسیہ، بست و چند شرح برحکم شیخ تاج ابن عطاء اللہ اسکندرانی، شرح حزب البحر، شرح مشکاۃ، الحزب الکبیر، شرح حقائق المقری، شرح اسماء حسنیٰ، شرح مراصد، جو ان کے شیخ ابو العباس احمد بن عقبۃ الحضر ی کی تصنیف ہے، نصیحۃ کافیہ اور اس کا مختصر إعانۃ المتوجہ المسکین علی الطریق القیم والتمکین، قواعد التصوف (۳) جو حسن اور خوبی میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے، حوادث الوقت جو نہایت نفیس کتاب ہے، اور سو فصلوں میں اس زمانہ کے فقیروں کی بدعات کے رد میں تالیف کی ہے۔ علم حدیث میں بھی ایک مختصر رسالہ لکھا ہے، نیز اپنے احباب کے لئے بہت سے ایسے مراسلات تحریر فرمائے جن میں ان کو آداب و حکم، مواعظ و لطائف سلوک لکھے تھے۔ (۴)

الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے کمال مرتبہ کو لکھنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرین صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے۔ (۵) شیخ شہاب الدین قسطلانیؒ جن کا حال پہلے گزر چکا، شمس الدین لقانی، خطاب الکبیر، طاہر بن زبان روادی اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شاگردی پر فخر و ناز کیا ہے۔ (۶) قصیدۂ جیلانیہ کی طرز پر ایک قصیدہ ہے جس کے بعض

(۱) نیل الابتهاج ۱/ ۱۳۰۔ شجرة النور الزكية ص: ۲۶۷۔

(۲) نیل الابتهاج ۱/ ۱۳٤۔ ان کے شیخ سدی زیتون کا ان کے متعلق قول نقل کیا جاتا ہے، کہ یہ ابدال سبعہ کے امام ہوں گے۔ اللہ ہمیں ان سے فائدہ پہنچائے۔

(۳) قواعد الطريقة في الجمع بين الشريعة والحقيقة. كشف الظنون. [ع]

(۴) نیل الابتهاج ۱/ ۱۳۱-۳۲۔

(۵) شجره النور الزكية، ص: ۲۶۸۔ (۶) نیل الابتهاج ۱/ ۱۳۲۔

Marfat.com

ابرار یہ ہیں:

أنا لمريدي جامع لشتاته إذا ما سطا جور الزمان بنكبته

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں، جب زمانہ نکبت وادبار سے اس پر حملہ آور ہو۔

وإن كنت في ضيق وكرب ووحشة فناد بيازروق ات بسرعة (۱)

اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہوتو، یازروق کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا۔

ماہ صفر ۸۹۹ھ [۱۴۹۳ء] میں بلاد طرابلس المغرب میں ان کا انتقال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ (۲)

بہجۃ النفوس ☆

یہ کتاب ابو محمد (۳) عبداللہ (بن سعد) بن ابی جمرہ (۴) کی تصنیف ہے، اس میں تقریباً تین سو حدیثوں کو بخاری سے انتخاب کر کے ان کی شرح دو جلدوں میں کی ہے، اور بہت سے گہرے علوم اور حقائق خفیہ اُس میں درج کئے ہیں، وہ اس وقت کے عارفین اور اکابر اولیاء میں سے تھے، اُن سے کرامتیں بھی بہت سی ظاہر ہوئی ہیں، ان کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے جو خود انہوں نے ایک روز فرمایا تھا، إنـي بحمد الله لم أعص الله (۵) (یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اللہ پاک کی کبھی نافرمانی نہیں کی)

(۱) نیل الابتهاج ۱/۱۳۳۔

(۲) نیل الابتهاج ۱/۱۳۲۔ شجرہ النور الزکیه ص: ۲۶۸۔

(۳) المتوفی ۶۹۵ھ۔[۹۶-۱۲۹۵ء][ع]

(۴) عبداللہ بن ابو جمرہ: ابو محمد عبداللہ بن ابو جمرہ، یہ محدث، ولی، بزرگ اور عارف باللہ تھے، ان کی بہت سی کرامات جمع کی گئی ہیں، انہوں نے بہت سارے شیوخ سے استفادہ کیا۔ جن میں ابوالحسن زیات ہیں، ان سے علم حاصل کرنے والوں میں ابن حاج ہیں، انہوں نے بخاری کا اختصار کیا ہے اور بھجة النفوس کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔ ۶۹۹ھ [۱۲۷۰-۷۱ء] میں وفات پائی۔ نیل الابتهاج ۱/۲۱۶۔ شجرہ النور الزکیة ص: ۱۹۹۔

(۵) نیل الابتهاج ۱/۲۱۶۔

☆ قاہرہ سے ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی، [تاریخ التراث العربی. علوم الحدیث. جلد اول جزء اول ص: ۲۴۵]

Marfat.com

ان کے شاگرد رشید ابوعبداللہ ابن الحاج [1] ہیں، جو مذہب مالکی کی کتاب المدخل کے مصنف ہیں، ابن الحاج نے اپنے شیخ کی کرامات اور ان کے حالات کا مجموعہ بھی تالیف کیا ہے، ابن مرزوق خفید نے شرح مختصر خلیل میں کسی سلسلہ میں لکھا ہے کہ "إن ابن ابي جمرة وتلميذه ابن الحاج لايعتمد عليهما في نقل المذاهب"، [2] (یعنی ابن ابی جمرہ اور ان کے شاگرد ابن الحاج پر نقل مذاہب میں اعتماد نہ کرنا چاہیئے)۔

اس کلام سے دراصل مختصر خلیل کے مؤلف پر اعتراض مقصود ہے جن کا زیادہ تر اعتماد نقل مذاہب میں مدخل ابن الحاج ہے، واللہ اعلم

توشیح علی الجامع الصحیح للسیوطی ☆

یہ کتاب حافظ العصر ابوالفضل (عبدالرحمٰن) بن ابی بکر سیوطیؒ [3] کی تصنیف ہے، اُس کے اول دیباچہ میں اس طرح لکھا ہے:

الحمد لله الذي أجزل لنا المنة بأن جعلنا من حملة السنة، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له شهادة أعدها لهول يوم القيامة جنّة، وأشهد ان سيدنا ونبيّنا محمداً عبده ورسوله أول من يقرع باب الجنة، المبعوث إلى كافة الإنس والجنة، صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وأصحابه الذي جعل حبّهم اية الإيمان ومظنة الفوز. هذا تعليق على صحيح الإسناد شيخ الإسلام أمير المؤمنين أبي عبدالله البخارى مسمى بالتوشيح، يجرى مجرى تعليق الإمام بدرالدين الزركشي

(۱) ابوعبداللہ بن حاج: ابوعبداللہ محمد بن محمد عبدری فارسی، آپ ابن حاج کے نام سے مشہور ہیں، علم و عمل کے جامع اور شیخ کامل تھے۔ ان کے اساتذہ میں ابواسحاق مطماطی ہیں۔ انہوں نے ابومحمد بن جمرہ کی صحبت سے خوب استفادہ کیا، ان کے شاگردوں میں شیخ عبداللہ منوفی، اور شیخ خلیل وغیرہ ہیں۔ موصوف نے مدخل کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں علوم و معارف کے خزینوں کو جمع کیا ہے، قاہرہ میں ۷۳۷ھ [۳۷-۱۳۳۶ء] میں ان کی وفات ہوئی۔ شجرة النور الزكية ص: ۲۱۸۔

(۲) نيل الابتهاج ۱/۲۱۶۔

(۳) سن ولادت ۱ رجب ۸۴۹ھ [۴۶-۱۴۴۵ء] سن وفات ۹۱۱ھ [۱۵۰۵ء] [ع]

☆ رضوان جامع رضوان کی تحقیق سے مکتبہ الرشد ریاض نے ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء میں شائع کیا۔

Marfat.com

المسمى بالتنقيح، و يفوقه [1] بماحواه من الزوائد يشتمل على مايحتاج إليه القارئ والمستمع من ضبط ألفاظه وتفسير غريبه وبيان اختلاف رواياته، وزيادة في جزء لم ترد في طريقه وترجمة ورد بلفظها حديث مرفوع، ووصل تعليق لم يقع في الصحيحين وصله، وتسمية مبهم وإعراب مشكل وجمع بين مختلف بحيث لم يفته من الشرح إلا الإستنباط، وقد عزمت على أن أضع على كل من الكتب الستة كتاباً على هذا النمط ليحصل به النفع بلاتعب، وبلوغ الأرب بلانصب، حقق الله ذلك بمنه و كرمه، فصل في بيان الشرط للبخاري. الخ [2]

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہم پر احسان کیا کہ ہم کو حدیث کا حامل بنایا، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے، ایسی شہادت جس سے میں قیامت کی ہولنا کی کے لئے سپر (ڈھال) کا کام لینا چاہتا ہوں۔ میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور جو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف (رسول بنا کر) بھیجے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ ہو ان پر اور ان کی اولاد پر اور ان کے اصحاب پر، جن کی محبت کو ایمان کی نشانی اور کامیابی کی علامت بنایا۔ (اس کے بعد عرض ہے) کہ یہ کتاب شیخ الاسلام امیر المؤمنین ابوعبداللہ البخاریؒ کی صحیح الاسناد جامع پر ایک حاشیہ ہے، جو توشیح کے نام سے موسوم ہے، اور جو اسی طرز پر ہے جسے بدرالدین زرکشیؒ نے اپنے حاشیہ تنقیح میں اختیار کیا ہے۔ (بلکہ) اُس حاشیہ سے میرا یہ حاشیہ چند ایسے زائد فوائد کی وجہ سے فائق ہے اور ان تمام چیزوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے جن کی طرف پڑھنے والے اور سننے والے کو احتیاج ہوتی ہے، (مثلاً) الفاظ کا ضبط، غریب باتوں کی

(۱) مطبوعہ نسخہ میں یفوقه کے بجائے "وهو" ہے۔

(۲) التوشیح ۱/ ۴۲-۴۱۔[۱/ ۳۴، تحقیق: علامہ ابراہیم ازہری، نسخہ دارالکتب العلمیہ بیروت: ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء، نور]

Marfat.com

تفسیر، اختلاف روایات کا بیان، ان اخبار میں زیادتی جو بخاری کے طریق میں وارد نہیں ہوئیں، نیز اس ترجمہ کا بیان کرنا جس کے الفاظ میں کوئی حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے، ان معلقات کا وصل جن کو صحیحین میں موصلاً بیان نہ کیا گیا ہو، مبہم کے نام کا اظہار اور مشکل کا ایضاح اور مختلف احادیث کا جمع کرنا، گویا استنباط کے علاوہ شرح میں سے کوئی چیز نہ رہے، میں نے اس کا بھی ارادہ کیا کہ تمام صحاح ستہ پر اسی نوعیت کے حواشی لکھوں، تاکہ ان سے نفع اندوزی آسان ہو جائے، اور بغیر دقت کے مطلب براری ہو سکے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو تکمیل تک پہنچائے۔ **فصل** اس میں بخاری کی شرط کا ذکر ہے۔ الخ

معالم السنن شرح سنن ابی داؤد ☆

یہ کتاب خطابی (۱) کی تصنیف ہے، جن کا نام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب خطابی بُستی ہے۔ ان کی بہت سی مفید ونافع تصنیفات ہیں۔ (۲) مکہ معظمہ میں ابن الاعرابی سے اور بغداد میں اسماعیل بن محمد صفار اور اسی طبقہ کے دوسرے علماء سے اس علم کو حاصل کیا۔ بصرہ میں ابوبکر بن داسہ سے اور نیشاپور میں ابوالعباس اصم سے کتب حدیث کی سند حاصل کی۔ (۳) حاکم، ابوحامد اسفرائینی، ابومسعود حسین بن محمد کرابیسی اور ابونصر محمد بن احمد بلخی نے ان ہی سے روایت کی ہے اور اخذ علم کیا ہے۔ (۴)

ابومنصور ثعالبی نے یتیمة الدھر میں ان کا ذکر کیا ہے مگر ان کے نام میں غلطی کی ہے کہ "ھو أبو سلیمان أحمد" ان کی یہی غلطی شہرت پکڑ گئی، تحقیق یہ ہے کہ ان کا نام حمد ہے۔ (۵) ان کی زیادہ تر

(۱) سن ولادت ۳۱۹ھ۔ [۹۳۱ء] [ع]

(۲) وفیات الاعیان ۲/۲۱۴ [۱/۲۹۷، نور] سیر اعلام النبلاء ۱۷/۲۳ تذکرة الحفاظ ۳/۲۲۳ [۳/۲۰۹، نور]

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۲۳۔ [۱۷/۲۴-۲۳، نور] تذکرة الحفاظ ۳/۲۲۳۔ [۳/۲۰۹، نور]

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۲۴۔ تذکرة الحفاظ ۳/۲۲۳۔ [۳/۲۰۹، نور]

(۵) سیر اعلام النبلاء ۱۷/۲۳۔ [۱۷/۲۶-۲۵، نور]

☆ یہ کتاب ۱۳۵۱ھ۔ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۲ء۔ ۱۹۳۳ء میں مکتبہ علمیہ بیروت سے شائع ہوئی۔ جس کی دوسری طباعت ۱۴۰۱ھ۔ ۱۹۸۸ء۔ میں ہوئی۔

Marfat.com

اقامت نیشاپور میں رہی اور اسی شہر میں تصنیف اور تالیف میں مشغول رہے۔ غریب الحدیث ،معالم السنن، شرح أسماء الحسنیٰ، کتاب العزله اور کتاب الغنیه عن الکلام و أهله، وغیرہ تالیف فرمائیں۔ [۱] لغت کو ابوعمر زاہد سے اور فقہ شافعی کو ابوعلی ابن ابی ہریرہ اور قفال (کبیر) سے حاصل کیا ہے۔ [۲] ان کی وفات ماہ ربیع الثانی ۳۸۸ھ [۹۹۸ء] میں بمقام بست واقع ہوئی۔ [۳] نظم کی طرف بھی میلان تھا، چنانچہ یہ چند اشعار ان کی تصنیف ہیں۔

ارض للناس جميعا مثل ما ترضیٰ لنفسك

سب کے لئے اُس چیز کو پسند کر، جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

إنما الناس جميعا كلهم أبناء جنسك

کیونکہ یہ سب لوگ تو، سب کے سب تیرے ہی ہم جنس ہیں۔

فلهم نفس كنفسك ولهم حس كحسّك

ان کا نفس تیرے نفس کی طرح ہے، اور ان کی حس تیری حس کی مثل ہے۔

وله أيضا

وماغربة☆ الإنسان في سعة النوى☆ ولٰكنها واللّٰه في عدم الشّكل

انسان کی مسافرت مسافت کی دوری سے نہیں، بلکہ قسم بخدا ہم مشرب نہ ہونے کے باعث ہوتی ہے۔

وإني غريب بين بست وأهلها وإن كان فيها أسرتي وبها أهلي [۴]

اور میں بست اور اس کے باشندوں کے درمیان مسافر ہوں، اگرچہ میرا کنبہ اور میری اہل وعیال یہاں موجود ہیں۔

(۱) تذكرة الحفاظ ۳/ ۲۲٤ _[۳/ ۲۰۹، نور]

(۲) سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۲٤ _ تذكرة الحفاظ ۳/ ۲۲٤ _[۳/ ۲۰۹، نور]

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۲۷.

(۴) وفيات الاعيان ۲/ ۲۱۵ _[۱/ ۲۹۷، نور]

☆غمه

☆شقة

Marfat.com

وله أيضا

فسامح (۱) ولاتستوف حقك كله　　وأبق فلم يستوف ☆ قطّ كريم

درگزر کر اور اپنے پورے حق کو حاصل نہ کر (بلکہ اس کو) باقی چھوڑ کیونکہ کسی کریم نے اپنا پورا حق کبھی حاصل نہیں کیا۔

ولاتغل في شيءٍ من الأمر واقتصد　　كلا طرفي قصد الأمور ذميم (۲)

کسی امر میں حد سے آگے قدم نہ رکھ، اور میانہ روی اختیار کر، کیونکہ درمیانی حالت کی ہر دو طرف (افراط اور تفریط) مذموم ہوتی ہیں۔

وله أيضا

مادُمت حياً فدَار الناس كلهم　　فإنما أنت في دار المداراة

جب تک تو زندہ ہے تمام لوگوں کے ساتھ مدارت سے پیش آ، کیونکہ تو اس وقت دارِ مدارات میں مقیم ہے۔

ولاتعلق لغير الله في تعب　　إن المهيمن كافيك المهمّات (۳)

کسی رنج وغم میں غیر اللہ سے اپنا رشتہ نہ جوڑ، کیونکہ مشکلات میں اللہ ہی تجھ کو کافی ہے۔

عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی ☆

یہ کتاب حافظ قاضی ابوبکر بن العربی مغربی اندلسی کی تصنیف ہے۔ان کی کنیت ابوبکر اور نام ونسب یہ ہے: محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد، ابن العربی المعافری الاشبیلی سے مشہور ہیں۔

---

(۱) تسامح [ع]　　(۲) وفیات الاعیان ۲/ ۲۱۵ـ[۱/ ۲۹۷، نور]

(۳) بعض نے اس کے بجائے یہ شعر نقل کیا ہے۔

من يدرِ داري ومن لم يدر سوف يرى　　عمّا قليل نديما للندامات [ع]

☆ يستقصي

☆ دار الکتاب العربی نے تیرہ جلدوں میں شائع کیا ہے۔[بلاسن]

Marfat.com

یہ اندلس کے آخری عالم اور آخری حافظ حدیث تھے،(۱) انہوں نے مشرقی بلاد کا سفر کیا اور ہر ملک کے بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کر کے روایت میں وسعت تامہ حاصل کی، نیز علم اصول وخلاف وکلام اور دوسرے فنون میں بھی پوری مہارت حاصل کی۔ تمام کمالات کے باوجود حسن خلق اور تحمل ایذا، دوستی میں ثابت قدمی اور حسن عہد میں بلند مرتبہ کے مالک تھے۔(۲) ۴۶۸ھ [۷۶-۱۰۷۵ء] میں پیدا ہوئے۔(۳) اپنے والد کے ہمراہ شام گئے۔ طرّاد بن محمد الزّینبی، ابوالفضل ابن الفرات، قاضی ابوالحسن خلعی، ابن مشرف، حافظ (ابوالقاسم) مکی بن عبد السلام الرّمیلی، ابوعبداللہ حسین بن علی الطبری، اوراس زمانہ کے دوسرے بزرگوں سے بغداد، دمشق، مصر، بیت المقدس اور اندلس میں رہ کر علم حاصل کیا،(۴) امام ابوحامد غزالی سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ اسی طرح فقیہ ابوبکر الشاشی اور ابوزکریا التبریزی سے بھی علم کی خوشہ چینی کی۔(۵) پھر تالیف وتصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ علم ادب وبلاغت میں بھی پورا پورا دخل رکھتے تھے،(۶) محدثین میں سے محمد بن یوسف بن سعادہ، حافظ ابوالقاسم السّہیلی (۷) اور شحنہ☆ بن یحیٰ رُعینی ان کے شاگرد ہیں۔(۸) ان کو ہر قسم کی فراغت اور جاہ وثروت حاصل تھی۔ اشبیلیہ کی قضاء بھی ان کے سپرد تھی، اسی خدمت کے دوران میں خاص وعام کی تعریف کا مرکز بنے۔ پھر جب اس تعلق سے دستکش ہو گئے تو تصنیف وتالیف

(۱) الصلة ۲/ ۵۹۰۔ [۲/ ۲۰۳، نور] سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۱۹۸۔ [یہ سیر میں مذکور نہیں ہے، نور] نفح الطیب ۲/ ۱۱۳۔ [۲/ ۲۸، نور]

(۲) نفح الطیب ۲/ ۱۱۴۔ [۲/ ۲۹، نور]

(۳) الصلة ۲/ ۵۹۱۔ [۲/ ۴ ۲، نور]

(۴) سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۱۹۸۔

(۵) سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۹۹-۱۹۸۔ [نور]

(۶) سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۱۹۹۔

(۷) سُہیلی: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن اصبغ بن حسن خثعمی، اندلسی آپ کا پورا نام ہے۔ ابوالقاسم کنیت تھی، ''الروض الأنف'' ان کی تالیف ہے، ۵۰۸ھ [۱۵-۱۱۱۴ء] میں ان کی ولادت ہوئی۔ ابن عربی ان کے اساتذہ میں سے ہیں، آپ متبحر عالم تھے، نحوی ولغوی ہونے کے علاوہ تفسیر اور حدیث کے علوم میں مہارت حاصل تھی، بلکہ علم رجال اور نساب کے بھی ماہر تھے، علم کلام، اصول فقہ اور تاریخ میں بھی دسترس حاصل تھی، زیرک وچالاک تھے، مسائل کے استنباط میں غیر معمولی مہارت تھی۔ مراکش میں شعبان ۵۸۱ھ [۱۱۸۵ء] میں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ سہیل ''مالقة'' کے قریب ایک گاؤں کا نام ہے۔ طبقات الحفاظ، ص: ۴۷۹۔ [۴۷۹-۴۷۸، نور] الدیباج المذهب، ص: ۱۵۰۔ [۴۸-۲۴۶، نور]

(۸) سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۲۰۰۔ تذکرة الحفاظ ۴/ ۹۰۔ [۴/ ۸۷، نور]

☆ ان کا نام سیر اعلام النبلاء میں نجبہ اور تذکرة الحفاظ میں نخبہ ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

کے شغل اور افادۂ درس میں اپنے اوقات عزیز کو مصروف رکھتے تھے، [1] کہتے ہیں کہ ان کو درجۂ اجتہاد حاصل تھا۔ [2] حدیث، فقہ، اصول، علم قرآن، علوم ادبیہ، نحو اور تاریخ میں بہت سی تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ کثرت مال اور سخاوت کی وجہ سے آپ ممدوح شعراء تھے، آپ نے اشبیلیہ کی شہر پناہ کو اپنے مال سے بھر دیا تھا، [3] تفسیر أنوار الفخر ان کی بہترین تصانیف میں سے ہے، جسے انہوں نے بیس سال میں مرتب کیا اور اسی ہزار اوراق پر مشتمل ہے، یہ تفسیر اسی زمانے میں ابوعیان فارس بن علی بن یوسف کے کتب خانے میں اسی جلدوں میں موجود تھی۔ کتاب قانون التأويل، كتان الناسخ والمنسوخ (في القرآن) كتاب أحكام القرآن، ترتيب المسالك في شرح موطأ مالك، كتاب القبس على موطأ مالك بن أنس، عارضة الأحوذي في شرح جامع الترمذي، كتاب المشكلين (مشكل الكتاب والسنه) كتاب النيرين في شرح الصحيحين، شرح حديث أم زرع، شرح حديث الإفك، شرح حديث جابر فى الشفاعة، كتاب الكلام على مشكل حديث السبحات والحجاب، یعنی حجاب النور لو كشفه لأحرقت سبحات وجهه، ماانتهى إليه بصره من خلفه، تبيين الصحيح في تعيين الذبيح، تفصيل التفضيل بين التحميد والتهليل، كتاب السباعيات، كتاب المسلسلات، سراج المريدين، كتاب التوسط في معرفة صحة الإعتقاد والرد على من خالف أهل السنة من ذوي البدع والإلحاد، شرح غريب الرسالة، الإنصاف فى مسائل الخلاف، بیس جلدوں میں تخليص، كتاب المحصول فى علم الأصول، عواصم وقواصم، نواهي الدواهي، كتاب ترتيب الرحلة، كتاب ملجأة المتفقهين إلى معرفة غوامض النحويين، یہ سب کتابیں اور ان کے علاوہ بھی ان کی بہت سی تصانیف ہیں، [4] ان کی کتاب الرحلة قواعد عربیہ پر مشتمل ہے۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۲۰۰۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۲۰۱۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۲۰۱۔ تذكرة الحفاظ ۴/ ۹۱۔[۴/ ۸۸، نور]

(۴) نفح الطيب ۲/ ۱۱۳۔[۲/ ۳۶-۳۵، نور]

Marfat.com

وہ کہتے ہیں کہ مدینۃ السلام میں ابوالوفا ابن عقیل سے جو حنبلیوں کے امام ہیں، میں نے سنا ہے کہ وہ یہ فرماتے تھے کہ مال ہونے اور غلام و آزاد ہونے میں لڑکا اپنی والدہ کے تابع ہوتا ہے، کیونکہ نطفہ جب باپ سے جدا ہوا تو بے قیمت تھا کوئی مالیت نہیں رکھتا تھا، جو کچھ مالیت یا قدر و قیمت اس کو نصیب ہوئی وہ شکم مادر میں ہوئی، پس اسی کا تابع ہوگا۔ جیسا کہ اگر کوئی کھجور کھا کر گٹھلی کسی کی زمین میں ڈال کر چل دیا، اور اس سے کوئی درخت پیدا ہوا تو وہ درخت صاحب زمین کی ملک ہوگا نہ کہ کھجور کھانے والا کا، کیوں کہ گٹھلی پھینکے جانے کے وقت بے قیمت شے تھی، (۱) یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے ساحروں سے جو زمین بابل میں رہتے تھے یہ سنا ہے کہ جو کوئی ہر سورت کی آخری آیت لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے گا اس پر جادو کا اثر نہ کرے گا۔ (۲)

یہ بھی کہتے تھے کہ میں جب تک مکہ معظّمہ میں مقیم رہا اس کی پابندی کی کہ جب آب زمزم کا گھونٹ لیتا تو ثبات علم و ایمان کی خواہش دل میں رکھتا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر علم وافر کا دروازہ کھول دیا، لیکن مجھ کو اس امر کا افسوس ہے کہ میں نے عمل کی نیت سے ایک دو گھونٹ کیوں نہ پی لئے، کیونکہ میں اپنے اندر عمل کا شوق علم کے میلان سے کم تر پاتا ہوں، (۳) یہ بھی کہتے تھے کہ بغداد میں ایک روز میں ابوالوفا ابن عقیل کی مجلس میں حاضر تھا، تفسیر قرآن مجید کا ذکر جاری تھا، ایک قاری نے یہ آیت پڑھی ''تحیّتھم یوم یلقونہ سلامٌ'' میں ابوالوفا کے پیچھے بیٹھا تھا، ایک شخص نے جو میرے بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا، آہستہ سے کہا کہ یہ آیت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ قیامت کے دن باری تعالیٰ کی رؤیت ہوگی، کیونکہ اہل عرب ''لقیت فلانا'' صرف رؤیت کے وقت ہی کہتے ہیں، ابوالوفاء نے اس شخص کی بات سن کر مذہب اعتزال کی تائید میں جلدی سے یہ آیت پڑھی ''فأعقبھم نفاقاً في قلوبھم إلی یوم یلقونہ'' اور کہا کہ اس آیت کا کیا جواب ہوگا، حالانکہ منافقین کو بالاجماع رؤیت نصیب نہ ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت تو ادب مجلس کے باعث میں کچھ نہ بولا، لیکن کتاب المشکلین میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے میں نے لکھا ہے کہ یلقونہ کی ضمیر جزاء کی تقدیر کے ساتھ نفاق کی طرف راجع ہے، (۴) اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ ضمیر جناب باری تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی تو ''بما أخلفو [اللہ] (۵) ماوعدوہ'' فرماتے اور لفظ اللہ کے اظہار کی کوئی

(۱) نفح الطیب ۱۱۴/۲۔ [۴۲/۲ -نور]

(۲) نفح الطیب ۱۱۴/۲۔ [۴۳/۲ -نور]

(۳) نفح الطیب ۱۱۴/۲۔ [۴۱/۲، نور]

(۴) نفح الطیب ۱۳/۲ – [۳۹.۴۰/۲، نور]

(۵) متن فارسی میں ''بما أخلفوہ'' ہے۔

Marfat.com

وجہ تلاش کرنی چاہئے، یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دن ابن خبارہ مشہور شاعر میری مجلس میں آیا میرے سامنے مجمر (انگیٹھی) میں بجھی ہوئی آگ پر راکھ پڑی ہوئی تھی، میں نے اس سے کہا کہ اس بارے میں کوئی شعر نظم کرو، اس نے فی البدیہ یہ شعر کہا:

شابت نواصي النار بعد سوادها وتسترّت عنا بثوب رماد

آگ کی پیشانیاں (گیسو) سیاہی کے بعد سفید یعنی بوڑھی ہوگئیں اور راکھ کے آثار نے اس کو ہم سے چھپالیا۔

اس نے مجھ سے کہا کہ اس بیت کا تتمہ تم کہو، میں نے بھی فوراً یہ کہا:

شابت كما شبنا وزال شبابنا فكأنّما كنّا علىٰ ميعاد (۱)

جیسے وہ بوڑھی ہوگئی ایسے ہی ہم بھی بوڑھے ہوگئے، اور ہماری جوانی جاتی رہی گویا کہ ہمارا ایک وقت متعین تھا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اگرچہ یہ شعر چنداں لطیف نہیں ہے، تاہم ان کی جودت طبع پر ضرور دلالت کرتا ہے۔ ان کے اشعار لطیفہ میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک روز وہ امیرزادہ کے ہمراہ سوار ہوکر شکار کے لئے جارہے تھے، راستہ میں امیرزادہ نے نیزہ ہاتھ میں لیا، اور اس کو ابن العربی کی طرف بار بار ہلانا شروع کیا، اور یہ اس نے محض خوش طبعی کے طور پر کیا، لہو ولعب کے سوا اس کا مقصد کچھ نہ تھا۔ ابن العربی نے فوراً یہ اشعار نظم کئے اور پڑھے:

يهز عليّ الرّمح ظبيٌ مهفهف لعوب بألباب السرية (۲) عابث

مجھ پر ایک پتلی کمر والی ہرنی نیزہ ہلاتی ہے، گویا لشکر کی عقلوں سے کھیل کرتی ہے۔

فلو كان رمحا واحد ☆ إلا تقيته ولكنه رمح وثان وثالث (۳)

اگر وہ ایک ہی نیزہ ہوتا تو میں بچ سکتا تھا، لیکن وہ تو ایک اور دو اور تین ہیں۔

(۱) نفح الطیب ۲/۱۱۳۔ [۲/۳۱-۳۰، نور]

(۲) البرية [ع]

(۳) نفح الطیب ۲/۱۱٤۔ [۲/۲٦، نور]

☆ فلو أنه رمح إذا لاتقيته

Marfat.com

شارحین اشعار نے ثانی وثالث کی تعیین میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد نگاہ ہے، بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے، (۱) مگر راقم الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ایک نیزہ سے مراد ایک مرتبہ نیزہ ہلانا ہے، اور دو اور تین سے مراد دو اور تین دفعہ نیزہ ہلانا۔ واللہ اعلم۔

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں:

أتتـنـي تـؤنبـنـي بـالبـكـاء ☆ فـأهـلا لهـا ☆ وتـأنيبهـا ☆ (۲)

وہ مجھ کو رونے پر سرزنش کرتی ہوئی میرے پاس آئی، اس کا آنا، اور اس کی سرزنش مبارک ہو۔

فـقـلـت إذا استحسنتْ غيركم ☆ أمـرت جـفـونـي بتعـذيبهـا (۳)

پس میں نے کہا کہ جب ان آنکھوں نے دوسروں کو اچھا سمجھا تو میں نے اپنی پلکوں کو ان کے عذاب کے لئے مامور کردیا۔

دیارِ شام کے اشتیاق میں اس طرح فرماتے ہیں:

أتتك ☆ سری و اللیل یصدع ☆ بالفجر ☆ خیال حبیب قد جوی ☆ قصب الفخر

رات کو اس وقت جب کہ صبح ہونے والی تھی، اس حبیب کا خیال آیا جو میدان فخر میں بازی لے گیا۔

جلاظُلَمَ الظلّماءِ مشرقُ نوره ☆ ولم تنمح ☆ الظلماء بالأنجم الزُّهر

وہ جس کے نور سے اندھیری رات کی ظلمت دور ہوئی، حالانکہ روشن ستاروں سے وہ ظلمت زائل نہ ہوئی تھی۔

ولم یرض بالأرض الأریضة ☆ مسحبا ☆ فصار ☆ علی الجوزا إلی فلك یجري

اس نے تروتازہ باغ کو جولان گاہ بنانا پسند نہ کیا، تو فلک کی طرف رخ کر کے جوزاء پر جگہ لی۔

---

(۱) نفح الطیب ۱۱٤/۲۔ [۳۰/۲، نور]

(۲) اس کے بعد یہ شعر ہے: تقول وفي نفسها حرة ☆ تبکي بعین تراني بها [ع]

(۳) نفح الطیب ۱۱۲/۲۔ [۳۰/۲، نور]

☆بها ☆بتأنیبها ☆امنك ☆یخدع
☆حویٰ ☆یخبط ☆البسیطة ☆فسار

Marfat.com

وحث مطايا قد مطاها لغيرة ☆ فأوطأها فسرا ☆ على قبة النسر ☆

اس نے سواریوں کو چلنے کے لئے ابھارا جن پر غیرت سے سوار ہوا، اوران کو جبراً قبہ نسر پر لے گیا۔

فصارت ثقالا بالجلالة فوقها وسارت عجالا تتقى ألم الزجر

تو وہ سواریاں اس بزرگی (محبوب) کے باعث جوان پر سایہ فگن تھی، بوجھل ہوگئیں اورڈانٹ کی تکلیف سے بچتی بچاتی تیز تیز چلیں۔

وجرّت على ذيل المجرة ذيلها فمن ثم يبدو ما هناك لمن يسرى

اور کہکشاں کے دامن پر اپنا دامن کھینچا، اسی لئے وہاں کی ہر چیز چلنے والے کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔

ومرّت على الجوزاء بواضع فوقها فآثرُ ما مرّت به كلفُ البدر

وہ سوار ہوکر جوزاء پر گزری، چاند میں جو داغ ہیں وہ اس کے چلنے کے نشانات ہیں۔

وساقت أريج الخلد من الجنة العلىٰ فدع عنك رملاً بالأنيعم يستذري (۱)

جب مدینہ منورہ میں اقامت پذیر تھے تو یہ اشعار نظم کئے: (۲)

لم يبق لي سؤال ولا مطلب مذ صرت جاراً لجنب ☆ الحبيب

میرا کوئی سوال اور مطلب باقی نہ رہا، جب سے میں اپنے حبیب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو کا ہمسایہ ہوگیا۔

لا أبتغي شيئاً سوىٰ قربه وها أنا منه قريب قريب

---

(۱) نفح الطیب ۲/۱۱۲۔ [۲/۳۵-۳٤، نور]

(۲) یہ اشعار ابوبکر محمد بن ابی عامر بن حجاج غافقی اشبیلی کے ہیں جن کا اندراج غالباً سہواً ابن العربی کے اس تذکرہ میں کردیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو: نفح الطیب جلد اول ص: ۲٤۳. [ابن الفرضی نے نفح الطیب ۲/۳۵-۲٤ پر یہ اشعار ذکر کئے اور ابن العربی کا بدیع نظم قرار دیا ہے، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ۔۱۹۶۸ء، نور]

☆بعزة ☆قسراً ☆قنه النسر ☆ لحبيب

Marfat.com

اب میں سوائے اس کے قرب کے کچھ نہیں چاہتا، باخبر رہو میں اُس سے بہت ہی قریب ہوں۔

من غاب عن حضرة محبوبه　　فلست عن طيبة ممن يغيب

جومحبوب کی درگاہ سے غائب ہوگیا تو ہونے دو، میں تو مدینہ طیبہ سے غائب ہونے والا نہیں ہوں۔

لاتسأل المغبوط عن حاله　　جار كريم ومحل خصيب

تو اس کا حال مت پوچھ جس پر رشک کرتے ہوں، جو سرسبز جگہ پر شریف کا پڑوسی ہو۔

العيش والموت هنا طيب　　بطيبة لى كل شئ يطيب☆(۱)

یہاں کی زندگی بھی اچھی ہے اور موت بھی اچھی، مدینہ طیبہ میں میرے لئے ہر چیز اچھی ہے۔

انہوں نے ۵۴۶ھ☆ [۱۱۵۱ء] میں بحالت سفر انتقال فرمایا،(۲) یعنی جب مراکش سے اپنے وطن کی طرف واپس ہو رہے تھے، تو فاس کے دیہات میں سے کسی گاؤں میں ان کی وفات ہوگئی۔ وہاں سے ان کی نعش فاس میں لائی گئی، اور باب محروق کے باہر سپرد خاک کیے گئے۔ رحمہ اللہ (۳)

الالمام فی احادیث الاحکام☆

یہ کتاب اور اس کا مختصر الإمام المجتهد بأحاديث الأحكام، یہ دونوں کتابیں تقی الدین

(۱) نفح الطيب ۱۱۲/۲. ان اشعار کی ابن عربی کی طرف بھی نسبت کی گئی ہے۔ [یہ اشعار ابو بکر محمد بن ابو عامر ابن حجاج کے ہیں، ۴۳/۲، نور]

(۳) بعض مورخین نے سن وفات ۵۴۳ھ [۴۹-۱۱۴۸ء] نقل کیا ہے۔ [ع]

(۴) الصلة ۵۱۹/۲۔ [۲۰۴/۲، نور]　　☆ بطيب.

☆ فارسی نسخہ میں تاریخ "بالصد و پنجاہ وسہ" [۵۵۳ھ] لکھا ہے۔

☆ حسین اسماعیل جمل کی تحقیق سے دار المعراج، ریاض نے ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء میں شائع کی، اس کے بعد محمد خلوف عبداللہ کی تحقیق سے بھی یہ کتاب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء میں وزارة الشؤون الاسلاميه والأوقاف والدعوة والارشاد سعوديه کی عنایات سے شائع ہوئی۔

Marfat.com

ابن دقیق العید کی تصانیف ہیں، اس کے اول میں بیان کرتے ہیں، **كتاب الطهارة، باب المياه، ذكر بيان معنى الطهور وأنه المطهر لغيره.**

عن يزيد الفقير قال: حدثنا جابر بن عبدالله رضى الله تعالىٰ عنه أن النبيّ صلى الله عليه وسلم قال أعطيت خمساً لم يعطهن أحد قبلي، نصرت بالرعب مسيرة شهر، وجعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً فأيما رجل من أمتي أدركته الصلوٰة فليصل، أحلت لي الغنائم ولم يحل لأحد قبلي، وأعطيت الشفاعة، وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة. متفق عليه من حديث هشيم عن يزيد الفقير واللفظ للبخاري. انتهىٰ (١)

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔[١] ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب دلوں میں ڈال کر میری مدد کی جاتی ہے۔[٢] میرے لئے پوری زمین مسجد وطہور بنادی گئی، لہٰذا میری امت میں سے جس کو جہاں نماز کا وقت ہوجائے وہ وہیں نماز ادا کرے۔[٣] میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا ہے، مجھ سے پہلے وہ کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا۔[٤] مجھ کو شفاعت کا حق عطا ہوا ہے۔[٥] دیگر انبیاء خاص خاص اقوام کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

كتاب الإلمام میں حمد وصلوٰۃ کے بعد بیان فرماتے ہیں:

وبعد! فهذا مختصر فى علم الحديث تأملت مقصوده تأملاً ولم أدع الأحاديث إليه الجفلآ ولا ألوت فى وضعه محرراً، ولا أبرزته كيف ماتفق تهوراً، فمن فهم معزاه شد عليه يد الصيانة وأنزله من قلبه وتعظيمه الأغرين مكانا ومكانة، وسميته بكتاب الإلمام بأحاديث

(١) صحيح البخاري كتاب التيمم دوسری حدیث۔ مسلم نے بھی اس حدیث کو اپنی صحیح کی کتاب المساجد میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

الأحكام، وشرطي فيه أن لا أورد فيه إلا حديث من وقّعه إمامه من مزكی رواة الأخبار وكان صحيحا على طريقة بعض أهل الحديث الحفاظ وأئمة الفقه النظار فان نكل منهم معرى قصد وسلكه وطريقا أعرض عنه وتركه، وفي كل خير، والله تعالیٰ ينفع به دينا ودنيا ويجعله نورا يسعى بين أيدينا ويفتح لدراسته فيه حفظا وفهما ويبلغهم وإيانا ببركته منزلة من كرامة عظمیٰ إنه هو الفتاح العليم الغني الكريم.(١)

حمد وصلوٰۃ کے بعد (عرض ہے کہ) یہ کتاب علم حدیث میں ایک ایسا مختصر رسالہ ہے جس کے مقصود میں میں نے کافی تامل کیا، اس کی احادیث کو غیر مرتب نہ چھوڑا اور اس کی وضع کی تہذیب میں میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی، نہ میں نے جسارت و دلیری کر کے کیف ما اتفق حدیثوں کو بے ربطی سے جمع کیا۔ اب جو شخص اس کے ماخذ اور جائے نسبت کو سمجھ لے گا تو حفاظت کے ہاتھ سے مضبوط پکڑ لے گا اور اس کو اپنے دل میں جگہ دے کر ان لوگوں کی طرح اس کی تعظیم بجالائے گا، جن کا مقام و مرتبہ بلند و روشن ہے، میں نے اس کتاب کا نام الإلمام بأحاديث الأحكام رکھا ہے، میری شرط اس کتاب میں یہ ہے کہ اس میں صرف وہی حدیثیں لاؤں جن کے راوی امام ہیں، اور راویان احادیث کے تزکیہ کرنے والے ہیں، اور وہ بعض اہل حدیث حفاظ اور ائمہ فقہ کے طریق پر صحیح مانی گئی ہوں۔ اب اگر کوئی شخص اس کے مآخذ اور جائے نسبت کا انکار کرے تو وہ اس کا قصد کرے اور اس کو اختیار کر کے بتلائے، یا اگر کسی طریقہ سے انحراف کرے تو اس سے اعراض کرے اور اس کو چھوڑ دے، ان دونوں باتوں کے اندر ہر ایک میں اُس کے لئے خیر اور بھلائی ہے، (میں دعا کرتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ اس سے (لوگوں کو) دین اور دنیا کا نفع عطا کرے، اور اس کتاب کو ایسا نور بنادے کہ جو (قیامت کے دن) ہمارے آگے آگے چلتا ہو، اور اس کے پڑھنے والوں پر حفظ اور فہم (کے دروازہ) کو کھول دے، اور اس کتاب کی برکت سے ان کو

(١) الإلمام ص: ٣-٤۔

Marfat.com

اور ہم کو شرافت و بزرگی کا بلند مرتبہ نصیب فرمائے، وہی فتاح علیم، غنی اور کریم ہے۔

ان کی کنیت ابوالفتح اور سلسلۂ نسب یہ ہے: تقی الدین محمد بن علی بن وہب بن مطیع قشیری منفلوطی۔ دونوں مذاہب یعنی مالکی و شافعی کے امام اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ (۱) اُن کی ولادت بحر ینبع (حجاز) میں ماہ شعبان ۶۲۵ھ [۱۲۲۸ء] میں ہوئی۔ (۲) حافظ زکی الدین المنذری، ابن الجمیزی (۳) اور (احمد) ابن عبدالدائم سے دمشق میں حدیث کا سماع کیا۔ (۴) چہل حدیث تساعی کو اس طرح پر جمع کیا کہ اپنی سند کا سلسلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ملا دیا اور ایک کتاب عمدہ کی شرح کی، چنانچہ یہ دونوں کتابیں ان کی منتخب اور چیدہ تصانیف میں سے ہیں۔ علوم حدیث میں بھی ایک کتاب ''الاقتراح'' لکھی ہے۔ (۵) از کیاء زمانہ سے وسعت علم میں بالاتر تھے، علم کے شغل میں اکثر شب بیداری کرتے اور بہت لکھا کرتے تھے، اصول و علوم معقولہ میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (۶) دیار مصر میں چند سال قاضی رہ کر وفات پائی۔ (۷) لیکن طہارت اور پانی کے معاملہ میں کسی قدر وسواس رکھتے تھے۔ (۸) اصول فقہ میں مقدمۂ مطرزی کی شرح لکھی۔ چہل حدیث کا ایک دوسرا مجموعہ بھی تالیف کیا، جس میں احادیث قدسیہ جمع کی ہیں، اور اس کو ''أربعین في روایة عن ربّ العالمین'' کے نام سے موسوم کیا۔ (۹) آپ نے ماہ صفر ۷۰۲ھ [۱۳۰۲ء] میں وفات پائی۔ (۱۰) اسی سال ابو محمد عبداللہ بن محمد ابن ہارون قرطبیؒ نے بھی جو بلاد مغرب کے محدث تھے، رحلت فرمائی۔ (۱۱) لوگوں کو یقین تھا کہ ہر سات سو سال پر جس عالم کے

(۱) تذکرة الحفاظ ۲۷۲/٤ _[۲۶۲/۴، نور] طبقات الحفاظ، ص: ۵۱۳ _ الوافي بالوفیات ۱۹۳/٤ _[۸۳/۳-۲۷۲، نور] فوات الوفیات ۴٤۲/۳ _

(۲) تذکرة الحفاظ ۲۷۲/٤ _[۲۶۲/٤، نور]

(۳) ابن الجمیزی صرف اردو نسخوں میں لکھا ہوا ہے جو کہ بالکل غلط ہے، فارسی، عربی نسخ اور تذکرة الحفاظ میں ابن الحمیری لکھا ہے۔ ۲۶۲/٤، نور]

(۴) تذکرة الحفاظ ۲۷۲/٤ _[۲۶۲/۴، نور]

(۵) تذکرة الحفاظ ۲۷۲/٤ _[تذکرہ کی عبارت ہے، بلکہ وعمل کتابا فی علوم الحدیث، ۲۶۳/٤، نور] طبقات الحفاظ، ص: ۵۱۳ _

(۶) تذکرة الحفاظ ۲۷۲/٤ _[۲۶۳/٤، نور] طبقات الحفاظ، ص: ۵۱۳ _

(۷) تذکرة الحفاظ ۲۷۳/٤ _[۲۶۳/٤، نور] طبقات الحفاظ، ص: ۵۱۳ _

(۸-۹) تذکرة الحفاظ ۲۷۳/٤ _[۲۶۳/٤، نور]

(۱۰-۱۱) تذکرة الحفاظ ۲۷٤/٤ _[۳۶٤/٤، نور]

Marfat.com

ظہور کا وعدہ ہے وہ یہی ہیں، [1] طریق تصوف میں بھی کمال حاصل تھا اور صاحب کرامات وخوارق عادات تھے۔ مالکی مذہب کی تحقیق اپنے والد ماجد سے کی تھی، اور مذہب شافعی کو شیخ عزالدین ابن عبدالسلام سے حاصل کیا تھا، چنانچہ فقہ میں ہردو مذاہب کے استاد کامل ہوئے۔ [2] جب تاتاریوں کا ہنگامہ رونما ہوا، اوران اشقیاء کی افواج ستم امواج دیارشام کی طرف متوجہ ہوئیں تو سلطانی حکم نافذ ہوا کہ علماء جمع ہو کر صحیح بخاری کا ختم کریں، اس کی ایک میعاد باقی رہ گئی تھی، جس کو جمعہ کے دن کے لئے چھوڑ رکھا تھا، ابھی جمعہ نہیں آیا تھا کہ شیخ تقی الدین (ابن دقیق العید) جامع مسجد میں تشریف لائے اور علمائے حاضرین سے استفسار فرمایا کہ بخاری کے ختم سے فارغ ہو گئے؟ سب نے عرض کیا کہ ایک دن کا وظیفہ باقی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اُس کو جمعہ کے روز ختم کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مقدمہ فیصل ہو چکا ہے۔ کل عصر کے وقت تاتاری فوج شکست فاش کھا کر لوٹ گئی، اور مسلمانوں نے فلاں صحراء میں فلاں گاؤں کے متصل انتہائی خوشی وخرمی سے قیام کیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اس خبر کو شائع کر دیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ چند روز کے بعد سلطانی ڈاک سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی اور سرمو تفاوت نہ نکلا۔ [3] ایک دن آپ کی مجلس میں کسی شخص نے بے ادبی کی، آپ نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دیا، اس کلمہ کو تین بار فرمایا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، وہ شخص تین دن کے بعد مر گیا۔ [4] ایک بار ان کے بھائی کو کسی ظالم امیر نے تکلیف پہنچائی، تو آپ نے اس کے حق میں فرمایا کہ ''ہلاک ہو جائے'' چنانچہ اسی طرح واقع ہوا۔ [5] غرض اس قسم کے قصص وحکایات ان کے بارے میں بہت مشہور ہیں، اوقات شب کی تقسیم اس طرح کر رکھی تھی کہ کچھ حصہ کتب حدیث کے مطالعہ میں گزارتے تھے، اور کچھ حصہ ذکر وتہجد میں۔ بہر حال رات کو

(۱) الوافی بالوفیات ۱۹۷/٤. [۲۷۵/۳، نور] علامہ سبکی کہتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ ابن دقیق العید ساتویں صدی کے مجدد تھے، جس طرح کے حدیث میں ہر صدی میں مجدد بھیجے جانے کا ذکر ملتا ہے۔

طبقات الشافعية الكبرىٰ ۲۰۹/۹ [۱۱٦/٥، نور]

(۲) الوافی بالوفیات ۱۹٤/٤ [۲۷۳/۳، نور] شذرات الذهب ٥/٦ [٦/٦، نور]

(۳) الطالع السعید، ص: ۳۲٤-۳۲۳ [۷۸-۵۷۷، تحقیق: سعد محمد حسن، مراجعت: ڈاکٹر طہ الحاجری، الدار المصریه للتالیف والترجمه، ۱۹٦٦، نور]

(٤) طبقات الشافعية ۲۱۱/۹ [۱۱۷/٥، نور]

(۵) الطالع السعيد، ص: ۳۲٤ [۵۷۹، نور]

Marfat.com

بالکل نہ سوتے تھے، (۱) بعض اوقات صرف ایک ہی آیت کی تلاوت پر اکتفا فرماتے تھے، اور طلوع فجر تک اسی کو پڑھتے رہتے۔ چنانچہ ایک رات تہجد میں جب اس آیت پر پہنچے" فإذا نفخ في الصور فلا أنساب بينهم يومئذٍ ولا يتسآء لون" (۲) تو صبح تک اسی کی تلاوت کرتے رہے، (۳) امام نووی ؒ نے ان کو ایک خط لکھا تھا جس میں یہ شعر بھی تھا:

لكل زمان واحد يقتدى به — وهذا زمان أنت لاشك واحده

ہر زمانہ میں ایک مقتدا اور پیشوا ہوتا ہے، اور اس زمانہ میں بے شک آپ یکتا ہیں۔

آپ کو نظم گوئی کا بھی شوق تھا، چنانچہ یہ اشعار آپ ہی کے فیضان طبع کا نتیجہ ہیں:

تمنيت أن الشيب عاجل لمّتي — وقرب مني في صبائي مراره ☆

میں نے آرزو کی کہ بڑھاپا جلد آجائے، اور میرے بچپن میں ہی اپنی تلخی کو قریب کرے۔

لآخذ من عصر الشباب نشاطه — وآخذ من عصر المشيب وقاره (۴)

تاکہ میں زمانۂ شباب کا مزا لوٹوں، اور زمانۂ پیری سے وقار حاصل کروں۔

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں:

ألا إن بنت الكرم أغلى مهرها — فأخبر بمن ☆ أضحى لذلك باذلا

خبردار بنت کرم (شراب) کا مہر بہت بھاری ہے، جو اس پر خرچ کرتا ہے اس کو خبر کر دو۔

تزوج بالعقل المكرم عاجلاً — وبالنار والغسلين والمهل اجلا (۵)

اس کا مہر معجّل یہ ہے کہ عقل دے کر نکاح کیا جاتا ہے، اور آگ، دھواں اور گلا ہوا تانبا اس کا مہر موجل ہے۔

---

(۱) تذكرة الحفاظ ٤/٢٧٣۔[٤/٣٦٣، نور]

(۲) ترجمہ: پھر جب صور پھونکا جائے گا، تو ان میں باہمی رشتے ناتے اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔[ع]

(۳) طبقات الشافعية الكبرىٰ ٩/٢١١۔[٥/١١٧، نور]

(۴) الوافی بالوفيات ٤/٤٠١۔ فوات الوفيات٣/٤٤٥۔[٣/٢٧٨، نور]

(۵) طبقات الشافعية الكبرىٰ ٩/٢٢٨۔[٥/١٢٦، نور]

☆ مزاره — ☆ فيا خسر من

Marfat.com

یہ بھی ان ہی کے نظم کیے ہوئے اشعار ہیں:

يقولون لي هلا نهضت إلى العلىٰ ☆ بما هو عيش الصابر المتقنع

لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تو نے ان بلند مراتب کی طرف کیوں پیش قدمی نہ کی، جن سے صابر قناعت پذیر آدمی عیش اٹھاتا ہے۔

وهلّا شددت العيس حتى تحلها ☆ بمصرإلى ظل الجناب المرفع

اور تو نے اونٹوں کو بلند مرتبہ بزرگ کے سایہ کی طرف سفر کرنے کے لئے کیوں نہ تیار کیا، تاکہ ان کو مصر میں پہنچ کر کھول ڈالتا۔

ففيها من الأعيان من فيض كفه ☆ إذا شاء روّى سيله كل بلقع

کیونکہ مصر میں ایسے بلند درجہ لوگ موجود ہیں، جنکے فیض کا سیلاب جب چاہے ہر خشک زمین کو سیراب کر دیتا ہے۔

وفيها ملوك ☆ ليس يخفى عليهم ☆ تعين ☆ كون العلم غير مضيع

اور وہاں ایسے بادشاہ ہیں جن پر یہ بات پوشیدہ نہیں، کہ علم ہی ایسی شے ہے جو ضائع کرنے کے قابل نہیں۔

وفيها شيوخ الدين والفضل والعلىٰ ☆ يشير إليهم بالعلىٰ كل إصبع

اور وہاں دین، بزرگی اور معالی کے وہ بزرگ آباد ہیں، جن کی طرف بلندی کے معاملہ میں انگلیاں اٹھتی ہیں۔

وفيها غناء ☆ والمهانة (۱) ذلة ☆ فقم وابغِ ☆ واقصد باب رزقك واقرع

اس میں غنا ہے اور اس کے طلب کرنے میں سستی کرنا ذلت ہے، پس کھڑا ہو، تلاش کر اور دروازۂ رزق پر پہنچ کر دستک دے۔

---

(۱) المهابة [ع] ☆ فمالذ ☆ ذاك الجناب ☆ قضاة

☆ تيقن ☆ الألى ☆ وفيها ☆ واسع

Marfat.com

فقلت نعم أبتغي ☆ إذا شئت أن ارى ذليلا مهانا مستحقا ☆ بموضعي ☆

میں نے جواب دیا کہ ہاں جب چاہوں گا تلاش کروں گا، جب دیکھوں گا کہ ذلیل حقیر شخص میرے مرتبہ کی توہین کرتا ہے۔

وأسعىٰ إذا ما لذ لي طول موقفي علي باب محجوب اللقاء ممنع

اور کوشش کروں گا جب کہ میرا ٹھہرنا ذلت ہو جائے اس کے دروازہ پر جو نقابوں میں چھپا ہوا ہے، اور اس کی ملاقات پر پابندیاں ہیں۔

وأسعىٰ إذا كان النفاق طريقتي أروح وأغدو في ثياب التصنع ☆

اور کوشش کروں گا کہ جب کہ نفاق میرا طریقہ بن جائے، اور بناوٹ کے لباس میں چلوں پھروں۔

وأسعى إذا لم يبق فيّ تقيّة ☆ لداعي ☆ بها حق التقى والتورع

اور کوشش کروں گا جب کہ داعی تقویٰ کر خوف رکھنے میں، میں تقویٰ اور پرہیز گاری کا حق ادا نہ کر سکوں۔

فكم بين أرباب الصدور مجالس تشبّ بها ☆ نار الغضا بين أضلع

پس ارباب صدور (سرداروں) میں کتنی مجلسیں ایسی ہیں، جن کی وجہ سے غضا درخت کی آگ پسلیوں میں بھڑک اٹھی۔

فكم بين أرباب العلوم وأهلها إذا بحثوا في المشكلات بمجمع

ارباب علم واہل علم کے درمیان مجمعوں میں، علمی گتھیوں پر کتنے مناظرے چھڑ جاتے ہیں۔

مناظرة تحمي النفوس فتنتهي وقد شرعوا فيها إلى شرّ مشرع

جو نفوس کو گرما دیتے ہیں، اور جس راستہ کو وہ چلتے ہیں اس کو قطع کرنے تک پہنچا دیتے ہیں۔

☆أسعىٰ ☆ مستخفا ☆لموضع ☆التصنع

☆بقية ☆أراعي ☆يشب لها

Marfat.com

من السقم ☆ المزري بمنصب أهله   أو الصمت عن حق هناك مضيّع

اس بیماری کے باعث جوان کے مرتبہ کو عیب لگاتی ہے، یا خاموشی کرنا اظہار حق سے جو ضائع کیا گیا ہے۔

فإما ترق ☆ مسلك الدين و التقي ☆   وإما تلقى غصة المتجرع [1]

پس یا وہ دین اور تقویٰ کے راستے پر ترقی کرے گا، اور یا رنج وغم کے گھونٹوں سے اس کو پالا پڑے گا۔

حاصل کلام یہ کہ اس فن شریف کے علماء محققین کا اس پر اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ سے لے کر زمانہ شیخ مذکور تک متون حدیث کے معانی اور اس کی تدقیق اور اس میں امعان نظر جس قدر انہوں نے کی ہے اور کسی نے نہیں کی، اگر کسی کو میری اس بات کا شاہد مطلوب ہو تو ان کی اُس شرح کا جو المام کے ایک حصہ پر لکھی ہے گہری نظر سے مطالعہ کرے، اور پتہ لگائے کہ کس قدر دقائق وحقائق کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث براء بن عازبؓ "أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بسبع ونهانا عن سبع" (ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم فرمایا اور سات چیزوں سے ممانعت فرمائی) اس سے چار سو فائدے استنباط کر کے ان کو نہایت عمدہ پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے، جزاه الله خير الجزاء

شیخ موصوف علم حدیث اور اہل حدیث کی تعظیم میں بے حد مبالغہ فرمایا کرتے تھے، [2] ان کی نظر میں دنیا داروں کی کچھ قدر و قیمت نہ تھی، آپ کو اس فن شریف (حدیث) کی کتابیں جمع کرنے کا بیحد شوق تھا۔ چنانچہ اس فن کی کتابوں کے خریدنے کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو کشف خواطر وقلوب اور کشف وقائع وحوادث دونوں مساوی عطا فرمائے تھے۔ چنانچہ ان کے اہل مجلس نے اس قسم کی حکایات دفتر کی دفتر نقل کی ہیں۔

آپ نہایت منصف مزاج تھے، ایک دن ان کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ایک جاہل (ان پڑھ) فقیر کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ کو نماز میں خطرات اور وسواس بہت آتے ہیں، اس کی وجہ سے مجھ کو بہت رنج ہے، اس فقیر (درویش) نے یہ جواب دیا کہ افسوس اس دل پر جس میں خدا

(۱) طبقات الشافعية الكبرىٰ ۲۲۲/۹-۲۳-[۱۲۳/۵،نور] (۲) تذکرة الحفاظ ۲۷۳/۴-[۲٦۴/۴،نور]

☆السفه   ☆توقي   ☆النهى

Marfat.com

کے سوا کسی غیر کا خیال آئے، پس ان ہی کلمات سے میرے دل سے وسواس کی بیماری بالکل جاتی رہی۔

شیخ ابن دقیق العیدؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ جاہل فقیر، ہزار فقیہ سے بہتر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ بعض متقشف علماء ان کی اس بات پر الجھ پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس حدیث کے خلاف ہے کہ " فقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد " (ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے) لیکن ان علماء نے غور نہیں کیا اور شیخ مذکور کے کلام کو نہیں سمجھا، وہ فقیر اگرچہ فقہاء کی اصطلاحات اور نظائر مسائل سے واقفیت نہیں رکھتا تھا، لیکن دین میں تفقہ اس کو نصیب تھا، حدیث مذکور میں فقیہ سے ایسا ہی فقیہ مراد ہے، وہ نہیں جو اصطلاحات فقہاء کا تو خوب تکلم کرے اور ان معانی سے جو شارع علیہ السلام کا مقصود ہیں غافل اور بے بہرہ ہو۔

کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ☆(۱)

یہ کتاب قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ اس کی تعریف میں علماء و شعراء نے بہت کچھ کہا ہے۔

لسان الدین الخطیب تلمسانی فرماتے ہیں:

شفاء عیاض للصدور شفاء ولیس للفضل ☆ قد حواه خفاء

قاضی عیاض کی شفا (دراصل) قلوب کے لئے شفا ہے، اور جس فضیلت کو اس نے جمع کیا ہے وہ کوئی پوشیدہ شے نہیں۔

(۱) علامہ ذہبی نے اس کتاب میں موضوع احادیث شامل ہونے کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قاضی عیاض کی تالیفات بہت عمدہ ہیں، اگر کتاب الشفا میں موضوعات نہ ہوتیں تو ان میں سب سے بہترین کتاب کتاب الشفا ہی ہوتی، مؤلف نے حسن نیت وارادے سے یہ کتاب تصنیف کی ہے، اللہ مؤلف کو حسن نیت کے بقدر جزا دے اور کتاب کا نفع عام ہو۔ لیکن مؤلف کو فن حدیث میں درک نہیں ہے، اس میں عجیب وغریب تاویلات ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، احادیث کے بجائے احادیث سے کم درجہ کی چیزوں سے، اور احادیث متواتر کے بجائے آحاد سے اور ان خبر آحاد کے بجائے جو صحیح سند والی ہوں موضوع احادیث سے مدحت سرائی سے مستغنی ہے، ہم موضوع احادیث کا انتخاب ہی کیوں کریں جس کی وجہ سے بغض وحسد کی آگ میں جلنے والے افراد کا ہم نشانہ بنیں، لیکن جو بے خبر وہ معذور ہے۔ سیر اعلام النبلاء ۲۱۶/۲۰۔

☆ یہ کتاب محمد علی بجاوی کی تحقیق سے مطبع عیسیٰ قاہرہ سے ۱۳۹۸ھ [۱۹۷۷ء] میں دو جلدوں میں شائع ہوئی۔

☆ فلیس بفضل

Marfat.com

هدية بـر لـم يـكـن لـجـزيلهـا ☆ سـوى الأجـر والذكر الجميل كفاء

یہ ایک نیک بخت کا ہدیہ ہے جس کے بڑے حصہ کا سوائے اجر اور ذکر جمیل کے کوئی بدلہ نہیں۔

وفـى لـنـبـي الـلّـه حق وفـائـه وأكـرم أوصـاف الـكـرام وفـاء

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو پورا ادا کر دیا، اور نیک لوگوں کے تمام اوصاف میں وفا ہی زیادہ معظم وصف ہے۔

وجـاء بـه بـحـراً يفوق لفضله ☆ علـى البـحـر طعم طيب وصفـاء

(گویا) وہ ایسے دریا کو لائے ہیں جو اپنی فضیلت کے سبب سے، شیرینی اور صفائی میں پانی کے دریا سے بڑھ گیا۔

وحـق رسـول الـلّـه بـعـد وفـاتـه رعـاه، وإغـفـال الـحـقـوق جفـاء

اور قاضی عیاضؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے حق کی رعایت کی، اور حقوق سے غفلت در اصل ظلم ہے۔

هـو الـذخـر يغني في الحياة غناءه ☆ ويـنـزل مـنـه ☆ لـلـبنين رفـاء

وہ ایسا خزانہ ہے جس کی غناء زندگی میں بے نیاز کرتی ہے، اور اس کی برکت سے اہل زمانہ پر سکون واطمینان نازل ہوتا ہے۔

هـو الأثـر الـمـحـمـود ليس ينالـه دثـور، ولايـخـشـىٰ عـلـيـه عـفـاء

وہ ایسا عمدہ اثر ہے جس پر پرانا پن نہیں آ سکتا، اور نہ اس کے مٹ جانے کا خوف کیا جا سکتا ہے۔

حرصت على الأطناب في نشر فضله وتـمـجـيـده، لـو سـاعـدتني وفـاء (۱)

میں اُس کے فضل اور بزرگی ظاہر کرنے میں حریص ہوں، اگر وفا میری موافقت کرے۔

(۱) نفح الطيب ۷/۱۲۔ [۴/۴۰۹، نور]

☆ لمديلها ☆ يقول بفضله ☆ عتاده ☆ ويترك منه

Marfat.com

ابوالحسین عبداللہ بن احمد بن عبدالمجید ازدی ربذی نے جو بجایہ میں سکونت پذیر تھے اس طرح کہا ہے:

کتاب الشفاء شفاء القلوب قد ائتلفت شمس برهانه

کتاب الشفاء دلوں کی شفاء ہے، اور بیشک اس کی دلیل کا آفتاب چمک اٹھا ہے۔

فأكرم به ثم أكرم به وأعظم مدى الدهر من شأنه

پس اس کی تعظیم واکرام کرتارہ، اور تازیست اس کی شان بڑھاتا رہ

إذا طالع المرء مضمونه رسى فى الهدى أصل إيمانه

جب انسان اس کے مضمون کا مطالعہ کرتا ہے، تو اس کے ایمان کی جڑ ہدایت میں راسخ ہو جاتی ہے۔

وجاء بروض التقى ناشفا ارانح ازهار أفنانه

گویا انہوں نے تقویٰ کا ایک ایسا باغ لگایا جس کی شاخوں کے پھول خوشبو سے مہکنے والے ہیں۔

ونال علوماً ترقيه في ثريّا السماء وكيوانه

اورانہوں نے ایسے علوم کو حاصل کیا جس کی ترقی آسمان کے ثریا اور اس کے کیوان میں ہے۔

فللّه درّأبي الفضل إذ جرى في الورى نيل إحسانه

اللہ تعالیٰ ابوالفضل کا بھلا کرے کیونکہ مخلوق میں ان کے احسان کی بخشش پھیل گئی۔

يقرر قدر نبي الهدى وخير الأنام بتبيانه

وہ اپنے بیان سے نبی ہدیٰ اور برگزیدہ انسان کی قدر کو پایہ ثبوت تک پہنچاتے ہیں۔

فجازاه ربي خير الجزاء وجاد عليه بغفرانه

پس میرا رب ان کو بہتر جزا دے، اور گناہوں کی بخشش کے ساتھ ان پر احسان کرے۔

Marfat.com

ومـنـه الـصلاة على المـجتبیٰ   وأصـحـابـه ثم أعـوانـه

اور اُسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے اس برگزیدہ نبی پر اور اس کے اصحاب واعوان پر ایسی رحمت کاملہ نازل ہوتی رہے۔

مدی الدهر لاينقضي دائما   ولاينتهي طول أزمانه

جو تابقائے زمانہ ختم نہ ہو، بلکہ ہمیشہ رہے، اور نہ وہ طول زمانہ تک منتہی ہو۔

قاضی عیاضؒ کے برادرزادہ نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور تو ہم لاحق ہوا تو ان کے چچا (قاضی عیاضؒ) جو ان کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے، کہنے لگے اے میرے بھتیجے! میری کتاب شفا کو مضبوط پکڑے رہو اور اس کو اپنے لئے حجت بناؤ۔

گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔

غرض اس باب میں جس قدر کتابیں تصنیف ہوئی ہیں ان سب میں یہ کتاب عجیب اور بہت مقبول واقع ہوئی ہے، ان کی اور تصنیفات بھی بہت مقبول اور پسند ہوئیں۔ ان میں سے ایک مشارق الأنوار علی صحاح الآثار ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کتاب اس درجہ کی ہے کہ اگر اس کو آب زر سے لکھا جائے اور جواہر کے برابر اس کا وزن کیا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔[(۱)] ان کی مقبول تصانیف میں سے اکمال المعلم في شرح صحيح مسلم بھی ہے جس کی مدح میں مالک بن مرجل نے کہا ہے:

مـن قرأ الإكـمـال كـان كـاملاً   فـي عـلـمـه وزين الـمـحـافلا

جس نے اکمال کو پڑھا وہ علم میں کامل ہو گیا، اور محفلوں کی زینت بنا۔

وكـتـب الـعـلـم كـنـوزاتهـا   تـفـيـد نـفـعـا عـاجلا واجلا

اور کتب علم کے خزانے ضرور نفع بخش ہیں، جلدی یا بہ دیر۔

وليس من كتب عياض عوض   فـإنـه كـان إمـامـاً فـاضلا

اور کتب عیاض کا تو کوئی بدل نہیں، کیونکہ وہ امام فاضل تھے۔

---

(۱) الديباج المذهب، ص: ۱۷۰۔ [۲۷۲، نور]

Marfat.com

ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب "المستنبط في شرح كلمات مشكلة و ألفاظ مغلقة مما اشتملت عليه الكتب المدونة و المختلط" ہے، اس فن میں اس سے بہتر کتاب تصنیف نہیں ہوئی، یہ کتاب تنبیہات کے نام سے مشہور ہے اور اب یہی نام اس پر غالب ہو گیا۔ اس کی شان میں ابوعبداللہ نورزری نے جو کتاب سقراطیہ کے شارح ہیں، کہا ہے:

كأني قد ما في كتاب عياض   أتنزّه طرفي في مريع رياض

گویا جب سے میرے پاس کتاب عیاض آئی میں اپنی نگاہ کو تر و تازہ باغات میں سیر کراتا ہوں۔

فأجنى به الأزهار يانعة الجنى   وأكرع منها في لذيذ حياض

اس کے پکے ہوئے تازہ پھولوں کو چنتا ہوں، اور اس کی شیریں حوضوں سے سیراب ہوتا ہوں۔

ترتيب المدارك وتقريب المسالك لمعرفة أعلام مذهب مالك، كتاب الإعلام بحدود قواعد الإسلام، كتاب الإلماع فى ضبط الرواية وتقييد السّماع، بغية الرائد لما تضمّنه حديث أم زرع من الفوائد، كتاب الغنية جس میں انہوں نے اپنے مشائخ کو بیان کیا ہے۔ معجم شيوخ أبي علي الصدفي (المتوفى ٥١٤ھ)[١١٢٠-٢١ء] نظم البرهان على صحة جزم الأذان، مقاصد الحسان فيما يلزم الإنسان.

یہ [کتابیں] ناتمام ہیں، جامع التاریخ جو بہت محیط اور جامع واقع ہوئی ہے، غنية الكاتب وبغية الطالب [وغير ذلك] ان کے علاوہ اور بہت سی تصانیف ہیں۔

ان کی کنیت ابوالفضل اور نام عیاض ہے، سلسلہ نسب اس طرح ہے: عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی۔ لفظ یحصبی یاء تحتانیہ اور حاء مہملہ ساکنہ سے ہے، اس کے بعد صاد ہے جس پر تینوں حرکتیں جائز ہیں۔ صاد کے بعد باء موحدہ ہے، یحصب بن مالک کی

(١) كشف الظنون میں اس کا نام "الإعلام في حدود الأحكام" درج ہے۔[ع]

Marfat.com

طرف نسبت ہے جو حمیر کا قبیلہ ہے۔ (۱) دراصل یمن کے باشندے ہیں، مگر چونکہ مقام سبتۃ میں جو مغرب کے شہروں میں مشہور ہے ۴۹۶ھ [۳-۱۱۰۲ء] میں پیدا ہوئے۔ (۲)☆ اور یہیں نشو ونما پائی، اس لئے ان کو سبتی بھی کہتے ہیں، آپ نے اول اپنے شہر کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا، پھر اندلس کی طرف سفر کیا اور وہاں ابن رشد، ابن حمدین، ابن عتاب، ابن الحجاج ابوعلی صدفی سے علم حدیث اور دیگر فنون حاصل کئے۔ علوم حدیث، نحو فقہ، کلام عرب اور معرفت ایام وانساب میں مہارت تامہ رکھتے تھے، (۳) اسی لئے آبدار اشعار نظم فرماتے تھے، جب قرطبہ سے کوچ کا ارادہ کیا تو اس وقت آپ نے یہ اشعار نظم فرمائے۔

أقول وقد جد ارتحالي وغردت　　　حداتي وزمت للفراق ركائبي

میں اس وقت کہہ رہا ہوں کہ کوچ ٹھیک ہو گیا ہے اور میرے حدی خواں گانے لگے اور فراق کے لئے میری سواریوں کے لگام ڈال دیئے گئے ہیں۔

وقد عمشت☆ من كثرة الدمع مقلتي　　　وصارت هواء من فؤادي ترائبي

آنسوؤں کی کثرت سے میری آنکھیں بیشک چندھیا گئیں، اور ہم عمروں کا خیال میرے دل سے مٹ گیا۔

ولم يق (۴) إلا وقفة يستحثها　　　وداعى للأحباب لا للحبائب

اب صرف اتنا ہی وقفہ باقی رہ گیا کہ میرا احباب کو الوداع کہنا اس کو ابھارے نہ کہ معشوقہ عورتوں کو۔

---

(۱) وفیات الاعیان ۳/۴۸۳-۸۵۔ [۲/۲۳۱، نور] ازھار الریاض ۱/۳۰-۲۳۔ میں قاضی عیاض کے نسب کے سلسلہ میں اختلافات وغیرہ درج ہیں۔

(۲) الصلۃ، ص: ۴۵۳۔ [۲/۸۱، نور] ازھار الریاض ۳/۸.

(۳) وفیات الأعیان ۳/۴۸۳۔ [۲/۲۳۰، نور] تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۰۰۔ [۴/۹۷، نور] سیر اعلام النبلاء ۲۰/۲۱۵

(۴) ولم تبق [ع]

☆ اصل فارسی میں ان کی تاریخ پیدائش ۴۹۶ھ [۳-۱۱۰۲ء] کے بجائے ۴۴۶ھ [۵۵-۱۰۵۴ء] مرقوم ہے، لیکن صحیح ۴۷۶ھ [۸۴-۱۰۸۳ء] ہے، ڈاکٹر صاحب نے عربی ترجمے میں اس کی تصحیح کی ہے۔ دیکھئے، الصلۃ: ۴۵۴۔ [۲/۸۱، نور] تذکرۃ الحفاظ ۴/۹۹ [۴/۹۶، نور]۔ سیر اعلام النبلاء ۲۰/۲۱۳۔

☆ ۵۴۴ھ [۱۱۴۹ء] میں مراکش میں وفات پائی۔ [ع]　　　☆ غمضت

Marfat.com

رعى اللّٰــه جيرانا بقرطبه العلىٰ ☆ وسقى رباها بـالـعهاد السواكب

اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ قرطبہ کے پڑوسیوں کو اپنے دامن حفاظت میں لے لے اور موسلا دھار بارش سے اسے سیراب کرے۔

وحيـا زمـانـا بينهم قد ألفتـه طليق المـحيا مستلان الجوانب

اور اللہ تعالیٰ ایسے زمانہ کو جس کو میں نے الفت سے بسر کیا باقی رکھے، جو کشادہ پیشانی اور ہر طرح موافق تھا۔

إخـوانـنـا بـاللّٰـه فيهـا تذكـروا معاهد جار ☆ أو مؤدات صاحب ☆

اے میرے بھائیو! خدا کے لئے اس میں یاد کرو، کسی ہمسایہ کے عہدوں کو اور کسی صاحب کی محبتوں کو۔

غـدوت بهم مـن بـرهم واحتفائهم كـأني فى اهل وبين أقارب ☆(۱)

ان کی نیکیوں اور ہمدردیوں کے باعث مجھ کو یہ محسوس ہونے لگا، گویا میں اپنے کنبہ اور رشتہ داروں میں رہتا ہوں۔

ایک کھیت میں کچھ گل لالہ کے درخت تھے، جو تیز ہوا کے باعث جنبش و حرکت میں تھے، قاضی صاحبؒ کی نظران پر پڑی، تو آپ نے اسی وقت یہ قطعہ نظم فرمایا: اس میں عجیب و غریب تشبیہ ان کے دل میں آئی۔

أنـظـر إلـى الـزرع وخـامـاتـه يـحكى ☆ وقـد مـاست أمام الرياح

ذرا کھیت اور اس کے تنوں کو تو دیکھو، جو ہوا کے سامنے جھوم جھوم کر حکایت بیان کرتے ہیں۔

كتيبةً خـضـراءَ (۲) مـهـزومة شـقـائق النعمان فيها جراح (۳)

ایک ایسے دستہ فوج کی جو سبز وردی میں ملبوس ہے اور شکست خوردہ، اور گل لالہ اس میں داغہائے زخم کے مانند ہیں۔

---

(۱) نفح الطيب ۲/ ۱۳ـ[٥/ ٤٠٩، نور]

(۲) كتيبه حمراء، كتائبا تحفل [ع]

(۳) تذكرة الحفاظ ٤/ ١٠١[٤/ ٩٨، نور] سير أعلام النبلاء ٢٠/ ٢١٦ وفيات الاعيان ٣/ ٤٨٤ـ[٢/ ٢٣٠، نور]

☆ وجادر باها ☆ مودّة جار ☆ مودة صاحب ☆ أقاربى ☆ تحكى

Marfat.com

کتاب المصابیح للبغوی (۱)☆

اس کتاب میں کل ۴۴۸۴ حدیثیں ہیں۔ صحاح میں بخاری اور مسلم سے ۲۴۳۴، اور حسان میں سنن ابی داؤد اور ترمذی وغیرہ سے دو ہزار پچاس☆ ۔ (۲) یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کتاب کی ابتداء حدیث نیت "إنما الأعمال بالنيات" سے واقع ہوئی ہے☆ اور اختتام لفظ آخرت پر ہوا ہے، جو کتاب کے ختم ہونے کی خبر دیتا ہے، اور کتاب اس حدیث پر ختم ہوتی ہے۔

اس کتاب کے آخری باب "باب ثواب هذه الأمة" کی فصل احسان میں یہ حدیثیں بیان کی ہیں۔ عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وددت أني رأيت إخواننا الذين يأتون بعدي وأنا فرطهم على الحوض" (۳) (ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری خواہش وآرزو ہے کہ میں اپنے ان بھائیوں کو دیکھوں جو میرے بعد آئیں گے، اور میں حوض پر ان کا میر سامان ہوں گا) عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، "مثل أمتي مثل المطر لايدرى أوّله خير أم آخره" (۴) (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کا یہ حال معلوم نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا اس کا آخر)۔

---

(۱) اس کے مؤلف امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغویؒ (المتوفی ۵۱۶ھ) [۱۱۲۲ء] کا حال کتاب "شرح السنة" کے بیان میں گزر چکا ہے۔ [ع]

(۲) بغوی نے اس کتاب کو صحیح اور حسن دو قسموں پر منقسم کیا ہے۔ صحیح سے مراد صرف وہ احادیث لی ہیں جو شیخان یا دونوں میں سے کسی ایک نے روایت کیا ہو۔ اور حسن سے وہ حدیثیں مراد لی ہیں جن کو اصحاب سنن اربعہ ودارمی یا ان میں سے کسی ایک نے روایت کیا ہو لیکن صاحب کتاب نے مصدر حدیث اور راوی صحابی کا ذکر نہیں کیا تھا، اس خلاء کو امام خطیب تبریزی نے پر کردیا، اور ہر حدیث کی تخریج اور راوی صحابی کا نام بھی ذکر کیا۔ اور اسی میں ایک تیسری فصل کو بڑھا کر ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام "مشکوٰة المصابیح" رکھا۔ اس کی تالیف ۷۳۷ھ [۳۷-۱۳۳۶ء] میں پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔

(۳) مصابيح السنة ٢٢٢/٤ . [اس باب میں یہ حدیث مذکور نہیں ہے، نور] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل فى الوضوء، جامع الترمذى، كتاب الطهارة باب ماجاء في إسباغ الوضوء.

(۴) مصابيح السنه ٢٣٣/٤ . جامع الترمذي، كتاب الأمثال، باب مثل أمتي مثل المطر.

☆ دار المعرفہ بیروت سے ۱۴۰۹ھ میں شائع ہوئی۔

☆ سب سے فارسی طباعت اولی میں تمام اعداد اس سے مختلف ہیں، لکھا ہے: کل حدیث "چار ہزار و ہفت صد و نود و سہ" (۴۷۹۳) صحاح "دو ہزار و پاصد و بست و چار" (۲۵۲۴) حسان "دو ہزار و دوصد و نہ" (۲۲۰۹)۔

☆ فارسی میں یہ عبارت بھی ہے۔ "و نیت سر ہر کار رست" نیت پر ہر کام کی اصل ہے۔

Marfat.com

ضمیمہ

بستان المحدثین

مرتبہ

مولانا ڈاکٹر محمد اکرم صاحب جون پوری، ندوی

یہ ان ضمیموں کا مجموعہ ہے، جو بستان المحدثین عربی نسخہ کے مترجم، مولانا محمد اکرم ندوی صاحب نے اپنے ترجمہ میں موقع بہ موقع اضافہ کئے ہیں، ان سب ضمیموں اور تتمات کو، آخر میں یہاں یکجا کر دیا گیا ہے، آخر میں اندراج سے ان سے بہتر اور زیادہ استفادہ ہو سکے گا۔ [نور]

Marfat.com

چہل احادیث کے دیگر مرتبین

ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک مروزی، ابوالعباس حسن بن سفیان فسوی، محمد بن ابراہیم بن علی بن مقری، احمد بن حرب نیشاپوری، ابراہیم بن علی ذہلی، عبدالملک بن محمد جرجانی، حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد جوزقی، احمد بن حسین بیہقی، حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری، ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی، ابوالحسن علی بن احمد دارقطنی، ابوسعد احمد بن محمد مالینی، ابوسعد اسماعیل بن ابوصالح مؤذن، اسمٰعیل بن عبدالغافر فارسی، ان کے فرزند عبدالغافر، ابواسماعیل عبداللہ انصاری، حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، ابوالفتح نصر بن ابراہیم مقدسی، ابوطاہر احمد بن محمد سلفی، ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی اور ابوالقاسم علی بن حسن بن عساکر وغیرہ نے چہل احادیث ترتیب دی ہے۔ آخرالذکر ابوالقاسم علی بن حسن بن عساکر نے کئی اربعینات کو ترتیب دیا ہے۔

ترغیب وترہیب
آداب، فضائل، دعائیں اور اخلاقیات میں لکھی گئی
چند اہم کتابیں

- **کتاب الذکر والدعاء:** امام ابویوسفؒ کی یہ تصنیف ہے، ان کا پورا نام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں ۱۸۲ھ [۷۹۸ء] میں ان کی وفات ہوئی۔
- **کتاب الزھد:** امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے، زہد کے سلسلہ میں یہ سب سے عمدہ تصنیف ہے، امام صاحب کی وفات ۲۴۱ھ [۸۵۵ء] میں ہوئی۔
- **کتاب الزھد:** یہ کتاب ابوالسری ہناد بن سری بن مصعب تمیمی، دارمی کی تالیف ہے، جن کی تاریخ وفات ۲۴۳ھ [۵۸-۸۵۷ء] ہے۔

ابن ابی الدنیا کے رسائل کے مجموعے میں مندرجہ ذیل کتابیں مذکورہ عنوان پر لکھی گئی ہیں:

كتاب ذم الغيبة ، كتاب ذم الحسد، كتاب ذم الدنيا، كتاب ذم الغضب، كتاب ذم الملاهى، كتاب الصمت، كتاب مكايد الشيطان لأهل الإيمان، كتاب التقوى،

Marfat.com

كتاب صفة الجنة، كتاب صفة النار، كتاب التوبة، كتاب التفكر والإعتبار، كتاب البكاء، كتاب التوكل، كتاب اليقين، كتاب قرى الضيف ، كتاب حسن الظن بالله، كتاب الصبر ، كتاب من عاش بعد الموت، كتاب العقوبات، كتاب فضل الإخوان، كتاب الذكر ، كتاب قصر الأمل، كتاب الأهوال، كتاب الجوع، كتاب السحاب، كتاب المطر، كتاب قضاء الحوائج، كتاب ذكر الموت، كتاب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، كتاب اصطناع المعروف، كتاب اصلاح الدين، كتاب التواضع والخمول، كتاب محاسبة النفس، كتاب القناعة، كتاب الطواعين، كتاب العزلة، كتاب مجابي الدعوة، كتاب المنامات، كتاب المتمنّين اور كتاب الشكر .

- **كتاب الدعوات** : یہ کتاب ابوالعباس جعفر بن محمد معتز بن محمد بن مستغفر مستغفری، نسفی، کی ہے، جن کا وصال ۴۳۲ھ [۱۰۴۰ء] میں ہوا تھا۔
- **كتاب الترغيب والترهيب** : یہ کتاب ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن فضل بن علی قرشی، تیمی، اصفہانی نے جو قوام الدین کے لقب سے ملقب تھے، تصنیف کی تھی، ان کی وفات ۵۳۵ھ [۱۱۴۱ء] میں ہوئی۔

تخریج احادیث پر کتابیں

تخریج احادیث کی کتابوں میں صاحب کتاب علیہ الرحمہ نے احیاء علوم الدین کی تخریج کردہ کتاب کے علاوہ دیگر کتابوں کا تذکرہ نہیں کیا ہے، بعض مفید اور اہم تخریج احادیث کی کتابیں آئندہ سطروں میں درج کی گئی ہیں۔

- **تخريج أحاديث الكشاف**: حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی حنفی نے کشاف کی تمام احادیث کی تخریج کی ہے اس میں مذکور مرفوع احادیث کو طرق کی وضاحت اور مصادر کی نسبت کے ساتھ بالاستیعاب ذکر کیا ہے۔ زیلعی کی وفات قاہرہ میں ۷۶۲ھ [۶۱-۱۳۶۰ء] میں ہوئی۔
- **نصب الراية لأحاديث الهداية فى الفقه الحنفي**: اس کتاب میں

Marfat.com

جمال الدین زیلعی نے ہدایہ میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج کی ہے، یہ کتاب علامہ زیلعی کی فن حدیث اور اسماء رجال میں تبحر علمی اور فروعات حدیث میں باریک بینی اور کمال حاصل ہونے پر شاہد اور دلیل ہے۔ ان کے بعد شراح ہدایہ نے اس کتاب سے خوب استفادہ کیا ہے، بلکہ ابن حجرؒ نے بھی اپنی تاریخ کی کتاب کے لئے اس سے فیض حاصل کیا ہے۔ یہ بہت ہی مفید عمدہ اور مشہور تخریج ہے۔ ابن حجر نے اس کی تلخیص کی ہے جس کا نام الدراية فی تخريج أحاديث الهدايه رکھا ہے

- **البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير في الفقه الشافعي:** یہ تخریج سراج الدین عمر بن ملقن کی ہے، پہلے سات جلدوں میں تیار کی گئی تھی، پھر ابن ملقن ہی نے چار جلدوں میں اس کا خلاصہ تیار کیا جس کا نام ”خلاصة البدر المنير“ رکھا، پھر ان چار جلدوں میں سے بعض مباحث کو منتخب کر کے ایک جلد میں مرتب کیا جس کا نام ”منتقى خلاصة البدر المنير“ رکھا۔
- **التلخيص الحبير في تخريج أحاديث شرح الوجيز الكبير:** یہ تخریج ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور بہت ہی مفید اور عمدہ ہے۔
- **مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا:** یہ تخریج حافظ جلال الدین سیوطیؒ کی ہے۔
- **فرائد القلائد في تخريج أحاديث شرح العقائد (النسفية)** یہ تخریج ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی کاوش ہے۔

چند اور معاجم جن کا تذکرہ شاہ عبدالعزیزؒ نے نہیں کیا

جن معاجم کا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ذکر کیا ہے ان کے علاوہ چند اہم معاجم کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

- **معجم الصحابه** احمد بن علی بن لال ہمدانی شافعی ؒ کے مصنف ہیں جن کی وفات ۳۹۸ھ [۸-۱۰۰۷ء] میں ہوئی۔

Marfat.com

- **التحبير فی المعجم الکبیر**: حافظ ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن سمعانی نے اسے تیار کیا ہے۔
- **المشیخه**: یہ معجم حافظ ابن عساکر دمشقی کی ہے۔
- **معجم لمشیخه أصبهان: معجم لمشیخة بغداد** اور **معجم السفر**، ان تینوں معاجم کے مصنف حافظ ابوطاہر احمد بن محمد سلفی ہیں۔
- **المشیخه**: یہ معجم ابوالحسن علی ابن بخاری کی ہے۔
- **معجم الشیوخ**: اسے علامہ حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی نے تالیف کیا ہے۔

کتب حدیث سے منتخب کی ہوئی کتابیں

- **کتاب الأحکام الشرعیة الکبریٰ**: یہ کتاب ابومحمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ ازدی، اشبیلی متوفی ۵۸۱ھ [۱۱۸۵ء] کی ہے، ابن خراط کے نام سے ان کی شہرت ہوئی، مذکورہ کتاب میں منتخبات کتب حدیث ہیں، یہ کتاب چھ جلدوں میں ہے۔
- **کتاب عمدة الأحکام عن سیدالأنام**: یہ کتاب تقی الدین ابومحمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی حنبلی متوفی ۶۰۰ھ [۴-۱۲۰۳ء] کی تصنیف ہے، دو جز میں ہے۔
- **المنتقی في الأحکام**: مجدالدین بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابوالقاسم بن تیمیہ حرانی متوفی ۶۵۲ھ [۵۵-۱۲۵۴ء] کی یہ تالیف ہے۔
- **بلوغ المرام من أدلة الأحکام**: حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ [۱۴۴۹ء] کی یہ کتاب ہے۔
- **الترغیب والترهیب**: حافظ زکی الدین ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری، شافعی، بصری متوفی ۶۵۶ھ [۱۲۵۸ء] نے اسے تالیف کیا ہے، متوسط حجم کی دو جلدوں میں ہے، ابن حجر نے اس کی تلخیص کی ہے، جسے علامہ یوسف قرضاوی نے

Marfat.com

ایڈٹ کیا ہے، جس کی بدولت یہ نفع عام کے قابل بنی۔

- **ریاض الصالحین من حدیث سید المرسلین:** ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ الرحمہ کی یہ مایہ ناز تصنیف ہے، ترغیب وترہیب میں تصنیف کردہ کتابوں میں یہ سب سے عمدہ اور مقبول کتاب ہے، وہ صحیح احادیث جو آداب ظاہری وباطنی کی تعلیم دیتی ہو، یا ترغیب وترہیب پر مشتمل ہو، یا وہ احادیث جو سفر آخرت میں مفید ومعاون ہو سکے، ان پر مشتمل ہے۔
- حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ [۱۵۰۵ء] کی تین جوامع ہیں "الجامع الصغیر من حدیث البشیر والنذیر" جس میں دس ہزار اکتیس حدیثیں ہیں، اس کتاب کا تکملہ الزیادة علی کتاب الجامع الصغیر کے نام سے ہے جو حجم میں تقریباً اپنی اصل کتاب سے قریب ہے۔ ایک کتاب الجامع الکبیر بھی ہے جس کا دوسرا نام جمع الجوامع ہے، جس میں تمام احادیث نبوی کو حروف تہجی کے اعتبار سے بین الدفتین جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن علامہ سیوطی کی عمر نے وفا نہیں کی اور علامہ موصوف اس کام کو مکمل کرنے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے، اسی الجامع الکبیر کی دوسری قسم افعال نبوی پر مشتمل ہے جس کو مسانید کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے، ہر حدیث کے بعد راوی صحابی کا نام اور اس کی تخریج کی گئی ہے۔ علامہ علاؤ الدین علی بن حسام الدین متقی ہندی نے ان تینوں کتابوں کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، ان کی وفات مکہ میں ۹۷۵ھ [۱۵۶۷ء] میں ہوئی۔

چند اور اہم مسانید جن کا حضرت شاہ عبدالعزیز نے تذکرہ نہیں کیا

جن مسانید کا صاحب کتاب نے ذکر کیا ہے اس کے علاوہ چند اہم مسانید یہ ہیں:

- ابوالحسن مسدد بن مسرہد بن مسربل بن مستور داسدی، بصری کی مسند، جن کا انتقال ۲۲۸ھ [۴۳-۸۴۲ء] میں ہوا، بصرہ میں سب سے پہلے مسند مرتب کرنے کا سہرا ان ہی کے سر بندھتا ہے۔

Marfat.com

- ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر تمیمی حنظلی مروری جو ابن راہویہ کے نام سے مشہور و معروف ہیں، انہوں نے چھ جلدوں میں ایک مسند تصنیف کی تھی، ان کی وفات ۲۳۸ھ [۸۵۲ء] میں ہوئی۔
- ابوبکر بن محمد بن ابوشیبہ کی بھی ایک مسند ہے۔
- ابوبکر بن محمد بن ابوشیبہ کے بھائی عثمان نے بھی ایک مسند لکھی تھی، ان کی وفات ۲۳۹ھ [۸۵۳-۵۴ء] میں ہوئی۔
- ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی متوفی ۲۴۲ھ [۸۵۶-۵۷ء] کی بھی ایک مسند ہے۔
- ابوجعفر احمد بن منیع بن عبدالرحمان بغوی متوفی ۲۴۴ھ [۵۹۔۸۵۸ء] نے بھی ایک مسند ترتیب دی تھی۔
- ابو یوسف یعقوب بن شیبہ بن صلت بن عسفور الدوسی نے بھی ایک مسند ترتیب دی تھی ان کی وفات ۲۶۲ھ میں ہوئی[ذھبی نے لکھا ہے کہ ان سے عمدہ مسند کسی نے تصنیف نہیں کی؛ لیکن اسے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکے۔
- ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدلکریم بن یزید بن فروخ قرشی متوفی ۲۶۴ھ [۸۷۸ء] کی بھی ایک مسند ہے۔
- ابوسعید عثمان بن سعید بن خالد سجستانی دارمی متوفی ۲۸۰ھ [۲۹۳ء] لی جی ایک مسند ہے۔
- ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابوحاتم محمد بن ادریس بن منذر تمیمی، حنظلی جورے کے باشندے اور حافظ حدیث تھے، انہوں نے بھی ایک مسند لکھی تھی جس کے ہزار اجزاء تھے۔ ان کی وفات ۳۲۷ھ [۹۳۸-۳۹ء] میں ہوئی، ان کے والد بھی حافظ حدیث تھے۔
- حافظ ابوبکر اسماعیلی نے سو جلدوں میں ایک بہت بڑی مسند لکھی تھی۔
- ابوالحسین احمد بن عبید بن اسماعیل بصری صفار جن کا وصال ۳۴۰ھ [۹۵۱-۵۲ء] کے بعد ہوا، انہوں نے بھی ایک مسند ترتیب دی تھی۔
- ابومحمد دعلج بن احمد بن دعلج بغدادی سجزی نے بھی ایک ضخیم مسند مرتب کی تھی، ان کا

Marfat.com

وصال ۳۵۱ھ[۶۳-۹۶۲ء] میں ہوا۔

- ابوعلی حسین بن محمد بن احمد بن محمد بن حسین بن عیسیٰ بن ماسر جس نیشاپوری نے ایک بہت ہی ضخیم مسند مرتب کی تھی جو تیرہ سو اجزاء میں تھی، کہا جاتا ہے کہ اتنی بڑی مسند کسی نے ترتیب نہیں دی ہے۔

احوال رجال پر تصانیف

(۱) رجال پر تصنیف کردہ کتابیں کئی طرح کی ہیں: ان میں سے ایک قسم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر لکھی گئی کتابیں ہیں، جن میں سے چند اہم کتابیں اگلی سطروں میں ملاحظہ فرمائیں:

- **کتاب معرفة الصحابه:** ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصبہانی متوفی ۳۰۱ھ [۱۴-۹۱۳ء]، ابواحمد حسن بن عبداللہ عسکری متوفی ۳۸۲ھ [۹۹۲ء]، ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ [۱۰۳۸ء] اور ابوالعباس جعفر بن محمد مستغفری متوفی ۴۳۲ھ [۱۰۴۰ء] نے اسی نام سے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ثانی الذکر کتاب، قبائل کے اعتبار سے مرتب ہے۔
- **أسد الغابة في معرفة الصحابة:** حافظ عزالدین ابوالحسن علی بن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ [۳۳-۱۲۳۲ء] کی یہ کتاب ہے۔ ہجائی ترتیب پر مرتب یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے، مصنف نے اس کتاب کی تالیف کے لئے مواد کی فراہمی اور ترتیب وتہذیب میں بہت ہی جدوجہد اور انتھک کوشش کی ہے۔
- **الإصابه فی تمییز الصحابه:** حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ [۱۴۴۹ء] کی یہ تصنیف ہے، معرفت صحابہ میں سب سے جامع ہے۔

(۲) دوسری قسم: رجال پر تالیف کردہ کتابوں کی ہے، جن میں سے چند اہم یہ ہیں:

- ابوعمرو خلیفہ بن خیاط شیبانی عصفری متوفی ۲۴۰ھ [۵۵-۸۵۴ء] کی تاریخ رجال میں ایک کتاب ہے، ان کا لقب شباب تھا۔
- **التاریخ الکبیر:** یہ کتاب امام بخاریؒ کی ہے جس میں انہوں نے عہد صحابہ سے ان

Marfat.com

کے زمانہ تک کے رواۃ حدیث کے اسماء تحریر کئے ہیں۔اس کتاب کی تالیف کے وقت امام بخاریؒ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی، چاندنی راتوں میں روضۂ اقدس کے پاس بیٹھ کر انہوں نے یہ کتاب تحریر کی تھی۔ان کی التاریخ الوسط اور التاریخ الصغیر کے نام سے اور دو کتابیں ہیں۔

- کتاب الثقات: یہ کتاب ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح عجلی کوفی کی ہے، مغرب کے شہر طرابلس میں انہوں نے سکونت اختیار کی تھی، وہیں ان کا انتقال ۲۶۱ھ [۷۵-۸۷۴ء] میں ہوا۔
- تاریخ أبی زرعه: ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان بن عمرو نصری دمشقی متوفی ۲۸۱ھ [۸۹۴ء] کی یہ تصنیف ہے۔
- کتاب الجرح والتعدیل: یہ گراں مایہ تصنیف عبدالرحمٰن بن ابوحاتم رازی متوفی ۳۲۷ھ [۳۹-۹۳۸ء] کی ہے۔
- تاریخ الإسلام، سیر أعلام النبلاء: یہ دونوں عظیم تصنیفیں حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ [۱۳۴۸ء] کی ہیں، علامہ ذہبی نے تاریخ واحوال رجال کو اپنا موضوع خاص بنایا تھا، اس فن میں انہوں نے ایسے تابندہ علمی نقوش چھوڑے ہیں جن سے بعد میں آنے والے بے نیاز نہیں ہو سکتے، موافقین تو موافقین مخالفین نے بھی ان کے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے، اوران کی رائے کو حرف آخر مانتے ہیں۔تاج الدین سبکی نے اپنے استاد علامہ ذہبی کے بارے میں کہا ہے کہ وہ بے نظیر و بے مثیل تھے، حفظ حدیث میں امام الخلائق، جرح وتعدیل کے ماہر اور ہر فن کے استاد اور اسم بامسمی تھے۔

(۳) طبقات پر لکھی گئی چند اہم اور مفید کتابیں:

- الطبقات الکبریٰ: ابوعبداللہ محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ [۸۴۵ء]۔ابن سعد مشہور سیرت نگار واقدی کے کاتب تھے۔اس کتاب میں انہوں نے صحابہ، تابعین اور اپنے عہد تک کے رواۃ کے حالات وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

- طبقات الرواۃ : ابوعمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی کی یہ تصنیف ہے، ان کی وفات ۲۴۰ھ [۵۵-۸۵۴ء] میں ہوئی۔
- کتاب الطبقات: طبقات کی یہ کتاب امام مسلم بن حجاج قشیریؒ کی تصنیف کردہ ہے۔
- کتاب الطبقات: امام ابوعبدالرحمٰن نسائی کی تصنیف ہے۔
- طبقات التابعین: ابوحاتم محمد بن ادریس بن منذر رازی حنظلی متوفی ۲۷۷ھ [۸۹۰ء] کی تصنیف ہے، ان کی وفات رے میں ہوئی تھی۔
- تذکرۃ الحفاظ: امام وحافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ [۱۳۴۸ء] کی یہ تصنیف ہے، جس میں حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے اپنے زمانہ تک کے صرف حفاظ حدیث کا تذکرہ کیا ہے۔

(۴) نام کنیت اور القاب میں ذکر کردہ چند اہم کتابیں:

- کتاب الأسماء والکنی: یہ کتاب امام احمد بن حنبلؒ کی ہے۔
- کتاب الکنی: امام بخاری علیہ الرحمہ کی تصنیف کردہ ہے۔
- کتاب الکنی: امام مسلم علیہ الرحمہ کی کاوش ہے۔
- کشف النقاب عن الأسماء والألقاب: ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ [۱۲۰۰ء] کی تالیف ہے۔
- مجمع الآداب فی معجم الأسماء والألقاب: محدث اندلس ابوالولید بن فرضی نے یہ کتاب لکھی ہے، جن کی وفات ۴۰۳ھ [۱۰۱۲ء] میں ہوئی۔
- کتاب الکنی والألقاب: ابوعبداللہ حاکم نے اسے تصنیف کیا ہے۔
- کتاب الألقاب والکنی: اس کے مصنف ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن موسیٰ فارسی شیرازی ہیں۔ ان کی وفات شیراز ہی میں ۴۱۱ھ [۲۱-۱۰۲۰ء] میں ہوئی تھی، یہ ایک جلد میں بہت ہی عمدہ اور مفید کتاب ہے، بلکہ اسماء، کنیت اور القاب کی کتابوں میں سب سے بہتر کتاب ہے۔
- نزھۃ الألباب: حافظ ابن حجر کی، القاب میں یہ تصنیف بہت ہی انوکھی ہے، جس

Marfat.com

میں انہوں نے دوسروں کے فوائد کی تلخیص کے ساتھ اضافے بھی کئے ہیں، ان کے شاگرد علامہ سخاوی نے اس کتاب میں بہت کچھ اور جمع کیا ہے، جس کو انہوں نے ایک مستقل تصنیف کی صورت دی ہے۔

- کشف النقاب عن الألقاب: حافظ جلال الدین سیوطیؒ کی یہ تصنیف ہے۔

(۵) پانچویں قسم: صحاح ستہ اور دیگر اصول کی کتابوں کے رجال پر لکھی گئی کتابوں کی ہے، جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

- المعجم المشتمل علی ذکر أسماء شیوخ الأئمة النبل: سرزمین شام کے حافظ ابوالقاسم بن عساکر متوفی ۵۷۱ھ [۱۱۷۵ء] نے اسے تصنیف کیا ہے جس میں انہوں نے دیگر راویوں کے بجائے صرف اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ کا تذکرہ کیا ہے۔

- الإکمال فی أسماء الرجال: یہ تصنیف حافظ ابومحمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی حنبلی کی ہے، جن کی وفات ۶۰۰ھ [۰۴-۱۲۰۳ء] میں ہوئی، جس میں انہوں نے صرف صحاح ستہ کے رجال ہی کا تذکرہ قلم بند کیا ہے۔

- تھذیب الکمال في أسماء الرجال: یہ گراں مایہ تصنیف حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف مزی متوفی ۷۴۲ھ [۱۳۴۱ء] کی ہے۔ رجال میں تصنیف کردہ کتابوں میں سب سے بہتر وعمدہ کتاب یہی ہے۔ صلاح صفدی نے اس کتاب کا یوں تذکرہ کیا ہے ”حافظ مزی نے چودہ جلدوں میں تہذیب الکمال کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس نے اس فن میں متقدمین کی تمام کتابوں کو گرہن لگا دیا، یہ کتاب ان کی زندگی ہی میں اتنی مشہور ہوئی تھی کہ تشنگان علوم اس کو خرید کر اپنے پاس رکھنے لگے تھے“ تاج الدین سبکی یوں رقم طراز ہیں، کہ حافظ مزی نے تہذیب الکمال لکھی اور یہ متفقہ بات ہے کہ اس جیسی کتاب تصنیف نہیں کی گئی تھی۔ علامہ علاؤالدین مغلطائی حنفی نے کہا ہے کہ یہ کتاب مواد کے اعتبار سے بہت ہی زیادہ فوائد کی متحمل اور انوکھی چیزوں کا مخزن ہے، اس فن میں اس جیسی کتاب تالیف نہیں کی گئی، اور یہ بھی کہا ہے کہ

Marfat.com

تہذیب الکمال نے فقہاء اور محدثین کے درمیان فیصل اور حکم کی حیثیت حاصل کی ہے، جب دونوں کا باہم اختلاف ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تہذیب الکمال ہمارے درمیان فیصل اور حکم کا کام انجام دے گی، علامہ ذہبی نے اس کتاب کی تلخیص کی ہے اور اسے تہذیب التہذیب کا نام دیا ہے، پھر التہذیب کو بھی مختصر کر کے الکاشف نام رکھا ہے۔

چند اور اہم اجزاء حدیث

صاحب کتاب نے جتنے اجزاء حدیث بیان کئے ہیں ان کے علاوہ چند اہم اجزاء درج ذیل ہیں:

- ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن مثنی بن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری، بصری، آپ کا نام ونسب ہے۔ آپ منصب قضاء پر فائز تھے، امام بخاری کے استاد ہیں۔ ان کی وفات ۲۱۵ھ [۳۱-۸۳۰ء] میں ہوئی، ان کا شمار عالی اور مشہور اجزاء میں ہوتا ہے جن کی طرف علماء نے روز اول ہی سے توجہ دی۔
- جزء ابومسعود بن فرات بن خالد ضبی رازی متوفی ۲۵۸ھ [۷۲-۸۷۱ء] علامہ مذکور نے اصبہان کو اپنا مسکن بنالیا تھا، ان کی کئی تصنیفات ہیں، حافظ حدیث اور محدث اصبہان تھے، ذہبی نے لکھا ہے کہ آج کل کے عالی اسناد اجزاء میں سے اس جزء کا شمار ہوتا ہے۔
- جزء حسن بن سفیان شیبانی نسائی، ان کی ایک مسند بھی ہے۔
- جزء ابواحمد محمد بن احمد بن حسین قاسم غطریفی متوفی ۳۷۷ھ [۹۸۷ء] اس میں قاضی ابوبکر طبری کی حدیثیں درج ہیں۔
- جزء لوین: یہ محمد بن سلیمان بن حبیب مصیصی کی جزء حدیث ہے۔ جن کی تاریخ وفات ۲۴۵ھ [۶۰-۸۵۹ء] یا ۲۴۶ھ [۶۱-۸۶۰ء] ہے۔
- جزء ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق: ابواسحاق قاضی تھے، اس میں ایوب سختیانی کی حدیثوں میں سے بعض کو جمع کیا ہے۔
- ابوالقاسم بغوی کا بھی ایک جزء حدیث تھا۔

Marfat.com

- ابوبکر بن شاذان بغدادی، بزاز کا بھی ایک جزء حدیث تھا۔
- حافظ ابوالقاسم حمزہ بن محمد بن علی بن عباس کنانی مصری متوفی ۳۷۵ھ [۸۶-۹۸۵ء]، کے املاء کرائے ہوئے اوراق میں سے ایک جزء ہے، ابوالحسن علی بن عمر بن محمد حرانی مصری صواف متوفی ۴۴۱ھ [۵۰-۱۰۴۹ء] نے ان سے روایت کیا ہے۔
- **اجزاء ثقفیات:** حافظ ابوعبداللہ قاسم بن فضل بن احمد ثقفی اصبہانی کے یہ دس اجزاء ہیں ان کی وفات ۴۸۹ھ [۹۶-۱۰۹۵ء] میں ہوئی تھی۔
- **اجزاء جعدیات:** ابوالحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی جوہری کی اپنے شیوخ سے روایت کردہ احادیث جس میں ان کے شیوخ کے تراجم اور شیوخ کے شیوخ کے حالات بھی ہیں، ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بغوی نے اسے جمع کیا تھا، اسی میں سے یہ بارہ اجزاء ہیں، علی بن جعد کی وفات ۲۳۰ھ [۸۴۵ء] میں ہوئی۔
- **اجزاء خلعیات:** یہ قاضی ابوالحسن علی بن حسن بن حسین بن محمد شافعی معروف بہ خلعی کے بیس اجزاء ہیں۔ ابونصر احمد بن حسین شیرازی نے ان کی حدیثیں جمع کی تھیں، پھر اس کو چھانٹ کر خلعیات مرتب کیا، چونکہ موصوف مصر کے شہزادوں کو لباس بیچا کرتے تھے، اس لئے انہیں خلعی کہا گیا، اصلاً موصل کے باشندے ہیں، لیکن مصر کو اپنا وطن اختیار کیا تھا اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ اہل مصر میں سب سے عالی سند ان ہی کی تھی۔
- **اجزاء سلفیات:** ابوطاہر احمد بن محمد سلفی کے اجزاء ہیں، جن کی تعداد سو سے زائد ہے۔ ابن شرف انماطی اور ابن طیوری کے علمی سرمایہ سے انہوں نے اسے چھانٹا ہے، اس میں بغداد کے شیوخ اور ان کے علاوہ کی بھی مرویات ہیں، ان کے اپنے شیوخ سے روایت کردہ احادیث کے بھی سات اجزاء ہیں، جن کا نام السفینۃ الجرائدیۃ الکبریٰ ہے۔ ان سب کے علاوہ ان کا ایک جزء السفینۃ البغدادیہ کے نام سے بھی ہے۔
- **أجزاء طیوریات:** یہ اجزاء ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد بن قاسم

Marfat.com

ازدی، صیرفی جو ابن طیوری کے نام سے مشہور ہیں، کے ہیں، یہ مکثرین اور ثقات رواۃ میں سے ہیں، یہ اجزاء دو جلدوں میں ہیں ابن طیوری کی وفات بغداد میں ۵۰۰ھ [۰۷-۱۱۰۶ء] میں ہوئی۔

- **أجزاء العطیعیات:** یہ پانچ اجزاء مسند عراق ابوبکر احمد بن جعفر بن ہمدان بن مالک بن شبیب بغدادی قطیعی متوفی ۳۶۸ھ [۷۹-۹۷۸ء] کے ہیں۔
- **اجزاء کنجرودیات:** یہ پانچ اجزاء ابوسعید محمد بن عبدالرحمٰن کنجرودی کی ان احادیث میں سے ہیں جنہیں ابوسعید علی بن موسی نیشاپوری نے چھانٹا ہے۔ ابوسعید کی وفات ۴۶۵ھ [۷۳-۱۰۷۲ء] میں حج سے واپسی پر ہوئی تھی، سکری کے نام سے مشہور تھے۔ ابوسعید محمد بن عبدالرحمٰن کنجرودی ہی کی حدیثوں سے ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے احادیث الگ کی ہیں اور جزء کی شکل دی ہے۔
- اجزاء محاملیات: قاضی ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد ضبی محاملی نے یہ سولہ اجزاء اہل بغداد و اصبہان کی روایتوں کے تیار کئے ہیں، محاملی بغداد کے محدث اور شیخ تھے۔ وفات ۳۴۰ھ [۴۲-۹۴۱ء] میں ہوئی۔

اجزاء حدیث کی تعداد ہزار سے زائد ہے، پرانے زمانے میں حدیث کے متلاشی اس کو سننے اور روایت کرنے کے بڑے شوقین ہوتے تھے، لیکن افسوس موجودہ زمانہ کے لوگ ان کے ناموں تک سے بھی ناواقف اور بے خبر ہیں، سطور بالا میں ذکر کردہ اجزاء کو سننا اور حاصل کرنا ہر طالب حدیث کا شیوہ ہونا چاہئے۔

مسلسلات پر چند اور مؤلفات وتصانیف

مسلسلات میں تالیف کردہ چند کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

- **المسلسل بالأولية:** اس کتاب کے مصنف ابوطاہر عماد الدین احمد بن محمد بن احمد بن محمد سلفی اصبہانی متوفی ۵۷۶ھ [۱۱۸۰ء] ہیں۔
- **العذب السلسل في الحديث المسلسل:** حافظ شمس الدین ذہبی نے اسے ترتیب دیا ہے۔

Marfat.com

- المسلسلات: شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ [۹۷-۱۴۹۶ء] کی اس مسلسلات میں سو مسلسل احادیث ہیں، امتیازی شان کی مالک ہے۔ علامہ سخاوی نے اسے بہت ہی عمدہ تصنیف کیا ہے۔
- المسلسلات الکبریٰ: جلال الدین سیوطی کی یہ تصنیف ہے۔
- الفوائد الجليلة في مسلسلات محمد بن أحمد عقيلة: ابوعبداللہ جمال الدین محمد بن احمد بن سعید مکی حنفی متوفی ۱۱۵۰ھ [۳۸-۱۷۳۷ء] کی یہ تصنیف ہے، ان کے والد عقیلہ کے نام سے مشہور تھے۔
- التعليقة الجليلة على مسلسلات ابن عقيلة: ابوالفیض محمد بن محمد واسطی، زبیدی جو مرتضی حسینی کے نام سے مشہور ہیں کی تصنیف ہے، ان کی وفات مصر میں ۱۲۰۵ھ [۹۱-۱۷۹۰ء] میں ہوئی۔

فقہی ابواب پر مرتب، حدیث کی چند اور اہم مصنفات

فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب اہم کتابوں میں سے جس کو مصنف یا جامع کہا جاتا ہے یا ان کے علاوہ اہم کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

- مصنف حماد بن سلمہ بن دینار بصری۔ متوفی ۲۶۷ھ [۸۱-۸۸۰ء]
- مصنف وکیع بن جراح بن ملیح رؤاسی کوفی۔ متوفی ۱۹۶ھ [۱۲-۸۱۱ء]
- مصنف بقی بن مخلد بن یزید قرطبی، متوفی ۲۶۷ھ [۸۸۹ء] جس میں انہوں نے صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے فتاویٰ کو ذکر کیا ہے، ابن حزم کہتے ہیں کہ اس میں تیرہ سو سے زائد صحابہ سے روایت مروی ہے، فقہی ابواب کی ترتیب پر اس کو مرتب کیا ہے، وہ مسند بھی ہے اور مصنف بھی۔ ابوعروہ معمر بن راشد ازدی بصری، متوفی ۱۵۴ھ [۷۱-۷۷۰ء] کی جامع ابوعبداللہ سفیان بن سعید مسروق ثوری کوفی متوفی ۱۶۱ھ [۷۷۸ء] کی جامع، ابومحمد سفیان بن عیینہ بن میمون ہلالی کوفی متوفی ۱۹۸ھ [۱۴-۸۱۳ء] کی جامع، امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ کی کتاب الآثار۔ امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ

Marfat.com

[۸۱۹ء] کی کتاب الام۔ اور ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد طبری متوفی ۳۱۰ھ [۹۲۳ء]
کی تہذیب الآثار اور اہم کتابیں ہیں۔

- تہذیب الآثار ابن جریر طبری جس میں انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی روایت سے ابتدا کی ہے اور ہر حدیث کے طرق اور علل پر بحث کی ہے، اور فقہی اختلافات مع دلائل، اسانید کے علاوہ بیان کیا ہے۔ اور الفاظ کی تشریح بھی کی ہے، انہوں نے عشرہ مبشرہ، اہل بیت، موالی کی اسانید کے علاوہ مسند ابن عباس کے ایک بڑے حصے کو بھی جمع کیا ہے، اس کام کو مکمل کرنے سے پہلے پیام اجل آ پہنچا۔

چند معروف اصطلاحات حدیث کے معنی اور مفہوم

صحیح: جس حدیث کی سند متصل ہو اور راوی از اول تا آخر عادل وضابط ہوں اور وہ حدیث شاذ یا معلل نہ ہو، تو وہ حدیث صحیح کہلائے گی۔ [مقدمہ ابن الصلاح ص: ۱۵-۱۶]

ضعیف: وہ حدیث جس میں صحیح یا حسن کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ [تدریب الراوی ۱/ ۱۲۷]

ثقہ: ابن حجرؒ کے نزدیک تعدیل کا تیسرا درجہ ہے۔ [تقریب التہذیب، ص: ۲۳]

ثبت: ابن حجرؒ کے نزدیک تعدیل کا تیسرا درجہ ہے۔ [تقریب التہذیب، ص: ۲۳]

متقن: ابن حجرؒ کے نزدیک تعدیل کا تیسرا درجہ ہے۔ [تقریب التہذیب، ص: ۲۳]

حجہ: امام نوویؒ و ابن صلاح کے نزدیک تعدیل کا پہلا درجہ ہے۔ [تدریب الراوی ۱/ ۲۵۵]

صدوق: ابن حجرؒ کے نزدیک تعدیل کا چوتھا درجہ ہے۔ [تقریب التہذیب، ص: ۲۳]

ثقہ: ابن حجرؒ کے نزدیک تعدیل کا دوسرا درجہ ہے، اور حافظ ذہبی و عراقیؒ کے نزدیک پہلا درجہ ہے۔ [تقریب التہذیب، ص: ۲۳۔ تدریب الراوی ۱/ ۲۵۵]

لا باس بہ: ابن حجرؒ کے نزدیک تعدیل کا چوتھا درجہ ہے۔ [تقریب التہذیب، ص: ۲۳]

منکر: ایسی روایت جس میں راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہو، اور راوی منفرد ہو، دوسرے طرق سے وہ روایت منقول نہ ہو۔ [مقدمہ ابن صلاح ۶۳-۶۴]

متروک: ابن حجرؒ کے نزدیک جرح کا تیسرا درجہ ہے۔ [تقریب التہذیب، ص: ۲۳]

Marfat.com

تدلیس: سند حدیث کے کسی عیب کو پوشیدہ رکھنا اور اس کو اچھا بنا کر پیش کرنا تدلیس کہلاتا ہے۔

متکلم فیہ: علامہ سیوطیؒ نے تعدیل کے چھٹے درجے میں اس کو ذکر کیا ہے۔[تدریب الراوی ا/ ۲۵۷]

اجزاء: حدیث کی وہ کتابیں جس میں صرف ایک صحابی کی مرویات یا کسی ایک ہی شیخ کی مرویات جمع کی گئی ہوں، جیسے أجزاء قطیعیات، أجزاء جعدیات، اجزاء کی دوسری تعریف یہ ہے کہ وہ چھوٹی تالیفات جو کسی خاص موضوع پر لکھی گئی ہوں جیسے جزء رفع الیدین.

مسلسلات: وہ حدیث جس کے رواۃ ایک خاص صفت یا خاص حالت پر متفق ہوئے ہوں، جیسے رواۃ کے ناموں میں یکسانیت ہو یا ہر راوی نے روایت کرتے وقت أنـا احبك فقل جیسا کوئی خاص کلمہ کہا ہو۔

الاربعینات: اس سے مراد وہ حدیث کی کتابیں ہیں جس میں چالیس احادیث کسی بھی ترتیب پر جمع کی گئیں ہوں۔ اسے اردو میں چہل حدیث کہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے بھی اربعین ترتیب دی تھی۔

الجوامع: جامع ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں مندرجہ ذیل آٹھ مضامین کی احادیث موجود ہوں۔ سیر، عقائد، آداب، تفسیر، احکام، فتن، اشراط ومناقب۔

المسانید: وہ کتابیں جن میں ہر صحابہ کی احادیث ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کی گئی ہوں۔ پہلے خلفاء اربعہ پھر بقیہ عشرہ مبشرہ، پھر دیگر صحابہ، جیسے مسند احمد بن حنبل، مسند الفردوس وغیرہ

Marfat.com

فہرست مراجع ☆

یہ ان کتابوں کی فہرست ہے جن سے نظر ثانی اور تصحیح و ترمیم کے لئے رجوع کیا گیا ہے، ان میں سے اکثر مراجع و کتب مولانا اکرم کی فہرست کے علاوہ ہیں، اس لئے اس فہرست کو علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔[نور]

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنفین	مطبع
۱	الإصابة فی تمییز الصحابة	حافظ ابن حجر	مطبع السعادہ بجوار محافظۃ مصر ۱۳۲۸ھ
۲	اسد الغابة فی معرفة الصحابة	ابن الأثیر مترجم: مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی	اردو ترجمہ: مطبع میزان لاہور ۲۰۱۰ء
۳	الإمتناع بالأربعین المتباینة بشرط السماع	ابن حجر	تحقیق محمد شکور محمد الحاجی المیادینی مطبوعہ دوحہ قطر ۱۴۰۹ھ
۴	الإستیعاب فی معرفة الأصحاب	ابن عبدالبر	مطبوعہ برحاشیہ اصابہ، مصر
۵	الالمام باحادیث الأحکام	ابن دقیق العید	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
٦	اتحاف السالك برواة المؤطا عن مالك	ابن ناصر الدین	بدر بن عبداللہ البدر اضواء السلف ریاض
۷	الأربعون	ابوبکر اجری	تحقیق: علی حسن عبدالحمید المكتب الإسلامی، بیروت ۱٤۰۹ھ ۱۹۸۹ء

Marfat.com

۸	أزهار الرياض فی أخبار القاضی عیاض	احمد بن محمد مقری	
۹	الأنساب	عبدالکریم سمعانی	تقدیم و تعلیق: عبداللہ عمر البارودی دارالجنان، بیروت ۱۴۰۸ھ ۱۹۹۸ء
۱۰	الأربعین البلدانیه	ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد سلفی اصفہانی	تحقیق: ابوعبدالرحمان مسعد بن عبدالحمید سعدنی اضواء السلف، ریاض
۱۱	اقتضاء العلم و العمل	خطیب بغدادی	تحقیق: ناصرالدین البانی مکتبۃ العارف للنشر والتوزیع ریاض ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۲ء
۱۲	الارشاد فی معرفة علماء االحدیث	ابویعلی خلیلی	تحقیق: ڈاکٹر محمد سعید بن عمر ادریس ریاض ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء
۱۳	الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة	ابن عبدالبر	مقدمہ: عبدالفتاح ابوغدہ مکتبہ مطبوعات اسلامیہ، حلب ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء
۱۴	الاربعین	محمد بن اسلم طوسی	تحقیق: مشعل بن بانی الجبر المطیر ی بیروت: ۱۴۲۱ھ
۱۵	انوار المسالك إلیٰ مؤطا مالك	محمد بن علوی مالکی حسنی	مطبوعہ قطر
۱۶	اخبار الفقهاء و المحدثین	محمد بن حارث خشنی	محشی: سالم مصطفیٰ بدری دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء
۱۷	الاکمال فی أسماء الرجال	ابن ماکولا	

Marfat.com

18	الأدب المفرد	امام بخاری	تحقیق: بسمیر بن امین الزہیری ریاض ۱۴۱۹ھ
19	البدایه و النهایه	ابن کثیر	مکتبۃ الریاض الحدیثیه عکس طبع، دار الفکر، بیروت
۲۰	تاريخ بغداد	خطیب بغدادی	دار الفکر، بیروت
۲۱	تذکرة الحفاظ	علامہ شمس الدین ذہبی	دائرۃ المعارف، حیدر آباد ۱۳۳۳ھ
۲۲	تنقيح الالفاظ الجامع الصحيح	بدر الدین زرکشی	تحقیق: یحیی بن محمد حکمی مکتبۃ الرشید ناشرون، ریاض
۲۳	التوشيح فی شرح الجامع الصحيح	علامہ سیوطی	تحقیق: علاء ابراہیم ازہری دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰ء
۲۴	تاريخ طبری	علامہ محمد بن جریر طبری	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ ۱۹۹۱ء
۲۵	تجر يدأسماء الصحابه	علامہ ذہبی	دائرۃ المعارف نظامیہ، حیدر آباد ۱۳۱۵ھ
۲۶	ترتيب المدارك	قاضی عیاض	تحقیق: ڈاکٹر احمد محمود بکیر عکس طبع، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت ۱۴۷۱ھ ۱۹۹۶ء
۲۷	تقريب التهذيب	حافظ ابن حجر	تحقیق: شیخ محمد عوامہ عکس نسخہ بیروت دار الکتاب دیوبند

Marfat.com

۲۸	التمهيد	ابن عبدالبر	تحقیق: استاد مصطفیٰ احمد علوی استاد محمد عبدالکریم بکری موسسۃ للتوزیع، طبع ثانی ۱۴۰۲ھ
۲۹	تاريخ علماء الاندلس	ابن الفرضی	تصحیح ومراجعت سید عزت عطاء حسینی مکتبہ خانجی، قاہرہ ۱۳۰۸ھ
۳۰	تهذيب التهذيب	ابن حجر العسقلانی	دائرۃ المعارف نظامیہ، حیدرآباد
۳۱	تاريخ التراث العربی	فؤاد سزگین	ادارہ ثقافت ونشر جامعہ محمد بن سعود الاسلامیہ، سعودی عرب ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء
۳۲	تدريب الراوی	علامہ سیوطی	تحقیق: نظر محمد فاریابی مکتبۃ الکوثر، ریاض ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء
۳۳	تاريخ دمشق الكبير	ابن عساکر	تحقیق: علامہ ابوعبداللہ عاشور جنوبی داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱ء
۳۴	تاريخ الإسلام	علامہ ذہبی	تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطاء دارالکتب العلمیہ، بیروت ۲۰۰۵ء

Marfat.com

۳۵	ترتیب القاموس	فیروز آبادی	
۳۶	تاریخ الثقات	ابن حبان	محشی: ابراہیم شمس الدین، ترکی فرحان مصطفیٰ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء
۳۷	تنویر الحوالك	سیوطی	مطبع محمد علی صبیح واولادہ بمیدان الازہر بمصر
۳۸	جامع الاصول	حمیدی	تحقیق: عبد القادر ارناؤوط ادارہ شئون الاسلامیہ، قطر
۳۹	الجمع بين الصحيحين	ابوعبداللہ حمیدی	بیروت
۴۰	جذوة المقتبس	ابوعبداللہ حمیدی	بیروت
۴۱	الجواهر المضيئة	عبد القادر قرشی	دائرۃ المعارف حیدر آباد: ۱۳۳۲ھ
۴۲	جامع مسانيد الإمام الأعظم	خوارزمی	دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۹ء
۴۳	الجرح والتعديل	ابن ابی حاتم	بیروت
۴۴	حلية الأولياء	ابونعیم اصفہانی	دار الکتاب العربی، بیروت
۴۵	حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهرة	علامہ سیوطی	مکتبۃ العصریہ، بیروت
۴۶	الدر الكامنة	ابن حجر	دار الاحیاء التراث العربی، بیروت
۴۷	الديباج المذهب فی اعيان علماء المذهب	ابن فرحون	تحقیق: مامون بن محی الدین الجنان دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۹۶ء۔ ۱۴۱۷ھ

Marfat.com

۴۸	الرسالة المستطرفة فی بیان کتب السنة المشرفه	محمد بن جعفر کتانی	دارالکتب الاسلامیۃ بیروت:۱۹۸۶ء
۴۹	سنن ابو داؤد	ابوداؤد سجستانی	تحقیق: شیخ محمد عوامہ مؤسسۃ الریان، بیروت ۲۰۰۴ء ۱۴۲۵ھ
۵۰	سنن ترمذی	امام ترمذی	دارالبشائر الاسلامیہ، بیروت ۱۴۳۶ھ ۲۰۵۱ء
۵۱	سنن ابن ماجه	امام ابن ماجہ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۵۲	السنن الکبریٰ	امام بیہقی	دارالفکر، بیروت
۵۳	سنن دارمی	امام دارمی	تحقیق: فؤاد احمد زمرلی، خالد السبع العلمی عکس طبع بیروت مکتبہ دارالایمان سہارنپور
۵۴	السابق واللاحق	خطیب بغدادی	تحقیق: محمد بن مطر زہراوی دارالصمیعی، ریاض ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء
۵۵	سلاح المؤمن	تقی الدین عسقلانی	
۵۶	سیر أعلام النبلاء	علامہ ذہبی	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء
۵۷	شرح معانی الآثار	امام طحاوی	یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند
۵۸	شجرة النور الزکیة فی طبقات المالکیة	محمد بن محمد مخلوف	تحقیق: یحیٰ بن محمد حکمی مکتبۃ الرشید ناشرون

Marfat.com

۵۹	شرح السنة	امام بغوی	تحقیق زہیر الشاویش وشعیب ارناؤط المکتب الاسلامی، بیروت ۱۳۹۴ھ۔۱۹۷۴ء
٦٠	شرح نخبة الفكر	حافظ ابن حجر	اتحاد بکڈپو، دیوبند
٦١	شرح الزرقانی للمؤطا	محمد زرقانی	تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی دار الحدیث، قاہرہ
٦٢	شذرات الذهب فی أخبار من ذهب	ابن العماد حنبلی	مکتبہ القدسی، قاہرہ
٦٣	صحيح بخاری	امام بخاری	مکتبۃ الاصلاح، مرآد باد
٦٤	صحيح مسلم		دار طیبہ، ریاض
٦٥	صحيح ابن حبان	ابن حبان	مرتب: دکتور محمد علی سونمز ترکی خالص آی دمیری ترکی وزاۃ الاوقاف، قطر ۱۴۳۳ھ۲۰۱۲ء
٦٦	الصلة	ابن بشکوال	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۹ھ
٦٧	الضوء اللامع	علامہ سخاوی	دار الجیل، بیروت ۱۴۱۲ھ۱۹۹۲ء
٦٨	الطالع السعيد	کمال الدین ادفوی	تحقیق؛ سعد محمد حسن مراجعت: ڈاکٹر طٰہ الحاجری الدار المصریہ للتالیف والترجمہ ۱۹٦٦ء

Marfat.com

۶۹	طبقات ابن سعد	(ابن سعد) محمد بن سعد بصری	تحقیق: محمد عبدالقادر عطاء دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء
۷۰	طبقات الحفاظ	علامہ سیوطی	تحقیق: محمد علی عمر مکتبہ وھبہ، قاہرہ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء
۷۱	طبقات الحنابلہ	محمد بن ابویعلی، ابن رجب	دارالمعرفہ بیروت
۷۲	طبقات الفقہاء	ابواسحاق شیرازی	تصحیح وترتیب: خلیل المیس مدیر ازہر، لبنان دارالقلم، بیروت
۷۳	طبقات الصوفية	ابوعبدالرحمان محمد بن حسن سلمی	تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطاء دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۸ء،۱۴۱۹ھ
۷۴	طبقات الشافعية الکبریٰ	عبدالوہاب سبکی	تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر احمد عطاء دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان
۷۵	طبقات الشافعية	إسنوی	
۷۶	العبر فی خبر من غبر	علامہ ذہبی	تحقیق: محمد سعید بن بسیونی زغلول دارالکتب العلمیہ، بیروت
۷۷	عمل اليوم والليلة	امام نسائی	مراجعت وتعلیق: منجانب مرکز الخدمات والابحاث الثقافیہ دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء

Marfat.com

۷۸	العقد الثمين فی أخبار البلد الأمين	(علامہ فاسی) تقی الدین محمد بن احمد حسنی مکی	تحقیق: فؤاد سید مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
۷۹	العلانیات	ابوبکر البزار	ڈاکٹر فاروق بن عبد العلیم مرسی دار المامون للتراث، بیروت: ۱۴۱۰ھ
۸۰	الفردوس بماثور الخطاب	دیلمی	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء
۸۱	الفوائد	تمام بن محمد رازی	تحقیق: حمدی بن عبد المجید سلفی ریاض ۱۴۱۴ھ
۸۲	الفوائد البهية فی تراجم الحنفية	علامہ عبد الحی لکھنوی	مطبع مصطفائی، کانپور ۲۱۹۳ھ
۸۳	فتح المغيث	علامہ عبد الرحمٰن سخاوی	تحقیق: مجدی فتحی سید، مصطفیٰ شتات مکتبہ توقیفیہ، قاہرہ
۸۴	فهرس الفهارس	علامہ عبد الحی کتانی	دار الغرب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء
۸۵	فوات الوفيات	ابن شاکر کتبی	تحقیق: دکتور احسان عباس دار صادر، بیروت
۸۶	كتاب الزهد	عبد اللہ ابن المبارک	تحقیق: مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مالیگاؤں
۸۷	كتاب الأربعين فی تصحيح المعامل	عبد الکریم تستری	تحقیق: محمد سید البریجی دار الفتح، عمان، اردن ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳ء

Marfat.com

۸۸	الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری	علامہ شمس الدین کرمانی	بیروت ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء
۸۹	الکامل	ابن عدی	تحقیق: ایمن بن عارف دمشقی دار الجیل، بیروت
۹۰	کشف الظنون	حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ	استنبول ۱۹۴۱ء۔ مکتبہ المثنیٰ، بیروت بلاسنہ
۹۱	کتاب مجابی الدعوة	ابن ابی الدنیا	تحقیق: احمد فرید مزیدی دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۳۱ھ ۲۰۱۰ء [مشمولہ رسائل ابن ابی الدنیا]
۹۲	کتاب التاریخ	یحییٰ بن معین	تحقیق: ڈاکٹر احمد محمد نور سیف ریاض: ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء
۹۳	کتاب الدعاء	ابو القاسم طبرانی	تحقیق: انور جامی جاھین دار الحدیث، قاہرہ ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء
۹۴	کتاب المجالسة	ابو بکر دینوری	
۹۵	کتاب الاعتقاد والھدایة الی سبیل الرشاد	ابو بکر بیہقی	تحقیق: فریح بن صالح بہلال رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء، ریاض ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء
۹۶	لسان المیزان	حافظ ابن حجر	حیدر آباد: ۱۳۲۹ھ

Marfat.com

۹۷	المنتظم فی تاریخ الملوك والأمم	ابن الجوزی	تحقیق: محمد عبدالقادر عطاء مصطفیٰ عبدالقادر عطاء مراجعت وتصحیح: نعیم زرزور دارالکتب العلمیہ، بیروت
۹۸	مرآۃ الجنان	یافعی	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
۹۹	المستدرك	ابوعبداللہ حاکم	دارالمعرفہ، بیروت، لبنان
۱۰۰	مجمع الزوائد	نورالدین ہیثمی	عکس مکتبۃ القدسی، قاہرہ
۱۰۱	معجم کبیر	طبرانی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
۱۰۲	معجم صغیر	طبرانی	مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء
۱۰۳	معجم ابویعلی	ابویعلی احمد بن علی موصلی	تحقیق: شیخ مامون خلیل شیخا دارالمعرفۃ، بیروت
۱۰۴	معجم الشیوخ	ابن جمیع	تحقیق: ڈاکٹر عبدالسلام تدمری طبع ثانی: مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء
۱۰۵	معجم اسماعیلی	ابوبکر جرجانی اسماعیلی	تحقیق: ڈاکٹر زیاد محمد منصور مدینہ ۱۴۱۰ھ
۱۰۶	مسند احمد	تحقیق: احمد محمد شاکر	دارالحدیث، قاہرہ ۱۴۲۷ھ
۱۰۷	المنتقی	ابن الجارود	المکتبۃ الاثریہ، پاکستان
۱۰۸	مشارق الانوار علی صحاح الآثار	قاضی عیاض	تونس وقاہرہ بلاسنہ

Marfat.com

۱۰۹	مسند بزار	محدث بزار	تحقیق: ڈاکٹر محفوظ الرحمان، عادل بن سعد دار العلوم والحکم، مدینہ منورہ ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء
۱۱۰	مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق صنعانی	تحقیق: محدث کبیر حبیب الرحمان اعظمی مجلس علمی، ڈابھیل
۱۱۱	مصنف ابن ابوشیبه	ابن ابوشیبہ	تحقیق: شیخ محمد عوامہ ادارۃ القرآن والعلام الاسلامیہ کراچی ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء
۱۱۲	مؤطا امام مالك	امام مالک بن انس	نور محمد، کراچی بلاسنہ
۱۱۳	مؤطا امام محمد	امام محمد شیبانی	دیوبند
۱۱۴	معجم المطبوعات العربيه والمعربه	یوسف سرکیس	عکس طبع اول، دار صادر، بیروت
۱۱۵	ميزان الاعتدال	علامہ ذہبی	مکتبۃ الرسالہ العالمیہ ریاض۔ دمشق ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء
۱۱۶	معالم السنن	ابوسلیمان خطابی	المکتبۃ العلمیۃ بیروت ۱۴۰۱ھ۔ ۱۹۸۱ء
۱۱۷	لسان الميزان	ابن حجر	دائرۃ المعارف، حیدرآباد ۱۳۳۰ھ
۱۱۸	معرفة السنن والآثار	ابوبکر بیہقی	تحقیق: سید کسروی حسن بیروت: ۱۴۱۲ھ

Marfat.com

۱۱۹	المنتخب بن مسند عبد بن حمید	عبد بن حمید	تحقیق و تعلیق: ابوعبداللہ مصطفیٰ بن العدوی دار بلنسیہ ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲ء
۱۲۰	المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم	ابونعیم اصفہانی	تحقیق: محمد حسن اسماعیل شافعی دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۷ھ
۱۲۱	مسند حمیدی	ابوبکر حمیدی	تحقیق: مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی عالم الکتب، بیروت بلا سنہ
۱۲۲	مسند شافعی	امام شافعی	تحقیق: سید یوسف زولوی سید عزت عطار حسینی دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۳۷۰ھ
۱۲۳	مسند طیالسی	ابوداؤد طیالسی	تحقیق: محمد حسن محمد حسن اسماعیل دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ء
۱۲۴	مصابیح السنہ	ابوالحسین بغوی	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ھ
۱۲۵	نیل الابتهاج بتطریز الدیباج	احمد بابا تنبکی	طرابلس ۱۹۹۸ء
۱۲۶	نزهة الخواطر	مولانا عبدالحی حسنی	دائرۃ المعارف، حیدرآباد
۱۲۷	نزهة الحفاظ	ابوموسیٰ مدینی	تحقیق و تعلیق عبدالراضی عبدالمحسن مؤسسۃ الکتب الثقافہ، بیروت ۱۴۰۶ھ

Marfat.com

۱۲۸	النجوم الظاهره	جمال الدین یوسف اتابکی	تقدیم وتعلیق: محمد حسین شمس الدین دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۲ء
۱۲۹	نفح الطیب فی الاندلس الرطیب	مقری (احمد بن محمد)	دار صادر، بیروت
۱۳۰	وفیات الأعیان	ابن خلکان	تحقیق: مکتب التحقیق دار النفائس، ریاض
۱۳۱	الوافی بالوفیات	صلاح الدین صفدی	ابو عبد اللہ اسیوطی دار الکتب العلمہ، بیروت ۲۰۱۰ء
۱۳۲	ھدی الساری	حافظ ابن حجر	ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ، قاہرہ ۱۳۴۷ھ
۱۳۳	اللباب فی تھذیب الانساب	ابن اثیر جزری	تحقیق: عبد الطیف حسن عبد الرحمان دار لکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰ء
۱۳۴	بستان المحدثین [عربی ترجمہ]	ڈاکٹر محمد اکرم ندوی	دار الغرب الاسلامی بیروت: ۲۰۰۲ء طبع اول

Marfat.com

أهــم الــمــصــادر

"مولانا ڈاکٹر محمد اکرم صاحب ندوی کے مرتبہ عربی ترجمہ کے حواشی ومراجع کی فہرست جو ندوی صاحب کی ترتیب کے مطابق بلکہ اسی کی نقل ہے۔[نور]

ـ الآجري، أبوبكر الحسين بن عبد الله: الأربعون، تحقيق: علي حسن علي عبد الحميد، المكتب الإسلامي، ١٤٠٩هـ/١٩٨٩م.

ـ ابن أبي الدنيا، أبوبكر عبد الله بن محمد البغدادي: كتاب مجابي الدعوة ضمن موسوعة رسائل ابن أبي الدنيا، المجلد الرابع، بيروت،١٤١٣هـ/١٩٩٣م.

ـ ابن الأثير، علي بن محمد عز الدين: أسد الغابة في معرفة الصحابة، القاهرة، ١٩٧٠م.

ـ ابن الجارود، أبو محمد عبد الله بن علي: المنتقى، دار الجنان، بيروت،١٤٠٨هـ.

ـ ابن جميع، محمد بن أحمد الصيداوي: معجم الشيوخ، تحقيق: دكتور عمر عبدالسلام تدميري، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٥هـ.

ـ ابن حجر، أحمد بن علي العسقلاني: تهذيب التهذيب، حيدرآباد، ١٣٢٥هـ، ولسان الميزان، حيدرآباد، ١٣٢٩هـ، والإصابة في تمييز الصحابة، دارالفكر بيروت، والإمتناع بالأربعين المتباينة بشرط السماع، تحقيق محمد شكور بن محمود الحاجي أمرير الميادينى، الدوحة، ١٤٠٩هـ.

ـ ابن خلكان، أحمد بن محمد: وفيات الأعيان، بيروت، ١٩٧٨م.

ـ ابن دقيق العقيد، أبو الفتح تقي الدين محمد بن علي: الإلمام بأحاديث الأحكام، دارالكتب العلمية، بيروت، ١٤٠٦هـ.

ـ ابن عبدالبر، يوسف بن عبدالله: الاستيعاب في معرفة الأصحاب، مطبوع على هامش "الإصابة".

ـ ابن معين، يحيى الإلمام (ت): كتاب التاريخ، دراسة: الدكتور أحمد محمد نور سيف، الرياض، ١٣٩٩هـ/١٩٧٩م.

ـ ابن ناصر الدين، أبو عبدالله محمد بن أبي بكر عبد الله بن أحمد القيسي: إتحاف السالك برواة الموطأ عن الإمام مالك، تحقيق سيد كسروي حسن، دارالكتب

Marfat.com

العلمية، بيروت، ١٤١٥هـ.

- أبوبكر الشافعي، محمد بن عبدالله البزار: الغيلانيات، تحقيق: الدكتور فاروق بن عبدالعليم مرسي، الرياض، ١٤١٦هـ/١٩٩٦م.

- أبويعلى، أحمد بن علي بن المثنى الموصلي: المعجم، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دارالمأمون للتراث، بيروت، ١٤١٠هـ.

- الإسماعيلي، أبوبكر أحمد بن إبراهيم الجرجاني: المعجم، تحقيق: الدكتور زياد محمد منصور، المدينة المنورة، ١٤١٠هـ.

- الأصبهاني، أبونعيم أحمد بن عبدالله: المسند المستخرج على صحيح الإمام مسلم، تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، دارالكتب العلمية، بيروت١٤١٧هـ.

- البخاري، محمد بن إسماعيل: الأدب المفرد، تحقيق: سمير بن أمين الزهيري، الرياض، ١٤١٩هـ.

- البزار، أبوبكر أحمد بن عمرو البصري: البحر الزخار، تحقيق: محفوظ الرحمن زين الله، بيروت، ١٤٠٩هـ.

- البغوي، أبو محمد الحسين بن مسعود الفراء: شرح السنة. تحقيق: زهير الشاويش، وشعيب الأرناؤوط، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٣هـ، ومصابيح السنة، دار المعرفة، بيروت، ١٤٠٧هـ.

- البيهقي، أحمد بن الحسين: السنن الكبرى، تحقيق: محمد عبدالقادر عطا، بيروت، ١٤١٤هـ، ومعرفة السنن والآثار، تحقيق: سيد كسروي حسن، بيروت،١٤١٢هـ، ومناقب الشافعي، دارالتراث.

- التنبكي، أحمد بابا: نيل الابتهاج بتطريز الديباج، طرابلس، ١٩٨٩م.

- حاجي خليفة مصطفى بن عبدالله: كشف الظنون، إستانبول ١٩٤١م.

- الحميدي، أبوبكر عبد الله بن الزبير: المسند، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، عالم الكتب، بيروت.

- الحميدي، أبو عبدالله محمد بن أبي نصر الأندلسي: الجمع بين الصحيحين، تحقيق:

Marfat.com

الدكتور علي حسين البواب، دار ابن حزم، بيروت، ١٤١٩هـ.

ـ الخطابي، أبو سليمان حمد بن محمد البستي(ت): معالم السنن، المكتبة العلمية، بيروت، ١٤٠١هـ/١٩٨١م.

ـ الخطيب، أحمد بن علي البغدادي: تاريخ بغداد، القاهرة، ١٩٣١م.

ـ الخليلي، أبو يعلى الخليل بن عبد الله: الإرشاد في معرفة علماء الحديث، تحقيق: الدكتور محمد سعيد بن عمر إدريس، الرياض، ١٤٠٩هـ/١٩٨٩م.

ـ الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر: أحاديث الموطأ واتفاق الرواة عن مالك واختلافهم فيها زيادة ونقصاً، دار الرعاية الإسلامية.

ـ الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن: السنن، تحقيق: مصطفى ديب البغا، دار القلم، دمشق، ١٤١٧هـ/١٩٩٦م.

ـ الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان شمس الدين: تذكرة الحفاظ، حيدرآباد، ١٣٧٧هـ، وسير أعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤١٣هـ/١٩٩٣م، وميزن الاعتدال، القاهرة، ١٩٦٣م.

ـ الرازي، تمام بن محمد الدمشقي: الفوائد، تحقيق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي، الرياض، ١٤١٤هـ.

ـ الزركشي، بدرالدين محمد بن بهادر: تنقيح ألفاظ الجامع الصحيح، مصر.

ـ السبكي، عبدالوهاب بن علي تاج الدين: طبقات الشافعية الكبرى، تحقيق: عبدالفتاح الحلو ومحمود الطناحي، القاهرة، ١٩٦٤ ـ ١٩٧٦.

ـ السيوطي، جلال الدين أبو الفضل بن أبى بكر: التوشيح شرح الجامع الصحيح، تحقيق: رضوان جامع رضوان، مكتبة الرشد، الرياض، ١٤١٩هـ/١٩٩٨م.

ـ الشافعي، محمد بن إدريس: المسند، دارالكتب العلمية، بيروت.

ـ الطوسي، محمد بن أسلم: الأربعون، تحقيق وتعليق: مشعل بن باني الجبرين المطيري، بيروت، ١٤٢١هـ.

ـ الطيالسي، أبوداود سليمان بن داود بن الجارود: المسند، دارالمعرفة، بيروت.

Marfat.com

- عبد بن حميد الكشي: المنتخب من مسند عبد بن حميد، تحقيق: السيد صبحي البدري السامرائي ومحمود محمد خليل الصعيدي، عالم الكتب، بيروت، ١٤٠٨هـ.
- عبدالحي اللكنوي: الفوائد البهية في تراجم الحنفية، القاهرة، ١٣٢٤هـ.
- عبدالقادر القرشي: الجواهر المضيئة، حيدرآباد، ١٣٣٢هـ.
- عبد الله بن المبارك، أبو عبد الرحمن الحنظلي: كتاب الزهد، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، مكة المكرمة.
- القاضي عياض بن موسى السبتي: مشارق الأنوار على صحاح الآثار، تونس والقاهرة.
- الغافقي، أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن محمد الجوهري: مسند الموطأ، تحقيق: لطفي بن محمد الصغير وطه بن علي بو سريح، دارالغرب الإسلامي، ١٩٩٧م.
- القشيري، عبدالكريم بن هوازن الصوفي الإمام: كتاب الأربعين في تصحيح المعاملة، تحقيق: أبومحمد السيد أبو عمّه، طنطا، ١٤١٣هـ.
- الكتاني عبدالحي بن عبدالكبير: فهرس الفهارس، باعتناء الدكتور إحسان، دارالغرب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٢هـ/١٩٨٢م.
- الكتاني، محمد بن جعفر: الرسالة المستطرفة، دارالبشائر الإسلامية، بيروت، ١٤٠٦هـ/١٩٨٦م.
- الكرماني، شمس الدين محمد بن يوسف: الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري، بيروت، ١٤٠١هـ/١٩٨١م.
- مالك بن أنس: الموطأ، كراتشي.
- محمد بن علوي المالكي الحسني: أنوارالمسالك إلى روايات موطأ مالك، الدوحة، قطر.
- محمد بن محمد مخلوف: شجرة النور الزكية في طبقات المالكية، دارالفكر.
- المديني، أبوموسى محمد بن أبي بكر الأصبهاني: نزعة الحفاظ، تحقيق: عبدالراضي محمد عبدالمحسن، بيروت، ١٤٠٦هـ.
- إليان سركيس: معجم المطبوعات العربية والمعربة، مصر ١٣٤٩هـ/ ١٩٣١م.

Marfat.com

عبدالرحمن بک بائنڈر
1 NOV 2017

Marfat.com

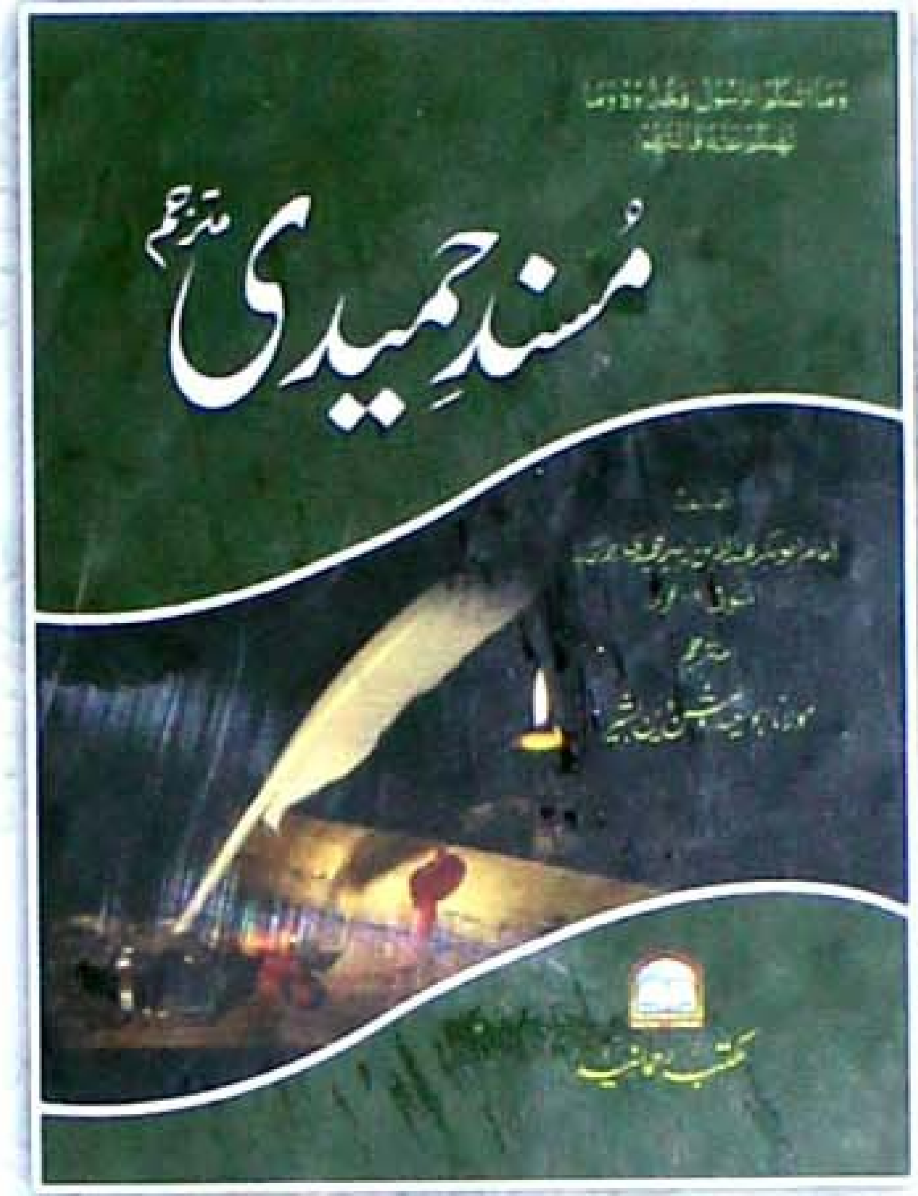

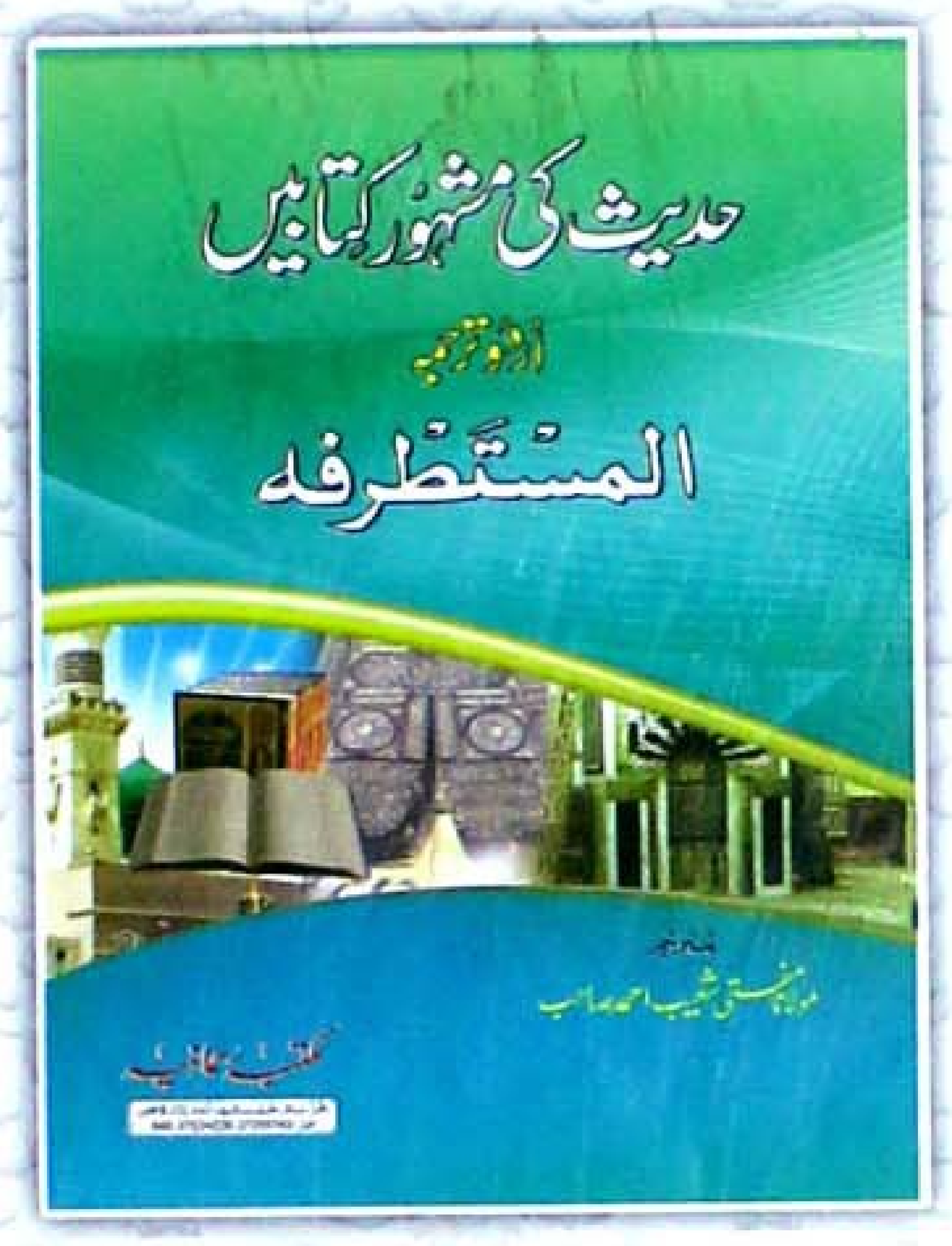

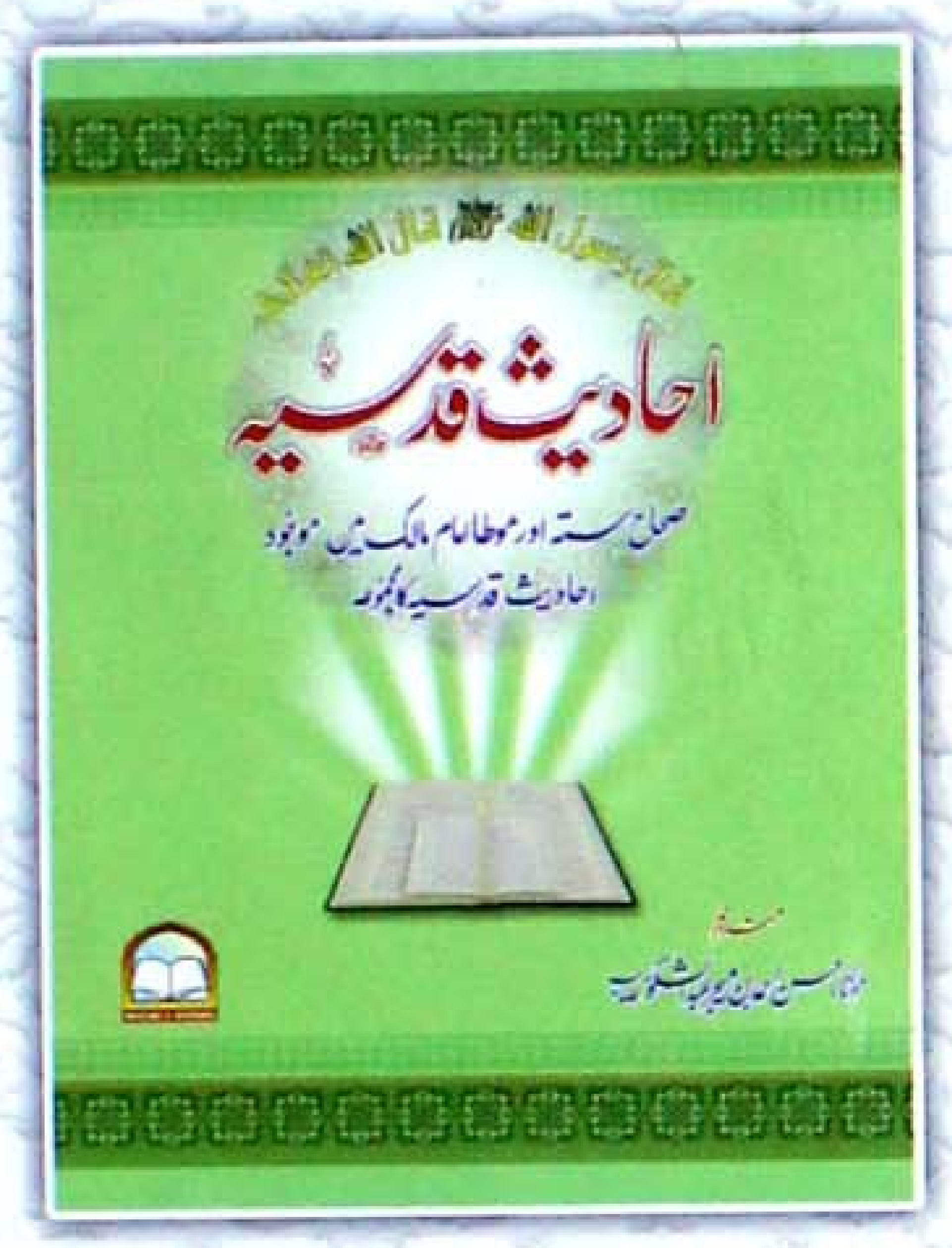

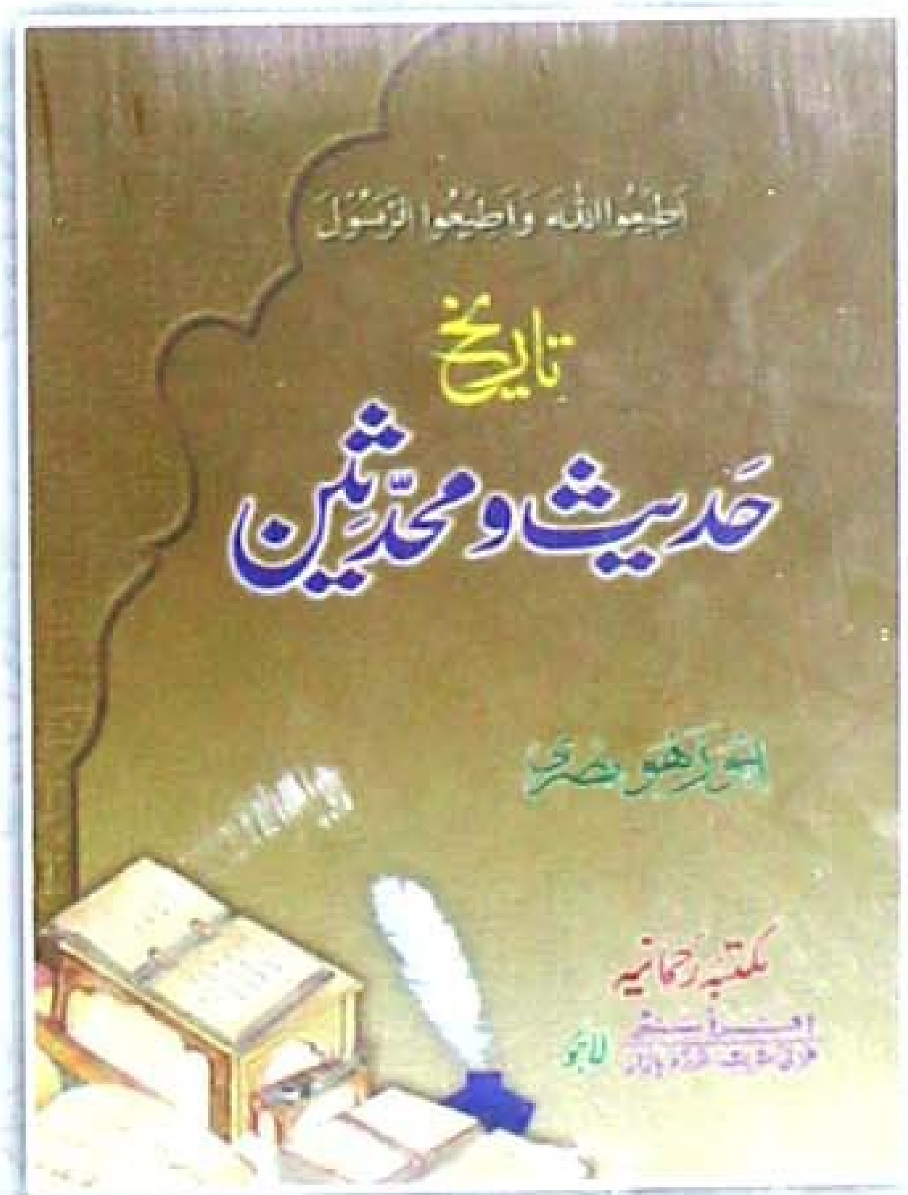

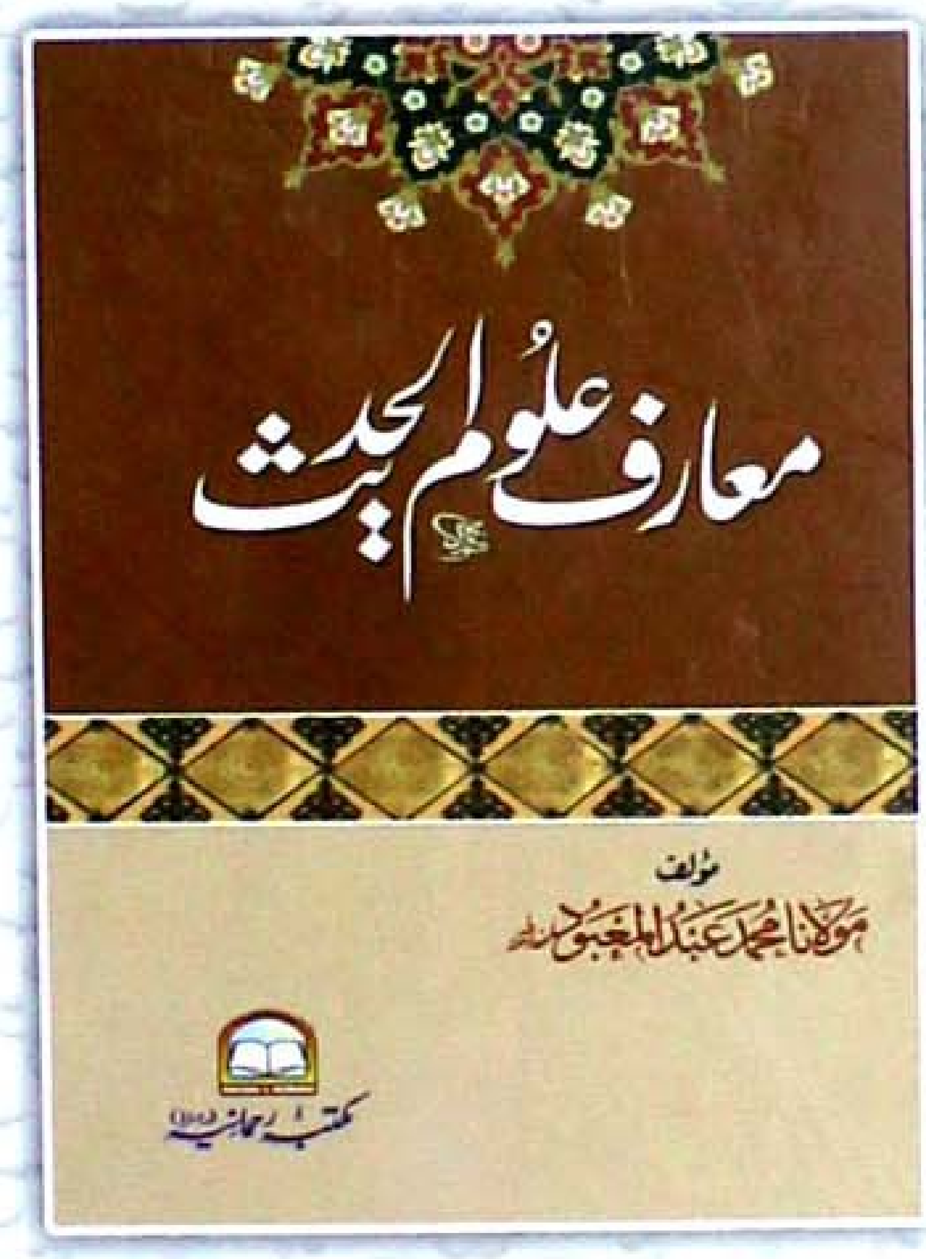

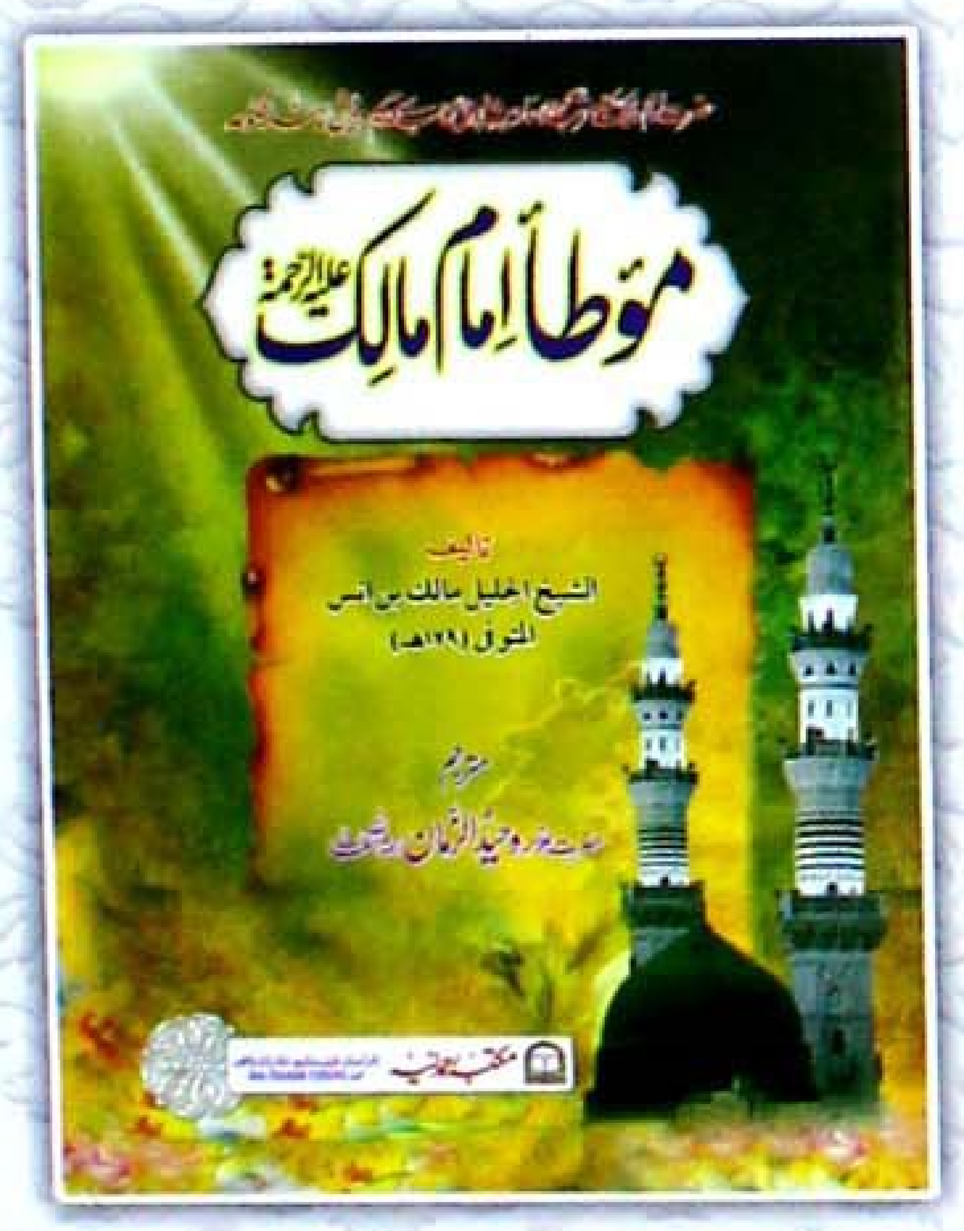

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37221395

Marfat.com

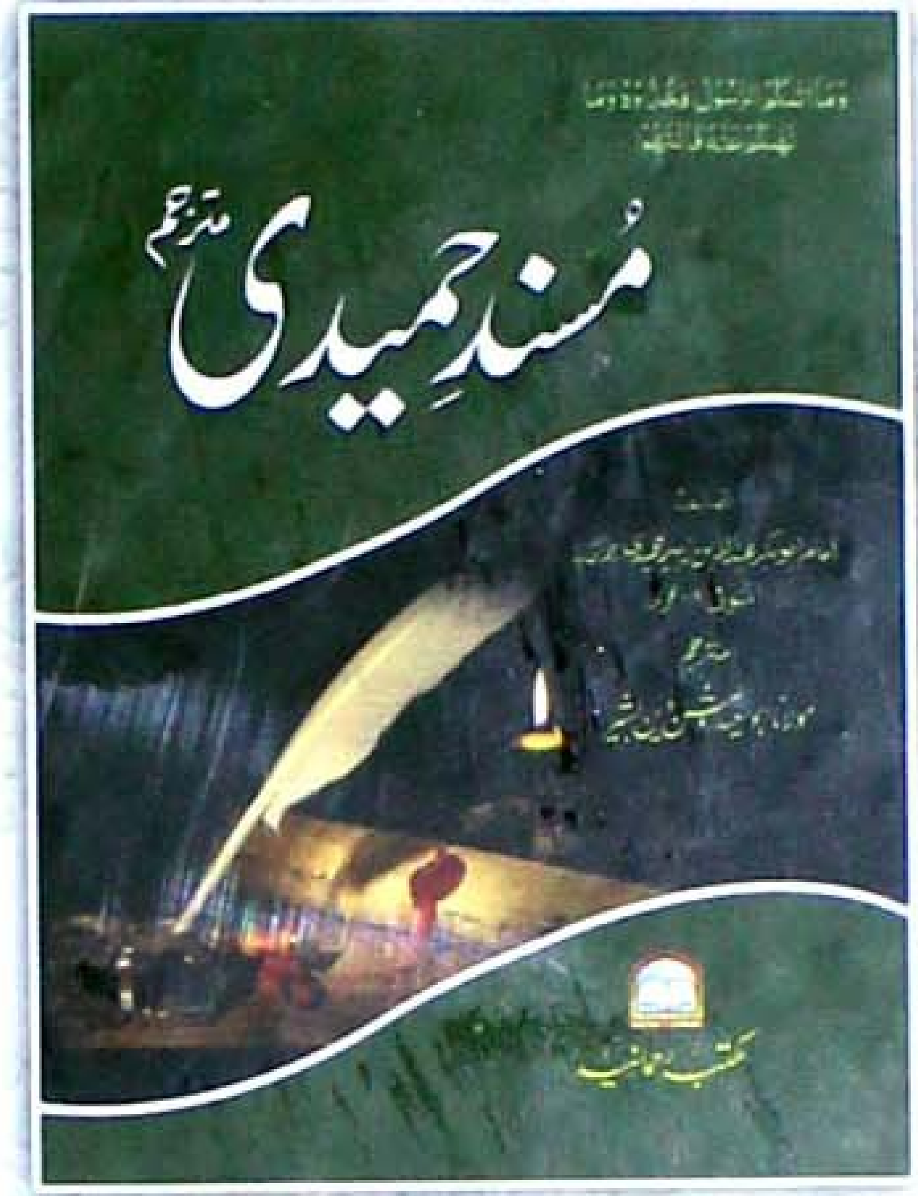

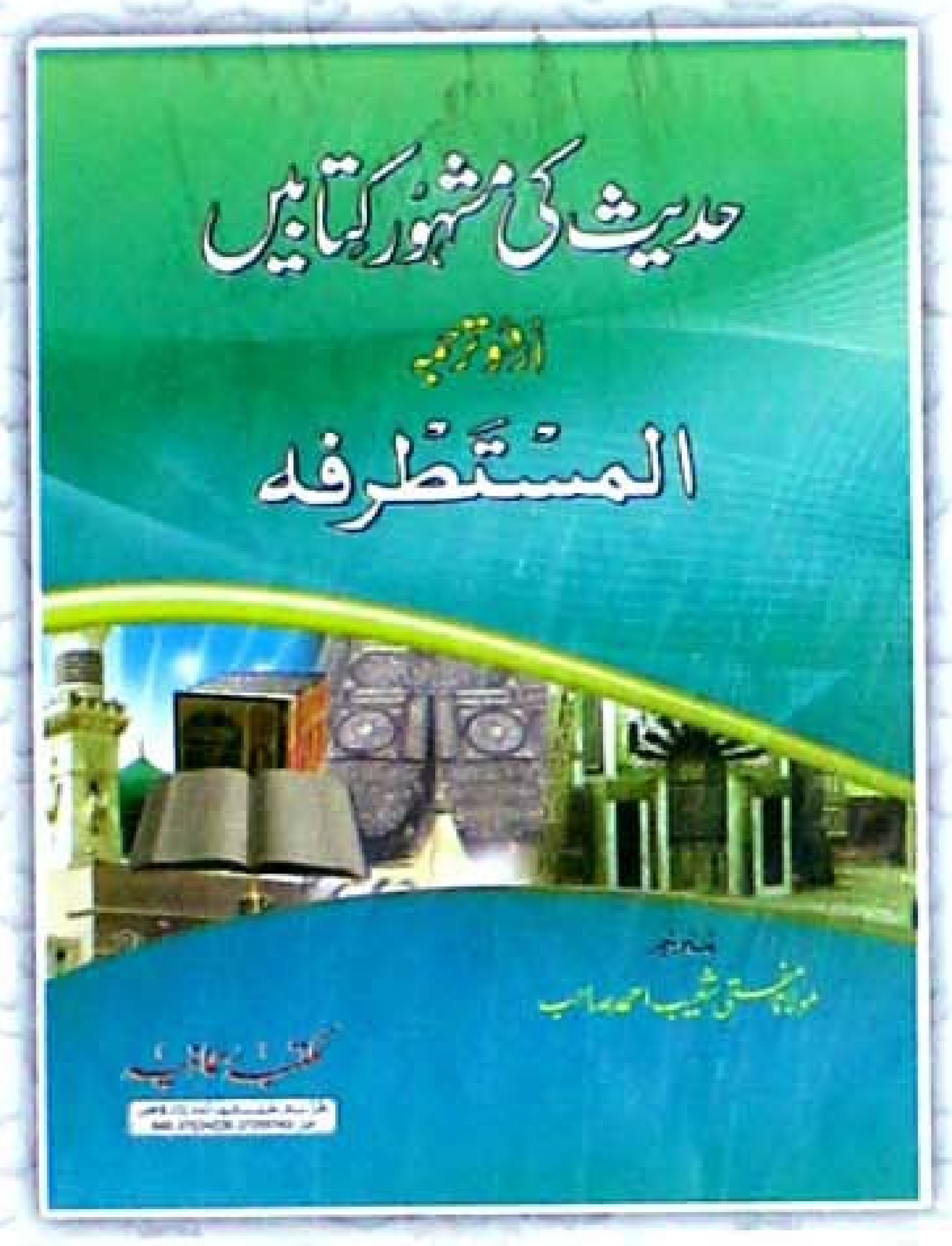

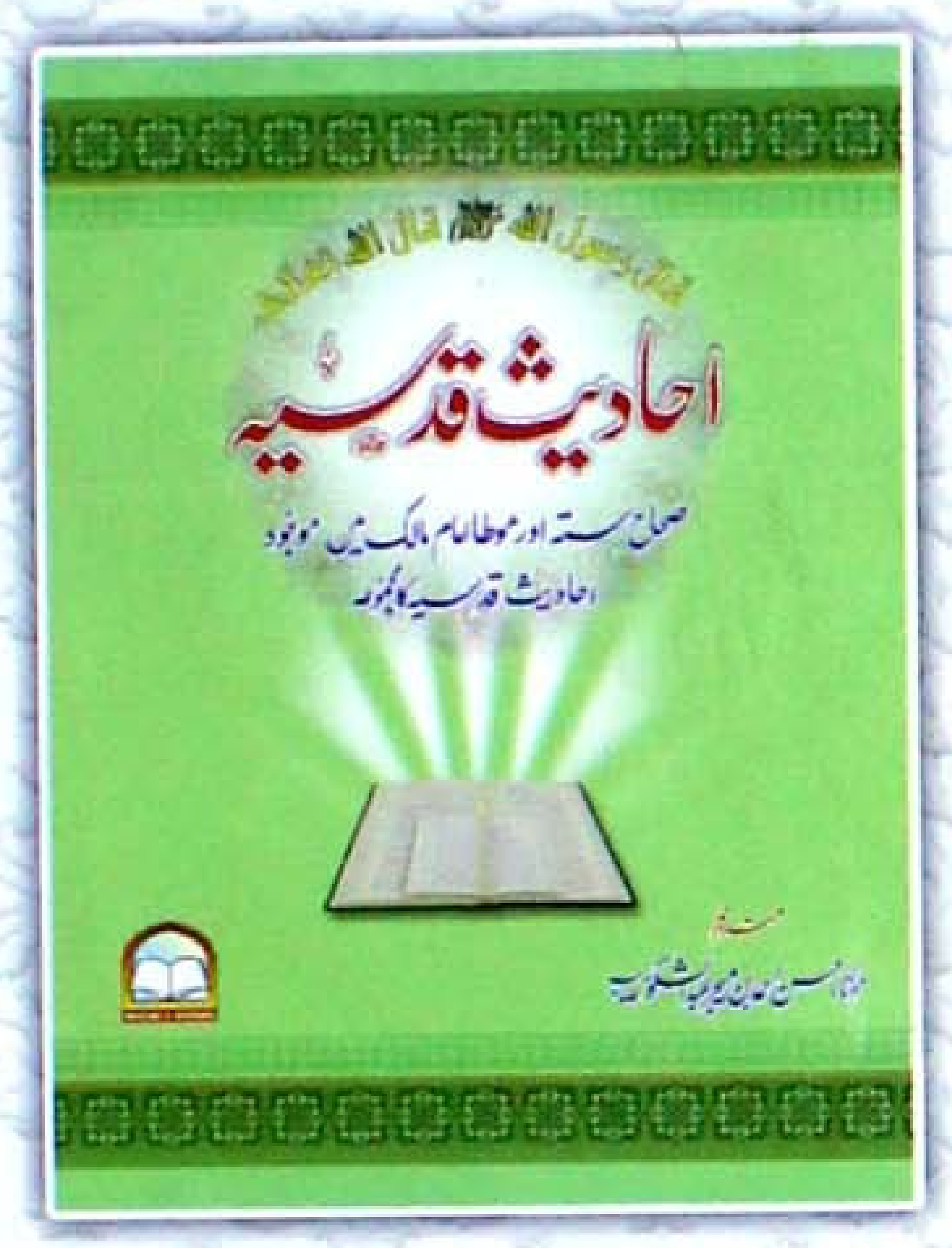

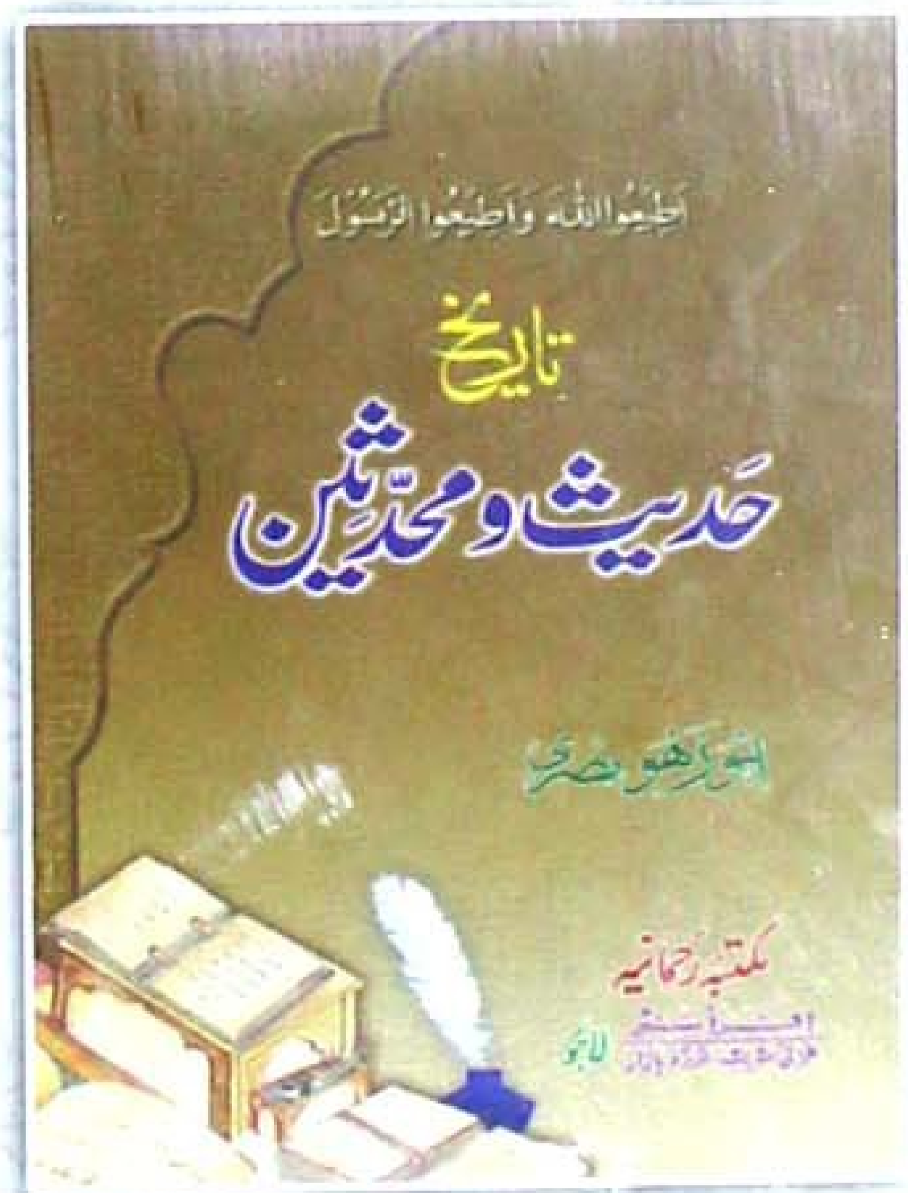

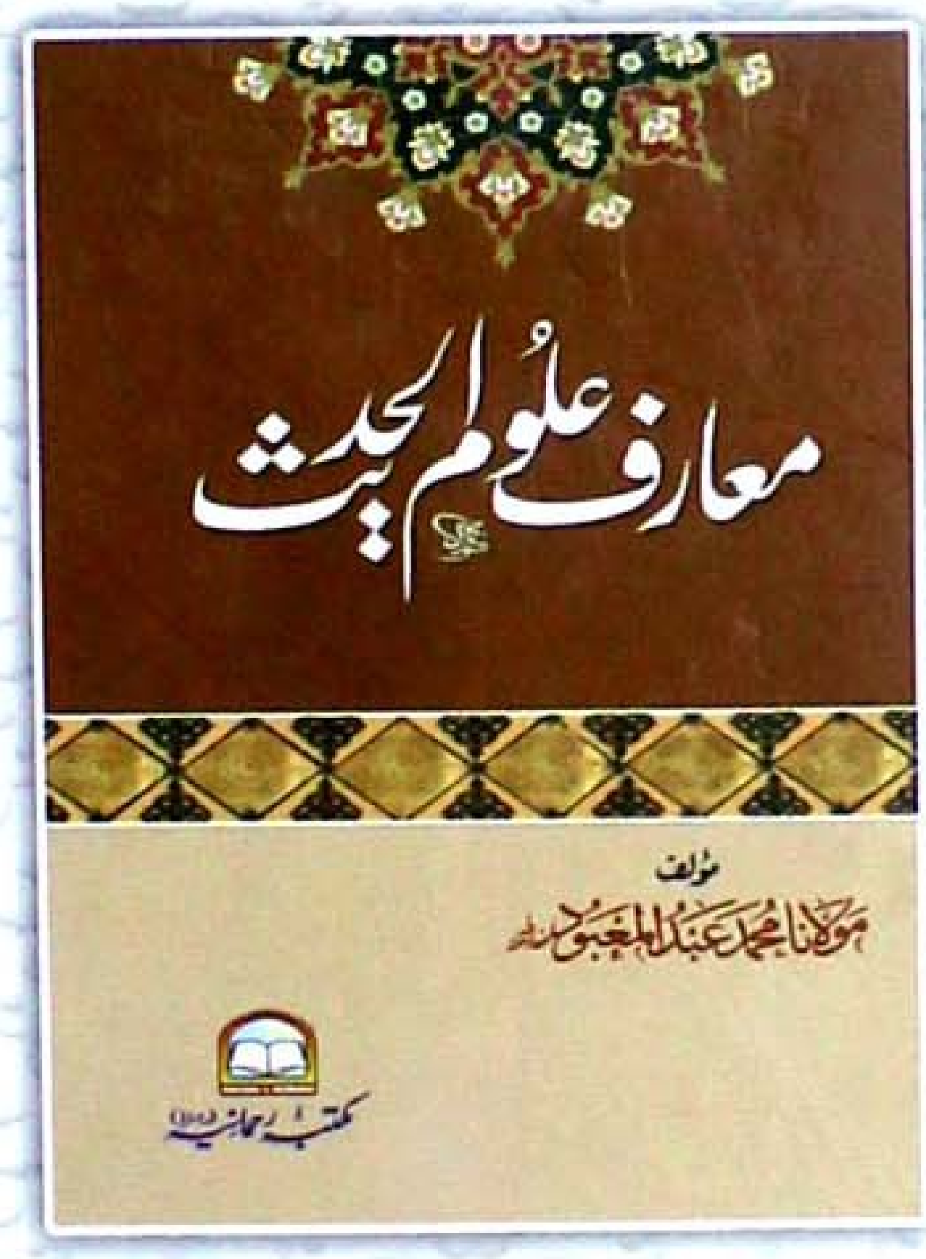

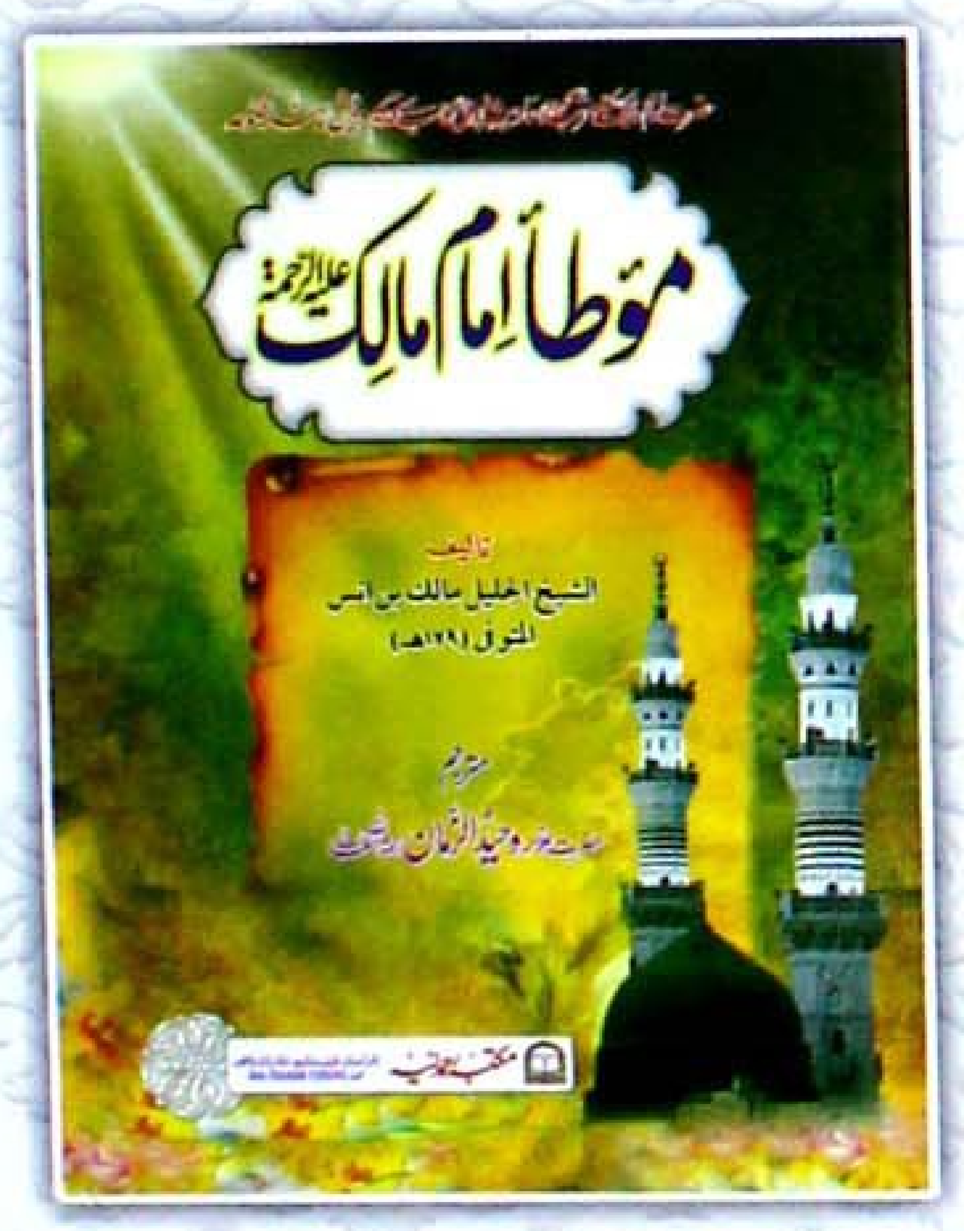

MAKTABA-E-REHMANIA
مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37221395

Marfat.com